يُعلّمكم الكتاب والحكمة ويعلمكم ما لم تكونوا تعلمون ؕ

مفتاح کنوز اسرار ربانی منشور لامع النور فیوض سبحانی مجموعۂ معارف و حقائق ذخیرۂ اسرار و دقائق جس میں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی و تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کے افادات کے ساتھ مذہب سے عقائد الہٰیات کی رعایت کی گئی ہے عماد دین ایمان

الموسوم بہ

تفسیر مواہب الرحمٰن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہٗ

حبر العلوم العقلیۃ النقلیۃ بحر الفنون الفرعیۃ والاصلیۃ قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد الغابرین حاوی الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ والاماثل المتفرد بالعلم الخفی والجلی مولانا مولوی سید امیر علی صاحب فتاوی الہندیہ ترجمۂ عالمگیریہ و عین الہدایہ دام ظلہ العالی بدوام الایام واللیالی مزید اہتمام و حسن انتظام سے

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپی

اعلان ۔ حق تالیف و تصنیف اس کتاب برکت انتساب کا بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے ۔

سورۃ المؤمنون

135858

[illegible] کے حروف چار ہزار آٹھ سو ہیں جسکے ایک ہزار آٹھ سو چالیس کلمہ ہیں ذکرہ الخطیب فی السراج اور قراء بصرہ [illegible] آیات ہیں اور قراء کوفہ کے نزدیک ایک سو اٹھارہ ہیں اور کلام ان دونوں میں اس مقام پر ہے ثم ارسلنا [illegible] وہارون بآیاتنا وسلطان مبین۔ تو اول فریق کے نزدیک یہ ایک آیت ہے اور دوسری جماعت کے نزدیک یہ پوری آیت [illegible] مترجم کہتا ہے کہ حفص رح کی قرأت جو ہمارے یہاں معروف ہے اُسمیں یہ آیت ہے لیکن وقف یہاں نہیں ہے بلکہ وصل [illegible] کہا کہ یہ سورۃ جمیع کے قول میں مکیہ ہے یعنی اُسکے مکیہ ہونے میں خلاف نہیں ہے۔ اور عبد اللہ بن السائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں صبح کی نماز شروع کی تو اُسمیں سورۃ مومنون سے استفتاح کیا جب وہاں پہنچے جہاں [illegible] وہارون [illegible] یا کہا کہ عیسیٰ کا ذکر ہے تو آپ کو کچھ کھانسی سی آئی پس آپ نے رکوع کر دیا۔ رواہ احمد ومسلم وابو داؤد والترمذی وابن ماجہ وغیرہم۔ اور اسکے فضائل جن سے کچھ آگے آتے ہیں بتوفیق اللہ عزوجل

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ

کام نکال گئے ایمان والے

الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۙ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِلزَّكٰوةِ

جو اپنی نماز میں نوے ہیں اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے اور جو زکوۃ

فٰعِلُوۡنَ ۙ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَيۡرُ

دیا کرتے ہیں اور جو اپنی شہوت کی جگہ تھامتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو اُنپر نہیں

مَلُوۡمِيۡنَ ۚ فَمَنِ ابۡتَغٰى وَرَآءَ ذٰ لِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡعٰدُوۡنَ ۚ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ ۙ

الزام پھر جو کوئی ڈھونڈھے اسکے سوائے وہی ہیں حد سے بڑھنے والے اور جو اپنی امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں

وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَلٰى صَلَوٰتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ ۘ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡوٰرِثُوۡنَ ۙ الَّذِيۡنَ يَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ ؕ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ

اور جو اپنی نمازوں کی خبر رکھتے ہیں وہی ہیں میراث لینے والے جو میراث پاوینگے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے وہ اُسی میں رہ پڑے

[illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] مومنین کے اوصاف جو اہل فلاح یعنی [illegible] وارث جنت الفردوس ہیں سات بیان فرمائے اول خشوع [illegible] دوسرے [illegible] سوم زکوۃ دینا [illegible] اپنی جورو یا مملوکہ لونڈیوں کے باقی سب سے اپنی فرج

Marfat.com

کو محفوظ رکھنا۔ پنجم امانت کا نگاہ رکھنا۔ ششم عہد جو ٹھہرا ہو اسکی نگہداشت کرنا ہفتم باہم [illegible]
بیان فرمایا کہ جو ان امور کو بجا لاوے وہ جنت الفردوس کا دائمی وارث ہے اور وہ عذاب جہنم سے [illegible]
کی توضیح و تحقیق کر دی جاوے تاکہ یہ نہو کہ مراد کچھ ہے اور نادانی سے کچھ اور سمجھ مین آوے۔ اللہ تعالے [illegible]
قرار رح نے کہا کہ حرف قد۔ یہان تاکید کے لیے ہے جس سے ثبوت ہو گیا فلاح کا جسکی امید پہلے سے تھی [illegible]
کے واسطے ہے جیسے نماز قائم ہونے سے پہلے کہتے ہین قد قامت الصلوۃ گویا فی الحال قائم ہو گئی ایسی قریب ہے [illegible]
نے فلاح پائی اور فی الحال گویا فلاح پر ہین یعنی ایسے قریب ہین۔ چونکہ موت بہت قریب ہوتی ہے تو گویا یہ زندگی [illegible]
کی صفت پر فلاح پر فی الحال ہین اور فلاح اسکو کہتے ہین کہ ہر مکروہ و ناگوار سے نجات ہو اور تمام امید و مراد حاصل ہو جاوے [illegible]
نے لکھا کہ امام احمد نے باسنادہ بواسطہ یونس بن سلیم راوی کی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب آنحضرت [illegible]
علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کے چہرہ کے پاس شہد کی مکھی کی نرم آواز کے مانند سنائی دیتا تھا پس ہم لوگ ایک ساعت
ٹھہر گئے جب وہ حالت کشادہ ہوئی تو آپ نے قبلہ کی طرف رخ فرمایا اور ہاتھ اٹھا کر کہا کہ الٰہی ہمارے واسطے زیادہ کیجیو اور کم نہ کیجیو اور عزت [illegible]
فرمائیو اور خوار نہ کیجیو اور ہم کو عطا فرمائیو اور محروم نہ کیجیو اور ہم کو برگزیدہ رکھیو اور ہم پر کسی کو برگزیدہ مت کیجیو اور ہم سے راضی رہیو اور ہم [illegible]
رکھیو پھر فرمایا کہ مجھپر دس آیات نازل ہوئی ہین جو انکو پورا کرے جنت مین داخل ہو۔ پھر پڑھا قد افلح المومنون دس آیات تک [illegible]
و النسائی۔ اور ترمذی نے کہا کہ یہ روایت منکر ہے مین نہین جانتا کہ سواے یونس بن سلیم کے کسی نے اسکو روایت کیا ہو اور مین یونس
کو نہین پہچانتا ہون۔ اقول خطیب نے لکھا کہ نسائی نے کہا کہ یہ روایت منکر ہے اور شاید کہ نسائی نے کہا کہ مین یونس کو نہین پہچانتا ہون۔ واللہ اعلم اور
نسائی نے یزید بن بابنوس سے روایت کی کہ مین نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا خلق کیونکر تھا ام المومنین نے فرمایا کہ تو قرآن پڑھتا ہے پھر خود پڑھا قد افلح المومنون تا قولہ تعالے علی صلوتہم یحافظون۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق ایسا تھا۔ یعنی یہ صفات آپ کا خلق تھے۔ کعب احبار و مجاہد و ابو العالیہ وغیرہم سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالے
نے جنت عدن کو پیدا کیا اور اپنی قدرت خاص سے اسکو جمایا تو اسپر نظر فرما کر حکم دیا کہ کلام کر اسنے کلام کیا قد افلح المومنون۔ کعب احبار
نے کہا کہ یعنی جن بندون نے تصدیق کی اسکی جو انکے واسطے کرامتین مہیا فرمائی ہین اور ابو العالیہ نے کہا کہ اسکو اللہ تعالے نے اپنی
کتاب مین نازل فرمایا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب اللہ تعالے نے جنت کو پیدا فرمایا ایک اینٹ چاندی کی اور ایک
سونے کی اور گارا اسکا مشک کا اور اسکو غرس فرمایا تو اس سے ارشاد فرمایا کہ کلام کر اسنے کہا کہ قد افلح المومنون۔ پھر اسمین ملائکہ داخل
ہوے اور کہنے لگے کہ مبارک ہو تجھکو کہ تو بادشاہون کا گھر ہے۔ اسکو امام ابو بکر البزار رح نے اسی طرح ابو سعید کا قول [illegible]
دوسری اسناد سے اسکو ابو سعید خدری رض سے مرفوع روایت کر کے کہا کہ مین واقف نہین ہوا کہ کسی راوی نے اسکو [illegible] مدنی
صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچایا ہو سواے علی بن الفضل کے اور یہ راوی حافظ نہین ہے۔ اور ابو القاسم طبرانی رح نے [illegible]
سے کہ بقیہ بن الولید نے اہل حجاز سے روایت کی ہے ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جنت عدن کو پیدا فرمایا تو اسمین وہ کچھ پیدا کیا جو کسی آنکھ نے نہین دیکھا اور نہ کسی بشر کے دل پر خطرہ گذرا
کہ کلام کر اسنے کہا کہ قد افلح المومنون۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ بقیہ نے جو حجازیون سے روایت کی [illegible]

Marfat.com

ابن عباس رضہ سے مرفوع روایت کی کہ جب اللہ تعالے نے جنت کو اپنے ید قدرت سے پیدا کیا اور اسمین پھل
اور نہرین جاری فرمائین تو پھر اُسپر نظر فرمائی اُسنے کہا قد افلح المومنون ۔ حق عزوجل نے فرمایا کہ قسم مجھے اپنے عزت و
جلال کی تجھ مین میرا مجاور کوئی بخیل نہین ہوگا ۔ ابن ابی الدنیا نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے جنت عدن کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اُسکی ایک اینٹ سپید موتی کی اور ایک اینٹ یاقوت سرخ کی اور
ایک اینٹ زبرجد سبز کی اور اسکا گارہ مشک اور اُسکی گھاس زعفران ہے پھر اُس سے ارشاد فرمایا کہ بول اُسنے کہا کہ قد افلح المومنون
پس اللہ تعالے عزوجل نے فرمایا کہ قسم مجھے اپنے عزت وجلال کی کہ تجھ مین میرا مجاور کوئی بخیل نہین ہوگا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ آیت پڑھی ومن یوق شح نفسه فاولئک ہم المفلحون ۔ مترجم کہتا ہے کہ اگر کہا جاوے کہ اسمین جواہرات کی اینٹین مذکور ہین
اور اوپر کی حدیث مین سونے چاندی کی اینٹین مذکور ہوئین تو جواب یہ ہے کہ جنات عدن آٹھ ہین اور اُنکے درجات مختلف ہین
پس وہ اور یہ دونون ٹھیک ہین اور بیان احادیث شریف مین اُسی قدر ہے جسقدر لوگون کی سمجھ سے باہر نہ ہو ورنہ آخرت کی اصل
کیفیت سب اول تو اُسکا بیان مین لانا متعذر ہے اور اگر بیان ہون تو سمجھنا محال ہے اور محصل اُسکا اسقدر ہے کہ ہر وہ نعمت جو بندہ
چاہے اور قیاس مین لا سکتا ہے وہ تو وہان ضرور موجود ہے کیونکہ جو چاہا وہ موجود ہے اور باقی بیشمار نعمتین وہ ہین کہ جو کسی کے خیال
مین نہین آئین تو وہ مومنون کو وہان اللہ تعالے کے فضل وکرم سے حاصل ہونگی اور رضوان الٰہی و دیدار باری تعالے جل جلالہ
سب سے بڑھکر نعمت ہے سبحان اللہ وبحمدہ ۔ بالجملہ حق عزوجل نے قران پاک مین نازل فرمایا کہ قد افلح المومنون ۔ یہ اہل تصدیق
ویقین ہین اور اُنکے دل اللہ تعالیٰ ومحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقران پر مطمئن ہین اور اُنکے افعال قلبی وظاہری مین سے
سات صفات بیان فرمائے ۔ اول صفت خشوع کی بقولہ ۔ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ایسی ہین
کہ جو اپنی نماز مین خشوع رکھنے والے ہین علماء نے اختلاف کیا کہ خشوع افعال قلوب مین سے ہے یا افعال جوارح یعنی اعضاے ظاہری
مین سے ہے اور لغت مین خشوع کے معنی سکون وتواضع وخوف وتذلل کے ہین اور شرع مین اللہ تعالے نے فرمایا وخشعت الاصوات
للرحمن الآیہ ۔ یعنی حضرت حق عزوجل کے واسطے آوازین خاشع ہوجاینگی اور سابق مین تفسیر گذری کہ یعنی ساکن ہوجائینگی ۔ اور دوسری
آیت مین فرمایا الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ الآیہ ۔ یعنی کیا وقت نہین آگیا مومنون کے واسطے کہ اُنکے دل خشوع
مین آوین واسطے ذکر الٰہی کے ۔ پس اسمین خشوع قلب کا فعل بیان فرمایا اور شیخ امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن عباس رضہ نے
کہا کہ خشوع رکھنے والے یعنی خوف وسکون رکھنے والے ہین ۔ ایسا ہی مجاہد وحسن بصری وقتادہ وزہری سے مروی ہے اور حضرت
علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خشوع دل کا خشوع ہے اور یہی قول ابراہیم نخعی رح کا ہے اور حسن بصری رح نے کہا کہ اُنکا
خشوع اُنکے دلون مین تھا اُسی سے اُنھون نے اپنی آنکھین بند کرلین اور اپنے بازو پست کیے ۔ مترجم کہتا ہے کہ شاید تحقیق
یہ ہے کہ خشوع جس امر کی طرف مضاف ہو اُسکے موافق ہوگا پس جو فعل اعضاے ظاہری سے ہو اسمین خشوع بمعنی سکون وتواضع
اور جب دل کی طرف مضاف ہو بمانند قولہ ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ ۔ تو بمعنی ہیبت وخوف ہوگا اور یہان نماز مین خشوع بیان
فرمایا ہے خشوع اسمین بہ نسبت خشوع جوارح کے زیادہ ضروری ہے بدلیل قولہ تعالے واستعینوا بالصبر والصلوة وانہا لکبیرة الا
علی الخاشعین الذین یظنون انہم ملاقو ربہم الآیہ ۔ تو یہان خاشعین کی صفت بیان فرمائی کہ اُنکو دلی یقین ہو کہ وے رب عزوجل سے

Marfat.com

ملاقی ہونے والے ہین اور یہ یقین فعل قلب ہی تو خشوع والون کا خشوع اول دل سے ہی اور اسکا [illegible]
سے کوئی شخص شکل فروتنی وعاجزی کی بناوے بدون اسکے کہ دل مین ہیبت وعظمت الٰہی ہو تو [illegible]
کلام حضرت علی رض اسکا شاہد ہی اور ابن عباس رض نے دلی خشوع کا اثر ظاہری بیان فرمایا کہ دل مین [illegible]
ظاہری جوارح مین سکون ہوگا یعنی خائف بقلب ہون اور ساکن بجوارح ہون اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ [illegible]
ہی اور یہ کہ تو مرد مسلمان کے لیے اپنا بازو نرم کرے اور یہ کہ نماز مین ادہر اُدہر التفات نہ کرے - اس کلام مین [illegible]
محل خشوع کا نماز مین دل ہی اور اسکے آثار مین سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ بندہ مومن کے لیے اپنا بازو نرم کرتا ہی اور التفات [illegible]
خطیب وغیرہ نے لکھا کہ خاشعون کی تفسیر مین ابن عباس نے کہا کہ سکون کے ساتھ ذلیل بنے ہوے - اور قتادہ رح نے کہا [illegible]
سجدہ کرے اُسکا التزام کرے - حاکم رح نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے آسمان کی طرف نظر اٹھاتے [illegible]
یہ آیت اتری تو اپنی نظر کو مقام سجدہ پر رکھا اور آدمی یعنی صحابہ رض مین سے جب نماز کو کھڑا ہوتا تو اللہ تعالے اسے ہیبت مین رکھتا
کہ اپنی نظر کسی چیز پر لگاوے یا دنیا کی باتون مین کسی بات کا دل مین خیال لاوے - قال الحاکم صحیح الاسناد - اور روایت ہی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز مین اپنے ڈاڑھی سے کھیلتا ہی تو فرمایا کہ اگر اُسکا دل خشوع مین ہوتا تو اُسکے جوارح بھی
خشوع مین ہوتے - رواہ الترمذی وضعفہ - بعض نے کہا کہ خشوع یہ ہی کہ اپنی ہمت کو نماز کے واسطے مجتمع کرے اور ماسواے اُسکے سب
چیز سے دل ہٹاوے - اور خطیب نے لکھا کہ خشوع مین سے یہ بھی ہی کہ ادب کا لحاظ رکھے پس اس سے پرہیز کرے کہ دامن پنے یا جسم
وکپڑے کے ساتھ عبث فعل کرے یا انگلیان چٹکاوے یا کسی طرف التفات کرے یا انگڑائی لے یا جمائی لے یا منھ بند کرے
یا اوڑھنے کا کپڑا لٹکاوے یا کوکھ پر ہاتھ رکھے یا کنکریان ہٹاوے یا اپنی انکھین بند کرے - مترجم کہتا ہی کہ آنکھین بند کرنا ظاہر
کتب فقہا مین مکروہ ہی ولیکن اسمین کلام آتا ہی - خطیب رح نے لکھا کہ حسن بصری رح نے ایک شخص کو دیکھا جو کنکریون سے عبث کرتا
تھا اور کہتا تھا کہ الٰہی میرا جوڑا حور العین سے کردے تو حسن رح نے کہا کہ تو برا خراب منگنی کرنے والا ہی حور العین مانگ رہا ہی اور
تو کنکریون سے کھیل کر رہا ہی - اور یہ بھی حسن رح سے مروی ہی کہ ہر نماز جس مین قلب حاضر نہ ہووے نماز عذاب کیے جانے کی طرف
زیادہ بڑھی ہوئی ہی - اور معاذ بن جبل رض سے روایت کیا جاتا ہی کہ جو نماز مین ہو اور اپنے دائین یا بائین طرف کے آدمی کو پہچانے تو اسکی
نماز کچھ نہین ہی - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ بندہ کے واسطے نماز مین سے اسی قدر لکھی جاتی ہی جو اُسنے سمجھی [illegible]
ہی - اور حدیث مین روایت کیا جاتا ہی کہ بہت سی نماز مین کھڑے ہونے والون کا حصہ فقط تھکن وتکلیف ہی - شیخ امام ابن کثیر رح
لکھا کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نگاہین آسمان کی طرف نماز مین اٹھاتے
تھے جب یہ آیت اتری قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون - تو انھون نے اپنی نگاہین اپنے مقام سجدہ کی طرف
کر دین - محمد بن سیرین نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے کہ آدمی نماز مین اپنی نگاہ کو اپنے مقام سجود سے تجاوز نہ کرنے دے [illegible]
اُسکی نگاہ دوڑانے کی عادت ہوگئی ہو تو آنکھین بند کرلے - رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم - مترجم کہتا ہی کہ غزالی رح نے [illegible]
مین احیاء العلوم مین جو لکھا ہی از انجملہ خطیب نے جسطرح اوپر مذکور ہوا منتخب کرلیا ہی اور غزالی رح نے [illegible] کو اختیار کیا
اگر آنکھین بند کرنے مین خشوع وحضور قلب ہوتا ہو تو آنکھین بند کرلے اور مترجم کے نزدیک یہ احسن [illegible]

Marfat.com

ابن کثیر نے لکھا کہ ابن جریر نے محمد بن سیرین و عطاء بن ابی رباح سے مرسل روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آسمان کی طرف دیکھنے سے باز رہے جبتک کہ یہ آیت اتری مترجم کہتا ہے کہ صحیح حدیث مین مروی ہے کہ آپ نے تہدید فرمائی - کہ جو کوئی آسمان کو نظر اٹھا کر دیکھتا ہے وہ ڈرتا نہیں کہ اسکی بینائی اچک لیجاوے - بالجملہ اب یہ متعین ہے کہ بے ادبی سے آسمان کو نظر نہ اٹھاوے - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ نماز مین خشوع اسی کو حاصل ہوگا کہ جو نماز کے لیے اپنا دل فارغ کرے اور سوائے نماز کے اور چیزون سے دل ہٹا کر سب چیزون سے نماز کو اختیار کرے اور اس حالت مین نماز اسکے لیے راحت و آنکھون کی ٹھنڈک ہو گی چنانچہ امام احمد و نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دل کو محبوب کر دی گئی ہین خوشبو اور عورتین اور میری آنکھون کی ٹھنڈک نماز مین کر دی گئی ہے یعنی نماز سب سے زیادہ ہے - امام احمد نے محمد بن الحنفیہ سے روایت کی کہ مین اپنے باپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ایک انصار کے مکان مین گیا وہان نماز کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ ای چھوکری میرے وضو کو پانی لا دے شاید نماز پڑھون کہ استراحت پاؤن پھر آپ نے ہم لوگون کو دیکھا کہ گویا ہم نے آپ کے اس کلام کو اچھا نہ خیال کیا تو آپ نے فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے بلال رض کو فرمایا کہ ای بلال کھڑا ہو اور ہم کو نماز کے ساتھ راحت دے - مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت صریح ہے کہ حدیث مین مراد راحت سے یہ نہین ہے کہ عشاء کی نماز سے جلد فارغ ہو کر استراحت کرین اگرچہ بعضے فقہاء نے یہ معنی خیال کیے ہین بلکہ معنی اس راحت کے یہی ہین کہ نماز مین آنکھون کی ٹھنڈک ہوتی ہے اور راحت یہی ہے اور اسی پر کلام ابن کثیر رح شاہد ہے اور ائمہ صوفیہ یہی معنی لیتے ہین - پھر مسئلہ یہ ہے کہ یہ خشوع اور حضور قلب کیا نماز کا رکن واجب ہے یا سنن مین سے ہے - جواب یہ کہ علماء کے دو قول ہین ایک گروہ کے نزدیک واجب ہے اور ایک گروہ کے نزدیک فضائل مین سے ہے - امام غزالی کے نزدیک واجب ہے اور ابراہیم حنبلی نے رسالہ مین لکھا کہ شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی حنبلی رحمہ اللہ کے نزدیک حضور نیت نماز کے ہر رکن مین شرط ہے اور یہ قول مترجم کے نزدیک احسن ہے یعنی آنکہ وہ شرط ہے نہ جزو داخل جیسا کہ ظاہر ہے اور بعضے اسطرف گئے ہین کہ یہ واجب نہین جیسا کہ ظاہر اقوال درمختار وغیرہ فقہ کی کتابون کے ہین اور استدلال یہ کیا کہ خشوع کی شرط کرنا تمام فقہاء کے خلاف ہے تو خلاف اجماع کی طرف التفات نہوگا - مترجم کہتا ہے کہ یہ استدلال باطل مغلطہ ہے اور وجہ اسکی یہ پیش آئی ہے کہ فقہاء جنکا نام لیا ہے انسے مراد وہ ہین جو افعال جوارح سے بحث کر کے ظاہری صورت پر حکم دیتے ہین تو ضرور ہے کہ جب کسی نے انکے سامنے پیش کیا کہ اسطرح قرات و قیام و رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھی تو وے حکم دینگے کہ نماز صحیح ہوئی اور اس سے یہ مراد نہین ہے کہ اللہ تعالے کے نزدیک بھی صحیح ہوئی اور قبول ہوئی ہے کیونکہ اسپر اجماع ہے کہ کسی فعل کا قبول ہونا اللہ تعالے کے نزدیک مخفی ہے اسپر کوئی مطلع نہین ہے اور ابوداؤد کی حدیث مین یہ مضمون صریح ہے کہ شیطان آدمی کی نماز سے اچک لیتا ہے پس بعض کی نصف و بعض کی تہائی اور بعض کی زائد یہانتک کہ بعض سلام پھیرتا ہے اور اسکی نماز سے اسکے پاس کچھ نہین ہے - اور یہ حدیث صحاح وغیرہ مین موجود ہے اور اسکے مانند مضمون کی احادیث اور بھی صحاح مین موجود ہین جنکا لکھنا طول ہے پس جن فقہاء کا اجماع ذکر کیا ہے وہ جس طریقہ پر بحث کرتے ہین اس راہ سے اجماع ہے یعنی ظاہری ارکان و افعال مین سے کوئی کم نہین ہے - اور یہ کلام اصلی خشوع و حضور قلب کا ہے اور تجھے غرہ نہ دلاوے وہ اثر جو امام بخاری رح نے صحیح مین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مین نماز مین لشکرون کا تعبیہ کرتا ہون - یہ منجملہ اسرار کے ہے جس سے عالم کو واقف ہونا چاہیے حضوری سے ہے اور وہ عجیب جاہل ہے کہ جو یہان یہ گمان کرے کہ نماز مین اسقدر غافل ہوتے تھے اور جب یہ نہین ہے تو تیری نظر

ہی کا قصور ہی کہ تو اُسکے معنی نہین سمجھا - اور قنیہ وغیرہ کی روایات پر مغرور ہونا مہمل ہی [illegible]
پر مستند ہوتا ہی بس صحیح یہی ہی کہ حضور قلب وخشوع مذکور نماز مین شرط اصلی ہی - شیخ عبدالواحد بن زید رح [illegible]
کا اجماع ہی کہ بندہ کے واسطے اُسکی نماز مین سے کچھ نہین ہی مگر اِسقدر کہ اُسنے سمجھکر پڑھی پس اگر سب نماز مین [illegible]
ورنہ جسقدر غافل ہوا وہ شیطان کا حصہ ہوا اِس قول کو نیشاپوری نے اپنی تفسیر مین نقل کیا ہی اور کہا کہ اِس قول کے صحیح [illegible]
دلائل مین سے ہی کہ اللہ تعالے نے فرمایا افلا یتدبرون القران - اور ظاہر ہی کہ قران مین تدبر بدون معنی پر واقف ہونے کے [illegible]
اللہ تعالے نے فرمایا - اقم الصلوٰۃ لذکری - میری یاد کے ساتھ نماز کو قائم کر اور ظاہر ہی کہ غفلت تو ذکر کے برخلاف ہی لہذا فرمایا [illegible]
من الغافلین - اور اللہ تعالے نے ایسے لوگون کو جو غافل بیہوش ہین نشہ مین ہین نماز سے قریب ہونے سے منع فرمایا یہانتک کہ جبتک
وہ سمجھین بقولہ حتی تعلموا ما تقولون پس جو شخص سوائے نشہ کے دنیاوی خواہشون کے نشہ مین اِس طرح غافل ہو وہ بھی [illegible]
مدہوش کے ہی مسئلہ اگر کہا جاوے کہ جو شخص خطرات کا عادی ہو رہا ہی یا ہموم وافکار دنیاوی و پریشانیان اُسپر اِسقدر طاری ہین کہ
اُسکی نیت جمع نہین ہوتی اور خطرے دور نہین ہوتے ہین تو کیا وہ نماز نہ پڑھے جواب یہ ہی کہ نہین بلکہ برابر نماز پڑھے ولیکن انتہائی کوشش
اپنی اِسطرف صرف کرے کہ خطرات دور ہو جاوین اور اللہ تعالی عالم الغیب ہی اور قد قال تعالے جاہدوا فی اللہ حق جہادہ الآیۃ -
پھر اگر اُسنے دفع خطرات مین کوشش نہ کی تو اُس سے بھی اللہ تعالے آگاہ ہی - اور رہا جسپر افکار دنیاوی چھائے ہین تو وہ دو قسم
کے ہین ایک وہ کہ جنپر فاقہ یا مصیبت کی پریشانیان ہین تو وہ بھی اِسیطرح کوشش کرین کہ یہ خیالات رفع ہون اور اللہ تعالی نے
آسان ہونا نماز کا اِن لوگون پر بیان فرمایا جو یقین رکھتے ہین کہ اپنے رب عزوجل سے ملنے والے ہین پس اللہ تعالے سے حضور دل
کے ساتھ دعا کرے اور نماز تو سب دعا ہی اللہ تعالی اُسکی پریشانی دور فرما دے - قسم دوم وہ کہ اُنکے تعلقات دنیا مین عیش وراحت
کے اسباب وسامان خود اِسقدر بڑھتے ہوئے ہون کہ اُنکے قلب پر حاوی ہو رہے ہین تو وے اِن تعلقات لایعنی سے خوف کرین
اور اُنکا معاملہ سخت ہی - بالجملہ اللہ تعالے نے بندے پر سب آسان فرما دیا ہی فریضہ نماز وقت مین چار رکعت سے زیادہ نہین ہی
اور وہ بہت تھوڑی دیر کا کام ہی اتنی دیر تک فارغ ہونا ہر ایک سے ممکن ہی پھر اگر خیالات کا ہجوم ہو تو خیر نوافل ہی ند ارد ہونگے
ولیکن فرائض مین تو ذرہ دیر کے لیے اہتمام ضروری ہی - اللہ تعالے نے نماز مین جو صدق حضور دل سے ادا کیجاوے برکات رکھے
ہین آدمی کو رزق کی وسعت اور فحشاء ومنکر سے نجات بقولہ ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر - خطیب رح نے لکھا کہ جس کسی کی
نماز اُسکو فحشاء ومنکر سے نہ بچاوے تو اُسنے نماز نہ پڑھی اور اِس سے سوائے دوری کے قرب نہین ہوتا ہی - اور مترجم
نے اول ذکر کر دیا کہ نماز چھوڑنا کسی حال مین روا نہین ہی مگر اُسکی کوشش کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی کی حضوری حاصل ہو اور جب بندے نے
کوشش کی پھر کچھ نہ کچھ خطرات آئے تو رب کریم غفور رحیم ہی امیدوار رہے کہ اُسکو معاف فرما دے اور ثواب اُسی کے قبضہ [illegible]
مین ہی - ایسے ہی آدمی پر واجب ہی کہ دو چار سورتین خصوص الحمد جو نماز مین پڑھنے کی ضرورت ہی اُسکے معنی سمجھ لینے کے لیے کوشش
کرے یہانتک کہ اُسکو مطلب معلوم ہو جاوے اور کم سے کم اِسقدر رہی کہ قل ہو اللہ احد - اللہ تعالے کی وحدانیت واعلی صفات بیمثال
وبے مثال وبے مانند وبے نظیر ہونے کا بیان ہی حتی کہ جب پڑھے تو اپنے رب کی یہ بزرگیان خیال مین لاوے فافہم واللہ
اعلم - پس حاصل تفسیر یہ ہی کہ فلاح پانے والے مومنون کے سات صفات مین سے اول یہ کہ وے اپنی نمازین [illegible]

Marfat.com

...ساتھ محبوب سے حاضر ہوتے ہین - اگر کہا جاوے کہ صلوتہم کے معنی آنکی نماز - اور نماز اللہ تعالے کی ہی آنکی
...جواب دیا گیا کہ نماز اللہ تعالے کی تعظیم ہی اور نفع کی نظر سے تو وہ فقط نماز پڑھنے والے بندے کی ہی اس سے وہ جناب
...تعالے مین حضوری پاتا ہی اور وہ آسی کا ذخیرہ وسامان ہی اور رہا اللہ تعالے جل جلالہ تو وہ غنی پاک ہی وہ عالی متعالی ہی آسکی
...کوئی نفع عائد نہین ہی اسواسطے فرمایا کہ جو نماز وے اپنے واسطے پڑھتے ہین وہ اللہ تعالے کی درگاہ مین لائق قبول ہونیکے
واسطے خشوع سے پڑھتے ہین - دوسری صفت یہ کہ - وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ خطیب نے لکھا کہ یعنی باطن
مین وظاہر مین لغو سے اعراض کرنے والے ہین - ابن عباس نے کہا کہ لغو یعنی شرک - حسن بصری رح نے کہا کہ یعنی تمام معاصی سے
زجاج نے کہا کہ لغو ہر باطل و لہو اور ہر قول و فعل جو محمود نہو اور ہر لایعنی بات جو ساقط کرنے کے لائق ہی بعض نے لکھا کہ اسمین ہر مباح
بھی شامل ہی جسکی کچھ ضرورت نہ ہو - مترجم کہتا ہی کہ یہ اچھا تقوی ہی کیونکہ متقی کی صفات مین سے ہی کہ بہت سے مباحات کو ترک کرتا
ہی جنکی ضرورت نہین ہی - خطیب نے کہا کہ اعراض کرنے کے یہ معنی ہین کہ ایسی لغویات کو نہین کرتے اور نہ آنپر راضی ہین اور نہ ان لوگون
کے ساتھ ملتے ہین جو ایسی لغویات کرین کما قال تعالے اذا مروا باللغو مروا کراما - یعنی جب آنکا گذر لغو کی طرف ہوتا ہی تو اسمین داخل
ہونے سے اپنی نفس کو بچاتے ہین اور یہ نفس کا اکرام ہی - حاصل یہ کہ شرک و معاصی و دیگر افعال و اقوال سے جو بیفائدہ ہین یعنی
آخرت مین آنکا فائدہ نہین ہی منھ موڑتے اور اپنی نفس کو بچاتے ہین اور قتادہ رح نے کہا کہ واللہ ان بزرگون کے پاس امر الٰہی
عزوجل سے وہ کچھ آیا کہ اسنے آنکو ایسی لغویات سے روک رکھا - ذکرہ الشیخ الحافظ رح اول تو آنکا وصف خشوع و اللہ تعالے کی یاد
وطاعت مین حضوری ومشغولی کا بیان فرمایا اور دوم آنکا وصف منہیات و بیفائدہ سے اعراض کا بیان فرمایا تو کرنا اور نہ کرنا دونون کے
واسطے جمع کر دیے اور یہی دونون نفس پر شاق ہوتے ہین اور جب یہ اعراض آنکی صفت ہی تو ہر وقت وہ لغو سے اعراض کرتے ہین اور
منجملہ اوقات کے وقت نماز ہی تو خاص ایسے وقت مین کب وے کوئی لغو حرکت کرینگے بلکہ نماز مین سکون و ادب سے قیام کرتے ہین
صفت سوم قولہ - وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُونَ اور ایسے بندے ہین کہ زکوۃ کو ہمیشہ ادا کیا کرتے ہین - شیخ
ابن کثیر رح نے کہا کہ اکثرون کے نزدیک مراد یہان زکوۃ سے زکوۃ مال ہی اور محتمل ہی کہ زکوۃ جان مراد ہو - ولیکن اکثرون کا قول
وہی اول زکوۃ مالی ہی ولیکن لازم آتا ہی کہ یہ سورہ تو مکیہ ہی اور زکوۃ کا فرض ہونا مدینہ مین دوسرے سال ہجرت مین واقع ہوا ہی
اور جواب یہ ہی کہ مدینہ مین جو زکوۃ کا فرض ہونا بیان ہوا ہی اسکے معنی یہ ہین کہ نصاب مقدر پر زکوۃ معلوم فرض ہونا مدینہ مین ہوا ہی اور
اصل زکوۃ تو ظاہر یہ کہ مکہ مین واجب تھی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا وآتوا حقہ یوم حصادہ - یعنی جس دن کھیتی کاٹو حق نکالو اور یہ
آیت سورہ انعام مین ہی اور وہ سورہ مکیہ ہی - مترجم کہتا ہی کہ یہی جواب بقاعی رح نے دیا ہی جیسا کہ خطیب رح نے ذکر کیا - پھر شیخ
نے لکھا کہ محتمل یہ بھی ہی کہ یہان زکوۃ جان مراد ہو یعنی نفس کو شرک و نجاسات سے پاک کرتے ہین یعنی اصل مین زکوۃ کے معنی پاک
کرنے کے ہین وقد قال تعالے قد افلح من زکاہا - یعنی فلاح پائی اسنے جس نے نفس کو پاک کیا - خطیب رح نے کہا کہ زکوۃ سے
بعض کے قول مین اعمال صالحہ مراد ہین - مترجم کہتا ہی کہ اعمال صالحہ کا بیان تو اوپر مذکور ہوا ہان اولی یہ ہی کہ جو شیخ
ابن کثیر رح نے لکھا کہ محتمل ہی کہ مراد دونون امر ہون یعنی نفس کا پاک کرنا ممنوعات کے ترک سے اور صالحات کے عمل سے اور
مال کے حقوق نکالنے سے کیونکہ یہ بھی نفس کے واسطے زکوۃ ہی یعنی نفس کو مال سے رغبت و تعلق نہ رہے کیونکہ جو نفس مال سے

Marfat.com

فاسق رہے وہ نجاست نحس در دنیاوی حماقت ہین جسکو چھوڑ جائیگا گرفتار ہی اور جو مومن مرتبہ [illegible] چھوڑتا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ مشرکین کو اُسپر مذمت کی کہ ویل للمشرکین الذین لایوتون الزکوٰۃ۔ اور یہان [illegible] ہین کیونکہ آیت کا نزول مکہ مین ہی اور اُسوقت زکوٰۃ مفروض نہ تھی تو مشرکون پر اس زکوٰۃ مفروضہ سے [illegible] نہ کرنے پر ویل ہی بالجملہ مومنین مفلحین کی صفت یہ کہ نفس کو زکوٰۃ سے پاک کرتے ہین خواہ نفس کے جسمانی افعال [illegible] کے افعال ہون سب سے پاک کرتے ہین۔ پھر جب زکوٰۃ معلومہ فرض ہوئی تو جو کوئی اُس سے انکار کرے کافر ہی اور [illegible] وہ فاسق قابل سزاے جہنم ہی تو مومنین ایسا نہین کرتے ہین۔ صفت چہارم جماع وغیرہ مین حد جائز سے قدم باہر نہین دھرتے بقولہ تعالے۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اور ایسے بندے ہین کہ وے اپنے فروج کے واسطے حفاظت رکھتے ہین۔ فرج اصل لغت مین تو دو چیزون کے درمیان کشادگی ہی پھر یہ کنایہ عورت کے آگے والی شرمگاہ سے ہوا پھر وہ نام ہوگیا شرمگاہ کا خواہ مرد کی ہو یا عورت کی ہو پس یہ استعمال عرب مین معروف حقیقی ہوگیا اور یہان فروجہم کی اضافت مردون کی جانب ہی تو وے مرد اپنی شرمگاہ کی حفاظت رکھتے ہین یعنی جماع کرنے سے کسی عورت کے ساتھ یا جماع سے پہلے جو امور کہ چہاپ کر کے جماع کرانے پر مجبور کرتے ہین۔ پس وے ہمیشہ حفاظت رکھتے ہین سب سے۔ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ سواے اپنے ازواج کے۔ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ یا ان عورتون کے جنکی گردنون کے اُنکے دائین ہاتھ مالک ہوے ہین۔ یعنی لونڈیان پس یہ دونون مستثنیٰ ہین۔ ازواج جمع زوج کی ہی بمعنی جفت یعنی جوڑا اور وہ عرب مین مرد کو اور عورت کو دونون کو زوج بولتے ہین کیونکہ ہر ایک دونون مین سے دوسرے کا جوڑا وجفت ہی۔ پھر زوج وہ ہی جس عورت کے ساتھ نکاح ہوا ہو جیسے دنیا مین بھائی برادری واسطے مرد ہوا یا عورت ہوئی اُسکا جوڑا کر دیتے ہین۔ علیٰ ازواجہم جوڑون پر۔ اسوجہ سے کہ مرد اپنی عورت پر اونچا ہوتا ہی یا حرف علیٰ بمعنی من ہی یعنی جوڑون سے۔ غرضکہ جو نکاح کے طور پر جورو ہو اُس سے حفاظت نہین ہی۔ اور جو مملوکہ عورت ہو اس سے حفاظت نہین ہی پس اگر ان دونون سے حفاظت نہ کرین تو کوئی بیحیائی وفحش نہین کیا۔ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ کیونکہ وے لوگ اُنکے ساتھ ملامت نہین کیے گئے ہین۔ اور مراد یہ کہ جن عورتون سے نکاح جائز ہی اُنسے نکاح کرین کیونکہ جو عورت مانند بہن و بھانجی بھتیجی کے جائز ہی نہین ہی وہ جوڑا بھی نہین ہوسکتی ہی اسی واسطے منکوحہ نہین فرمایا بلکہ زوجہ فرمایا کہ جو زوجہ ہو جاوے اور جن عورتون سے نکاح نہین جائز ہی وہ زوجہ نہین ہوسکتی ہین۔ پھر مراد ان عورتون سے اصل حلت واستحقاق بدون ملامت ہی بخلاف اسکے جو صورت شرع نے ملامت کی رکھی ہی وہ نہ کرین جیسے جورو زوجہ سے حالت حیض مین جماع نکرین یا اُسکے پاخانہ کی جگہ جماع نہ کرین کیونکہ اللہ تعالے نے اُسکی وجہ نجاست بیان کر دی بقولہ یسئلونک عن المحیض قل ہو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوہن الآیہ۔ پس نجاست وپلیدی کی وجہ سے حیض مین جماع سے ممانعت کر دی تو پاخانہ کے مقام مین اُس سے زیادہ [illegible] وہ بدرجہ اولیٰ حرام ہی اور جب وجہ صریح منصوص ہو تو حکم بھی قطعی ہوتا ہی پس قطعاً عورت سے لواطت کرنا حرام ہی [illegible] باندی سے باوجود ملک کے حیض مین یا پاخانہ کے مقام مین حرام ہی حتیٰ کہ اگر فرج ومقعد کی جھلی چاک ہو تو جب [illegible] مین ہو تب اُس سے حلال ہی۔ اگر پوچھا جاوے کہ یا ملکت ایمانہم دو طرح سے ہوتے ہین ایک یہ کہ مرد کسی لونڈی [illegible] ہوگیا کہ اِس سے وطی حلال ہی اور دوم یہ کہ کوئی عورت کسی غلام کی مالک ہوئی تو کیا عورت کو روا [illegible]

Marfat.com

[illegible] کرتے - جواب یہ ہو کہ یہ آیت فقط مردون کا بیان ہو چنانچہ ایمانہم و فروجہم و یحافظون وغیرہ سب وہ صیغہ ہین جو خاص [illegible] کے واسطے بولے جاتے ہین اور اسپر تمام امت کا اجماع ہو - شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ابن جریر رح نے اپنی اسناد جید کے ساتھ [illegible] التابعی سے روایت کی کہ ایک عورت نے اپنے مملوک غلام کو اپنا یار بنا لیا اور جب وہ مواخذہ مین پکڑی گئی تو کہنے لگی کہ [illegible] اللہ تعالے کی کتاب کی آیت سے ایسا کیا ہو وہ آیت یہ ہو او ما ملکت ایمانہم - پس وہ پکڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس [illegible] اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ اس عورت نے اللہ تعالے کی [illegible] سے آیت لیکر اُسکے بیجا معنی لیے ہین اُسپر ایسا کیا ہو قتادہ رح نے کہا کہ پھر عمر رضہ نے اُس غلام کا سر منڈا کر شہر بدر کر دیا اور اُس عورت کے واسطے حکم دیا کہ تو آیندہ ہر مسلمان پر حرام ہو - قال ہذا اثر غریب منقطع - مترجم کہتا ہو کہ قتادہ رح اگرچہ تابعی ہین مگر اُنھون نے حضرت عمر کو نہین پایا تو روایت مرسل ہو اور عمر رضہ نے عورت کو اِسواسطے حرام کر دیا کہ جیسے اُسنے قصد نامعقول کیا تھا اُسکے بر خلاف محروم رہے اور مترجم کہتا ہو کہ معنی یہ نہین ہین کہ اُسکو شرع سے حرام کر دیا بلکہ یہ حکم دیدیا کہ کوئی مسلمان اُس عورت سے نکاح نہ کرے اور یہ اُسکے حق مین سزا دی گئی - اور واضح ہوا کہ ایک شبہہ کی وجہ سے اِس عورت کو حد نہین ماری اور وہ شبہہ یہ کہ خطاب ایمان و تقوی کا جو مردون کے لیے ہو عورتین بھی اُنکے ذیل مین داخل ہین لیکن جہانتک داخل ہین اور اِس عورت نے [illegible] اِس حکم مین بھی اپنے آپ کو داخل کر لیا تو اِس شبہہ کی وجہ سے اُسکو حد نہین ماری اور شاید حد ماری ہو لیکن روایت نہین کی واللہ اعلم - فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ سو جس نے طلب کیا خواہش کو سواے اِس مذکور کے یعنی سواے جورو منکوحہ یا باندی مملوکہ کے - فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ تو ایسے لوگ وہی ہین حد سے تجاوز کرنے والے یعنی فاسق بد کار ہین - پس آیت مین صریح دلالت ہو کہ ماسواے اِن دونون کے جو فروج سے شہوت رانی کے طریقہ ہون سب حرام ہین پس زنا حرام ہو اور لواطت حرام ہو اور جانورون سے وطی کرنا حرام ہو اور متعہ حرام ہو اور ہاتھ سے زلق لگا کر انزال کرنا حرام ہو - خطیب رح نے لکھا کہ سعید بن جبیر رح سے روایت ہو کہ اللہ تعالے نے ایک امت کو عذاب کیا جو اپنے مذاکیر سے یعنی آلات تناسل سے عبث کرتے تھے یعنی زلق لگا کر منی جھاڑتے تھے - بعض نے کہا کہ اِس حال سے یہ لوگ اُٹھائے جاوینگے کہ اُنکے ہاتھ حمل سے ہونگے - امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ امام شافعی وغیرہ یعنی جمہور نے اِسی آیت سے استدلال کیا کہ ہاتھ سے زلق لگا کر انزال کرنا حرام ہو کیونکہ دونون مباح قسمون سے یہ حرکت خارج ہو اور اللہ تعالے نے دونون قسمون کے سواے فروج کی شہوت رانی کو حرام کر دیا ہو - ابن کثیر رح نے کہا کہ حسن بن عرفہ کا جزو حدیث مشہور ہو اِسمین سے بھی ایک حدیث سے استیناس کیا جاتا ہو یعنی وہ جزو اگرچہ متداول متعارف نہین ہو لیکن اِسواسطے مفید ہو کہ جب متداول کتب احادیث یا آیت کریمہ سے کوئی امر ثابت ہو تو اُسکے موافق جو دلیل اِس جزو مین پائی جاوے وہ شاہد و مؤید ہو جائیگی اور حدیث یہ ہو کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات قسم کے لوگ ہین کہ اللہ تعالے قیامت کے روز اُنپر نظر رحمت نہ فرماویگا اور نہ اُنکو پاک کریگا اور نہ عالمین کے ساتھ اُنکو جمع کریگا اور اگلے دوزخ مین داخل ہونیوالون کے ساتھ اُنکو دوزخ مین داخل کریگا مگر اِس صورت مین کہ وے توبہ کر لین اور جس نے توبہ کی اللہ تعالے اُسکی توبہ قبول کر لیتا ہو [illegible] جس نے اپنے ہاتھ سے جماع کیا یعنی زلق لگا کر انزال کیا دوم و سوم مرد فاعل اور مفعول بہ یعنی مرد جو مرد سے لواطت کرے تو کرنیوالا [illegible] بہ چہارم [illegible] پنجم جس نے اپنے ماں باپ کو مارا کہ اُنھون نے فریاد کی ششم جس نے اپنے ہمسایون

کو ایذا دے کہ اُنھون نے لعنت کی۔ ہفتم وہ جس نے اپنے پڑوسی کی جورو سے زنا کیا۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ حدیث [illegible]
خواہ منکوحہ ہو یا باندی ہو
مین اسکے بعض راوی مجہول ہین۔ مترجم کہتا ہے کہ زلق کے مسئلہ مین بعض فقہا نے کہا کہ اگر سخت ضرورت ہو [illegible]
ہونے کا خوف ہو تو بقدر ضرورت جائز ہے اور یہ قول صحیح نہین ہے کیونکہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ عثمان بن مظعون [illegible]
خصی ہونے کی جیسے نصرانی راہب کیا کرتے تھے درخواست کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت منع فرمایا۔ اور حدیث [illegible]
کہ اے گروہ جوانون کے جو نکاح کی قوت پاوے وہ نکاح کرے ورنہ روزہ رکھے کہ یہ اُسکے واسطے خصی ہوتا ہے۔ اور فرمایا [illegible]
کی رہبانیت جہاد ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ اگر ہاتھ سے زلق ایسے وقت مین جائز ہوتا تو وہ آسان تھا۔ بالجملہ قول خالی فقہی مسائل [illegible]
جاننے والے شخص کا ہے جو اسرار شریعت سے واقف نہین ہے یہ قول باطل ہے اور صحیح وہ ہے جو جمہور علماء نے کہا کہ ہاتھ سے زلق
حرام ہے اسکو چاہیے کہ روزہ رکھے اور غذا کم کرے اور ثواب عظیم کا امیدوار ہو۔ اور ناکح الید ملعون ہے۔ بیان اسکا کہ متعہ حرام ہے
تو ایک جماعت علماء نے اسی آیت سے استدلال کیا کہ متعہ بھی سوائے ملک نکاح و سوائے ملک رقبہ کے ہے تو وہ بھی اس نص سے
حرام ہے۔ مدینہ کے فقہاء سبعہ مین سے قاسم بن محمد رح سے متعہ کا مسئلہ پوچھا گیا تو جواب دیا کہ حرام ہے اور مین تو اُسکی حرمت کو صریح
قران سے دیکھتا ہون پھر یہی آیت پڑھی۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ اور ابن ابی ملیکہ رح سے روایت ہے کہ مین نے ام المومنین عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متعہ کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حرام ہے اور میرے اور اُنکے درمیان قران حاکم ہے پھر یہ آیت پڑھکر
فرمایا کہ جو اسکے سوائے خواہش کرے تو اُسنے عدوان کیا۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ بیضاوی نے کہا کہ کلام کے معنی یہ ہین کہ اسباب
ان دونون کے جو خواہش کرے وہ پورا حد سے متجاوز ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اگر وہم ہو کہ یہ آیت مکیہ ہے اور اسکے بعد مدینہ کے
سال اوطاس مین متعہ کی اجازت ہوکر حرام ہوا یا عام خیبر مین حرام ہوا۔ تو جواب یہ ہے کہ قران مجید جو احکام کے استخراج
و تلاوت کے واسطے بعد نسخ کے احکام کیا گیا ہے وہ بدون جواز متعہ کے یہ موجود ہے اور اس سے محکم کر دیا کہ ماوراء اسکے جو خواہش کرے
وہ حد سے متجاوز ہے تو سوائے نکاح و ملک رقبہ کے باقی سب حرام ہوئے اور فقہاء مجتہدین نے اسی معنی مین آیت کو محکم بیان [illegible]
حضرت ام المومنین صدیقہ اور قاسم بن محمد وغیرہم نے اس سے استدلال کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابن عباس کو فرمایا
کہ اگر تو نے پھر کبھی جہالت سے متعہ مین کلام کیا تو مین تجھے سزا دونگا۔ اور اسکی حرمت پر چارون ائمہ فقہاء اور افضل امت تمام صحابہ
اُنکے تابعین رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور دلائل اسکی حرمت کے ترجمہ ہدایہ مترجم سے انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی تیرے ذہن نشین ہونگے
یہان صرف اس امر کا بیان تھا کہ اس آیت سے بھی حرمت متعہ ظاہر ہے۔ رہا جانورون سے وطی تو اسکی حرمت مین نصوص [illegible]
وہ فعل ہے کہ قوم لوط سخت عذاب سے ہلاک کردی گئی اور شرع مین اُسکے کرنے والے پر دونون پر دیوار گرا [illegible]
نیچے گرا دیے جاوین غرضکہ سزائے سخت دیجاوے اور قتل کیے جاوین یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے جیسا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے
سزا دی کمافی سنن ابی داؤد وغیرہ۔ اور زنا کی حرمت منصوص و معروف ہے صفت ششم [illegible]
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ یعنی نگہداشت رکھتے ہین اپنی [illegible] امام ابن [illegible]
کی قرات لاماناتہم بصیغہ مفرد ہے اور مصدر جب ضمیر جمع کی طرف مضاف ہوا تو اسکے معنی [illegible] کے جیسے
ائمہ قراء کی قرات بصیغہ جمع ہے یعنی اقسام و انواع امانات کی اور اپنے [illegible]

Marfat.com

پورا کرتے ہین اسمین ایک خاص رحمت ہی کیونکہ بعض اوقات بندہ نے جب دوسرے بندہ سے عہد کیا تو اتفاق سے ایسے اسباب و موانع پیش آجاتے ہین کہ وہ مجبوری سے پورا نہین کرسکا تو جب کہ اُسنے جہانتک ممکن تھا اُسکی نگہداشت رکھی تو امید ہی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ گویا پورا کرنے والون مین شمار ہو۔ یون ہی جو عہد بندہ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی وہ کمتر پورا ہوتا ہی ولیکن بندہ مومن وہ ہی کہ اُسکو نگاہ رکھتا ہی اور استغفار کرتا رہتا ہی بس رعایت رکھنے کا ارشاد عین رحمت ہی۔ پھر امانت عام ہی اور عہد اُس سے خاص ہی کیونکہ عہد تو ایک قرارداد ہی اور امانت مال و قول دونون ہین ولیکن امانت تو غیر کی طرف سے ہوتی ہی اور عہد کبھی غیر کے ساتھ ہوتا ہی اور کبھی آدمی اپنے اوپر خود ایک عہد کرلیتا ہی خطیب رح نے لکھا کہ امانات خواہ فروج کے معاملہ مین ہون یا اور چیزون مین ہون خواہ بندون اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہون جیسے احکام شریعت مانند نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ وغیرہ کے خواہ بندون کے درمیان آپس مین ہون جیسے مال و ودیعت و بضاعت وغیرہ خواہ وہ باطنی معانی ہون جیسے صدق و اخلاص وغیرہ۔ رہا عہد وہ ہی کہ آدمی نے اپنے اوپر باندھ لیا ایسے معاملہ مین جس سے اُسکو اللہ تعالیٰ کی جناب پاک مین قرب حاصل ہو۔ اور واضح ہو کہ عہد اُسپر بھی بولا جاتا ہی جو اللہ تعالیٰ نے بندہ سے اقرار لیا کما فی قولہ تعالیٰ قالوا ان اللہ عہد الینا الآیہ۔ پھر واضح ہو کہ جس چیز پر امانت قرار پائے اُسکو بھی امانت کہتے ہین اور جس چیز پر عہد قرار پایا اُسکو بھی عہد کہتے ہین مانند قولہ تعالیٰ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا۔ یعنی اللہ تعالیٰ تم کو حکم فرماتا ہی کہ تم امانتین جن لوگون کی ہین اُنکو ادا کردو۔ ظاہر ہی کہ ادا کرنا تو کسی چیز کا ہوگا اور نفس امانت جو ایک معنی ہین یہ ادا کرنے کے قابل نہین ہین اور جیسے فرمایا وتخونوا اماناتکم۔ یعنی امانتون مین تم خیانت مت کرو حالانکہ خیانت نفس امانت مین نہین ہوسکتی بلکہ اُس چیز مین ہوسکتی ہی جسپر امانت ٹھہری ہی تو اُسی کو امانت فرمایا ہی۔ اور حدیث مین ہی کہ المستشار مؤتمن۔ یعنی جس سے مشورہ لیا گیا وہ شخص اِس بات مین امانت دار ہوگیا یعنی جو بات اُسکو بہتر معلوم ہو وہ اُسے دے اور کسی سے اُسکا اظہار کرکے اُس شخص کو ضرر نہ پہونچا وے تو وہ اِس بات کا امانت دار ہی۔ غرضکہ امور دین و دنیا مین سے جن باتون کو اُسنے برداشت کیا ہی وہ امانت ہین اور اُنہین عہد بھی ہین پس بندہ مومن امانات و عہود کی نگہداشت رکھتا ہی۔ ابن کثیر رح نے لکھا یعنی جب اُنکے پاس امانت رکھی جاتی ہی تو خیانت نہین کرتے ہین بلکہ جنکی امانات ہین اُنکو ادا کردیتے ہین اور جب عہد کرتے ہین تو اُسکو پورا کرتے ہین پس اُنکی صفت منافقون سے خلاف ہی کیونکہ منافقون کے حق مین حدیث مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین پہچان ہین جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اُسکے پاس امانت رکھی جاوے تو خیانت کرے۔ رواہ البخاری ومسلم وغیرہما۔ فقہاء نے لکھا کہ بہتر یہ ہی کہ حتمی وعدہ نہ کرے بلکہ کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایسا کرونگا پھر اگر اُسنے خیال رکھا اور کسی ضرورت سے وہ نہ ہوسکا تو وعدہ خلاف نہ ہوگا اور اگر ایک نے حتمی وعدہ کیا پھر اُسکو طاقت ہی حاصل نہ ہوئی مثلاً وقت پر ایسا بیمار ہوا کہ وہ معذور ہوگیا تو بھی انشاء اللہ تعالیٰ وہ وعدہ خلاف نہ ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وسعت بھر تکلیف دی ہی اور یہ قوت اُسکی وسعت سے خارج ہی۔ صفت ہفتم سب سے اہتمام کے قابل یہ نمازین ہین۔ **وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ** اور وہ لوگ ایسے ہین کہ وے اپنی نمازون پر محافظت کرتے ہین۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا یعنی برابر نمازون کو ... ابن مسعود رض سے روایت ہی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ

کے نزدیک کون عمل زیادہ پسندیدہ ہوجاتا ہے فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر۔ مین نے کہا کہ پھر کون ہے فرمایا ماں باپ کی [illegible]
خدمتگذاری۔ مین نے عرض کیا کہ پھر کون ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنا۔ رواہ البخاری ومسلم۔ اور حاکم کی [illegible]
مین یون ہے کہ نماز اپنے وقت کے اول حصہ مین۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور تابعی مسروق رحمہ اللہ نے اس آیت مین محافظت کے
معنی مین کہا کہ یعنی نمازون کی اوقات کی محافظت کرتے ہین۔ ایسا ہی جماعت تابعین مین سے ابو الضحی و علقمہ بن قیس و [illegible]
بن جبیر و عکرمہ نے کہا ہے اور قتادہ نے زیادہ کیا کہ یعنی نمازون کی اوقات کی اور اُنکے رکوع و سجود کی محافظت رکھتے ہین۔ اور
واضح ہو کہ اللہ تعالے نے ان صفات کا شروع بھی نماز سے کیا اور ختم بھی نماز پر کیا تو ظاہر ہوا کہ نماز افضل ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ استقیموا ولن تحصوا واعلموا ان خیر اعمالکم الصلوٰۃ ولا یحافظ علی الوضوء الا مومن۔ یعنی تم لوگ استقامت کے
ساتھ ٹھیک قائم رہو اور کبھی شمار مین مت لاؤ اور آگاہ رہو کہ تمھارے اعمال مین سے سب سے اچھی نماز ہے اور وضو پر وہی محافظت
رکھیگا جو مومن ہے۔ کذا فی تفسیر الامام الحافظ رحمہ اللہ تعالے۔ اور ابن مسعود رضہ سے مروی ہے کہ اُنسے پوچھا گیا کہ اللہ تعالے نے
نماز کا ذکر قرآن مین بہت فرمایا کقولہ تعا الذین ہم علی صلوتہم دائمون۔ وقولہ تعالے والذین ہم علی صلواتہم یحافظون۔ تو فرمایا کہ یہ
ارشاد نمازون کی اوقات کی محافظت پر ہے۔ لوگون نے عرض کیا کہ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ نمازون کو ترک کرنے سے حفاظت کرین
تو فرمایا کہ نماز کا ترک کرنا تو کفر ہے یہ تو اُسکی اوقات کی حفاظت ہے۔ واضح ہو کہ آیت مین حمزہ وکسائی کی قرارت صلوتہم بصیغہ مفرد ہے
یعنی جنس نماز کسی وقت کی ہو۔ اور باقیون کی قرارت مین صلواتہم بصیغہ جمع ہے خطیب رہ نے لکھا کہ یحافظون یعنی برابر پڑھتے ہین
اور [illegible] و وضات ارکان مین سے کچھ نہین چھوڑتے اور نہ جو امور کہ نماز مین سنت ہین اُنکو ترک کرتے ہین اور کوشش کے ساتھ نماز کو
پورا کرتے ہین اور نمازون کو اپنے اوقات مین ادا کرتے ہین۔ اگر کہا جاوے کہ اول مین بھی نماز کا ذکر کیا اور آخر مین بھی نماز کا
ذکر کیا۔ جواب یہ ہے کہ دونون جگہ ذکر مختلف ہے مکرر نہین ہے پس اول مین تو یہ وصف ہے کہ اپنی نمازون مین خشوع کرتے ہین اور آخر
مین یہ ذکر ہے کہ نمازون کی محافظت رکھتے ہین۔ اور محافظت یہ ہے کہ نماز سے غفلت و بھول نہ کرین اور اُسکو اپنی اوقات مین ادا
کرین اور نماز کے ارکان یعنی قیام قرارت رکوع و سجود وطمانیت خوبی سے پوری کرین اور اپنے دلون مین نماز کے اہتمام کو جگہ
دین اور جن چیزون سے اوصاف نماز پورے ہوتے ہین اُنکے اہتمام کا خیال رکھین۔ اور اول مین صلوٰۃ بصیغہ واحد بیان فرمایا
تاکہ سمجھ لیا جاوے کہ خشوع اُنکے جنس نماز مین ہے خواہ فرائض ہون یا نوافل ہون ہر نماز مین پایا جاتا ہے اور آخر مین جمع فرمایا تاکہ
سمجھا جاوے کہ وے اپنے سب نمازون کی محافظت رکھتے ہین یعنی پانچون وقت کے فرائض اور [illegible] جو [illegible]
[illegible] ہین اور نماز جمعہ و نماز جنازہ و نماز عیدین اور وتر وغیرہ جنمین کہ اہتمام بوجہ فضیلت کے زیادہ ہے جیسے صلوٰۃ [illegible]
حاجت وکسوف وخسوف وغیرہ۔ مترجم کہتا ہے کہ حدیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ وضو کی محافظت کرنا [illegible]
اور [illegible] یہان مذکور نہین تو جواب یہ ہے کہ نماز کے واسطے وضو شرط ہے اور مشروط بدون [illegible] نہین [illegible] محافظت
[illegible] نماز کی محافظت کے ہے اور اسیطرح غسل کرنا اور کپڑے کی طہارت وغیرہ [illegible]
[illegible] کے قول پر جو اُسکو واجب کہتے ہین اُسی مین داخل ہے اور [illegible]
ہے پھر جب اللہ تعالے نے اُنکے [illegible]

...اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ایسے ہی کامل الصفات لوگ
...وارث ہیں جو کہ فردوس کو میراث پاوینگے۔ خطیب رح نے لکھا کہ بعض علماء مفسرین نے کہا کہ وارث کے معنی یہان یہ ہین کہ انجام کار
...ان دنیا کے جنت ہی اور وے جنت پاوینگے جیسے میراث کا انجام وارث کی طرف ہوتا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ مرگ نفس سے
...کی نجات ہی تو وارث ہوے اور میراث اُنکی جنت ہی پس شیطان یا اُسکے ذریات اور جو کفار و مشرکین اُسکے ساتھ ہین کسی کو جنت
...نہ ملیگی اور اگر کہا جاوے کہ ہم الوارثون تخصیص ہی تو سوا اُنکے پھر کوئی وارث نہین ہو گا۔ حالانکہ صحیح ہوا کہ اطفال مومنین جنتی
ہین اور ایسے ہی مجنون و حور و ولدان جنتی ہونگے اور مومنون مین سے جو فاسق ہون ولیکن یقین رکھتے ہون تو وہ خواہ معاف ہو کر
یا کچھ عذاب اُٹھا کر شفاعت کے بعد یا رحمت سے جنت مین لائے جاوینگے۔ جواب اسکا کرخی رح وغیرہ نے یہ لکھا کہ یہ حصر اضافی ہی
یعنی کافرون و مشرکون و شیاطین کی نسبت وارث یہی ہین شیطان کے گروہ مین سے کوئی نہین ہی اور مترجم کے نزدیک اسکا جواب
صحیح یہ ہی کہ ان مومنون کی وراثت حقیقی حصر کے ساتھ ہی ولیکن فردوس کی وراثت انہین کے واسطے مخصوص ہی اور باقی جو لوگ
جنتی مذکور ہوے وے جنت مین جاوینگے ولیکن فردوس اُنکے واسطے نہین ہی اور رہا حورون کا جانا تو اُنکے واسطے وراثت نہین
ہی بلکہ وے انہین وارثون کے واسطے جاوینگی۔ توضیح یہ ہی کہ کرامت ثواب و منزلت کی راہ سے وراثت انہین کاملین مومنین کے ہی
اور میراث اُنکی فردوس ہی اور وہ انہین کے واسطے مخصوص ہی اور فردوس سب سے اعلیٰ جنت ہی اور باقی جو لوگ جنتی ہونگے
وہ ادنیٰ جنت مین جاوینگے کیونکہ اُنکے واسطے یہ نہین آیا کہ وے فردوس مین جاوینگے بلکہ اسی قدر صحیح متواتر ثابت ہوا ہی کہ وے
جنت مین جاوینگے۔ رہا یہ بیان کہ فردوس اعلیٰ جنت ہی تو حدیث صحیح مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ
سے مانگو تو فردوس مانگو کیونکہ فردوس سب سے اعلیٰ جنت ہی اور جنتون کے اوسط مین ہی اور اُسی سے جنت کی نہرین جاری ہین اور
اُسکے اوپر عرش الرحمن ہی۔ رواہ البخاری و مسلم۔ انس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مین ہی کہ فردوس رابیۃ الجنۃ واوسطہا وافضل
جنت ہی۔ رواہ عبد بن حمید۔ اور بعض نے کہا کہ وراثت کے معنی یہان یہ ہین کہ مومنون کو کافرون کے منازل جو جنت مین ہونگے
سوائے اپنے منازل کے میراث ملینگے۔ اور ابو ہریرہ رض سے مروی ہی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ وارث
ہونگے اپنے مساکن کے اور اپنے بھائی کافرون کے مساکن کے جو ان کافرون کے ہوتے اگر وے اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے جو کوئی ہی ہر ایک کے واسطے دو منزل ہین
ہین ایک منزل جنت مین اور ایک منزل دوزخ مین۔ پھر جب وہ مرا اور دوزخ مین داخل ہوا تو اہل جنت اُسکی منزل کے وارث
ہوتے ہین پس یہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا اولٰئک ہم الوارثون الآیہ۔ رواہ ابن ماجہ و سعید بن منصور و ابن جریر و ابن المنذر
و ابن ابی حاتم و البیہقی و الترمذی و قال الترمذی حدیث حسن صحیح۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہر واللہ اعلم یہ ہی کہ یہ حدیث اس آیت
کی تفسیر نہین ہی بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات بیان فرمائی اُسکے واسطے شاہد یہ آیت کریمہ ہی جس سے صریح منصوص
ہوتا ہی کہ مومنین کاملین وارث جنت الفردوس ہین پس خلاصہ یہ ہوا کہ جنت فردوس تو میراث مومنین کاملین کی ہی اور باقی
جنتین عام مومنون کے واسطے ہین اور وہان منازل ہر مخلوق کے تھے ولیکن کافرون کی منزل بوجہ اسکے کہ وہ دائمی دوزخی
ہین اُنکو نہین مل سکتی تو ہر درجہ جنت کے لوگ اپنے درجہ کے ان منازل کے جو کافرون کے واسطے تعین وارث ہین

Marfat.com

اور انکے وارث ہونے کا ثبوت اِس آیت سے ہے اور شاید کہ یہ آیت کا حوالہ ابوہریرہ رضی اللہ [illegible]
اور مثل اسکے دوسری آیات بھی ہین مانند قولہ تعالےٰ تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان [illegible]
اورثتموہا بما کنتم تعملون ۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ تعالےٰ اولٰئک ہم الوارثون کی تفسیر [illegible]
کے واسطے دو منزل ہین ایک منزل اُسکی جنت مین ہے اور ایک منزل دوزخ مین ہے سو مومن تو اپنی جنت کی [illegible]
اور اپنے دوزخ کی منزل کو گراتا ہے اور رہا کافر تو وہ اپنی جنت کی منزل کو ڈھاتا ہے اور دوزخ کی اپنی منزل کو [illegible]
مثل سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے ۔ خطیب رح نے صحیح کی حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی [illegible] رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت مین سو درجہ ہین ہر درجہ سے دوسرے درجہ کے درمیان جیسے آسمان و زمین [illegible]
ہے اور فردوس ازراہ درجہ کے سب سے اعلیٰ ہے اور اسی سے جنت کی چارون نہرین جاری ہین اور اسکے اوپر [illegible]
ہے سو جب تم لوگ اللہ تعالےٰ سے جنت کا سوال کرو تو فردوس مانگا کرو ۔ مترجم کہتا ہے کہ اُسکے بعد خطیب رح نے دعا مانگی ہے
اور مین اپنے رب رحیم جل شانہ سے دعا مانگتا ہون کہ مجھے مع آباء و اجداد و اولاد و اقارب و احباب کے اِس شیخ خطیب رح
کی دعاے مذکور مین شامل فرماوے وہو ارحم الراحمین ۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ مومنین منازل کفار کے وارث ہونگے اسوجہ سے
کہ یہ سب لوگ واسطے عبادت اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک لہ کے پیدا کیے گئے ہین سو جب مومنین تو اللہ تعالےٰ کی توحید و عبادت پر
قائم رہے اور کافرون نے اُسکو ترک کیا تو اِن سب مومنون نے اُن کافرون کا حصہ بھی بھرپور لے لیا اور کافرون کا تو وہ حصہ جب
ہوتا کہ وے اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے پس وہ سب ان مومنون کی میراث مین آگیا والحمد للہ رب العالمین اور
اِس سب بیان سے زیادہ دل کی تسکین دینے والی اور آنکھون کی ٹھنڈک دینے والی وہ روایت ہے جو ابو موسیٰ اشعری رض سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز کچھ لوگ میری امت کے مسلمانون سے لائے جاوینگے جنکے ساتھ
گناہون کا انبار مثل پہاڑون کے ہوگا پھر اللہ تعالےٰ اُنکے ان گناہون کو بخشدیگا اور اِن گناہون کو یہود و نصاریٰ پر ڈالیگا
رواہ مسلم اور ایک روایت مین یون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالےٰ ہر مسلمان
کو ایک یہودی یا نصرانی دیگا اور کہا جائیگا کہ یہ تیرا چھٹکارا دوزخ سے ہے ۔ عمر بن عبد العزیز نے ابو بردہ رحمہ اللہ سے قسم لی تین
مرتبہ کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہے جو تم روایت کرتے ہو اُنھون نے قسم کھائی کہ ہان قسم ہے مجھے اُسی
اللہ کی جسکے سواے کوئی اِلٰہ نہین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کرتا ہون ۔ اللّٰہم نعم المولیٰ انت وحدک لاشریک
لا الٰہ الا انت سبحانک فاغفرلی وارحمنی وانت ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالےٰ علی رسولہ مولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین بالجملہ حق سبحانہ
نے مومنون پر کرم فرمایا کہ ان سب کو وارث جنت بنایا انہین سے جو مومنین کامل ہین اُنکو وارث جنت الفردوس کیا اُسکی [illegible]
فضائل جو احادیث صحیحہ متواترہ مین مذکور ہین بکثرت ہین اور جنت اللہ مقام راحت و نعیم و عیش ہے اور وہین رضوان اللہ [illegible]
کے رضوان سے بڑھکر کون چیز ہے پھر وہ دائمی ہے کہ کبھی نہ موت ہے نہ فنا ہے ۔ **ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ** [illegible]
دوام و خلود کے ساتھ ہین نہ اِس سے نکالے جاوینگے اور نہ مرینگے ۔ واضح ہو کہ جنت اسوقت بھی مخلوق و موجود [illegible]
وہ اپنے نیک بندون کے واسطے مہیا فرمائی ہے اور احمق وہ ہے کہ دنیا کی زندگی کو دراز سمجھے اور قیامت [illegible]

Marfat.com

... احادیث صحیحہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے روایت ہوتے آئے ہین جب کہ انکا گمان بھی نہ تھا ... موجود ہوگئے لیکن ابھی تھوڑے باقی ہین اُنکے آثار بھی ظاہر ہین جیسے قسطنطنیہ کا فتح ہوجانا اور سلطان کا میدان جنگ ... ہوجانا اور زمانہ اسکے کچھ آثار ہین کہ اُنکے صورتین ظاہر ہین واللہ تعالے ہو العلیم الخبیر – ف ——— فی العرائس فی قولہ تعالی قد افلح المؤمنون یعنی فوز سعادت کمال عارفون کو ہر جو اللہ سبحانہ تعالے کے مشاہدہ سے سرفراز ہوے جنھون نے عدم مین اللہ تعالے کو خطاب قدم بجواب توحید دیا اور قدیم کو قدیم کے ساتھ مشاہدہ کیا - الذین ہم فی صلوتہم خاشعون - وے لوگ ہین کہ اللہ تعالے کے واسطے اللہ تعالے ہی کے ساتھ قائم ہوے اسطرح کہ اللہ تعالے کی عظمت کے مشاہدہ مین مقام مناجات مین ہیبت کے ساتھ ادب سے ظاہر ہوے - والذین ہم عن اللغو معرضون پس وے سواے ذکر حبیب عزوجل کے باقی سب لغو شیاطین سے خواہ شیاطین انس ہون یا جن ہون اور لغو ہواجس نفس وغیرہ سے منھ موڑتے ہین کیونکہ اللہ تعالے عارفین کی طبیعت ایسی پیدا کرتا ہے کہ طبیعت کی راہ سے بھی انکی طبیعت کسی لغو ولہو کو نہین چاہتی ہے - والذین ہم للزکوۃ فاعلون - وے اپنے اموال واجسام وارواح کو اللہ تعالی کے معاملہ مین اللہ تعالے ہی کے واسطے صدقہ کرتے ہین - والذین ہم لفروجہم حافظون - اسکی تفسیر ظاہر ہے اور منجملہ پردہ کے یہ ہے کہ اولیاء الٰہی اپنے اسرار کو غیرون سے پوشیدہ رکھتے ہین - الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم - ہم عصر یا خالص ارادت والون پر اظہار کرنے مین مضائقہ نہین ہے - فانہم غیر ملومین - اس صورت مین انپر کوئی افشاے راز سے ملامت نہین ہے - فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون - اور جس نے حق عزوجل کا بھید ایسے شخص کے سامنے فاش کیا جو اُسکے لائق نہین ہے تو اُسنے حدود الٰہی سے تجاوز کیا تو اللہ تعالے کی طرف سے محجوب ہوگا - اور نفس کی حرکات بجانب شہوات ہوا کرتی ہین تو جس نے نفس کی حرکات بجانب شہوات کی حفاظت نہ کی تو وہ بوجہ غلبہ شہوت کے جہنم مین گریگا اور غفلت مین پڑ جاویگا - والذین ہم لاماناتہم وعہدہم راعون - روح وقلب اور عقل وسر باطن ان سب کے واسطے ایمان وبرہان ویقین ومعرفت کے انکشاف غیب سے ہوتا ہے اور یہ سب اللہ تعالے کی غیبی امانت اُنکے پاس پہونچتی ہے تو اسکی نگہداشت کرنا چاہیے اور یہ نگہداشت اسطرح ہے کہ خطرات ووساوس شیطانی کو اسپر سے دور کرے اور نفس کے معارضہ اسطرح توڑے کہ اُسکو ریاضت مین ڈالے اور یہ شیوہ اللہ تعالے کے بندون کا ہے جنھون نے خطاب ازل الست بربکم - مین اپنے رب کی توحید کا جواب دیا اور توحید کا اقرار کیا پس وے اسکی طاعت وخدمت وموافقت مین استقامت کے ساتھ قائم ہین - والذین ہم علی صلواتہم یحافظون - نماز مواصلت ومناجات ہے اس حالت حضوری مین صفائی کے اندر وساوس سے قلب کی حفاظت رکھتے ہین اور مناجات مین استقامت کے ساتھ ادب سے حاضر رہتے ہین - پھر جن بندون کے یہ اوصاف پاکیزہ اور یہ احوال شریفہ ہین اور معاملہ اُنکا اپنے رب عزوجل کے ساتھ اس ادب وقاعدہ سے ہے تو اُنکے واسطے فضل وکرم بھی بے قیاس ہے بیان فرمایا کہ جنت غیب مین نعمت مشاہدہ کے وارث ہین اور حجلہ ملکوت مین قرب ووصال پائے ہوے ہین در خلوص عبودیت واخلاص توحید ربوبیت وتجرید سے سرفراز ہین کہ سبحان اللہ وبحمدہ اُنکے حق مین انعام فرمایا بقولہ تعالے اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس ہم فیہا خالدون بفضل الٰہی سے اُنھون نے معرفت الٰہی کو پایا جب کہ اُنھون نے عہد ازل مین حق عزوجل کو مشاہدہ کیا اور اس سے اُنکو وراثت مشاہدہ ابد تک حاصل ہوگی - ابن عطار رح نے کہا کہ قولہ قد افلح المؤمنون مقام اعلی وقرب وسعادت عظمی کو پہونچ گئے اور فلاح اُسکو ہے جس نے وعدہ الٰہی کے موافق تصدیق کی - شیخ

احمد بن عاصم نے کہا کہ شیخ انطاکی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ مومن ہی جسکی بضاعت یعنی پونجی مولیٰ عزوجل ہو [illegible]
رکھے عقبی کو اور اُسکا زاد راہ تقوی ہو اور مجلس اُسکی یاد خدا ہو - مترجم کہتا ہی کہ سبحان اللہ نہایت [illegible]
قاسم رح نے کہا کہ قولہ فی صلوتہم خاشعون - یہ بندے شرط ادب کے ساتھ قائم ہوتے ہین اس خوف [illegible]
نہ جاتی رہے - جب اُنھون نے واردات حق عزوجل کو اور اپنے واسطے ذکر حق عزوجل کو مطالعہ و یقین کیا [illegible]
کے اللہ تعالے کے واسطے خشوع مین ہو گئے - بعض نے کہا کہ اُنکے جوارح و اعضاء اللہ تعالے کے واسطے خشوع [illegible]
اُنکی ہمت دو جہان کے تعلق سے چھوٹ گئی اور یہ شعر پڑھا سے لہم ہمم لاتنتہی لکبارہا ۔ وہمتہ الصغری اجل من الدہر
اُسکی ہمتین ہین کہ بڑی ہمت کی تو انتہا نہین ہی اور چھوٹی ہمت تمام عالم دنیا و آخرت سے بڑھکر ہی - بعض مشائخ نے کہا کہ مومن
ہی کہ مامون ہو اُسکا دل اُسکی نفس سے - شیخ یوسف بن الحسین رح نے کہا کہ آدمی کے واسطے شرمناک پردے و عیوب ہین اور
اُنکو کوئی چیز نہین چھپاتی سوائے اِسکے کہ آدمی تقوی کرے اور حرمات کی حفاظت کرے اور شریعت کے تمام امور کو اپنے نفس پر لازم
کرلے - قولہ ہم عن اللغو معرضون - مین شیخ جعفر رح نے اشارہ فرمایا کہ وے تمام جہان سے اعراض کرتے اور اپنے مولی عزوجل کے ساتھ
منفرد ہین - مترجم کہتا ہی کہ ہر لہو و لعب بالکل لغو ہی اور لغو اُسکے سوائے اور امور بھی ہین جیسے کھانے مین تکلف کرنا - اور منصوص
قطعی ہی کہ انما الحیوۃ الدنیا لہو و لعب - حیات دنیا سب لہو و لعب ہی تو ظاہر ہوا کہ وے لوگ اِس دنیا و اُسکی زندگی پر اطمینان
کرنے سے اعراض کرتے ہین اور جب آرایش دنیا کی طرف گذرتے ہین تو اپنی نفس کا اکرام کرتے ہوے جاتے ہین پس یہ اشارہ
لطیف استنباط ہی فافہم بعض مشائخ نے کہا کہ جو چیز تجھے اللہ تعالی کی طرف سے مشغول کرے بھلاوے تو وہی لہو ہی شیخ ابو عثمان
نے فرمایا کہ ہر چیز جس مین نفس کا حظ ہو وہ لغو ہی - شیخ ابو بکر بن طاہر رح نے فرمایا کہ جو چیز سوائے ذکر الٰہی کے ہو وہ لہو ہی - مترجم
کہتا ہی کہ حدیث ابن ماجہ وغیرہ مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا ملعونہ ہی اور جو کچھ اُسمین ہی ملعون ہی سوائے اللہ تعالی
کی یاد کے و عالم و متعلم کے - اِس سے معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ تعالے کی یاد دلاوے اور اسطرف لاوے وہ بھی یاد الٰہی ہی پھر سوائے
اِسکے سب لغو ہی - اِسی واسطے شیخ ابن عطا رح نے فرمایا کہ ہر چیز جو سوائے اللہ تعالی کے ہی وہ لغو ہی - قولہ والذین ہم لاماناتہم وعہدہم
راعون - شیخ محمد بن الفضل رح نے فرمایا کہ تیرے تمام اعضاء تیرے پاس امانات ہین تو ہر ایک مین ایک حکم دیا گیا ہی پس آنکھ
کی امانت یہ ہی کہ نظر کو حرام سے بچاوے اور عبرت کے ساتھ مخلوقات کو دیکھے اور آیات الٰہی کا مشاہدہ کرے یعنی اول حرام سے
بچاویگا تو اُسکو استعداد عبرت نورانی نظر سے پیدا ہوگی پھر اِس سے مخلوق مین افعال خالق عزوجل مطالعہ کریگا تب اُسکو صفات
حق عزوجل کا مشاہدہ ہوگا - کان کی امانت یہ ہی کہ اُسکو لغو اور بیہودہ سننے سے بچاوے اور مجالس ذکر مین اُسکو ذکر الٰہی [illegible]
زبان کی امانت یہ ہی کہ اُسکو غیبت و بہتان اور بیفائدہ کلام سے بچاوے اور ذکر پر اُسکو ہمیشہ قائم رکھے - پاؤن کی امانت
یہ ہی کہ اُسکو طاعات مین لیجاوے اور معاصی کی طرف سے دور ہٹاوے - منھ کی امانت یہ ہی کہ اِس سے سوائے حلال [illegible] غذا
نہ کھاوے - ہاتھ کی امانت یہ ہی کہ اُسکو حرام کی طرف نہ بڑھاوے اور امر معروف سے اُسکو نہ روکے - قلب کی [illegible] یہ ہی کہ ہمیشہ
اُسکو حق کے ساتھ مراقبہ مین رکھے تاکہ سوائے حق عزوجل کے وہ غیر کا مطالعہ نہ کرے اور دیکھے تو حق کو [illegible] اُسکو
پاوے تو اُسی سے پاوے - شیخ ابو عبد اللہ محمد بن خفیف رح نے فرمایا کہ امانت یہ ہی کہ جو حدود و [illegible]

Marfat.com

[illegible] کے اندر رہے تجاوز نہ کرے اور قالو بلیٰ سے جو جواب ازل مین دیا اس عہد پر قائم رہے - شیخ ابن عطار رحمہ نے
قولہ تعالیٰ والذین ہم علیٰ صلواتہم یحافظون - مین کہا کہ نماز کی محافظت یہ ہے کہ نماز مین سر باطن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ محفوظ رکھے اسطرح
کہ اوس مین سوائے اللہ تعالیٰ کی تعظیم وصفات کے اُسکے دل مین اور خطرات نہ آوین - بعض مشائخ نے قولہ ہم الوارثون الآیہ -
مین کہا کہ یہ لوگ اپنے اعمال کی میراثون کو پاوینگے جو اُنھون نے صدق کے ساتھ ریاضات کیہ ہین - بعض نے کہا کہ فردوس
میراث اعمال ہے اور دیدار حق عزوجل وہ نتیجہ ہے بندہ کے اس یقین کا کہ اُسنے فضل ونعمت سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے دیکھے
اور جن بندون پر رضوان ورحمت ہے اور اُنکو سکون کسی نعمت سے نہین ہے تو دیدار پاک اُنکے واسطے متعین ہے واللہ تعالیٰ علیم خبیر -
شیخ استاد رح نے وصف ایمان مین فرمایا کہ سریرت باطن مین نسیم حق سے معطر ہو اور جوف قلب مین تصدیق کا خمیر ظاہر ہو اور نوادا سے
مامور ہون اور فرمایا کہ خشوع یہ ہے کہ سلطان کشف سے ہیبت وعظمت کے تحت مین سر باطن سکون مین ہو اور بساط مناجات پر ادب سے
قیام ہو اور غلبات تجلی کے وقت ادب سے سر جھکائے ہو - اور شیخ رح نے یہ بھی فرمایا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ سے مشغول کر دے [illegible]
اور جو چیز وہ جو کام اللہ تعالیٰ کے واسطے نہ ہو وہ ناکارہ فضول روی ہے وہ حشو ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہو وہ لغو ہے اور جسمین
بندہ کی نفس کا حظ ہو وہ لہو ہے - مترجم کہتا ہے کہ نص سے حیات دنیا لہو ولعب ہے سوائے اسکے جو اللہ تعالیٰ کی یاد مین ہو اور جو
آخرت کے لیے ہے وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے خالی نہین ہے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے خالی ہے بے روح مردہ ہے اور دار آخرت حیوان
ہے تو جو بغیر یاد حق ہو وہ آخرت مین نہ ہوگا اور باقیات وہی صالحات ہین جو یاد حق سے روح پاکر زندہ جاوید ہین اور کفار اسی جہت
سے مردہ ہین کہ حق عزوجل کو نہ پہچانا تو یاد اُنکی اپنے زعم یا شیطان کی یا اُسکے خیال مصور کی ہے اور یہ مردہ ہے - خطیب رح نے لکھا
کہ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان آیات مین عبادت توحید کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت صحیح نہین جبتک کہ اللہ تعالیٰ کو نہ پہچانے
اسواسطے اُسکے بعد ایسے دلائل ذکر فرمائے جس سے اللہ تعالیٰ کی صفات اور وحدانیت معلوم ہون پس اُسپر کئی طرح کے انواع دلائل
ذکر فرمائے اول انسان کی خلقت مین اور فطرت مین متعدد بیان فرمائے جو آگے کی آیات مین بیان ہین - شیخ سیوطی رحمہ وغیرہ
نے مابعد آیات کا ارتباط اسطرح بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بندون کو عبادت پر آمادہ فرمایا اور اُسپر اُنکو فردوس کا
وعدہ دیا اور یہ اس صورت مین ہوگا کہ آخرت مین معاد ہو اور قیامت مین بعد موت کے لوگ اُٹھائے جاوین لہذا اپنی قدرت کے
دلائل بیان فرمائے - مترجم کہتا ہے کہ دونون امور کا بیان آیندہ آیات مین [illegible] یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت وقدرت
والوہیت کاملہ کی معرفت اور اثبات معاد اُخروی پس چار قسم کے دلائل ذکر فرمائے اول انسان کی خلقت مین مختلف اطوار سے تقلیب کرنا - دوم
آسمان کا عجائب صنائع سے پیدا کرنا فی قولہ لقد خلقنا فوقکم سبع طرائق - سوم آسمان سے پانی نازل کرنا بقولہ انزلنا من السماء ماء - چہارم حیوانات
کے مختلف اوضاع ومنافع بقولہ وان لکم فی الانعام لعبرۃ - پھر انسان کی ابتداے خلقت مین مختلف اطوار سے ترقی دینے کو ذکر کیا جس سے اللہ تعالیٰ
کی قدرت کاملہ ظاہر ہوتی ہے اور بندون کے دلون مین خوب جم جاتی ہے پھر وے صریح یقین کرتے ہین کہ دوبارہ اعادہ کرنا اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے
ابتداے خلقت کو بعثون پر ختم کیا یعنی وے مبعوث ہونگے اور ابتدا خلقت کے ایک حال سے دوسرے حال پر بدلنے کے نو مراتب فرمائے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ○ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَا

اور ہمنے بنایا ہے آدمی چن لی مٹی سے پھر رکھا اُسکو بوند کر کر ایک جمے

Marfat.com

مَّكِينٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا

ٹھہراؤ مین پھر بنائی اُس بوند سے پھٹکی پھر بنائی اُس پھٹکی سے بوٹی

الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ق ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ

اُس بوٹی سے ہڈیان پھر پہنایا اُن ہڈیون پر گوشت پھر اُٹھا کھڑا کیا اُسکو ایک نئی صورت

فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ○ ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ ○ ثُمَّ إِنَّكُمْ

سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے پھر تم اسکے پیچھے مروگے پھر تم

يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ○

قیامت کے دن کھڑے کیے جاؤ گے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا اپنی ذات پاک کی قسم کھائی کہ واللہ ہم نے پیدا فرمایا - **الْإِنْسَانَ** انسان کو **مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ** طین کے سلالہ سے - سل کے معنی ایک چیز کو دوسری چیز سے نکالنا - سُلالہ بمعنی خلاصہ کیونکہ وہ مکدر مین سے صاف نکال لیا جاتا ہی اور نطفہ بھی سلالہ ہی کیونکہ وہ مرد کے صلب سے اور عورت کے ترائب سے انسلال ہوا ہی اور اسی جہت سے بچہ کو سلیل و سُلالہ کہتے ہین - اور آدم علیہ السلام جس خاک سے مخلوق ہوئے وہ اسوجہ سے سُلالہ ہی کہ ہر ایک مقام کی تراب سے انسلال کی گئی ہی - پھر مراد انسان سے آدم ہین یا جنس انسان اولاد آدم - پس اکثر اہل تفسیر نے آیت مین انسان سے جنس مراد لی ہی اور امام ابن کثیر رح نے اول قول اختیار کیا اور لکھا کہ اللہ تعالے اس آیت مین آگاہ فرماتا ہی کہ ابتداے پیدایش انسان کی سلالہ طین سے ہوئی اور وہ آدم ع ہین کیونکہ اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کو صلصال حماء مسنون سے پیدا کیا ہی اور لکھا کہ ابن عباس رض نے کہا کہ سلالہ من طین - وہ صاف پانی ہی یعنی منی اور مجاہد رح نے کہا کہ من سلالہ یعنی آدم کی منی سے - اقول ظاہر الانسان سے اولاد آدم مراد لیے ہین اور طین سے مراد آدم ہی - ابن جریر رح نے کہا کہ آدم کو طین اسواسطے کہا کہ آدم اُسی سے مخلوق ہوے تھے اور باقی جنس انسان اُسی طین یعنی آدم کے سُلالہ یعنی منی سے پیدا ہوے ہین - قتادہ رح نے کہا کہ یعنی آدم کو اللہ تعالے نے سلالہ طین سے بنایا - شیخ ابن کثیر رح نے اسی کو اختیار کیا کہ انسان سے مراد آدم ہین اور کہا کہ یہی از راہ معنی کے اظہر ہی اور سیاق سے بھی اقرب ہی کیونکہ آدم علیہ السلام طین لازب سے جو صلصال حماء مسنون ہی پیدا ہوے وہ مٹی سے مخلوق ہی اور اللہ تعالے نے فرمایا ومن آیاتہ ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون - حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ تعالے نے آدم کو پیدا کیا ایک مٹھی خاک سے جسکو تمام زمین سے لیا پس اولاد آدم موافق زمین کے ہوئی انمین سرخ ہین سپید ہین سیاہ ہین اُنکے بیچ بیچ مین ہین اور انمین سے خبیث ہین اور پاکیزہ ہین اور بیچ بیچ میں ہین - رواہ احمد و ابو داؤد والترمذی وقال حسن صحیح پس حاصل مقام یہ ہی کہ آدم کو ایسی مٹی سے پیدا کیا جو زمین کے اوپر سے کھینچ لی گئی و گوندھی گئی تھی پھر آدم علیہ السلام کے بعد انسانی نسل کو نطفہ سے قرار دیا لہذا فرمایا - **ثُمَّ جَعَلْنَاهُ** پھر ہم نے کر دیا اُسکو یعنی انسان کو - مراد بیان انسان سے وہی آدم علیہ السلام کی جنس ہی یا مضاف محذوف ہی یعنی جعلنا اولادہ - یعنی آدم کے بعد پھر آدم کی اولاد کو کر دیا **نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ** نطفہ قرار مکین مین - یعنی رحم مین - قرار اگرچہ مصدر ہی بیان مبالغہ سے وہ بجاے مستقر کے آیا

[illegible] نطفہ کا - اور دوسری آیت مین فرمایا ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین - پھر کردی نسل آدم کی سلالۃ ماء ضعیف
سے یعنی منی سے - اور فرمایا - الم نخلقکم من ماء مھین فجعلناہ فی قرار مکین الی قدر معلوم فقدرنا فنعم القادرون - اور نطفہ ماء دافق ہی
صلب و ترائب سے نکلتا ہی - صلب تو مرد کی پیٹھ ہی اور ترائب عورت کی ہڈیان اُسکے گلے کے نیچے سے ناف تک ہین - پھر مرد
و عورت کا نطفہ ملکر عورت کے رحم مین محفوظ محکم کردیا - اُسکی شکل و صورت جو کچھ ہی ظاہر ہی - ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً
پھر ہم نے کردیا نطفہ کو علقہ - یہ وہی نطفہ سرخ تھکا مستطیل شکل کا ہوگیا - عکرمہ رح نے کہا کہ یہ خون ہی - فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ
مُضْغَةً پھر ہم نے کردیا علقہ کو مضغہ یعنی ایک لوتھڑا جیسے گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہی جسمین نہ شکل ہی نہ تخطیط ہی - فَخَلَقْنَا
الْمُضْغَةَ عِظَامًا سو ہم نے مضغہ کو عظام کردیا - یعنی سخت اور مختلف شکلون پر تاکہ بدن کے واسطے مثل ستون کے
ہو جاوین - ظاہر اِس سے ڈھانچہ مراد ہی چنانچہ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یعنی ہم نے مضغہ کو متشکل ایک شکل مین کردیا جس کے
سر ہی اور دونون ہاتھ ہین اور دونون پانون ہین مع اُنکی ہڈیون و رگون و پٹھون کے - اور ایک جماعت کی قراءۃ مین عظام
کی جگہ عظم ہی یعنی بصیغہ واحد - شیخ نے لکھا کہ ابن عباس نے کہا کہ وہ عظم الصلب ہی یعنی پیٹھ والی ہڈی اور حدیث ابو ہریرہ رض
مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا جسم آدمی کا بوسیدہ ہوجاتا ہی سوائے دم گزی کے کہ اُسی سے پیدا ہوا
اور اُسی سے ترکیب دیا جائیگا - رواہ البخاری وغیرہ - واضح ہو کہ پہلے تو عطف ثم سے تھا اور یہان سے عطف فا سے ہی - تو اُسکی وجہ یہ
ہی کہ حرف ثم کسی قدر تاخیر پر دلالت کرتا ہی جیسے جاء زید ثم عمرو یعنی آیا زید پھر عمرو - تو سمجھا گیا کہ ذرا تاخیر کے بعد عمرو آیا اور اگر
کہا جاوے جاء زید فعمرو - زید آیا پس عمرو آیا تو اِس سے اُسی قدر سمجھا جائیگا کہ زید کے بعد عمرو آیا خواہ کچھ دیر کے بعد آیا ہو
یا اُسی وقت پیچھے پیچھے آگیا ہو - اور یہان دونون قسم کے عطف مین نکتہ یہ ہی کہ ایک حالت سے دوسری حالت بدلنے مین تفاوت
ہی پس بعض حالات تو ایسے ہین کہ اپنی پہلی صورت سے اُسکا ظہور ہو جانا بالکل عجیب معلوم ہوتا ہی جیسے نطفہ سے علقہ ہوجانا
یا علقہ سے لوتھڑا ہوجانا تو ایسی بعید تبدیلی کو حرف ثم سے عطف کیا اور مراد اِس سے یہ کہ ایسے تبدیلی از راہ عقل کے پا رتبہ کے
بڑھی ہوئی ہی گویا دیر کے بعد واقع ہوئی کیونکہ حواس مین یہ تبدیلی دور معلوم ہوتی ہی اِسلیے کہ سپید نطفہ سے سرخ خون ہوجانا
یا خاک سے نطفہ پیدا ہوجانا جو سپید پانی ہی بہت عجیب و غریب ہی بخلاف اُسکے خون سے لوتھڑا ہوجانا کہ یہ قریب ہی کیونکہ دونون مشابہ ہین
ایسے ہی لوتھڑے سے عظام ہوجانا ایسے ہی قولہ تعالے - فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا پس ہم نے عظام کو گوشت پہنایا -
یعنی اِس ڈھانچہ کو گوشت کا لباس دیدیا اور اِسمین ایک اشارہ نکلتا ہی کہ ڈھانچہ تک کی پیدائش اصلی نطفہ کے اثر سے ہی اور اِسپر
جو گوشت چڑھا ہوا ہوتا ہی یہ جدید غذا سے ہی - اِس سے طب کا یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ جو بچہ اپنے رگ و پٹھے وغیرہ سے جس قدر پر
ہو اُسمین پیچھے کسی قوی غذا یا دوا سے زیادتی نہین ہوسکتی ہی بخلاف گوشت کے کہ وہ زائد ہی اِسمین بیماری سے گھلاؤ اور پھر قوت
سے بھراؤ ہوتا رہتا ہی اور یہ بات مشاہدہ سے معلوم ہی جسکو اطبا نے بہت دقت و غور نظر سے دریافت کیا اور اطبائے اسلام
کی محققین سے جو اُنکو قرآن پاک سے حاصل ہوئی یہ مسئلہ حل ہوگیا ورنہ پہلے اطبا مین اختلاف تھا اور سورہ نحل وغیرہ مین بہت سے
دقائق طبیہ جسمین فلسفی اطبا متحیر ہین - مترجم نے محقق لکھدیے ہین والحمد للہ رب العالمین - بالجملہ اول نطفہ سے خون پھر خون
سے لوتھڑا پھر لوتھڑے سے ہڈیان یعنی ڈھانچہ بنایا تو مادہ منی ختم کردیا پھر ڈھانچہ پر غذائے مادری سے گوشت کا لباس دیدیا

Marfat.com

لیکن ابتک وہ جمادات سے ہی ابھی حیوان نہین ہی تو اسکے بعد جو تبدیلی فرمائی وہ بھی عقل کی راہ سے
ثم سے عطف فرمایا بقولہ - ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ پھر ہم نے اس جماد کو پیدا کردیا خَلْقًا اٰخَرَ [illegible]
اول سے بالکل جدا معلوم ہوتی ہی اور عقل متحیر ہو جاتی ہی - یعنی اسمین روح پھونک دی تو وہ متحرک [illegible]
وجنبش کرنا اور خیال وحواس وعقلی قوت آگئی یہ ایک دوسری خلقت ہوگئی - فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ
پس کیا بزرگ تعظیم وثنا والا ہی اللہ تعالے جو سب سے اچھا بنانے والا ہی - کیسی اچھی اسنے تصویر بنا دی کہ کوئی [illegible]
نہین بنا سکتا ہی - یہ ظاہر ہین عوام کے خیالات پر تنبیہ کی جو اصل حقیقت سے واقف نہونے سے اکثر مورتون کا بنانا [illegible]
تصویرین آثار وغیرہ اپنا فعل اپنی قدرت سمجھتے ہین تو یہان ابھی انکی جہالت سے بحث نہین بلکہ سمجھایا کہ اللہ تعالے [illegible]
جیسے اسنے پیدا کردیا کوئی ایسے نہین پیدا کرسکتا - وجہ یہ ہی کہ ان چیزون کے بنانے مین یہ جاہل لوگ بوجہ صاف عاجزی کے
اقرار کرتے ہین کہ یہ ہم سے نہین ہو سکتا تو اسی مین انکو سمجھایا کہ لامحالہ یہ کسی نے پیدا کیا وہ ہی اللہ تعالے ہی جس نے یہ پیدا
کیا - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ زید بن علی نے اپنے باپ سے انھون نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نطفہ
پر جب چار مہینے گذر جاتے ہین تو اللہ تعالے ایک فرشتہ بھیجتا ہی جو اسمین روح پھونکتا ہی تین تاریکیون مین یہی فرمایا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ
خَلْقًا اٰخَرَ الآیہ - یعنی ہم نے اسمین روح پھونکی - رواہ ابن ابی حاتم - مترجم کہتا ہی کہ زید بن علی - امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
کے بیٹے ہین اور علی بن الحسین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نہین پایا تو روایت منقطع مرسل ہی ولیکن ائمہ حنفیہ کے نزدیک
ثقہ کا ارسال مقبول ہی - پھر شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا کہ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ - کی تفسیر مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی
یہی مروی ہی کہ یہ نفخ روح ہی - ابن عباس رض نے کہا کہ مراد یہ کہ پھر اللہ تعالے نے اسمین روح پھونکی - یہی قول مجاہد وعکرمہ وشعبی
وحسن بصری وابو العالیہ وقتادہ وربیع بن انس وضحاک وابن زید وسدی کا ہی اور اسی کو شیخ ابن جریر نے اختیار کیا ہی - عوفی نے
ابن عباس رض سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کی کہ معنی یہ کہ اسکو ایک حال سے دوسرے حال مین لاتا ہی یہانتک کہ اسکو طفل پیدا
کرتا ہی پھر اسکو بچہ بڑھاتا ہی پھر وہ بالغ ہوتا ہی پھر جوان ہو جاتا ہی پھر ادھیڑ پھر بوڑھا ہو جاتا ہی - یون ہی قتادہ وضحاک سے ایک روایت
ہی - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ دونون روایتین صحیح ہین اور دونون معنی ٹھیک ہین انمین کچھ منافات نہین ہی کیونکہ قولہ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ
ابتداے نفخ روح سے شروع ہی اور برابر اسوقت سے اسکے احوال مین یہ تبدیلیان ہوتی جاتی ہین واللہ تعالے اعلم - خطیب نے سراج
مین لکھا کہ قولہ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ - یعنی پیدائش جدید جو پہلی پیدائش سے مباین ہی اور کیسے دور کی مباین کہ پہلے جماد تھا اب حیوان کردیا
پہلے مثل پہاڑ پتھر درخت کے تھا گونگا اب اسکو ناطق کردیا - پہلے بے گوش تھا اب سننے والا کردیا - پہلے اندھا تھا اب دیکھنے والا
کردیا اور اسکے ظاہر وباطن مین بلکہ ہر عضو اور ہر ایک جزو مین ایسی عجائب فطرت وغرائب حکمت کے خزانہ رکھدیئے کہ کوئی وصف کرنیوالا
اسکا وصف نہین کرسکتا اور کوئی شرح کرنے والا اسکے شرح بیان نہین کرسکتا ہی - زمخشری نے کشاف مین لکھا کہ اسی مقام سے امام ابو حنیفہ
نے کہا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کا مملوک انڈا غصب کرلیا اور غاصب کے پاس اس مین سے بچہ نکلا تو حکم یہ ہی کہ غاصب بچہ
خود رکھے اور اسپر ایک انڈے کی ضمان لازم ہی اور بچہ واپس نہ دیگا کیونکہ یہ خلق آخر ہی - مترجم کہتا ہی کہ توضیح یہ ہی کہ جو شخص [illegible]
کی چیز غصب کرلے یعنی اسکی بلا اجازت لے لے تو وہ گنہگار مستحق [illegible] ہی ولیکن سوائے گناہ کے حاکم شرع کے [illegible]

[illegible] کی ہو وہ واپس کرے پھر اگر وہ چیز جو غصب کی ہو موجود تو ہو لیکن غاصب نے اسمین تغیر کر ڈالا ہو پس اگر
[illegible] سے یہ چیز اب دوسری چیز ہو گئی تو گویا یہ چیز باقی نہ رہی پس غاصب پر اسکی نقل یا اسکی قیمت تاوان لازم آویگا
[illegible] غصب کرنے مین جو صورت زمخشری نے لکھی ہو جب بچہ نکل آیا تو وہ چیز نہین رہی بدلیل اسکے کہ اللہ تعالے نے نفخ روح کے
[illegible] اسکے خلق آخر قرار دیا ہو پس غاصب پر ضمان متعین ہو گئی اور جسکا انڈا غصب کیا ہو وہ اس بچہ کو نہین لے سکتا ہو۔ یہ لطیف
اور [illegible] عمدہ استنباط ہو واللہ سبحانہ تعالے اعلم۔ پھر شیخ ابن کثیر رح نے یہان احادیث کا ذکر کیا ہو جو اس پیدایش کے بارہ مین
وارد ہین اور آدمی کو اُنسے عبرت حاصل ہوتی ہو۔ امام احمد نے عبد اللہ بن مسعود رض سے مرفوع روایت کی کہ تم مین سے ہر آدمی
کی خلقت اسکی ماں کے پیٹ مین چالیس روز جمع ہوتی ہو پھر وہ اسی قدر مدت مین علقہ ہو جاتی ہو پھر وہ اسی قدر مدت مین مضغہ
ہو جاتی ہو پھر اللہ تعالے اسپر ایک فرشتہ بھیجتا ہو وہ اسمین روح پھونکتا ہو۔ اقول یہ فرشتہ متعین و موکل ہو ہر فرشتہ نہین ہو جیسا کہ
دوسری حدیث مین ہو۔ اور اس فرشتہ کو چار باتون کا حکم دیدیا جاتا ہو کہ اسکا رزق لکھے اور عمر لکھے اور کام لکھے اور یہ کہ وہ شقی
ہو یا سعید ہو پس قسم اسکی کہ جسکے سواے کوئی اللہ نہین ہو کہ آدمی اہل جنت کے کام کیا کرتا ہو یہانتک کہ اسمین اور جنت مین کچھ دوری
نہین رہتی سواے ایک ہاتھ کے کہ پھر اسپر نوشتہ سابق ہوتا ہو پس خاتمہ اسکا اہل دوزخ کے کام پر کیا جاتا ہو پس وہ دوزخ مین داخل
ہوتا ہو اور آدمی اہل دوزخ کے کام کرتا ہو یہانتک کہ اسمین و دوزخ مین کچھ دوری نہین رہتی سواے ایک ہاتھ کے کہ پھر اسپر نوشتہ
سابق ہوتا ہو پس خاتمہ اسکا اہل جنت کے کام پر کیا جاتا ہو پس وہ جنت مین داخل ہوتا ہو۔ رواہ البخاری ومسلم ایضاً۔ ابن ابی حاتم
نے عبد اللہ بن مسعود کا قول روایت کیا کہ نطفہ جب رحم مین جاتا ہو تو ہر بال و ناخن تک طاری ہوتا اور چالیس روز تک ٹھہرتا ہو
پھر وہ علقہ ہو جاتا ہو۔ امام احمد نے عبد اللہ بن مسعود رض سے ایک حدیث روایت کی جسمین بیان ہو کہ مرد و عورت دونون کے
نطفہ سے بچہ ہوتا ہو مرد کی منی گاڑھی ہو اُس سے ہڈی و پٹھے ہوتے ہین اور عورت کی منی پتلی ہو اُس سے گوشت و خون ہوتا ہو صحیحین
و امام احمد کی حدیث عبد اللہ بن مسعود رض مذکورہ بالا کے مانند امام احمد نے حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت
کی اسمین مصرح ہو کہ جو فرشتہ کو لکھا دیا جاتا ہو اسپر کمی و بیشی نہین ہوتی ہو۔ وقد رواہ مسلم فی صحیحہ بنحوہ۔ ابو بکر البزار رح نے انس رض سے
روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے رحم پر ایک فرشتہ موکل کیا وہ عرض کرتا ہو کہ ای رب نطفہ ہو ای رب
علقہ ہو ای رب مضغہ ہو پس جب اللہ تعالے نے اسکو پیدا کرنا چاہا یعنی حمل ساقط کرنے کا حکم نہ ہوا تو فرشتہ پوچھتا ہو کہ ای رب نر ہی
یا مادہ ہو سعید ہو یا شقی ہو رزق کیا ہو اور موت کا وقت کیا ہو یعنی عمر کتنی ہو پس یہ سب اسکی ماں کے پیٹ مین لکھدیا جاتا ہو۔ و
رواہ البخاری ومسلم۔ قولہ تعالے فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن ابی حاتم نے بطریق جابر جعفی روایت
کی زید بن ثابت رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قولہ لقد خلقنا الانسان الآیۃ مجھے لکھوائی جب یہان پہونچے کہ ثم
انشاناہ خلقاً آخر تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تو معاذ رض
نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کس بات پر ہنسے آپ نے فرمایا کہ اسی پر یہ آیت ختم ہوئی ہو۔ شیخ نے کہا کہ جابر جعفی راوی بالکل
ضعیف ہو اور اسکی یہ روایت تو سخت منکر ہو اسواسطے کہ یہ سورہ مکیہ ہو اور زید بن ثابت نے مدینہ مین وحی لکھی اور ایسے ہی اسلام
معاذ بن جبل کا بھی مدینہ مین ہوا ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ خطیب وغیرہ نے لکھا کہ عبد اللہ بن سعد بن ابی السرح آنحضرت صلعم

کے واسطے وحی لکھا کرتا تھا اسیطرح اسنے بھی قبل لکھانے کے اسکو پڑھدیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
ہوا ہے تو عبداللہ بن سعد مذکور نے زعم کیا کہ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آتی ہے یوں ہی مجھپر آتی ہے [illegible]
مکہ بھاگ گیا پھر جب مکہ فتح ہوا ہے تو اسوقت مسلمان ہوا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت بھی منکر ہے اسواسطے کہ [illegible]
ہوا اور عبداللہ بن سعد مذکور مدینہ سے مرتد ہو کر بھاگا ہے۔ شاید یہ توجیہ کی جاوے کہ عبداللہ مذکور کے دل میں یہ خیال [illegible]
ہوا تھا پھر مدینہ میں آکر یہاں صبر نہ کرسکا بوجہ اسکے کہ اسکے دل میں ایمان نہ تھا تو اسی خیال پر مرتد ہو کر بھاگ گیا واللہ اعلم
اور شیخ ابن کثیر رح وغیرہ نے ذکر کیا کہ ابن ابی حاتم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بیان
کیا کہ میرے رب عزوجل نے مجھپر یہ فضل کیا کہ میں چار باتوں میں اپنے رب عزوجل کے حکم سے موافق ہوگیا میں نے کہا یا
رسول اللہ اگر ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھیں تو نازل ہوا قولہ تعالے واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی۔ اور میں نے کہا یا رسول اللہ
اگر آپ اپنی ازواج پر پردہ کریں کیونکہ آپ کے پاس مسلمان دیندار اور کفار و منافق بدکار سب آتے ہیں پس اللہ تعالے نے نازل
فرمایا واذا سالتموہن متاعا فاسالوہن من وراء حجاب۔ اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج سے کہا کہ تم لوگ جھگڑا
کرنے سے باز رہو یا اللہ تعالے بجاے تمہارے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بی بیاں تم سے بہتر بدل دیگا پس نازل
ہوا قولہ عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن الآیہ۔ اور جب نازل ہوا قولہ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ تا قولہ ثم انشاناہ
خلقا آخر۔ تو میری زبان پر جاری ہوا فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر یوں ہی اس
آیت کا خاتمہ ہے۔ رواہ ابن ابی حاتم وابوداؤد الطیالسی وابن مردویہ وابن عساکر۔ اور خطیب نے لکھا کہ اولیاے عارفین نے کہا کہ
اللہ تعالے کی شان ہے کہ قرآن پاک کو اسنے بہتوں کے واسطے ہدایت اور بہتوں کے واسطے ضلالت کر دیا ہے کما قال تعالے یضل
بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا۔ پس یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے سعادت ہوا اور یہی واقعہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے واسطے
سبب ضلالت ہوا اور کہا گیا ہے کہ یہ عبداللہ بن سعد کافر مرا ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر اللہ تعالے نے انسان کے ان مراتب کے بعد جو
سے پیدایش اور آخر عمر تک ہیں انجام بیان فرمایا بقولہ تعالے۔ ثُمَّ اِنَّكُمۡ بَعۡدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوۡنَ پھر تم اسکے بعد
میت ہو۔ انکو میت قرار دیا یعنی لامحالہ اس صفت سے موصوف ہو اور مائت نہیں کہا جس طرح کہ قول [illegible] قائل اسی طرح لوٹ
سے مائت ہوتا ہے بلکہ میت تحقیق اس ثبوت کے واسطے بیان فرمایا۔ حاصل یہ کہ تم عدم سے اس اول پیدائش کے بعد اس حالت سے
موصوف ہو۔ ثُمَّ اِنَّكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ تُبۡعَثُوۡنَ پھر تم قیامت کے روز اٹھائے جاؤگے۔ کما قال تعالی ثم اللہ
ینشی النشاۃ الآخرۃ۔ پھر اللہ تعالے دوسری پیدایش پیدا فرماویگا۔ وہ دن عود اور حساب کا ہے ارواح اپنے اجسام کی طرف
کرینگی اور تمام خلائق کی نیکی و بدی کا حساب ہو کر جنت یا جہنم کیطرف جاوینگے یعنی نیکوکار فضل رب عزوجل سے جنت میں رہینگے جسکا طول و عرض
آسمانوں و زمین سے زائد ہے اور بدکار جہنم میں رہینگے جسکا غار بھی بہت دور ہے۔ ف۔ عرائس البیان میں اس مقام پر بعضے اسرار لطیف بیان
کیے ہیں وہ اگرچہ صریح نصوص کے استدلال سے نہیں ہیں ولیکن جو سمجھے وہ سمجھ لے ورنہ قصور فہم سے خاموش رہے قال الشیخ رحمہ اللہ [illegible]
کائنات کو عرش سے لیکر آخر تک پیدا کیا تو عرش کو کرسی پر طبق فرمایا یعنی جیسے انڈے کا چھلکا زردی پر محیط ہوتا ہے و کرسی کو ساتوں آسمانوں
پر طبق کیا اور کرسی نے ساتوں آسمانوں کو احاطہ کر لیا اور بعض کو اللہ تعالے نے بعض سے ترکیب [illegible] پر طبق

135858

[illegible] فرمائی کما قال تعالے الرحمن علی العرش استوی - پھر تجلی قدم واسطے عرش کے فرمائی تو عرش کو زلزلہ ہوا جس سے
زمین کو زلزلہ ہوا اور اس سے آسمانون کو زلزلہ ہوا اور کرسی کے بوجھ سے آسمانون کو عرق آگیا اور عرش کے بوجھ سے کرسی کو عرق
آیا اور سطوات جلال قدم واستوار سے عرش کو عرق آگیا اور یہ عرق جاری ہوکر سمندر ہو گئے اور وہ آسمانون مین جاری ہوے
اور ہیبت عزت قدم سے یہ بحور آسمانون مین تلاطم ہوے اور صولت انوار جلال کا ظہور تمام ذرہ مخلوقات مین ساری ہوگیا اور کثرت
تلاطم سے اسکا خالص پھین وروح اسپر چھا گیا اور وہ خشک ہوگیا اور حقیقت اُسکی وہ عرق ہی جو تجلی استوار کے نور سے پیدا ہوا تھا
اور وہی سر التجلی کا حامل ہی پس بحور [سمندر ۱۲] اسکے تحت مین آگئے اور کثرت حرکت سے وہ پھین کے مانند اوپر خشک ہوا پھر پھیلا اور حقائق ظاہر
کیے اور اسپر ایام الٰہی تجلی ذات وصفات کے مرور سے ایک زمانہ کی صورت مین اسپر گذرا پھر جب اللہ تعالے نے اُسکو تجلی ذات و
صفات سے تربیت فرمایا تو اسمین سے ایک قبضہ بقبضہ جبروت لیکر ملکوت کے اوپر ڈال دیا اور یہ مشک خاک خالص اُسی زبدہ سے
ہی جو انوار تجلی سے معجون ہو رہا تھا اور اسپر الوہیت کے باران رحمت سے پانی پڑا اور دست قدرت سے اُسکا خمیر ہوا اور تصویر اُسکی
خاتم عزت سے ہوکر فضاے ازل وابد کے درمیان منزل قدرت مین رکھا گیا یہانتک کہ اسپر وہ صبح گذری جو طلوع مشرق آفتاب
ذات وانوار صفات سے خاص تجلی ہوئی پھر چہرہ روح سے نقاب غیرت کو منکشف فرمایا جسکو اس سے ازل کے لاکھون برس پہلے
پیدا فرمایا تھا اور وہ جملہ اُنس و منزل قدس مین تھی اور صدور اسکا مکامن عدم غیب و سر الاسرار سے تھا اور اُسکو مصور اُسی صورت
سے فرمایا تھا جو اُسکے نفس کی صورت ہی پس اس روح کو اُسکی صورت مین داخل فرمایا تو وہ روح و صورت بوجہ سایہ کمال ذات و
صفات کے کامل ہوئی - چونکہ آدم علیہ السلام محل ودائع اسرار ذات وصفات و قدم و بقاء ہوے اسی واسطے حبیب اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حدیث مین یہ وصف فرمایا کہ خلق اللہ آدم علی صورتہ - یعنی آدم علیہ السلام کو اللہ تعالے نے اُسکی صورت پر پیدا کیا
اور آدم علیہ السلام معدن ارواح قدسیہ واشباح انسیہ تھے - مترجم کہتا ہی کہ یہانتک اشارہ قولہ تعالے ولقد خلقنا الانسان من
سلالۃ من طین - بیان کیا ہی اور اسکے بعد نطفہ سے پیدائش [صورتین ۱۲] مین بیان کیا کہ پھر جب اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کی ذریات کو
پیدا کرنا چاہا تو قدرت سے اُسمین ایک حرکت پیدا کی اور اُسپر عظمت سے ایک نیند پیدا کی اور اُسکی بائین پسلیون سے حوا کو پیدا
کر دیا پھر ان دونون کے سر الاسرار کو جنبش ہوئی اور یہ سر بطون اُنکی شہوات تھین جنمین اسرار تھے پس اتصال شہوت بشہوت
سے خالص نطفہ کا ظہور ہوا اور مصدر اسکا وہی اسرار تجلی استوار ہی جسکو مصدر فعل مین باقی رکھا اور اُسکو ایام تجلی دہری مین منقلب
رکھا پھر اُسکو فعل مین تجلی کے ساتھ مکون فرمایا جسمین اللہ تعالے کے فعل کے حُسن سے رنگ ہی لہذا فرمایا ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین
ثم خلقنا النطفۃ علقۃ - پھر اُسکو عشق کی بھٹی مین محبت کی ساتھ گلا کر بوتہ فطرت مین منقوش کیا اور وہ مضغہ ہوگیا لہذا فرمایا فخلقنا
العلقۃ مضغۃ - پھر اسکو خون طبیعت سے سیراب کیا اور مشارب فطرت سے غذا دی اور استوانۂ قدرت سے ساکن کیا وہی ہی
قولہ فخلقنا المضغۃ عظاماً - پھر اسکو زمانہ تربیت سے لباس دیا وقال تعالے فکسونا العظام لحما - پھر اسکو نور فعل و قدرت مین
چھوڑ دیا تاکہ استعداد نفس سلطانی قبول کرنے کی پیدا کرے پس سر علمی بصورت آدم دیا اور چہرہ مزین بنور جمال کیا اور مصور بصورت
فعلی فرمایا اور یہ سب محض رحمت ہی اور اسکے قلب کو مجمع اخلاق کیا اور جگر کو مجمع طبیعت حیوانی کیا اور دماغ کو منور بنور عقل
غریزی کیا - مترجم کہتا ہی کہ عقل غریزی سے یہ مراد ہی کہ ان حواس واعضاء کی صحت سے جو امور حواس سے ادراک ہوتے ہین

Marfat.com

اُنکی ترکیب سے ایک نتیجہ لکالنا اُسی عقل غریزی کا کام ہی اور یہ اُسی وقت تک درست رہتی ہی جب
اور سواے اِسکے ایک عقل روحی ہی اُسکو حاجت ان اعضاء و حواس کی نہین ہی اور وہی عقل ملکی و نورانی
اُسکو کامل کر دیا تو اُسمین روح دیکر دوسرا آدم بنایا چنانچہ فرمایا فانشانا خلقا آخر - پس وہ پیدایش کامل آدم
نے اپنی پاک ذات کو مشابہت مخلوقات سے و تغیر زمانہ و مکان سے پاک منزہ بیان فرمایا بقولہ تعالے فتبارک
پس اللہ تعالے جل شانہ و عز سلطانہ کسی مین ساری نہین اور نہ کسی چیز کا جزو ہی اور نہ کوئی حصہ ہی اور نہ اُسکے مثل کوئی چیز
صورت و شکل ہی اور نہ کوئی اُسکے مشابہ اور نہ مانند ہی وہ اپنی مخلوق سے بالکل مبائن ہی اُسکی صنعت موجودات ظاہری کیا عجب ہی اور اُسکی
قدرت باطنی کیسی مرغوب ہی - آدم کو کس صنعت سے پیدا کیا اور جو تمام عالم مین ہی وہ آدم مین جمع کیا شیخ حسین نے فرمایا کہ مخلوق اپنے منزل
مرتبہ و مقامات خلقت مین متفاوت ہین اور ہر ایک کی صفات علیحدہ ہین اور اللہ تعالے نے آدم کو صورت ملک و ملکوت مین مکرم کیا امر روح و نور
معرفت و علم و فضل دیا اور مخلوقات پر مکرم کیا - اور کہا کہ آدم کو پیدا کیا اور اولاد کو درمیان امر و ثواب کے اور درمیان نور و ظلمت کے پیدا کیا
اور اُنکے خلق کو تعدیل دی اور مومنون کیواسطے ایک نور ایمان زیادہ کیا اور نور حقیقت یہی نور ہی اور وہ نور مبین ہی جس سے ہدایت ہو اور جس سے
تاریکی سے باہر آتے ہین اور اِسی سے اُنکو تمام مخلوق پر فضیلت ہی جیسے اُنکو ابتداے حال مین ایک حال سے دوسرے حال
مین نقل کیا اور اُنمین فطرت و آیات ظاہر فرمائین اور صنعت و حکمت و ہیات کامل کردین اور روح و نور و تجلیات سے اُنکو
منور کر دیا مٹی و نطفہ و علقہ و مضغہ و عظام سے روحانی پیدایش مستوی کردی پھر اُنکو نور معرفت سے مکمل کر دیا - اور شیخ حسین نے
کہا کہ اعتدال خلقت آدمی کی چار اصول پر ہی ایک چہارم اعلی تو آلیت ہی - چہارم دوم آثار ربوبیت ہین اور چہارم سوم نوریت
ہی جسمین تدبیر و مشیت و علم و معرفت و فہم و فطنت و فراست و ادراک و تمیز و زبان ہی اور چہارم باقی حرکت و سکون ہین یون ہی
اُسکو اعتدال خلقت سے پیدا کیا ہی اور یہ بھی فرمایا کہ صنعت انسانی و ذریات آدم سے اپنی صفت خالق ہونے کی اظہار
فرائی اور تمام خلق اُسکے ادراک وصف سے عاجز ہین اور جو اپنی ذات پاک کا وصف اظہار فرمایا وہ اُسی کے شایان ہے
واسطے ہی اور مخلوق اُسمین سے بقدر رغبت و طاقت کے برداشت کرتی ہی اور کوئی اُسکی صفت حقیقی ادراک نہین کرسکتا
ہی - پھر حق سبحانہ تعالے نے آدم و اُسکی ذریات کے صنائع قدرت و حکمت کے بعد ہم کو آگاہ کیا کہ ہم کیونکر فنا ہین اور
فنا ہونے کے یہ ہین کہ تراب مین ایک دوسری تربیت ہو کر دوسری پیدایش مین پیدا کیے جاوینگے اُسی سے زیادہ اظہار قدرت
اجسام مین اور تربیت دیگر ارواح مین ہوگی لہذا فرمایا ثم انکم بعد ذلک لمیتون - موت کا تعلق سطوات عزت پر ہی
ظہور سے بیہوشی طاری ہو گئی ہی اور حیات کا تعلق ظہور جمال ازلی سے ہی پس اس ظہور سے جو حیات ہوگی وہ مومنون
و نیکون کے واسطے مخصوص ہی جیسے جلال کے ظہور سے جو حیات ہوگی وہ مخصوص بکفار و مشرکین ہی اور اس حیات کے بعد
فنا نہین ہی - شیخ حسین رح نے کہا کہ ملک الموت ارواح بنو آدم پر موکل ہی تو فنا کا فرشتہ جان و بدن کا اور روح
موکل ہی اور علماء کی موت اُنکے واسطے بقا ہی لیکن آنکھون سے پوشیدہ ہو جاتے ہین اور بعض
کہ ہم نے کس کی معصیت کی تھی - بعض مشائخ نے کہا کہ جو شخص دنیا سے مراد زندگی آخرت کی طرف چلا گیا اور
وہ اصلی زندگی کی طرف چلا گیا یعنی بقا سے حق بصفت الٰہی ہی - استدلال دوم آسمان

اور اسکو بیان فرمایا بقولہ تعالےٰ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝

اور ہمنے بنائی ہین تمھارے اوپر سات راہین اور ہم نہین ہین خلق سے بے خبر

اللہ تعالےٰ نے انسان کی خلقت ذکر فرماکر آنکا مبعوث ہونا بیان فرمایا جس سے جاہل کفار منکر ہین اسکے بعد اللہ تعالےٰ نے آسمانون کی پیدایش کو بیان فرمایا۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ اکثر اللہ تعالےٰ نے آدمی کی خلقت کے ساتھ آسمان وزمین کی خلقت کو ذکر فرمایا ہی تاکہ عبرت حاصل کرین وقد قال تعالےٰ لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس۔ یعنی آسمانون وزمین کی خلقت لوگون کے پیدا کرنے سے بڑی ہی۔ اول آدمیون مین اگر نطفہ کی جہت سے تو الد وتناسل جدید جاری ہی اور اسباب پر نظر کرکے جذ ہوتے ہین تو آسمانون مین وہی ایک حالت قدیمہ ہی اُسکو فرورق عزوجل نے پیدا کیا اور اُنکی خلقت بہت بڑی ہی تو آدمی کا اعادہ اسکے سامنے کچھ بھی نہین ہی لہذا فرمایا۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ لقد لام قسم کے ساتھ ہی یعنی واللہ ہم نے پیدا کر دیا تمھارے اوپر۔ خطیب نے لکھا کہ ایسی فوقیت دور ہی کہ آنکھون سے اچھی طرح ادراک نہین کر سکتے ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ ادراک کے دو طریقہ بہت عمدہ ہین۔ اول حواس سے اور وہ اسطرح کہ آئینہ مین اور پانی مین برابر اسکا عکس پاتے ہین اور عکس ہر حال مین یکسان ہی اور عکس کے واسطے لازم ہی کہ جسم ہو۔ کمرہ کے اندر خلاء کا عکس نہین پڑتا اگر چھت کا عکس پڑتا ہی تو صاف واضح ہی کہ یہ ایک جسم کا عکس ہی۔ اگر کہا جاوے کہ جو لوگ آسمان کے قائل ہین وہ اسکو بالکل شفاف کہتے ہین اور یہ جو رنگینی نظر آتی ہی یہ کرات ناری وہوائی وغیرہ کے رنگون سے ہی تو پانی مین آسمان کا عکس شفاف نہین معلوم ہوتا جواب یہ ہی کہ جس جسم پر جو رنگ ہوگا خواہ اُسکا ہو یا کسی طور پر ہو وہ پانی مین معلوم ہوگا مگر جو جسم مثل ہوا کے ہو اُسکا عکس نہین ہوتا تو یہ آسمان کا عکس ہی مع اس رنگ کے جو اسپر آیا علاوہ اسکے جن لوگون نے اسکو شفاف کہا ہی وہ بھی دلائل قیاسی ہین۔ اگر کہا جاوے کہ ہم دوربین سے دیکھتے ہین تو ہم کو کچھ نہین معلوم ہوتا لہذا کچھ نہین ہی جواب یہ کہ محض جاہلانہ جھگڑا ہی اسواسطے کہ دوربین اسقدر دور کے دیکھنے والی جو پانچ سو برس کی راہ کی دوری پر دیکھے کیونکر معلوم ہوئی ہی وہ دو چار لاکھ کوس کی چیز دیکھ سکتی ہی یہ بھی انتہا رمبالغہ ہی پھر آسمان کہان سے نظر آویگا اور آفتاب وستارہ کا نظر آنا بوجہ آنکی چمک کے ہی اور صاف شیشہ کے مثل تو زمین پر دو چار کوس سے نہین معلوم ہوتا بلکہ شیشہ کے اندر جو چراغ روشن ہو وہ نظر آویگا۔ اس سے زیادہ واضح یہ کہ ستارون کا جرم دن مین نہین معلوم ہوتا ہی حالانکہ وہ آسمان سے زیادہ شفاف نہین ہین۔ تو خالی نظر جسکی کارگر نہ ہونے اور خطا کرنے پر ہزارون طرح سے پتہ ہی اسکی وجہ سے دلیل صریح کو ناحق چھوڑنا اور اوندھی بات کہنا جہالت ہی جیسے کوئی کہے کہ ہوا ہم کو نہین نظر آتی ہی وہ کچھ نہین ہی ہر چند کہ اس سے وہ محسوس ہوتی ہی مگر وہ نہین مانتا تو محض جاہل ہی۔ دوسری دلیل یہ کہ جو چیز پیمایش مین آنے کے قابل ہی وہ بے انتہا نہین ہو سکتی ہی تو یہ خلاء جو اوپر چلا گیا ہی اُسکی انتہا ضرور ہی کیونکہ یہ پیمایش کے قابل سطح ہی جہان اُسکی انتہا ہی وہ آسمان ہی کیونکہ اگر توہم ریاضی کے قاعدہ پر فرض کرتے ہین کہ زمین سے اس سطح پر ایک خط ہی جو یہان سے شروع ہی لیکن تمھارے زعم کے مطابق وہ خط دوسری جانب بے انتہا ہی کہین اُسکی حد نہین ہی اگرچہ ہر روز دن رات ہمارا وہم اس خط پر دوڑا کرے اور چھٹیوان دن کو بیس بروز طی کر جاوے اور کروڑون برس یون ہی ہوتا رہے اس خط کی دوسری انتہا نہین ہی۔ اب ہم

سکتے ہین کہ ایک لاکھ کوس زمین سے اوپر ہم نے وہان سے دوسرا خط پہلے خط کے متوازی اُسکی ابتدا اسکی معلوم مگر دوسری طرف وہ بھی بے حد ہی کہین اُسکی انتہا نہین ہو جیسے اس شکل مین دیکھو پھر ہم خط دوم کے ا سرے کو جہان سے ہم نے خط مانا ہی لیکر خط اول کے ـ ب سرے سے جو نہین پہنچ ملایا تو ہم پوچھتے ہین کہ خط دوم خط اول سے دوسری جانب برابر ہی یا چھوٹا ہی اگر دونون برابر ہین تو جزو اور کل برابر ہونا لازم آتا ہی حالانکہ یہ علوم متعارفہ بدیہی مین سے ہی کہ جزو اور کل برابر نہین ہوسکتے ہین اور یہ ظاہر ہی کہ خط دوم بہ نسبت خط اول کے ایک لاکھ کوس کی قدر چھوٹا تھا اور خط اول کے د نقطہ سے شروع ہوا تھا وہ خط اول کا اِسقدر کم جزو تھا تو جزو و کل برابر ہوئے یہ صریح باطل ہی ـ تو لازم آیا کہ خط دوم بہ نسبت خط اول کے ایک لاکھ کوس اوپر کی طرف مین چھوٹا پڑیگا پس وہین حد ہوگئی لہذا غیر تناہی باطل ہی پس جہان حد ہوئی وہی آسمان ہی ـ پھر واضح ہو کہ محدود ہونا اسی چیز مین لازم ہی کہ جو جسمانی چیز ہو اور جو چیز جسمیت کی قسم سے نہ ہو جیسے عقل و روح و قوت باصرہ و سامعہ و حواس خیال و وہم و قوت ذائقہ وغیرہ تو یہ چیزین تناہی یا غیر تناہی کسی صفت کو قبول نہین کرتی ہین اور جیسے معانی و فہم ہین کہ معنی ایک مفہوم ہی وہ ناپ تول مین نہین داخل ہی ولیکن آسمان و زمین کے بیچ مین جو خلاء تبلاتے ہو یہ جسمانی لائق پیمایش ہی یہ ناپ مین داخل ہی اور اگر یہان فرض کرو کہ عقل ہوتی تو یہ صورت نہ ہوتی اِسکو خوب سمجھ لو تاکہ احمق لوگون کی جہالت سے بچو ـ اب سمجھو کہ اللہ تعالے نے پیدا کیے ہمارے اوپر ـ سَبۡعَ طَرَآئِقَ سات طرائق ـ مجاہد رح نے فرمایا کہ یعنی سبع سموات ـ اور دوسری آیت مین فرمایا سبع سموات طباقاً ـ اور یہان اُنکو طرائق فرمایا ـ وہ جمع طریقہ کی ہی ـ بیضاوی رح وغیرہ نے ذکر کیا کہ جس چیز پر اُسکے مثل دوسری ہو تو وہ اُسکا طریقہ ہی ایسے ہی جوتی کے تہ بر تہ کو مطارقہ کہتے ہین یہی خلیل و فراء و زجاج نے تصریح کی ہی اور ایسا ہی ابو عبیدہ نے عرب کا استعمال بیان کیا ہی ـ اور خفاجی رح نے لکھا کہ مراد یہ نہین ہی کہ ہمارے اوپر یہ طرائق سبعہ پیدا کیے بلکہ معنی یہ ہین کہ یہ طرائق سبعہ پیدا کیے گئے جو اب ہماری اوپر جہت مین واقع ہین اسواسطے کہ جب یہ سموات پیدا کیے گئے ہین تو ہمارے اوپر نہین پیدا کیے گئے کیونکہ ہم اسوقت موجود نہ تھے پھر ہم لوگ پیدا کیے گئے ہین اِسطرح کہ یہ سموات ہمارے اوپر واقع ہوے ہین ـ رازی رح نے کہا کہ شاید اُنکا نام طرائق اسوجہ سے رکھا کہ یہ ملائکہ کے عروج و نزول کی راہین ہین اور اِسی طرف کلام ابن کثیر رح مشیر ہی اور بعض نے زعم کیا کہ افلاک جنمین سیارات سبعہ کی سیر ہوتی ہی اور معنی افلاک کے یہی سموات ہین کہ اُنکے محیط پر ایک خط موہوم واسطے حرکت ان سیارات کے ہی ـ اور صحیح وہی ہی جو اول مذکور ہوا کیونکہ اظہار قدرت مین خلقت ظاہر کا بیان ہی ـ فلک اگر نام آسمانون کے ہین بوجہ چرخ کے تو وہی اول معنی ہین ورنہ باطل وہم ہی ـ وَمَا كُنَّا عَنِ الۡخَلۡقِ غٰفِلِيۡنَ یعنی اللہ تعالے جانتا ہی جو زمین مین داخل ہوتا ہی اور جو زمین سے نکل جاتا ہی اور جو آسمانون مین سے اُترتا ہی اور جو چڑھتا ہی ... کی قدرت و تدبیر سے سب ہوتا ہی اور وہی حافظ ہی کہ آسمان اِس زمین پر چسپان ہوجاے یا زمین تباہ ہوجاوے جو لوگ ... کو پانی و خشکی کے ... مدور مانتے ہین وہ اللہ تعالے کی قدرت عظیم دیکھین کہ یہ خشکی جو زمین کی ہی چارون طرف پانی سے ... پانی آسکا رنگ و ریشہ مین سمایا ہوا ہی پھر وہ خشک ڈھیلا گل نہین جاتا اور نہ پانی کے اندر غرق ہوجاتا ہی ـ پانی آسکے چارون طرف ... ہوا ہی اور ٹپک نہین جاتا کیونکہ پانی بالطبع روان ہی اور جن لوگون نے کشش مرکزی کو بیان کیا ہی کہ مرکز کی کشش کی وجہ ... مین ٹھہرتا ہی

[illegible] ہین کیونکہ اس سے زیادہ اُنکو کوئی وجہ نظر نہ آئی ولیکن یہ کوئی نہین جانتا کہ یہی وجہ ہی پھر مرکزی کشش سے چاند کی کشش بڑھ جاتی ہی کہ جوار بھاٹا آجاتا ہی۔ یہ سب اوہام ہین کہ اُنکے عقول پر چھائے ہوے ہین اور اگر آسمانی چارون طرف کی کشش [illegible] جیسے وہ مقید ہین کہتے تھے تو البتہ سکون پانی کا قریب قیاس تھا اور اسمین مرکزی کشش زمین کی بوجہ موافقت مرکز آسمان کے اسقدر قوی ہوتی کہ پانی چارون طرف کی کشش سے نہ گرتا اور خالی یہ کشش جو اسوقت کے جاہلانہ خیال ہین تو اُس سے یہ اعتراضات دور نہین ہوتے ہین مگر افسوس ہی کہ جیسے جاہل سمجھانے والے ہین ویسے ہی جاہل ماننے والے ہین اُنکو صرف کیمیائی ترکیب کی اور ریاضی کلون کی ترکیب مین خوب دخل ہی اُسی نے جاہلون کی آنکھین چوندھیا دی ہین جس سے جو کچھ وے کہتے ہین یہ آنتے ہین۔ پھر اسوقت کے جو لوگ فلسفی گفتگو کرتے ہین یہ بھی بالاتفاق اور تمام اگلے فلسفی بھی بالاتفاق سب اس امر کے قائل ہین کہ ہزار طرح کوشش سے کوئی بات دریافت کیجاتی ہی اور قرینہ سے پتہ لگاتے ہین کہ شاید یہی ہو۔ **مترجم** کہتا ہی کہ یہ ضروری ہی اسواسطے کہ جاننے والا تو ہر چیز کی وجہ اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ دوسری طرح ہو تو اُسکے وجوہ بیان کرنے والا ہوتا ہی اور سوائے حق عزوجل کے جو خالق پاک ہی کسی مین یہ طاقت نہین ہی اور کسی نے نہ جانا کہ یہ سب کیا ہی اور کہان تک ہی اور اِسکے اسباب و آثار کیا ہین جو موجودات ہین اُنھین کا دریافت کرنا محال ہی تو اُنکے وجوہ اور اسباب کون جانتا ہی اور صحیح و صواب و حق صریح یہ ہی کہ حق عزوجل نے ان چیزون کو پیدا کیا اور اپنی قدرت سے لوگون کے واسطے اُنمین منافع رکھے ہین پس لوگون کو لازم ہی کہ اللہ تعالے کے عجائب قدرت کو موافق اُسکی کتاب پاک کے پہچانین اور اُنکے منافع کی طرف نظر کرین اور اپنی زندگی کو اُسکے طاعت کے ساتھ منفعت مین بسر کرین ورنہ اِسی چند روز کی عمر کے بعد خوار ہین ونعوذ باللہ من الضلال۔ اور اللہ تعالے تمام مخلوق کے حفظ و رعایت و مصالح سے غافل نہین ہی۔ **ف** پہلے معلوم ہوا کہ مخلوقات جو اجسام پیدا کیے ہین وہ ایک خاص نظام حکمت پر ہین اور انسان کو مجموعہ عالم کر دیا ہی اور اُسکے اندر راہین معرفت کی مثل عالم ملک و ملکوت کے رکھی ہین لہٰذا عرائس مین باشارہ قولہ تعالے ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق الآیہ بیان کیا کہ ہمارے واسطے صفات سبعہ کی ادراک کے سات طرائق پیدا کیے ہین۔ اور یہ طرائق درحقیقت روح کی راہین بجانب ربوبیت ہین تاکہ معرفت حق عزوجل حاصل کرین۔ ایک طریق عقل دوم طریق علم۔ سوم طریق حکمت۔ چہارم طریق معاملہ پنجم طریق نفس و ششم طریق قلب و ہفتم طریق سر باطن ہی۔ پس طریق عقل یہ ہی کہ اُسکی مخلوقات و نعمتون مین فکر کرے۔ اقول فکر کا طریقہ یہ نہین ہی کہ اسباب سے بحث کرے کیونکہ اس جہالت نے کفار گمراہون کو وادی حیرت مین ڈالا اور آخران کمبختون نے اٹکل کو اپنا پیشوا بنا لیا اور یہ کیسی جہالت ہی کہ یہ لوگ کہتے ہین کہ قیاس یہ چاہتا ہی کہ زمین چھوٹی ہی یہ بڑے آفتاب کے گرد گھومے لہٰذا ہم اِسی کے قائل ہوتے ہین کہ یہی ہی بھلا یہ کوئی عقلی یقین اور اعتماد کا طریقہ ہی اعتماد کا طریقہ یہ ہوتا ہی کہ جزو اور کل برابر نہین ہوتے ہین اور مانند اِسکے جو امور محقق ہین اُنپر اعتماد ہوتا ہی اور اگر فرض کرو کہ گھڑی کے دھرے کے گرد تمام بڑے بڑے پہیہ گھومتے ہین تو اِس سے کیا محال ہوا ایسے ہی اگر زمین کے گرد یہ سب گھومتے ہون تو کیا محال ہوگا اور محال کہان کہ یہ تو بہت سی صورتون مین موجود ہی مگر اِس گمراہ نے اِسی پر اعتماد کر لیا تو شیخ کی مراد تفکر سے یہ نہین ہی بلکہ اللہ تعالے پر ایمان لایا اور پہچانا کہ اُسی کی قدرت کاملہ و احاطہ تامہ سے یہ سب موجودات قائم و محفوظ ہین اور اِسوقت اُنمین شان قدرت و عظمت کو دیکھے و غور کرے۔ طریق

علم کا یہ ہے کہ خطاب حق عزوجل کو قران پاک مین پہچانے اور ایک آیت مین اسکو بے انتہا علوم پر [illegible]
و ذرائع عقل کے ادراک رفتہ رفتہ ہی - طریق حکمت یہ ہی کہ حقایق اشیار کو پہچانے اور اہل [illegible]
طرف باقیات کے تنا ہر اہ مستقیم سے داخل ہو - طریق معاملہ یہ ہی کہ ذوق و صفائی کے ساتھ معاملات مین [illegible]
طریق نفس یہ کہ نفس کو اسکے حظوظ سے قطع کرے اور اسکے مکائد پر مطلع ہو اور اسکے اخلاق نیک و بد سے [illegible]
سے اسکو چھڑاوے اور نیک اخلاق سکھلاوے - طریق قلب یہ ہی کہ نازلات لطائف غیبی کو پہچانے اور اشارات کتاب
وحدیث سے مطمئن ہو - طریق السر یہ کہ اسکے اتصال کا جو نور حضرت کبریا ہی پہچانے - پس جس نے ان راستون کو طی کیا و
سات صفات کو پہونچا اور انکے دیدار و علم سے فائز ہو کر بحار ذات کی معرفت حاصل کی اور حیرت کے ساتھ واصل ہوا پس
جب وہان حیرت سے استغاثہ کرتا ہی تو فیض معرفت و وصال سے فائز ہوتا ہی اور ظاہر معنی قولہ تعالے وما کنا عن الخلق
غافلین - یہ ہین کہ بندہ کو تنبیہ کی کہ مراقبات مین اجلال و تعظیم کی نگہداشت رکھے پس جو شخص ان حجاب آسمانی و زمینی مین محجوب
رہگیا تو وصال مشاہدہ سے محروم رہجائیگا - شیخ ابویزید بسطامی رح نے کہا کہ اگر تو نے نہ پہچانا تو اسنے تجھے پہچان لیا ہی اور اگر
تو واصل نہ ہوا تو وہ واصل ہی اور اگر تو اس سے غافل و غائب ہی تو وہ نہ غائب ہی اور نہ غافل ہی - بعضے مشائخ نے کہا کہ یہان
سات حجاب تہ و اصل متطابق ہین جو رب عزوجل سے محجوب رکھتے ہین حجاب اول عقل ہی یعنی عقل جو حواس کی ترکیب سے پیدا
ہوتی ہی اور حجاب دوم علم ہی اور حجاب سوم قلب ہی اور حجاب چہارم حواس ہین اور حجاب پنجم نفس ہی اور حجاب ششم
ارادہ ہی اور حجاب ہفتم مشیت ہی - پس عقل مذکور یعنی عقل جزوی جو حواس کے قبضہ مین ہی یہ بڑا حجاب اسوقت ہی کہ دنیا کی
تدابیر مین مشغول ہوجاوے اول اس سے یہ مطلب نہین ہی کہ آدمی کوئی تدبیر نہ چلے جیسے عوام صوفیہ و جاہل سمجھنے والے خیال
کرتے ہین بلکہ مراد یہ ہی کہ حواس جو اللہ تعالے کی نعمت ہی انکے موافق کھانا پینا چلنا کمانا و اوقات نماز پہچاننا و قراءت کرنا اور مانند
اسکے جو امور مین اپنے حواس کی نعمت سے جسطرح حکم ہی بجا لاوے اور کمانے و تجارت وغیرہ کے احکام موافق شرع کے ادا کرے
ولیکن ان تدابیر کو موثر حقیقی نہ جانے اور تدبیر راستی سے کرے اور نتیجہ اسکا اللہ تعالے کی قدرت و تدبیر سے ہی ولیکن جب
یہ عقل حواسی کو انسان اپنی مستقل تدابیر مین صرف کرتا ہی تو حجاب ہی - اور علم اسوقت حجاب ہی کہ علم کو فخر و مباہات کے لیے
رکھے اور ناموری وغیرہ دنیا کے کام مین لاوے اور قلب حجاب ہی جب غافل ہو اور حواس حجاب ہین کہ [illegible]
غافل کرتے ہین - نفس حجاب ہی کیونکہ وہ ہر بار کا ٹھکانا ہی اور ارادہ جب دنیا کا ہو حجاب ہی کہ وہ آخرت سے منھ موڑے
ہی - اور مشیت وہ حجاب ہی کہ خواہش گناہون مین ملازم رہے - شیخ استاد رح نے کہا کہ ہمارے اور حجاب ظاہری باطنی
ہین پس ظاہر مین آسمان حجاب ہین کہ ہمارے درمیان و منازل عالیہ کے درمیان حجاب ہین اور باطنی [illegible]
ہین جیسے امیدین و خواہشین و ارادہ و غفلت کہ سب دنیا کی طرف راجع ہون - اہل ارادت کا یہ حال ہی [illegible]
فتور آتا ہی تو انکا ارادہ ٹھہر جاتا ہی پس شمع بجھ جاتی ہی - زاہدون مین جب رغبت دنیا [illegible] قوت [illegible]
ہی اور صبر رخصت ہونے لگتا ہی اور کچھ تاویلین کرنے لگتے ہین آخر تھوڑی تھوڑی [illegible]
ابتدا اسکی ان طرائق سے ہی جو انکے قلوب پر حاوی ہین - عارفین پر بسا اوقات [illegible] پردہ غفلت کا [illegible]

جاتا ہے یہ جب نہین ہوتا تو وہین ٹھہر جاتے ہین پھر جب اللہ تعالے فضل فرماتا ہو تو انکو صعود نصیب ہوتا ہو اول حدیث مین ہو
کہ میرے قلب پر ایک کیفیت طاری ہوجاتی ہو اور مین دن مین اللہ تعالے سے ستر مرتبہ استغفار کرتا ہون - علمار نے کہا ہو کہ یہ لوگون
کی طرف سے ایک قسم کی کدورات سے تھا واللہ تعالے اعلم - پھر حق سبحانہ تعالے نے دوسرے دلیل وحدانیت و قدرت کی باران
رنیہو سے بیان فرمائی

نصف الحزب

وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسۡكَنّٰهُ فِى الۡاَرۡضِ‌ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ
اور اتارا ہمنے آسمان سے پانی ناپ کر پھر اسکو ٹھہرا دیا زمین مین اور ہم اسکو لیجا وین

لَقٰدِرُوۡنَ‌ۚ فَاَنۡشَاۡنَا لَكُمۡ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنۡ نَّخِيۡلٍ وَّاَعۡنَابٍ‌ۘ لَـكُمۡ فِيۡهَا
تو سکتے ہین پھر اگا دیے تمکو اس سے باغ کھجور اور انگور کے تمکو اُنمین

فَوَاكِهُ كَثِيۡرَةٌ وَّمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ۙ‏ وَشَجَرَةً تَخۡرُجُ مِنۡ طُوۡرِ سَيۡنَآءَ تَنۡۢبُتُ
میوے ہین اور انھین مین سے کھاتے ہو اور وہ درخت جو نکلتا ہو سینا پہاڑ سے لے اُگتا ہو

بِالدُّهۡنِ وَصِبۡغٍ لِّلۡاٰكِلِيۡنَ‏ ○
تیل اور روٹی ڈبونا کھانیوالون کو

یہ بھی اللہ تعالے کی قدرت عام و انعام کا بیان ہو کہ - وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور ہم نے آسمان سے پانی
اتارا - اِس سے مراد بارش کا پانی ہو جس سے زمین سیراب ہوتی ہو اور اسمین قوت نامیہ پیدا ہوتی ہو اور اِس سے فوائد بیشمار ہین
جو حیوانات کو حاصل ہوتے ہین - اور ابو حیان رحہ نے بحر مین لکھا کہ مراد پانی سے اب شیرین ہو جو قحط مین قلیل نایاب ہوجاتا ہو
اور شور تو اسوقت بھی موجود رہتا ہو اور احادیث سے ثبوت ہوا کہ پانی کا وجود آسمانون و زمین کی پیدایش سے پہلے تھا پھر اللہ
نے آسمانون و زمین مین اُسکو منتشر کیا اقول یہ بعض احادیث جا بجا مذکور ہوتی ہین اور زمین کا پانی ایام بارش مین وہ قوت نامیہ
نہین دیتا ہو اگرچہ زمین اُس سے سیراب ہوجاوے اور بخارات کا بھی پانی ہوکر برسنا اُسکے منافی نہین ہو جیسا کہ ہم نے جا بجا اُسکو
توضیح سے بیان کر دیا ہو - ابن کثیر رحہ نے ذکر کیا کہ یہ اللہ تعالے کا بندون پر انعام ہو کہ اُسنے آسمان سے مینہ کا پانی اُتارا بِقَدَرٍ
یعنی بحسب حاجت - نہ اسقدر کثیر کہ طوفان ہوجاوے زمین و آبادی مٹ جاوے اور نہ قلیل کہ کفایت نہ کرے بلکہ اللہ تعالے اِس
پانی کو بحسب حاجت پہونچا دیتا ہو حتی کہ جن زمینون مین مینہ کا پانی کافی نہین ہو تو وہان دوسرے ملک سے پانی پہونچ جاتا ہو اور وہ زمین
ارض الجرز کہلاتی ہو جیسے زمین مصر کو اللہ تعالے وہان دریاے نیل سے پانی پہونچا دیتا ہو اور اسمین ایک خاص حکمت ہو کہ ایام بارش
مین بلاد حبشہ سے پانی روان ہوکر ایک قسم کی سرخ مٹی بہا لاتا ہو اور زمین مصر کو سیراب کر دیتا ہو اور سرخ مٹی ان کھیتون کے کنارے
رہ جاتی ہو اسکو بلا کر زراعت کرتے ہین جس سے پیداوار ہوتی ہو کیونکہ انکی زمین لونیا ہو جسپر بالو غالب ہوجاتی ہو خطیب وغیرہ نے
ذکر کیا ہو اسمین بیان ہو کہ خزائن الٰہیہ کثرت غیر متناہیہ رکھتے ہین کما قال تعالے وان من شیٔ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم
جس سے یہ معلوم نزول ہوتا ہو - پس اللہ تعالے نے بقدر مناسب یا جسقدر چاہا پانی نازل فرمایا - فَاَسۡكَنّٰهُ فِى
الۡاَرۡضِ پس ہمنے اُسکو زمین مین ٹھہرایا - بعض تو زمین کے اوپر رہا جیسے تالاب وغیرہ اور بعض زمین مین جذب ہوا اور

دونون سے نفع اٹھاتے ہین۔ شیخ حافظ سیوطی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ خطیب بغدادی و ابن مردویہ [illegible]
سے روایت کی کہ اللہ تعالےٰ نے جنت سے زمین کی جانب پانچ نہرین نازل فرمائین سیحون اور وہ ہندوستان [illegible]
کہتا ہے کہ شاید دریاے گنگ ہو اور جیحون وہ دریاے بلخ ہے اور دجلہ و فرات یہ دونون دریاے عراق ہین اور نیل وہ دریاے [illegible]
سب اللہ تعالےٰ نے جنت کے ایک چشمہ سے اور درجات جنت مین سے سب سے نیچے درجہ سے جبرئیل کے ساتھ نازل فرمائین [illegible]
نے اپنے پہاڑون و منابع مین ودیعت رکھا اور زمین پر جاری فرمایا اور طرح طرح کی معاش مین اُنسے لوگون کے منافع کر دیے [illegible]
اللہ تعالےٰ نے فرمایا وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکناہ فی الارض۔ پھر جب یاجوج و ماجوج کے نکلنے کا وقت ہوگا تو اللہ تعالیٰ جبرئیل
کو بھیجیگا وہ زمین سے قرآن و علم کو اور رکن البیت سے حجر اسود کو اور مقام ابراہیم کو اور تابوت موسی علیہ السلام کو اور ان پانچون
دریاؤن کو سب کو آسمان کو اُٹھا لیجاوینگے۔ یہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِ لَقَادِرُونَ پھر جب یہ چیزین
زمین سے اُٹھ جاوینگی تو زمین والون سے دنیا و آخرت کی بھلائی جاتی رہیگی۔ بغوی نے کہا کہ اس روایت کو حسن بن سفیان نے
اجازت کے طریقہ سے سعید بن سابق الاسکندری عن مسلمۃ بن علی عن مقاتل بن حیان عن عکرمۃ عن ابن عباس روایت کیا ہے۔ اور
لیجانے کے معنی یہ ہین کہ جیسے ہم نے اُسکو اُتارا ویسے ہی ہم کو قدرت ہے کہ جس طرح چاہین اُسکو لیجاوین خواہ خراب کردین خواہ اُٹھاوین
اور چاہین زمین مین جذب کردین اور اسمین ایک تہدید ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ہندو لوگ گنگا کی نسبت متعدد روایات اپنی کتابون مین
بیان کرتے ہین شاید کہ اصل اُسکی یہ ہو کہ وہ جنت کا دریا ہے متبرک ہے اور وہ آخر زمانہ مین نابود کر دیا جائیگا پھر ان لوگون مین پیچھے تغیرات
شروع ہوے اور انھون نے اُسکی پرستش قرار دی اور اس زمانہ مین وے ایک وقت قرار دیتے ہین کہ اُسوقت سے اُسکی پرستش معدوم
ہو جائیگی۔ اور ظاہر اصل اُسکی وہ ہو جو اوپر ابن عباس رضہ سے مروی ہوئی واللہ اعلم۔ پھر اللہ تعالےٰ نے پانی نازل کرنے کے فوائد بیان
فرمائے بقولہ۔ فَأَنشَأْنَا لَكُم بِهِ جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ پس ہم نے تمھارے واسطے اس پانی نازل کرنے
سے باغات کھجور و انگور کے پیدا کیے۔ اگرچہ سب قسم کے اناج و ترکاریان وغیرہ اُسی پانی سے پیدا ہوتی ہین لیکن مخصوص کھجور و انگور کا ذکر
یا تو اسوجہ سے کہ طائف مکہ مدینہ و اُسکے نواح مین یہی دونون موجود ہین یا اسوجہ سے کہ اُنکے منافع بہت ہین کیونکہ یہ دونون بجاے طعام
کے کافی ہوتے ہین اور اناج ہو تو اُسکے ساتھ سالن ہو جاتے ہین اور طعام کھا لیا ہو تو یہ بجاے فواکہ کے کھائے جاتے ہین اور کبھی
دواے غذائی ہو جاتے ہین۔ ایسا ہی شیخ ابن جریر رح وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ جو وہان ظاہر موجود تھے اُنکو ذکر کیا اسکے بعد
فرمایا۔ لَّكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ تمھارے واسطے ان باغات مین بہت سے فواکہ ہین۔ طرح طرح کے تفکہات تم اُٹھاتے
ہو۔ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ اور انھین باغات سے کھاتے ہو۔ یعنی جاڑے و گرمی کے اناج و غذائین و فواکہ پیدا ہوتے ہین [illegible]
جنات و باغات سے یہ ہے کہ جو پانی وغیرہ سے پیدا ہوتے ہین کچھ خاص وہ اصطلاح نہین ہے جو ہندوستان مین باغ سے [illegible]
ابن کثیر رح نے کہا کہ کھجور و انگور بھی اہل حجاز کا میوہ تھا اور یون ہی ہر ملک مین وہان والون کے پھل و اناج اور [illegible]
وقد قال تعالےٰ ینبت لکم بہ الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات الآیہ۔ پس اس آیت مین [illegible]
و ہر طرح کے فواکہ بیان فرما دیے۔ فقہاء نے اختلاف کیا کہ فاکہہ کس کو کہتے ہین۔ اگر قسم کھائی کہ فاکہہ [illegible]
واقع ہوگی۔ اور عمدہ قول یہ ہے کہ جو پھل آدمی کھاتے ہین اور اُنکی غذا و طعام و سالن نہین ہوتا [illegible]

Marfat.com

...ے کہاتے ہین اور آیا تر کاریان اُسین داخل ہین یا نہین تو اسمین بھی اختلاف ہی۔ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاۤءَ واحدی رح
نے ... کہ مفسرین سب یہی کہتے ہین کہ مراد درخت سے زیتون ہی اور مخصوص اسکا ذکر اس جہت سے کہ کوئی اُسکی پرداخت نہین کرتا اور
وہ پیدا ہوتا ہی بعض نے کہا کہ طوفان نوح کے بعد یہی درخت پہلے نکلا اور خازن رح نے ذکر کیا کہ بعض کے نزدیک وہ تین ہزار
برس تک رہتا ہی۔ اور ظاہر یہ کہ اُسکی برکت تمام و نفع تمام ہی وہ لوگون کو عبادت کا وقت دیتا ہی اپنی پرداخت نہین چاہتا
اور وہین و سالہی دونون ہوتا ہی وہ طور سیناء سے نکلتا ہی۔ بعض نے لکھا کہ جمہور کے نزدیک وہ پہاڑ کا نام ہی۔ بعض نے کہا
کہ جبلین مین ایک پہاڑ ہی۔ بعض نے کہا کہ وہ بیت المقدس کا پہاڑ ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ طور پہاڑ اور بعض نے کہا کہ طور جب
ہی کہ اُسمین درخت ہو اور اگر خالی ہو تو وہ جبل کہلاتا ہی طور نہین کہلاتا اور لکھا کہ وہ طور سیناء و طور سینین ہی وہ پہاڑ جسپر اللہ تعالے
نے موسی علیہ السلام سے کلام کیا اور اُسکے گرد کے پہاڑ جنپر زیتون کے درخت ہوتے ہین انتہی۔ اور زکریا رح نے ذکر کیا کہ
اصل مین یہ درخت اسی طور پر نکلا پھر وہان سے دوسری جگہ منتقل ہوا ہی۔ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ
ابو عمرو اور ابن کثیر رح نے تنبت بضم اول و کسر با از انبات سے پڑھا۔ اور باقیون نے بفتح اول و ضم با پڑھا ہی۔ بالدہن مین با ر
تعدیہ ہی وہ اُگاتا ہی تیل کو اور صبغ واسطے کھانے والون کے۔ تیل اُسکا زیت کہلاتا ہی وہ تیل کے طور پر جلایا و لگایا جاتا ہی
اور اُسکو روٹی کے ساتھ بطور سالن کے بھی کھاتے ہین۔ امام احمد نے ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیت کھاؤ اور اُس سے تیل لگاؤ کہ وہ درخت مبارک سے نکلا ہی و رواہ عبد بن حمید فی مسندہ عن عمر رض
مرفوعا نحوہ و رواہ الترمذی و ابن ماجہ اور ترمذی نے کہا کہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ مین عبد الرزاق راوی نے اضطراب کیا ہی۔ طبرانی
نے شریک بن تمیلہ سے روایت کی کہ مین حضرت عمر رض کا مہمان ہوا وہ عاشوراء کی رات تھی تو مجھے اونٹ کی ٹھنڈی سری کھلائی اور
زیت کھلایا اور فرمایا کہ یہ وہی زیت مبارک ہی کہ اللہ تعالے نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہی۔ ف — فی العرائس
فی قولہ تعالے وانزلنا من السماء ماء بقدر الآیہ۔ اشارات مین سے ہی کہ عزت قیومیت سے انوار معرفت کا نزول فرماتا ہی بقدر
اُس طاقت کے جو ارواح برداشت کرین اور اُسکو بندگان عارفین کے دلون مین ٹھہراتا ہی پھر ان قلوب سے وہ معارف
تمام اطراف مین ساری ہو کر درختان حقائق و دقائق کو اور گلہاے معارف کو اُگاتا ہی۔ قولہ فانشانا لکم بہ جنات من نخیل الآیہ طور
عقل پر درخت ایمان اُگتا ہی اور وہ حقیقت توحید و عرفان کا ثمرہ دیتا ہی صبغۃ اللہ اسی سے عبارت ہی قولہ وشجرۃ تخرج من طور سیناء
الآیہ۔ شیخ استاد رح نے کہا کہ ایک باران رحمت ہی جس سے گنہگارون کے معاصی و خطیات دُھل جاتے ہین۔ دوم باران عنایت
ہی کہ جس سے اُنکے دلون کو تسکین ہوتی ہی اور مردہ حالات زندہ کر دیے جاتے ہین اور اُنکے دلون مین طرح طرح کے شگوفے
اُگتے ہین۔ اور سوم باران تولیت ہی کہ جس سے گلہاے محبت اُگتے ہین اور وحشت زائل کرتے ہین اور جوش عشق مین یہ لوگ جان
نثار کرتے ہین۔ پھر اللہ تعالے نے نباتات کے استدلال سے بڑھکر نوع عبرت و منافع مین زائد استدلال بحیوانات

جاندار بیان فرمایا بقولہ تعالے

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا

اور تمکو ... چوپایون مین دھیان کرنا ہی پلاتے ہین تمکو اُنکے پیٹ کی چیز سے اور تمکو اُنمین بہت فائدے ہین اور بعضون کو

ع ۲۲

تَأْكُلُونَ ۝ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ۝

کھاتے ہو اور اُنپر اور کشتی پر لدے پھرتے ہو

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ اونٹ گاے بکری یہ انعام کہلاتے ہیں یعنی تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کی علم قدرت والوہیت اور حشر معاد آخرت پر ان انعام میں۔ لَعِبْرَةً ضرور عبرت ہے یعنی [illegible] استدلال کرکے تم دیکھو و سمجھ سکتے ہو ازانجملہ نُسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهَا ہم تم کو اس سے جو انکے پیٹوں میں ہے پلاتے ہیں۔ یعنی فرث و خون کے درمیان میں دودھ ہوتا ہے کہ تھوڑے سے ہضم میں خون ہوجاتا اور آدمی کو قوت دیتا ہے حالانکہ تم نے ان جانوروں کو جو غذا کھلائی تھی وہ اور یہ دودھ کچھ مشابہ نہیں تو یہ عظیم قدرت خالق عزوجل ظاہر ہے۔ ازانجملہ جامع فوائد یہ کہ۔ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ اور تمھارے لیے ان انعام میں خواہ نر ہوں یا مادہ ہوں بہت منافع ہیں۔ سواری کے کام آتے ہیں اور انکے گھی و مکھن و بچوں و بالوں و اون وغیرہ سے ہزاروں منفعتیں لیتے ہو یہ سب اُسوقت کہ یہ انعام زندہ ہوں۔ اور جب انکو ذبح کر ڈالو تو دوسرا نفع اٹھاتے ہو چنانچہ فرمایا۔ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ اور انہیں سے کھاتے ہو۔ وَعَلَيْهَا اور ان انعام پر یعنی سواے بکری کے باقی دونوں اقسام پر خشکی میں۔ وَعَلَى الْفُلْكِ اور کشتیوں و جہازوں پر تری میں تُحْمَلُونَ سواری کا نفع پاتے ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نعمت انشاء عقلی نہ ہوتا تو بعضے سفر میں جان قریب ہلاکت پہونچتی اور بعض سمندر کے سفر غیر ممکن ہوتے (تنبیہ) واضح ہو کہ کشتی وغیرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے نعمت تبلا کر تنبیہ کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی ہدایت سے اور اسی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوتے ہیں اور خالق افعال وہی خالق عزوجل ہے اور وہ اقوام کو صنائع کے ساتھ خاص فرماتا ہے اور اسمیں اسکی حکمت بالغہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کی حیرت سے تسلی دینے کو پانچ قصہ بعد ذکر آدم علیہ السلام کے بیان فرمائے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اگلے انبیاء کی اقوام بھی اسیطرح غافل گذری ہیں

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ

اور بھیجا ہم نے نوح کو اسکی قوم پاس تو اُسنے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی تمھارا کوئی حاکم نہیں اسکے سواے

أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

کیا تمکو ڈر نہیں تب بولے سردار جو منکر تھے اُسکی قوم کے یہ کیا ہے ایک آدمی ہے جیسے تم

يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهَٰذَا

چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تمپر اور اگر اللہ چاہتا تو اُتارتا فرشتے یہ نہیں سنا

فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ۝ قَالَ

اپنے اگلے باپ دادوں میں اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے کہ اسکو سودا ہے سو راہ دیکھو اسکی ایک وقت تک

رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ۝ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا

اے رب مدد کر میری کہ انہوں نے مجھکو جھٹلایا پھر ہمنے حکم بھیجا اُسکو کہ بنا کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے

فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ فَاسْلُكْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ

پھر جب پہونچے ہمارا حکم اور اُبلے تنور تو توڈال لے اسمیں ہر چیز کا جوڑا [illegible] اور اپنے گھر والے

مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُّغْرَقُونَ ۝

اگر جنکی نسبت ہو آگے بڑھ چکی بات اور نہ کہہ مجھسے ان ظالمون کے واسطے انکو ڈوبنا ہی

اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي نَجّٰنَا مِنَ

پھر جب چڑھ چکے تو اور جو تیرے ساتھ ہی کشتی پر توکہہ شکر اللہ کا جسنے چھڑایا ہمکو

الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ۝ إِنَّ

گنہگار لوگون سے اور کہہ اے رب اُتار مجھکو برکت کا اُتارنا اور تو ہی بہتر اُتارنیوالا

فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ۝

اسمین نشانیان ہین اور ہم ہین جانچنے والے

اول قصہ نوح علیہ السلام جو آدم ثانی کہلاتے ہین کیونکہ بعد غرق کے اُنکے ساتھیون سے اولاد قائم ہوکر نسل آدم پھیلی ہی اور مشہور یہ ہی کہ انکی قوم کثرت سے تمام زمین پر پھیلی پڑی تھی اور بعد آدم علیہ السلام کے دس قرن تک توحید رہی پھر لوگون نے نیکون و عابدون کے نام مساجد کے دروازے پر یادگاری کے لیے لکھے پھر اُنکی صورتین بھی ساتھ بنائین پھر لوگون نے اپنے گھرون مین بھی رکھین اور آخر ان مورتون سے نفع و ضرر کا وہم جم گیا آخر اُنکی پرستش ہونے لگی - پھر اللہ تعالے نے نوح علیہ السلام کو رسول بھیجا شیخ سیوطی رح نے کہا کہ نوح لقب اور نام عبد اللہ تھا اور رازی رح نے کہا کہ نام یشکر تھا - اسمین زیادہ بحث بیکار ہی کیونکہ اللہ تعالے نے نوح نام ذکر فرمایا ہی فی قولہ تعالے - وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلٰى قَوْمِهِ اس کلام مین تصریح ہی کہ نوح کی رسالت عام نہ تھی بلکہ خاص اپنی قوم کی طرف تھی - عام رسالت صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مخصوص ہی - فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ یعنی تم لوگ اللہ تعالے کی توحید کا اعتقاد کرکے اُسی کی عبادت کرو شرک مت کرو کیونکہ عبادت واسطے الوہیت کے ہی - وَمَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ اور تمہارے واسطے کوئی نہین جسمین الوہیت ہو سوائے اللہ تعالے وحدہ لاشریک کے کہ اُسی نے پیدا کیا وہی زندہ رکھتا ہی اُسی کی طرف سے نعمت ہی وہ چاہے جس عذاب سے تباہ کردے أَفَلَا تَتَّقُونَ سو کیا تم ڈرتے نہین ہو اگر اُسکے ساتھ شرک کرو تو وہ تم کو عذاب مین مبتلا کردے - یہ جو کچھ فرمایا قطعی صحیح اور عقلی صحیح ہی ولیکن جب پیغمبر نصیحت کرتا ہی تو ساتھ ہی شیطان بھی القاء کرتا ہی پس جو قلوب کج [illegible] واقع ہوئے ہین اُنمین وساوس شیطانی خوب راہ پاتے ہین اور حق سے محروم رہ جاتے ہین اور لوگ دنیا کی دولت و حشمت پر نظر جمائے ہوتے ہین جو شیطان کی جگہ دجال بنا ہی تو عوام اُنکا منہ دیکھتے ہین جو دنیاوی حشمت رکھتے ہین اور یہ دنیاوی دولت والے دنیا کے آرام و راحت مین مطمئن ولہو ولعب مین ہوتے ہین انسے وہ دنیاوی شہوات چھوڑی نہین جاتی ہین تو عوام نہ دنیا کے اور نہ دین کے اہل دولت کے پیچھے برباد ہوتے ہین - فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ تو اس قوم مین سے اشراف صاحب ثروت و حشمت نے یہ اوہام تبول کیے جو بیان ہوتے ہین اول - مَا هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یعنی یہ تو خالی تمہاری طرح کا آدمی ہی و حقیقت صورت یکسان ہی اور کمال نام روحی باطن کا ہی وہ اُنکو کیونکر سوجھا اور رسول تو آدمیون کا آدمی ہی اور فرشتون کا فرشتہ اور شیطانون کا شیطان ہی - اس وہم سے اُنھون نے کیون نہ مانا - دوسرا وہم - يُرِيدُ أَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ

Marfat.com

یہ چاہتا ہی کہ تم پر اپنی فضیلت حاصل کرے ۔ یہ جھوٹے بدبخت تھے پیغمبر صرف یہ چاہتا ہی کہ اپنے رب عزوجل کی عبادت کرو
اپنا بھائی بناؤ اور باہم محبت رکھو اور جسکو اللہ تعالے نے قبولیت ومنزلت سے بزرگی جمیل عطا فرمائی ہی وہ اسطرح بزرگ ہی
کسی بدبخت کے نہ ماننے سے خوار نہین ہو سکتا اور انبیاء علیہم السلام تو ازلی سرفرازی سے برگزیدہ ہین پس اُنکو بزرگی حاصل
کرنے کی ضرورت ہی نہین ہی اور یہ کفار بدبخت یہ کہتے تھے کہ یہ شخص دنیاوی سرداری چاہتا ہی اور ہماری برابری ایسا
یہ محض کذب وبہتان تھا ایسے خبیثون کی برابری خبیث کا کام ہی اور نوح و دیگر انبیاء علیہم السلام کی برابری تو ملائکہ نہین کر سکتے ہین
ہرگز ان خبیثون کی مراد کے موافق کچھ فضیلت حاصل کرنا نہین چاہتے تھے ۔ تیسرا وہم ۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ
مَلٰٓئِكَةً اور اگر اللہ تعالے رسالت بھیجنا چاہتا تو ملائکہ کو اُتار دیتا ۔ یہ لوگ ملائکہ کو متواتر اخبار آدم علیہ السلام سے جانتے تھے
اور تعجب کہ مورتون مین اُلوہیت مانتے اور آدمیون مین نبوت نہین مانتے تھے ۔ اِس حد تک جب جہالت چھائی ہو تو اُنکو یہ کیسے سمجھ
مین آوے کہ آدمیون کے لیے رسالت آدمی برحق وکامل ہی اور آدمیون کے واسطے رسالت ملائکہ باطل ہی ۔ چوتھا وہم ۔ مَّا
سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ہم نے یہ بات تو اپنے باپ دادون مین کبھی نہین سنی ۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد
زمانہ دراز گذرا اور ایسے متواتر انبیاء نہین آئے تھے ولیکن آدم علیہ السلام کی نبوت سے لوگ شریعت توحید پر تھے پھر بگڑے ہین اور
نوح علیہ السلام نے ایک ہزار برس پچاس کم تک دعوت کی اور توحید سکھلائی ولیکن نہ مانے ۔ پانچوان وہم ۔ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ
بِهٖ جِنَّةٌ یہ تو ایک مرد ہی جسکو جنون کا مس ہی فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ سو اِسکا انتظار کرو ایک وقت تک یعنی
موت سے مر جاوے ۔ یا اُنکو جنون سے افاقہ ہو تو یہ دعوت چھوڑ دے ۔ جب اِن جاہلون نے یہ شبہہ عوام مین پھیلا دیے اور عوام
انھین کی طرف نظر رکھی تو سردار وتابع دونون خوار ہوے اور عوام سب سے بدتر خوار ہوے ۔ جب زمانہ دراز گذرا اور قوم نہ مانی
سواے چند غریبون کے تو حضرت نوح علیہ السلام کو افسوس لاحق ہوا پس حق عزوجل نے وحی فرمائی کہ ۔ انہ لن یومن من قومک الا من قد
آمن فلا تبتئس بما کانوا یعملون ۔ یعنی اے نوح اب ہرگز تیری قوم مین سے کوئی ایمان نہین لاویگا سواے اُنکے جو ایمان لا چکے ہین
پس تو اُنکے افعال پر مغموم مت ہو ۔ انبیاء علیہم السلام کو خلق خدا پر شفقت بہت ہوتی ہی اِسلیے غمگین ہوتے تھے اور ایک خبر
غیب اپنے علم قدیم سے بھیجدی تاکہ ساتھی مومنون کو یقین مین مضبوطی ہو کہ اب ہرگز کوئی فرد ایمان نہ لاویگا اور یہی ہوا جب
حضرت نوح علیہ السلام کو معلوم ہو گیا تو دعا کی ۔ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ اے رب مجھے نصرت دیدے کیونکہ
ان لوگون نے مجھے جھوٹا بتایا ہی ۔ یعنی مین نے اُنکو تیرے غضب سے ڈرایا تو جھوٹ سمجھے ۔ اللہ تعالے نے اپنے رسول کی
دعا قبول فرمائی اور اِسکے واسطے انتقام لے لیا اور ایسی عجیب شان سے کہ کفار حیران رہے ۔ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ سو ہم نے
نوح کو وحی بھیجدی کہ ۔ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا کشتی بنا ہمارے دیکھنے کے روبرو اور ہماری
وحی سے ۔ اللہ تعالے داناتر ہی کہ شاید اِس قوم کی تباہی مین اتنی دیر مقدر فرمائی تھی حضرت نوح کو کشتی بنانے کا حکم ہوا ۔
روایت ہی کہ اُنھون نے دو برس مین موافق الہام الٰہی کے تین طبقہ کی کشتی خشکی مین بنائی ۔ نیچے کا طبقہ درندون کیڑون کے لیے
اور بیچ کا طبقہ چوپاؤن کا اور اوپر کا آدمیون کے لیے تھا ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساخت کبریائی سے تمام کافرون
کی دعا فرمائی کہ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا الآیہ ۔ یعنی کافرون کا کوئی گھر نہ رہے کہ اُنکی اولاد کافر

فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا پھر جب ہمارا حکم آجاوے وَفَارَ التَّنُّورُ اور تنور جوش مارے۔ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ
زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ تو کشتی مین ہر ایک جنس سے ایک جوڑا بٹھالے۔ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ
اور اپنے اہل کو سوائے اسکے جسپر قول الٰہی سابق ہوچکاہی یعنی تیری اہل مین سے جو ازلی کافر بحکم الٰہی ہوچکاہی اسکو سوار مت کر۔ یہ صریح ہی
کہ تیرے افعال بقدرت الٰہی پیدا ہونگے تو وہی تجھ سے پورا ہوگا جو اللہ تعالے نے مقدر فرمایا ہی۔ پس نوح کا بیٹا کنعان و اُسکی
مان ساتھ نہ ہولی اگرچہ نوح علیہ السلام نے بہت سمجھایا۔ اور اللہ تعالے نے بوجہ کفر کنعان کے فرمایا کہ انہ لیس من اہلک انہ عمل
غیر صالح۔ یعنی وہ تیرا بیٹا نہین وہ غیر صالح عمل ہی اور حکم دیدیا کہ۔ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ
اور مجھ سے خطاب نہ کیجیو یعنی کوئی سفارش وغیرہ نہ کیجیو ان لوگون کے حق مین جو کافر ہوئے ہین وے ضرور غرق ہین۔ یہان بیٹے کو
اہل نوح سے خارج کردیا اور غریب مفلس مومنون کو جو رذیل و کمینہ کہلاتے تھے نوح کے اہل مین داخل کردیا۔ یہ وہم نہ ہو کہ ان
مومنون کا یہان ذکر نہین کیا اور یہ لازم نہین کہ انکو اہل نوح مین داخل کیا۔ جواب یہ کہ جانورون کو تو ذکر فرمایا کہ ہر ایک کا ایک
جوڑا سوار کر لیجیو اور سب سے اشرف مومنون کو نہ داخل کیا ہو بلکہ انکو شرافت سے اہل نوح مین داخل کردیا ہی پھر اللہ تعالے نے
شکریہ کی تعلیم فرمائی بقولہ۔ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلْكِ پھر جب تو مطمئن سوار ہوجاوے
مع انکے جو تیرے ساتھ ہین کشتی پر۔ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ تو شکریہ ادا کر کہ الحمد للہ
جس نے ہمکو نجات دی قوم ظالم سے۔ اس حمد کو باطن کے موافق ظاہر کیا اور اس سے کافرون کو اعلام کردیا کہ تم جس کو جھٹلاتے
تھے وہ یہ آیا۔ وَقُلْ رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَارَكًا واحدی رح نے ذکر کیا کہ مفسرین نے فرمایا کہ سوار ہوتے وقت
تو الحمد للہ کا حکم دیا اور اُترتے وقت اس دعا کا حکم دیا کہ اے رب مجھے منزل مبارک مین اُتار دے۔ وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ
اور تو ہی اچھا ٹھکانا دینے والا ہی۔ إِنَّ فِي ذَلِكَ اس معاملہ مین جو قوم نوح علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔ لَآيَاتٍ
آیات وحدانیت و عبرتین ہین جو سمجھین۔ وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ اور ہم ہی تو امتحان مین لانے والے تھے۔ یعنی ہم نے انکے
ساتھ ایسا معاملہ کردیا جیسے کوئی امتحان مین لاتا ہی۔ اور ایک نشانی چھوڑ دی کہ عبرت حاصل کرنے والے سمجھین کہ انجام
انبیاء علیہم السلام کے واسطے نصرت ہی اور کافرون کے واسطے ہلاکت ہی۔ ف۔ فی العرائس قولہ تعالے فاوحینا الیہ
ان اصنع الفلک الآیہ۔ حضوری و وحی کے ساتھ کشتی بنانے کا حکم دیا اسکے یہ معنی ہین کہ عبادات ہون یا معاملات ہون جملہ
عبادات ہوتے ہین اسطرح کہ معاملات بھی بامر الٰہی ہون یعنی وہ کام کیے جاوین جنکے کرنے کا بطور عام حکم ہی جیسے حلال طریقہ
سے واسطے پرورش عیال و خدمت والدین کے معاش حاصل کرنا کیونکہ جب نفقہ فرض کیا تو نفقہ کا خود حاصل کرنا فرض کیا
یا خاص حکم ہو جیسے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم کیا پھر جملہ اعمال مین مراقبہ و حضوری رکھے تاکہ قہری آثار
ظاہری ہونے سے محفوظ رہے۔ شیخ جنید رح نے اس آیت سے استنباط کیا کہ جو کوئی بمشاہدہ حکم و مراقبہ الٰہی جل شانہ کام
کرتا ہی تو اس سے رضامندی پاتا ہی۔ قولہ قل رب انزلنی منزلا مبارکا الآیہ۔ شیخ ابن عطار رح نے کہا کہ سب سے بہتر منزل برکت
وہ ہی کہ جس مین آدمی ہواجس نفس سے اور وساوس شیطان سے اور خواہش کے مہلکات سے نجات پاوے اور وہان منزل
بمنزلت وصال مین پہونچے اور سلامت قلب و ہوا و بدعت سے خلاص پاوے۔ شیخ استاد رح نے کہا کہ یہ اسوقت ہی

کہ اللہ تعالے ہی کے واسطے کام ہو اقول حدیث مین ہی کہ جس نے دیا تو اللہ تعالے ہی کے لیے دیا اور اللہ ہی کے
واسطے روکا اور بغض رکھا تو اللہ تعالے ہی کے واسطے بغض رکھا اور محبت رکھی تو اللہ تعالے ہی کے واسطے تو اسنے
اپنا ایمان پورا کرلیا - رواہ ابن ماجہ وغیرہ - پھر اللہ تعالے نے قرن دیگر کا تذکرہ فرمایا جو انکے بعد ہوا فرمایا

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ۚ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

پھر اٹھائی ہمنے اُنسے پیچھے ایک سنگت اور پھر بھیجا ہمنے اُنمین ایک رسول اُنہین کا کہ بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ

حاکم اُسکے سوا پھر کیا تمکو ڈر نہین اور بولے سردار اُسکی قوم کے جو منکر تھے اور جھوٹھلاتے تھے

الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ

آخرت کی ملاقات کو اور آرام دیا تھا اُنکو ہمنے دنیا کے جیتے اور کچھ نہین یہ ایک آدمی ہی جیسے تم کھاتا ہی جس قسم سے تم کھاتے ہو اور پیتا ہی

مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ۙ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا

جس قسم سے پیتے ہو اور کبھی تم چلے کہے پر ایک آدمی کے اپنے برابر کے تو تم بیشک خراب ہوے کیا تمکو وعدہ دیتا ہی کہ جب تم

مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ۙ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝

مرگئے اور ہوگئے مٹی اور ہڈیان کہ تمکو نکالنا ہی کہان ہوسکتا ہی کہان ہوسکتا ہی جو تمکو وعدہ ملتا ہی

اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ۙ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

اور کچھ نہین یہی جینا ہی ہمارا دنیا کا مرتے ہین اور جیتے ہین اور ہمکو پھر اُٹھنا نہین اور کچھ نہین یہ ایک مرد ہی باندھ لایا اللہ پر

كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِىْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝ۚ

جھوٹھ اور ہم اسکو نہین ماننے والے بولا اے رب میری مدد کر کہ اُنھون نے مجھکو جھوٹھلایا فرمایا اب تھوڑے دنوں مین صبح کو رہ جاوینگے پچتاتے

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

پھر پکڑا اُنکو چنگھاڑ نے تحقیق پھر کردیا ہمنے اُنکو کوڑا سو دور ہوجاوین گنہگار لوگ

قصہ دوم قوم نوح علیہ السلام کے بعد ایک قرن کا ہی کہا گیا کہ وہ قوم ہود علیہ السلام یعنی عاد ہین کیونکہ اعراف مین جعلکم
خلفاء من بعد قوم نوح - اور دیگر مواقع مین بھی بعد قوم نوح کے عاد کا قصہ ہی اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہی کہ مراد ان سے عاد قوم
ہود علیہ السلام ہی - لیکن قوم ہود کا ہلاک ہونا ریح صرصر سے ہوا ہی اور یہان آخر مین اس قرن کی ہلاکت صیحہ سے بیان فرمائی اور صیحہ
سے ہلاکت ثمود قوم صالح علیہ السلام کی ہوئی ہی لہذا بعض نے کہا کہ مراد ثمود ہین اور بعض نے جواب دیا کہ شاید قوم ہود
یعنی عاد کی ہلاکت ریح صرصر اور صیحہ دونون سے ہو کہ کہین صرف ریح صرصر کا اور کہین صیحہ کا ذکر فرمایا ہی اللہ تعالی
نے تمام اقوام کا ذکر ہم پر ظاہر نہین فرمایا تو انھین دونون مین انحصار مقرر نہین ہی شاید کوئی اور قرن بعد نوح کے ہو جسکا
اسلئے کہ ظاہر قولہ تعالے اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح - دلالت کرتا ہی کہ اگر کوئی قوم درمیان مین ہلاک ہوئی ہوتی تو اسکے
بعد کا حوالہ ہوتا مگر انکہ کہا جاوے کہ ہلاکت قوم نوح علیہ السلام زیادہ ہیبت ناک بھی - واللہ اعلم - پھر جل و علا نے فرمایا

ع ١٠

مِنْ بَعْدِهِمْ پھر بعد ہلاک کرنے قوم نوح کے ہم نے پیدا کی۔ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ دوسری قوم۔ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ
رَسُوْلًا مِّنْهُمْ انہیں ہم نے ایک رسول انھیں مین سے بھیجا اِس رسالت کے ساتھ کہ۔ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ امر تعالیٰ
کی وحدہٗ کے ساتھ عبادت کرو کسی کو الوہیت والا مانو۔ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِسکے سواے تمھارے لیے کوئی بھی
الوہیت والا نہین ہی۔ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ سو کیا مِنْ شرک کرنے پر اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نہین ڈرتے ہو۔ اُنکی قوم مین کچھ لوگ
مسلمان ہوے اور سواے اُنکے کافر و منکر رہے۔ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ
اور کہا اشراف یعنی ثروت وجاہت والون نے اُسکی قوم مین سے جو کافر تھے اور انھون نے لقاے آخرت کو جھوٹا تبلایا تھا۔
وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور ہم نے وسعت دیدی تھی اُنکو حیات دنیا مین جسپر بجاے شکر کے اتراتے تھے۔ حاصل اُنکا
ایک تو انھون نے لقاے آخرت کو جھوٹ تبلایا دوم دنیاوی فراغت عیش مین بے کار اتراتے تھے تو ایسے لوگون نے کہا کہ۔ مَا
هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ حال یہ کہ اِس رسول کو کوئی وجہ رسالت کی نہین معلوم ہوتی
کیونکہ وہ تم سب کے برابر ہی جو تم کھاتے پیتے ہو وہ بھی وہی کھاتا پیتا ہی۔ ظاہر مطلب یہ تھا کہ اُسکے واسطے اموال وعیش دنیاوی
و بڑی سلطنت اور بہت سے خزانے ہوتے اور سب سے زیادہ عیش مین ہوتا تو اُسکو مانتے۔ سبحان اللہ عزوجل اگر وہ چاہتا کہ اِس
دار دنیا کو جنت بنادے تو بنادیتا ولیکن جو اُسنے چاہا کہ جنت دار آخرت ہی اور یہ دنیا دار محنت ہی یہی عین صواب وحکمت ہی اور یہان
فضیلت از راہ معارف ہی اور رسول علیہ السلام اپنے وقت مین سب سے افضل ہوتا ہی ولیکن جس نے دار آخرت سے انکار کیا اور
دنیاوی عیش مین ہی تو اُسکے نزدیک جو اُس سے زیادہ ثروت مین ہو وہی افضل ہی۔ لہذا ذکر فرمایا۔ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ
اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ یعنی اور اگر تم اپنے برابر آدمی کے مطیع بنجاؤ تو ایسی صورت مین تم ضرور خسارہ مین ہوجاؤگے کیونکہ
دنیاوی دولت وثروت اُسکے پاس کہان ہی اور سواے دنیا کے سب سے انکار ہی یہ اِن کافرون کا حمق تھا کہ ہر بات مین اپنے
آپ ہی فیصلہ کرلیتے تھے۔ اِس سے بڑھکر اُنکی حماقت یہ تھی کہ اپنے برابر آدمی کی خالی فرمانبرداری کو عیب جانتے تھے اور
اپنے سے بدتر پتھرون و مورتون کے آگے بندہ بنجاتے تھے۔ وہم دوم۔ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا
وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ یعنی کیا تم کو یہ وعدہ دیتا ہی کہ مرنے کے بعد جب خاک ہوجاؤگے اور ہڈیان سپید چمکتی ہوئی پڑی
ہونگی تو پھر تم حساب وجزا کے لیے نکالے جاؤگے یعنی حشر جسمانی پھر دوبارہ زندگی سے ہوگا۔ هَيْهَاتَ محض بعید هَيْهَاتَ
بالکل بعید۔ کسی طرح قیاس مین نہین آتا۔ لِمَا تُوْعَدُوْنَ دوری ہی اُسکو جو تم وعدہ دیلے جاتے ہو۔ مترجم کہتا ہی کہ مرت
اٹکل و قیاس پر اِس سے انکار کردیا اور یہ کچھ بعید ہی کہ جس نے اُنکو اول نیا ایجاد کیا وہ اُنکو دوبارہ پیدا کردے ہرگز ہرگز کچھ بھی عقل
سے دور نہین ہی۔ لیکن اٹکل کو یہان کیا دخل ہی قال تعالےٰ قل يحييها الذی انشاها اول مرة۔ تو کہدے اے محمد کہ ان مردہ ہڈیون
کو پھر زندہ کردیگا جس نے اُنکو اول مرتبہ پیدا کیا تھا۔ غرضکہ کافرون نے اپنی حماقت و اٹکل کا نام عقل رکھکر اُس سے انکار کیا
اور یہ فیصلہ کرلیا کہ۔ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا حیات آخرت کچھ نہین یہ تو خالی ہماری حیات دنیا ہی۔ نَمُوْتُ وَنَحْيَا
مرتے ہین اور زندہ ہوتے ہین۔ یعنی گویا ان لوگون نے موت کے بعد حیات کے یہ معنی بیان کیے کہ ایک مرتے ہین اور دوسرے
زندہ پیدا ہوتے ہین۔ باپ مرتے ہین بیٹے جیتے ہین۔ ایک گروہ مرجاتا ہی بعد زمانہ زندہ لوگون کا ہوتا ہی۔ وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ

Marfat.com

اور ہم ہرگز زندہ اُٹھائے جانے والے کبھی ہرگز نہیں ہیں۔ یہ قطعی انکار سخت شقی کے ساتھ ہو یعنی یہ کبھی ...
کہتے ہین مثلاً ہر آدمی مین یہ لیاقت ہو کہ وہ عالم ہو جاوے اگرچہ وہ نہو اور ان کافرون نے یا اُنکے ...
کیا کہ ہم مین یہ لیاقت ہی نہین اور اسمین یہ قدرت ہی نہیں ہو ... اور اگر اللہ تعالیٰ ...
نابودگی کو دیکھتے تو کہتے کہ ہم تو کچھ نہین اور اسمین سب قدرت ہی جاتی ہے ... اور زمانہ نے ...
اور رسول کو جھوٹا بنایا۔ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا یہ تو ایک مرد ہی ہو جس نے اللہ ...
جھوٹ بہتان باندھا ہی۔ یعنی اپنے آپ کو اُسکا رسول کہتا ہی اور موت کے بعد کہتا ہی کہ وہ پھر زندہ کریگا ...
اِس افترا سے فائدہ کیا تھا اور اِس سے سواے عظمت الٰہی عزوجل کے کوئی نقص ظاہر نہیں ہوتا ...
ولیکن خیرخواہی خالص کا یہ عوض تھا جیسے اللہ تعالےٰ کے انعامات کا یہ شکریہ کرتے کہ اس سے انکار اور بیہودون کی ...
اور اللہ تعالےٰ نے جو رسول بھیجے اُنکے ساتھ یہ برتاو کرتے حتی کہ یون کہا کہ وَمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ اور ہم تو ہرگز اسپر ایمان لانیوالے
نہین ہین یعنی کبھی اُسکی بات نہ مانینگے۔ قَالَ رسول نے دعا کی کہ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ اے رب میرے
اُنکے جھٹلانے کی جہت سے میری نصرت کر۔ قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ عنقریب زمانہ ہی کہ ضرور
وے صبح کرینگے ایسے حال مین کہ سخت نادم ہونگے۔ اِسی وقت مواخذہ کیا تاکہ جو مدت اُنکے واسطے مہلت کی دی تھی وہ پوری ہو
اور جو لوگ ایمان لائے تھے اُنکو پہلے سے اعلام ہو۔ حتی کہ جب وقت پورا ہوا فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ تو اُنکو ایک کڑکتی آواز نے
پکڑ لیا۔ بِالْحَقِّ بحق و عدل از جانب حق تعالےٰ۔ اگر یہ قوم ہود علیہ السلام ہی تو شاید اول ہواے سخت و تند سے اُنکو تہ و بالا
کیا اور ساتھ ہی جبرئیل علیہ السلام نے ایک سخت آواز دی کہ جگر و دل پھٹ گئے۔ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً پس ہم نے اپنی ...
اُنکو غثار کر دیا۔ جیسے بہتے ہوے پانی پر سڑے ہوے تنکے و پتی وغیرہ کوڑا چھایا ہوتا ہی اسطرح خوار کر دیا اور دائمی عذاب مین ...
فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ پس لعنت و دوری ہو قوم ظالم کے لیے۔ یہ بددعا ہوئی اور شاید کہ خبر ہو یعنی قوم ...
کے لیے ہم نے ایسی ہی پھٹکار رکھی ہی (تنبیہ) واضح ہو کہ اِسمین تہدید سخت ہی ہر زمانہ و ہر قوم کے واسطے جو کافر ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
اُسکے لیے ایک مہلت رکھی ہی اور وہ بہت قلیل ہی کیونکہ ہر شخص کا اعتبار ہی اور وہ صرف اُسکی عمر تک ہی تو جب وہ ... اُسکے لیے ...
و ندامت رکھی ہوئی ہی اگرچہ وہ عام عذاب مین دنیا مین نہ پکڑا جاوے ولیکن مرکر تو لازم ہی کہ وہ چھوٹے اور ...
ایک زمانہ ہی اور خالق عزوجل اپنی مخلوق کا علیم خبیر ہی۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ؕ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ؕ

پھر اُٹھائین ہمنے اُنسے پیچھے سنگتین اور نہ پہلے جاوے کوئی قوم اپنے وعدے سے اور نہ پیچھے رہیں

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا

پھر بھیجتے رہے ہم اپنے رسول لگتے تار جہاں پہونچا کسی امت پاس اُنکا رسول اُسکو جھوٹلا دیا پھر چلاتے گئے ہم ایک پیچھے دوسرے

وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ○

اور کر ڈالا اُنکو کہانیاں سو دور ہوجائین جو لوگ یقین نہیں لاتے

Marfat.com

ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ پھر اس قرن کے بعد - قُرُونًا آخَرِينَ دیگر قرون کثیرہ ہم نے
پیدا کیں جیسے کہ سورۂ اعراف میں عاد کے بعد قوم صالح و لوط و شعیب و یونس و ایوب وغیرہم بترتیب مذکور ہیں شاید یہی اشخاص
اور قرون ہیں اللہ تعالیٰ نے کل کا حال بیان نہیں فرمایا تو یہ قرون داخل ہو سکتے ہیں ولیکن انھیں میں انحصار نہیں ہے
اور فرمایا کہ اپنے ... کے موافق بہت پیدا فرمائے ہیں مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ کوئی امت سبقت نہیں کرتی - أَجَلَهَا اپنی
مدت پر وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ اور نہ پیچھے ہٹتے ہیں - اگر تمام امتیں لحاظ کیجاویں تو ہر امت کے واسطے جسقدر مدت اللہ تعالیٰ
جل شانہ نے علم ازل میں رکھی ہے اسی مدت تک وہ امت رہ سکتی ہے اس سے پہلے ہلاک نہو گی اور اس سے زائد ایک لحظہ نہیں رہ سکتی
ہے اور اگر ہر ایک امت کے لوگ لحاظ کیے جاویں تو اس امت کے کروروں آدمیوں میں سے ہر شخص نہ اپنی اجل سے سبقت
کر سکے اور نہ تاخیر پاوے بمانند قولہ تعالیٰ فاذا جاء اجلهم لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون یعنی پھر جب انکی موت کا وقت آیا
تو نہ اس سے ایک ساعت تاخیر پاوین اور نہ تقدیم پاوین - (تنبیہ) اہل سنت کے قول میں موت ایک ہے اور جو شخص قتل ہوا یا کسی طرح
مرا وہ اپنی موت پر مرا اور معتزلہ و شیعہ وغیرہ اپنی رائیں لگا کر آیات میں تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مقتول کی دو اجل تھیں
اگر قاتل قتل نہ کرتا تو دوسری اجل تک رہتا لہذا قاتل نے اسکی زندگی کاٹ دی اور موت بلا دی اور یہی قاتل پر جرم ہے و نیز کہ
قاتل کا جرم نکلتا ان لوگوں کی رائے پر ہی تو سوائے اس طریقہ کے انکے نزدیک کوئی جرم نہیں نکلتا ناچار انھوں نے آیت میں
تاویل کی کہ ایک اور اجل ہے جسمیں تقدیم و تاخیر ہو سکتی ہے - مترجم کہتا ہے کہ ہیضہ آیا اور مر گیا تو یہ ہیضہ کا جرم ہے اور اگر اسکا
پاؤں پھسلا اگر کر مر گیا تو اسکے پاؤں کا قصور ہے ان لوگوں کی رائے انکے حق میں سم قاتل ہے اور یہ رائے محض باطل ہے صحیح
یہی کہ موت ایک ہے اور مقتول وغیرہ اپنی موت سے مرا ولیکن اسکے فعل پر اللہ تعالیٰ نے اسکی موت پیدا کر دی وہ اپنے
فعل کا قصور وار ہے - قصہ چہارم ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا یعنی تتری کہ بعض کے پیچھے بعض میں یہی ابن عباسؓ
سے مروی ہے اور اسی کو شیخ ابن کثیرؒ وغیرہ نے اختیار کیا - حاصل یہ کہ پھر ہم نے اپنے رسولوں کو بعض کے پیچھے بعض کو بھیجا -
كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ ہر بار جب کسی امت پر اسکا رسول آیا تو ان لوگوں نے اسکو جھٹلایا - یعنی امت کوئی
ایسی نہیں ہوئی کہ جس نے اپنے رسول کو نہ جھٹلایا ہو اور یہ بمانند قولہ تعالیٰ یا حسرة على العباد ما يأتيهم من رسول الا كانوا به يستهزءون
یعنی جو لوگ ایمان لائے تھوڑے لوگ تھے اور انکے ایمان لانے سے یہ نہوا کہ اس امت سے تکذیب جاتی رہے بلکہ حکم ہوا کہ
اس امت نے اپنے رسول کو جھٹلایا ہے - فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا سو ہم نے عذاب میں ان امتوں کو بعض کے پیچھے
بعض کو کر دیا اسی طرح جہنم میں یہ امتیں آگے پیچھے داخل ہوتی جاوینگی جیسے انکو دنیا میں آگے پیچھے کا ذکر کر دیا ہے وَجَعَلْنَاهُمْ
أَحَادِيثَ اور ہم نے انکی احادیث کر دیا یعنی لوگوں میں انکا قصہ و بیان عبرت بھرا ہوا مشہور کر دیا فَبُعْدًا لِقَوْمٍ
لَا يُؤْمِنُونَ پس لعنت ایسی قوم کے لیے جو ایمان نہیں لاتے ہیں - یہ اخبار متواترہ علم قطعی کو مفید ہیں کہ فلاں قوم جنمیں
پیغمبر بھیجا گیا تھا وہ اس طرح عذاب سے ہلاک کیے گئے اور یہ دلیل باقی رکھی گئی کہ رسولوں کا بھیجنا متواتر ہے اور واضح ہو کہ اللہ
تعالیٰ نے ہر قوم کے واسطے ایک رسول بھیجا اور اسکو متواتر کر دیا اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رسالت کامل و عام کر دی
کہ تمام لوگوں کے لیے آپکو رسول کیا اور یہ آپکی رسالت عامہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک قریب وقت میں تمام روئے زمین
امام مہدی کے وقت میں

Marfat.com

پر موجود ہو گی والحمد للہ رب العالمین پھر اللہ تعالیٰ نے پانچواں قصہ موسیٰ کا ...

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۵ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ

پھر بھیجا ہمنے موسیٰ اور اُسکا بھائی ہارون اپنی نشانیاں دیکر اور سند کھلی فرعون اور اُسکے

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۚ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ

پھر بڑائی کرنے لگے اور تھے وہ لوگ چڑھ رہے سو بولے کیا ہم مانینگے اپنے دو آدمیوں کو ہمارے برابر کے اور انکی قوم ہماری بندگی کرتی ہے

فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

پھر جھٹلایا اُن دونوں کو پھر ہوئے کھپنے والوں میں اور ہمنے دی موسیٰ کو کتاب شاید وہ راہ پاویں

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ بِاٰيٰتِنَا یعنی پھر ہم نے موسیٰ وہارون کو بھیجا اپنی آیات کے ساتھ۔ وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اور سلطان مبین کے ساتھ۔ آیات وسلطان مبین دونوں کو ذکر فرمایا تو اس سے کیا مراد ہے۔ ایک قول یہ کہ نو آیات اور حجت واضحہ۔ ولیکن نو آیات میں سے فلق البحر شمار نہیں ہو سکتا کیونکہ اُسکی تکذیب نہیں ہوئی (دریا سے رستا پھٹ جانا ۱۲ م)۔ دوم قول یہ ہے کہ آیات وہی سلطان مبین ہیں۔ قول سوم یہ کہ آیات سے مراد معجزات ہیں وسلطان مبین اژدہا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اظہر واللہ اعلم یہ ہے کہ آیات معجزات ہیں اور سلطان مبین ایک صفت موسیٰ علیہ السلام کو رعب کی دیدی تھی وقال تعالیٰ ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاءتہم البینات فعفونا عن ذلک وآتینا موسیٰ سلطانا مبینا۔ پس یہ سلطان مبین وہ رعب تھا کہ بنو اسرائیل اُنکے حکم سے تابع فرمان الٰہی ہوئے اور قتل نفس پر راضی ہوئے۔ بالجملہ موسیٰ کو مع ہارون علیہ السلام کے اپنی آیات وسلطان مبین کے ساتھ بھیجا۔ رازی رحمہ نے کہا کہ آیت میں دلیل ہے کہ جو معجزات موسیٰ علیہ السلام کو دیئے تھے انمیں ہارون علیہ السلام کی شارکت تھی۔ اقول اگر یہ مراد ہے کہ ظہور معجزات موسیٰ علیہ السلام جیسے موسیٰ علیہ السلام کے واسطے تصدیق رسالت تھے ویسے ہی ہارون علیہ السلام کے واسطے تصدیق تھے تو صحیح ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ وہی ہارون علیہ السلام کے پاس تھے تو صحیح نہیں کیونکہ یہ بعصا بالفرور ہارون علیہ السلام کے پاس نہ تھا فافہم۔ پھر جنکے پاس آیات وسلطان مبین کے ساتھ بھیجا تھا انکو بیان کیا۔ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ بجانب فرعون واُسکے اشراف قوم کے۔ کیونکہ عوام قوم انھیں کے تابع تھے۔ فَاسْتَكْبَرُوْا یعنی تکلف سے غرور کیا اور ایمان سے سرگران کیا اور حق کے واسطے مطیع نہ ہوئے۔ وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ اور یہ قوم سرکش تھی یعنی لوگوں کو مقہور بنا تے اور بنو اسرائیل پر بغاوت وظلم کرتے تھے اور حاصل یہ کہ مغرور متکبر تھے۔ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ سو اُنھوں نے کہا کہ کیا ہم مان لیں اپنے مانند دو آدمیوں کو اور ان دونوں کی قوم ہماری عبادت کرنے والی ہیں۔ بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ غلاموں کی طرح ہمارے مطیع وخدمتی ہیں اور شاید کہ مراد یہ ہو کہ وہ الوہیت کا دعویٰ کرتا تھا تو لوگوں کو اپنی عبادت کرنے کو کہتا ہو جنھوں نے اطاعت کی۔ مترجم کہتا ہے کہ ظاہر یہی کہ بنی اسرائیل نے فرعون کی عبادت نہیں کی ورنہ وہ انکو ذلیل حالت میں نہ رکھتا۔ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ پس ان دونوں کو ان لوگوں نے جھٹلایا سو وے ہلاک ہونے والوں میں سے تھے۔ فکانوا۔ اگر یہاں بمعنی فصاروا ہو تو یہ معنی ہوئے کہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہو گئے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ بلا ضرورت تاویل نہ کیجاوے اور معنی یہ کہ یہ قوم ...

Marfat.com

[illegible] تھی چنانچہ سمندر مین غرق ہوئی ۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ
یعنی ہلاک کیے جانے اول گروہ فرعون وغیرہ کے ہم نے موسی کو توریت دی تاکہ بنو اسرائیل ہدایت پاوین ۔ پھر اللہ تعالے نے
آخر انبیاء بنی اسرائیل یعنی عیسیٰ ؑ کا قصہ بطور اجمال کے ارشاد فرمایا بقولہ تعالے

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝

اور بنایا ہمنے مریم کا بیٹا اور اُسکی ماں ایک نشانی اور اُنکو ٹھکانا دیا ایک ٹیلے پر جہان ٹھہراؤ تھا اور پانی نتھرا

ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ اللہ تعالے اپنے بندہ و رسول عیسی علیہ السلام سے آگاہ فرماتا ہی کہ ۔ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً
اور ہم نے کر دیا مریم کے بیٹے عیسی کو اور اُسکی ماں یعنی مریم کو آیت یعنی نشان قدرت وحجت قاطعہ اسپر کہ اللہ تعالی جو چاہے پیدا
کرسکتا ہی چنانچہ اُسنے آدم کو بدون ماں و باپ کے پیدا کر دیا اور حوا کو بدون عورت کے صرف مرد سے نکالا اور عیسی علیہ السلام کو
بدون مرد کے صرف عورت سے پیدا کیا اور باقی لوگون کو مرد و عورت دونون سے پیدا کیا ۔ اقول عیسی علیہ السلام تو اس معنی مین
آیت ہین کہ بدون باپ کے پیدا ہوے اور اُنکی ماں کو اس معنی مین کہ پاکدامن عفیفہ صالحہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا کہ وہ اولو العزم پیغمبر
اللہ تعالے کا ہی ۔ وَاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ یعنی اور ہم نے دونون کو رہنے کے واسطے ٹھکانا دیا ربوہ پر ۔ ذَاتِ
قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ قرار والے اور اسمین چشمہ جاری ہین ۔ ضحاک رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ ربوہ زمین سے اونچا مقام
کہ اسمین نباتات عمدہ ہوتی ہی ۔ یہی قول مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و قتادہ کا ہی ۔ ابن عباس رض نے کہا کہ ذات قرار ۔ یعنی اسمین
پیداوار برخلاف قحط کے خوب ہی ۔ اور معین سے مراد یہ کہ اسمین پانی ظاہر ہی پس ذات معین و ذات قرار ہی ۔ یہی علماء تابعین
مذکورہ بالا سے مروی ہی ۔ حاصل یہ کہ جس ربوہ مین اُنکو ٹھکانا دیا تھا وہ زمین سیر حاصل تھی پیداوار اچھی طرح ہوتی اور اسمین
چشمہ جاری تھے ۔ علماء نے کلام کیا کہ وہ کون مقام تھا ۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کی کہ وہ
دمشق ہی اور اسی کے مانند عبد اللہ بن سلام و حسن بصری و زید بن اسلم اور خالد بن معدان سے مروی ہی اور ابن ابی حاتم
نے مانند اسکے ابن عباس رض سے روایت کی اور مجاہد رح نے بھی کہا کہ وہ غوطہ دمشق ہی اور عبد الرزاق نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کی کہ ربوہ فلسطین مین سے ہی جسکا نام رملہ ہی ۔ اقول شیخ سیوطی رح وغیرہ نے ذکر کیا کہ مرہ بہذی رضی اللہ عنہ سے روایت
ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ربوہ رملہ ہی ۔ رواہ الطبرانی ۔ اور ابن ابی حاتم نے اس حدیث کو اسطرح روایت
کیا کہ مرہ بہذی نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ایک شخص کو فرمایا کہ تو ربوہ مین مریگا وہ شخص
رملہ مین مرا ۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہی اور ابن عباس نے کہا کہ ہم کو خبر دی گئی کہ وہ دمشق ہی ۔ بعض مفسرین نے
کہا کہ اس زمانہ کے یہودی بادشاہ نے چاہا کہ عیسی علیہ السلام کو قتل کر ڈالے تو مریم اُنکو لیکر اس ربوہ کو بھاگ گئین اور
جہاں بارہ برس رہین یہانتک کہ وہ بادشاہ مرگیا ۔ مترجم کہتا ہی کہ جو حدیث ذکر کی اول تو وہ غریب ہی دوم مضطرب ہی
سوم اسمین یہ بیان نہین کہ آپ نے اِس ربوہ کو بیان فرمایا جہان حضرت عیسیٰ ؑ کو ٹھکانا دیا گیا تھا بلکہ خالی ربوہ کا بیان ہی جو کہ
ہر بلند زمین سیر حاصل ہی ۔ اور اسی طرح جن صحابہ و تابعین سے اوپر روایات گذرین کہ وہ دمشق یا غوطہ دمشق یا رملہ ہی
تو اُن سے اپنے ربوہ کو بیان کیا ہی اور یہ نہین ظاہر ہوتا کہ ربوہ عیسی علیہ السلام ہی اور قتادہ رح سے مروی ہی کہ وہ بیت المقدس

Marfat.com

ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہی ضحاک سے مروی ہی کہ وہ بیت المقدس ہی اور عوفی کی روایت ابن عباس [illegible]
نے کہا کہ یہی قول اظہر ہی اور دوسری آیت بھی اُسکی شاہد ہی اور قران کی تفسیر مین بھی چاہیے کہ پہلے آیت کی تفسیر آیت سے پھر
احادیث سے پھر آثار صحابہ وغیرہ سے بیان کیجاوے۔ ف فی العرائس قولہ تعالے وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ الآیہ جعل
عیسی علیہ السلام و اُنکی مان رض کو آئنہ تجلی قدم کردیا تھا کہ اسرار عارفین کے لیے وہ مستقر تھے اور اُنسے فیوض کی نہرین [illegible]

پھر اللہ تعالے نے بیان فرمایا

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ

اے رسولو کھاؤ ستھری چیزین اور کام کرو بھلا جو کرتے ہو مین جانتا ہون اور یہ لوگ مین تمہارے دین کے

أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۝ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ

سب ایک دین پر اور مین ہون تمہارا رب سو مجھسے ڈرتے رہو پھر پھوٹ کر کرلیا اپنا کام آپس مین ٹکڑے ٹکڑے ہر فرقہ

بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝ فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝ أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ

جو اُنکے پاس ہی اُسپر ریجھ رہے ہین سو چھوڑ دے اُنکو اپنی بیہوشی مین ڈوبے ایک وقت تک کیا خیال رکھتے ہین کہ یہ جو ہم اُنکو دیے جاتے ہین

مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

مال اور اولاد دوڑ دوڑ ملاتے ہین اُنکو بھلائیان کوئی نہین اُنکو بوجھ نہین

زجاج رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ خطاب صیغہ جمع کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اور شیخ ابن جریر رح نے کہا کہ خطاب عیسی علیہ السلام کو ہی
یعنی ربوہ فراخ عیش و سیراب مین تمام دیگر طیبات سے کھانے کا حکم دیا۔ اور اولی یہ ہی کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حکایت
فرمائی اِس امر کی جو ہر زمانہ مین اُسنے رسول کو حکم فرمایا ہی اور اِسمین عیسی علیہ السلام بھی داخل ہین اور عیسی علیہ السلام کو ربوہ فراخ
جگہ دینے کے بعد اُسکو ارشاد کیا تاکہ معلوم ہو کہ طیبات سے غذا مشروع ہی اور راہب لوگ جو کھانے و پینے و نکاح وغیرہ سے
ترک کرنا مشروع کرتے ہین یہ باطل ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے جب ایک جماعت نے سواے عبادت کے سونا وغیرہ سب ترک
کرنا چاہا تھا تو اُنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر سخت تاکید سے منع فرمایا اور یہی کہا کہ مین تم سب سے زیادہ اللہ تعالی کی معرفت
رکھتا ہون اور زیادہ خائف و مطیع ہون پھر مین یہ سب کرتا ہون تو جو کوئی میرے طریقہ پر نہو وہ مجھسے نہین ہی۔ اور حدیث مین
فرمایا کہ میری امت کی رہبانیت یہ کہ جہاد کرین۔ اور حدیث مین ہی کہ تجھپر تیرے نفس کا حق ہی تیرے مہمان کا حق ہی تیری جورو کا حق ہی
اللہ تعالے نے اِس آیت مین خبر دیدی جو اُسنے ہر رسول سے ارشاد فرمایا ہی کہ۔ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ اے
رسولو تم طیبات مین سے کھاؤ طیبات کی تفسیر مین دو قول ہین ایک شافعیہ نے اختیار کیا کہ مراد وہ غذائین جو لذیذ پاکیزہ ہون [illegible]
دوم جو حنفیہ نے اختیار کیا کہ مراد حلال ہین اور فرق یہ کہ ہر حلال تو طیب ہی اور ہر لذیذ طیب ہونا ضرور نہین ہی اور صحیح قول حنفیہ
شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اللہ تعالے اپنے سب رسولون سے خبر دیتا ہی کہ حلال کھاؤ۔ وَاعْمَلُوا صَالِحًا اور نیک عمل
کرو اور عمل نیک وہ ہی کہ شرع کے موافق حسن نیت سے ہو۔ شیخ امام رح نے کہا کہ اِس سے دلالت ہوئی کہ حلال کھانا آدمی
واسطے نیک کام پر مددگار ہوتا ہی اور انبیاء علیہم السلام نے باسیر پورا قیام کیا اور ہر خیر و نیکی کو قول سے عمل سے

...لجمع کریا اللہ تعالے اپنے بندون کی طرف سے اپنے رسولون کو اچھا ثواب عطا فرماوے - حسن بصری رحمہ نے
...کلوا من الطیبات - مین کہا کہ خبردار ہو کہ واللہ حق تعالے نے تم کو نہ تمہاری زردی کا حکم دیا اور نہ سرخی کا اور نہ میٹھے کا اور
...کا لیکن یہ حکم دیا کہ فقط انہین سے حلال پر منحصر رہو - سعید بن جبیر وضحاک نے کہا کہ قولہ کلوا من الطیبات یعنی حلال -
مترجم کہتا ہی کہ حلال مین سے کھانے کا حکم مقید اس امر کو ہی تمام حلال پر حرص وطریقہ ناجواز کو نہ پہونچے مثلاً سیری سے زائد
غذا کھانا حرام ہی اور بقدر سیری کے مباح ہی اور کسی قدر بھوک رکھکر کھانا مورث ثواب ہی پس حلال مین سے کھاوے - شیخ
نے کہا کہ ابو میسرہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عیسی بن مریم علیہ السلام اپنی والدہ کے کاتے تاگے یعنی سوت کی مزدوری سے کھاتے تھے
اور صحیح مین روایت ہی کہ کوئی نبی نہین گذرا جس نے بکریان نہ چرائی ہون پوچھا گیا کہ اور آپ نے یا رسول اللہ فرمایا کہ ہان اور
مین بھی چند قیراط پر اہل مکہ کی بکریان چراتا تھا - اور صحیح مین ہی کہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی مزدوری سے کھاتا تھا صحیحین
(باوجود بادشاہت کے ۱۲)
مین روایت ہی کہ اللہ تعالے کے نزدیک زیادہ پسندیدہ نماز داؤد کی نماز ہی اور زیادہ پسند روزہ داؤد کا روزہ ہی اور زیادہ
پسند قیام داؤد کا قیام ہی کہ وہ آدھی رات سوتا اور ایک تہائی رات قیام کرتا اور چھٹا حصہ رات سوتا اور وہ ایک دن روزہ
(یعنی باقی حصہ جو چھٹا رہجاتا ہی ۱۲)
رکھتا اور ایک دن افطار کرتا اور وہ جب جہاد مین کافرون سے بھڑتا تو بھاگتا نہ تھا - ابن ابی حاتم نے ام عبد اللہ دختر شداد
بن اوس سے روایت کی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ دودھ بھیجا کہ آپ اس سے افطار کرین
اور آپ روزہ سے تھے اور یہ چڑھتے دن مین تھا اور گرمی کی شدت تھی پس آپ نے ایلچی کو واپس کیا یہ کہکر کہ بکری تیری کہا
ہو تو ام عبد اللہ نے عرض کر بھیجا کہ مین نے بکری کو اپنے مال سے خریدا ہی پھر آپ نے اسمین سے پیا جب دوسرا روز ہوا تو ام عبد اللہ دختر شداد آپکی
خدمت مین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے دن کی درازی وشدت گرمی پر نظر کرکے آپ کے پاس دودھ بھیجا تھا آپ نے
واپس کیا آپ نے فرمایا کہ رسولون کو یہی حکم ہی کہ وہی کھائین جو طیب ہو اور وہی کرین جو نیک کام ہو - امام احمد رحمہ نے ابوہریرہ رضہ سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو اللہ تعالے طیب ہی وہ نہین قبول فرماتا مگر طیب کو - اور اللہ تعالے نے
مومنون کو وہی حکم دیا جسکا رسولون کو حکم دیا چنانچہ فرمایا یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا اور مومنون کو فرمایا یا ایہا الذین
آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم - پھر ذکر فرمایا کہ آدمی دراز سفر کرتا ہی بال پریشان وچہرہ گرد آلود ہوتا ہی حال یہ ہی کہ اسکا کھانا
حرام اور پینا حرام اور لباس حرام اور غذا حرام کی ملی ہی وہ اپنے ہاتھ آسمان کو دراز کرتا ہی یارب یارب - تو اس جہت سے اسکی
دعا کہان سے قبول کیجاویگی - رواہ مسلم والترمذی - مترجم کہتا ہی کہ مسافر کی دعا زیادہ مقبول ہوتی ہی خصوص جب سفر نیک ہو
ولیکن غذا وطعام ولباس حرام ہو تو قبولیت کہان ہی - بالجملہ رزق طیب شان مرسلین علیہم السلام و تابعین باعمال صالح و مقبولیت ہی
ہر کمائی وپیشہ وحرفہ وتجارت مین حلال کے شرائط ملحوظ رکھے - اِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ مین خوب جانتا ہون جو تم کرتے ہو - یعنی
اللہ تعالے پر کوئی بات پوشیدہ نہین ہی اگر نیت خیر ہو تو وہ جانتا ہی اگر عمل نیک ہو تو وہ جانتا ہی اور مکاسب و معاملات معاش حاصل
کرنے مین جو صورت ہو سب اسپر ظاہر ہی وہ موافق اعمال کے بہتر ہون تو ثواب ہی اور بد ہون تو عقاب وعتاب عوض دیگا - اس سے
مقصود رسولون کی امت کو تنبیہ وتعلیم ہی - ف - اگر کہا جاوے کہ یا ایہا الرسل - خطاب جمع رسل کو ہی اور آنحضرت کے
وقت مین جمع نہ تھے - کشاف نے جواب دیا کہ معنی یہ کہ ہر ایک رسول اپنے زمانہ مین یہ خطاب کیا گیا اور امت نے بھی اسکی

Marfat.com

اتباع کی - رازی وغیرہ نے کہا کہ کچھ ضرورت ہم کو خلاف ظاہر معنی تاویل کی نہین بلکہ اللہ تعالے نے [illegible]
کو کیا اور اللہ تعالے کا کلام قدیم ہی اور امر و نہی وغیرہ سب اُسکی طرف سے ازلی قدیم ہین - اور سب کا [illegible]
کو معلوم ہو کہ یہ بہت لائق امر ہی جسکا خطاب جسکی وصیت تمام رسولون کو ہوئی ہی تو اسی پر عمل کرے [illegible]
سے مراد حلال ہی اور کہا گیا کہ طیب وہ کہ حلال صافی قوام ہو پس حلال وہ کہ اسمین اللہ تعالے کی نافرمانی نہ ہو [illegible]
کو نہ بھولا ہو قوام وہ کہ جان رکھے اور عقل بچا دے - وَاِنَّ هٰذِهٖ کوفیین کی قرات اِن بالکسر کلام مستانف ہی اور [illegible]
قرات بالفتح داخل خطاب اول ہی - اور یہ اسلام - اُمَّتُكُمْ تمھاری امت یعنی شریعت ہی - اُمَّةً وَّاحِدَةً [illegible]
واحدہ ہی - مراد عقائد توحید و دعوت بجانب عبادت الٰہی وحدہ لاشریک لہ - قرات دوم پر حاصل معنی یہ کہ اے [illegible]
شریعت تمھاری شریعت ہی کہ وہ تم سب مین واحد ہی کچھ تفاوت نہین ہی - اور قرات اول پر معنی یہ کہ اور یہ جو [illegible]
دین ہی کہ وہ واحد ہی اُسکو لازم پکڑو - مراد امت سے دین ہی کقولہ تعالے انا وجدنا آباءنا علی امۃ - یعنی علی دین - شیخ امام ابن کثیر رح
نے کہا کہ قولہ و ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ - یعنی اے گروہ تمھارا دین ایک دین اور ایک ملت ہی اور وہ دین واحد اللہ تعالی وحدہ
لاشریک لہ - کی عبادت کی طرف دعوت ہی - وَّاَنَا رَبُّكُمْ اور مین تمھارا رب ہون - فَاتَّقُوْنِ سو تم مجھی سے تقوی رکھو
فا ترتیب ہی یعنی جب امر مذکور معلوم ہوا تو تم فقط مجھی سے تقوی کرو - اور میری ہی عبادت کرو اور کسی غیر کی طرف نظر مت کرو
جو کوئی تمام انبیاء کی ملت پر ہو اُسکا یہی حال ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالی کا تقوی رکھے کسی غیر کی طرف التفات نہ کرے اور صحیح مین
حدیث ابن عباس رض مین ہی کہ ابن عباس رض کو کہا کہ اے لڑکے تو اللہ تعالے کی حفاظت کر اللہ تعالی تجھے محفوظ رکھیگا الحدیث
اسمین غیر کی طرف نظر کرنے سے منع فرمایا - حاصل یہ کہ رسول تو سب کے سب دین واحد پر ہین سب کو ایک توحید ہی تو جو کوئی ان سبھون
مین اختلاف کرے وہ گمراہ ہی ولیکن گمراہون نے پھوٹ ڈالی چنانچہ فرمایا فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا پس ان
مختلف فرقون نے پارہ پارہ کر لیا اپنے امر اعتقاد کو اپنے درمیان ٹکڑے کر کے - یعنی خوب اختلاف کیا ان لوگون نے پس یہود
نے پارہ کر لیا اور موسیٰ کے بعد سب سے انکار کر دیا اور نصاری نے عیسیٰ کے بعد سب سے انکار کر دیا اور ان دونون نے دین توحید اور حرف الٰہی
کو ترک و تبدیل کر دیا اور بت پرستون نے اپنا اختراع کیا اور مانند انکے اہل ضلالت مین کثرت ہی اور ہر شخص اپنی رائے پر نازان و خوش ہی
كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ہر گروہ اس چیز کے ساتھ جو اُسکی رائے مین ہی خوش ہی - اور حالت یہ کہ ان لوگون کی رائے کے
سوائے انکے پاس کچھ نہین ہی اور یہ ایک حکمت الٰہی عز و جل کا اشارہ ہی لہذا حضرت صلعم کو تسلی فرمائی اور ان گمراہ فرقون کی تہدید کی [illegible]
فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ سو تم تو اُنکو انکی جہالت مین چھوڑ دے کیونکہ حضرت صلعم کمال رحمت تھے پس وہی گروہ [illegible]
جنکے واسطے عذاب انکی موت پر رکھا گیا ہی لہذا اس شان رحمت یعنی محمد صلعم کو ارشاد فرمایا کہ ان گمراہون کو انکی جہالت مین چھوڑ دے [illegible]
حَتّٰى حِيْنٍ - ایک وقت تک - وہ موت ہی یا جو تیرے اصحاب سے لڑین مرین بہر حال وہ ہے اسوقت مین عذاب [illegible]
اللہ تعالی کی شان پاک و حکمت لطیف ایسے طور پر جاری ہی کہ گمراہ لوگ کبھی مال و اولاد اور دولت و ثروت اور [illegible] نعمتون وغیرہ [illegible]
ہوا کرتے ہین اور یہ امر انکے واسطے زیادہ غرور کا باعث ہوتا ہی بلکہ انکی حشمت دیکھکر منافقون کے دل مین بھی آتا ہی کہ اگر [illegible]
جیسے اہل ایمان اعتقاد کرتے ہین تو ایسی حشمت کے ساتھ کیون ہوتے اور اہل ایمان ایسی محتاجی و ذلت کے ساتھ کیون [illegible]

ان ... کے ساتھ ہو جاتے ہین اور اہل ایمان جانتے ہین کہ یہ شان لطیف وحکمت عجیب ہے اس سے ایک تو مومن سے منافق الگ
ہو جاتا ہے کیونکہ ... ان دنیاوی مال و دولت پر نظر حقارت کرتا ہے کہ اس جہنمی کے پاس اگر یہ ہوا تو کیا کاش یہ آخرت کی ایک نعمت پاتا اور تمام دنیا
... بہتر تھا اور منافق چونکہ آخرت پر یقین نہین کرتا تو وہ لغزش کھاتا ہے اور فوراً شک آنے ہی کافرون کے ساتھ
ہو جاتا ہے دوم یہ کہ کافر اپنے اس عروج وثروت کو دیکھکر اور مومنون کو اپنے کثیر گروہ کی رائے اور جم غفیر منافقون کی آراے
مین ذلت وخواری مین دیکھکر مغرور ہوتا اور اپنے کو حق پر جانتا ہے اور اسی مین منہمک رہتا ہے اور اللہ تعالے کی شان حکمت
کو نہین سمجھتا آخر وبال اسپر لازم ہوتا ہے اور مومنون کو اطمینان ویقین ہے کہ انکی عقل نورانی مین اسرار حکمت الٰہی عزوجل روشن
ہین اور یہ نعمت الٰہی اپنر قابض ہے قال تعالے۔ **اَيَحْسَبُونَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ** کیا یہ کفار ومشرکین ومنافقین
یعنی جملہ گمراہ منکر لوگ یہ خیال رکھتے ہین کہ یہ جس سے ہم انکو مدد دیتے ہین یعنی **مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ** مال واولاد سے۔
نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ تو یہ ہم انکے لیے بھلائیون کو سرعت سے پہونچاتے ہین۔ حاصل یہ کہ ہم جو یہ مال واولاد ان کافرون
کو دیتے ہین تو کیا وے یہ گمان رکھتے ہین یہ کہ ہم انکے واسطے بھلائیون کو پہونچا رہے ہین۔ یہ انکا خیال وگمان محض غلط ہے۔ **بَلْ**
لَّا يَشْعُرُوْنَ بلکہ وے شعور نہین رکھتے ہین۔ اگر سمجھ رکھتے ہوتے تو غم سے مرجاتے کہ وے مکر مین گرفتار اور جہنم کی طرف تیزی سے
روان ہین۔ اور یہ لاعلمی وجہالت کی مار ہے کہ اللہ تعالے کو نہین پہچانتے ہین۔ واضح ہو کہ آیت مین لطیف اشارات ہین۔ اول قولہ
یحسبون یعنی یہ قوم صرف خیال وحواس کے لوگ ہین انکے پاس عقل نہین ہے اور جب یہ عقل سے واقف نہین تو صرف انھین حیوانی
وخیال کو جانتے ہین اور عقل کے مزہ سے واقف ہی نہین ہین لہذا جو انکا اعتقاد ہے وہ گمان ہے اور سراسر اسی خیال پر مبنی ہے قولہ
ان یتبعون الا الظن۔ یعنی یہ لوگ تو فقط گمان کے پیرو ہین۔ دوم قولہ نمدہم بہ۔ کافرون کو جو چیز دیجاتی ہے وہ کرامت نہین بلکہ
انکے مقصود مین مدد ہے جس سے وے اپنے طغیان مین اور بڑھ جاتے ہین۔ سوم قولہ نسارع لہم فی الخیرات۔ خیرات مین جلدی
کردینا۔ واضح ہو کہ کافرون نے جسکو پاکیزہ پسندیدہ کیا وہ دنیاوی عیش ومال واولاد ہے وہ انکو نہین دیدی گئی بشرطیکہ ایذا ردنیا
انکی عادت نہو اور مومنون کے واسطے دنیا مین بسر ہے اور آخرت مین نیکی ہے اور انکی طیبات انکو دنیا مین نہین ہین کیونکہ دنیا
دار آخرت نہین ہے فافہم۔ حاصل یہ ہوا کہ قطعی اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ کافرون کے واسطے جو مال واولاد اور ثروت وحشمت
ہے یہ انکی حاجات پوری کرنے اور انکے طغیان وسرکشی کی مدد ہے نہ انکے واسطے خیرات کی مسارعت کیونکہ خیر دراصل وہ ہے
جو اللہ تعالے کی توحید کے ساتھ طاعت ہو اور بندہ کے لیے آخرت مین باقی ہو۔ ف ـــــــ فی العرائس قولہ تعالی یا ایہا
الرسل کلوا من الطیبات الآیہ۔ خطاب عیسی علیہ السلام کو ہے اور جمع بوجہ جمعیت اخلاق کے ہے اور شاید کہ خطاب سید المرسلین
محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا اور آپ اس خطاب کے زیادہ لائق ہین کیونکہ آپ مثل سمندر کے ہین جس سے انبیاء ورسل کی نہرین
نکلی ہین اور اکل حلال کا حکم دیا۔ پھر اشارت مین طیبات لطیف غذا سے مشاہدہ ہے کہ اسمین نفس وشیطان کے مخائل کو
دخل نہین ہے جو مقام ادب مین حرام ہے۔ پھر اسکے بعد عمل صالح کا حکم دیا بقولہ واعملوا صالحا اور یہ عمل صالح نفس کا ماسواے حق
کے سبب سے بری ہونا لہذا حدیث شریف مین ہے لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔ یعنی مین بندہ تیری ثناء کا احصاء
نہین کرسکتا تو ویسا ہے جیسے تونے خود اپنی ذات پاک کا وصف فرمایا ہے۔ شیخ سہل رح نے فرمایا کہ طیبات تو حلال ہین اور صالح عمل

امر کو فرض ہو یا سنت ہو ادا کرے اور نہی سے خواہ حرام ہو یا مکروہ ہو اجتناب کرے اور ظاہر
امۃ واحدۃ - اشارت ہے کہ ملت ابراہیم خلت و محبت ہے اور یہ معرفت وہ ہے کہ شائبۂ طبیعت سے پاک ہو
کی پیروی مین نور اسلام و یقین سے منور دل ہو اور جملہ معاملات و حالات مین طریق سنت پر ثابت ہو - شیخ
صلی اللہ علیہ وسلم منفرد ہے اور ایسے جمیل شرف سے تم مشرف ہوے اور وہ شرف مجھ سے ہے لہذا فرمایا - وانا ربکم
سے اس خلق کو شرف دیا - فاتقون - لہذا کسی غیر کی طرف التفات سے تم مجھ سے منقطع نہ ہو اور انتہاے عظمت و جلال
جو تمہاری انتہا ہے مشاہدہ رکھو اور جو شان و عظمت حق عزوجل واقعی ہے وہ امکان بشری سے باہر ہے - قولہ کل حزب بما لدیہم فرحون
اسکے اشارہ مین اہل اسلام کو بھی تنبیہ ہے کہ خلوص و صدق یہ ہے کہ سوائے حضرت حق عزوجل کے کسی چیز پر اور کسی صالح عمل و تقوی پر
فرحت نہ ہو و لیکن اقسام ہین کہ بعضے اپنے کسی عمل پر نازان ہین اور بعضے کسی عمل پر نازان ہین اور ہر ایک اپنے اعمال پر فریفتہ ہو سواے
اس گروہ کے جو حق عزوجل کے سواے کسی چیز پر فرحت نہین رکھتا - اور عارف کو نہین چاہیے کہ سواے اللہ تعالی کے اسکی فرحت
کسی چیز پر ہو بلکہ اسکی فرحت مشاہدہ عزت و عظمت و جلال احدیت پر و جمال قدس پر ہو - واضح ہو کہ عارف صادق جب دریاے
معرفت مین غرق ہوا تو فرحت سے اسکے ہموم زائد ہوتے ہین اسواسطے کہ جو کچھ اسنے قربت پائی ہے وہ اپنے حال کی مقدار پر محدود
ہے اور جو باقی ہے وہ غیر محدود ہے تو ایک مقام کے حاصل ہونے پر کیا فرحت ہوگی جب کہ اسکو معلوم ہو گیا کہ وہ غیر محدود سے محجوب ہے
تو عارف ہمیشہ اس حیات مین مغموم رہتا ہے کیونکہ وہ تو جان گیا کہ اسکا ادراک عاجز ہے اور اسکی شان جلالت و عزت اس امر سے
پاک ہے کہ ادراک اسکو پاوے اور کسی عارف کا عرفان اس لائق نہین ہے کہ اسکو شان پاک تک رسائی ہو - واسطی رح نے کہا کہ
عارف جو کچھ واقف ہوا وہ اسی قدر ہے کہ انوار حق عزوجل کی اسمین تاثیر ہوئی ہے اور وہ اپنی کوشش و سعی کی مقدار پر واقف
نہین ہے کیونکہ کوئی اپنی کوشش سے کچھ نہین پہونچ سکتا ہے اور جس نے یہ گمان کیا کہ اسکے افعال مین سے کسی نے اسکو کچھ پہونچایا ہے
تو وہ باطل و جاہل ہے بلکہ سابقہ عنایت ازلی اجسام و ارواح کو محفوظ فرما کر اہل معرفت کو بقدر غایت پہونچا دیتی ہے - اور جس نے
اسکے سواے کسی بات پر اعتماد کیا تو وہ غرور و فرحت پر مطمئن ہوا ہے اور کوئی کیونکر خوش ہو حالانکہ وہ جانتا نہین کہ خاتمہ اسکا کس
امر پر مختوم ہوا ہے - قولہ تعالے ایحسبون انما نمدہم بہ من مال و بنین الآیہ - اللہ تعالی نے زینت دنیا و اسکی لذات و جاہ و مال و
حشمت و منال و اہل و عیال و دیگر متاع وغیرہ سے لوگون کا امتحان کیا تو انھون نے مشاہدہ حق عزوجل چھوڑا اور ان شہوات کی
مین پڑ گئے اور گمان کیا کہ یہ ہی تمام راحت ہے اور جب انکو یہ نعمتین دی گئین تو وے بندگان مقبول ہین اور یہ نہین جانا کہ یہ
ہے لہذا قال تعالے بل لا یشعرون - شیخ عبد العزیز مکی رح نے کہا کہ جس نے زینت دنیا سے آرایش اختیار کی تو یہ زینت
ہوگی اور جس نے زینت باقی سے آرایش کی یعنی زیور طاعات و مجاہدات و موافقت فرمان الہی عزوجل سے تو
زینت ہے کیونکہ نفوس تو فانی ہین اور اموال دنیاوی عاریت ہین اور اولاد فتنہ ہین پس جو شخص ان چیزون کے جمع
انسے حظوظ اٹھانے مین اور انسے دل لگانے مین پڑیگا تو یہ اسکو سب نیکیون سے منقطع کر دینگی - اور اللہ تعالے
طاعت اس سے بڑھکر افضل نہین ہے کہ آدمی اپنے نفس کی مخالفت کرے اور دنیا مین سے قلیل پر کفایت کرے اور
دل اٹھا لے کیونکہ نیکیون مین مسارعت کرنا یہ ہے کہ بدیون سے اجتناب کرے اور پہلی بدی اس

Marfat.com

ن کا کھیت ہو یعنی جس نے اس دنیا کو مانگا اور اُسکو آباد کیا تو وہ شیطان کا کاشتکار ہی اور کاشتکاری کا کام غلامون سے لیا جاتا
غلام شیطان سے بدتر ہی کیونکہ وہ شیطان کا گھر آباد کرنے مین اُسکا مزدور ہی پھر اللہ تعالے نے اہل صدق و ایمان کا ذکر فرمایا جنکے
ساتھ خیرات کی مسارعت فرمائی ہی بقولہ تعالے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ
البتہ جولوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھتے ہین اور جولوگ اپنے رب کی باتین
یُؤْمِنُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ
یقین کرتے ہین اور جولوگ اپنے رب کے ساتھ شریک نہین ٹھہراتے اور جولوگ دیتے ہین جو دیتے ہین اور اُنکے دلون مین
وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝
ڈر ہی کہ اُنکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہی وہ دوڑ دوڑ لیتے ہین بھلائیان اور وہ اُنپر پہونچے سب سے آگے

اللہ تعالے نے ان بندون کے چار صفات بیان فرمائے اول بقولہ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ
یعنی اللہ تعالے کی ناراضی سے ڈرتے رہتے ہین شیخ ابن کثیر رح نے لکھا یعنی یہ لوگ باوجود نیکوکاری و ایمان کے اور اعمال صالحہ
کرنے کے اللہ تعالی سے ڈرتے وخوف کرتے اور اُسکے مکر سے لرزتے رہتے ہین چنانچہ حضرت حسن بصری رح نے فرمایا کہ مومن نے نیکوکاری کے
ساتھ خوف کو جمع کیا ہی اور منافق نے بدکاری کے ساتھ نڈر ہونا جمع کر لیا ہی۔ صفت دوم وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ
یُؤْمِنُوْنَ اور وے لوگ کہ اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہین یعنی آیات قضاء و قدر پر اور آیات شرعیہ پر
ایمان لاتے ہین پس جو واقع ہوا اُسکو جانتے ہین کہ وہی ہوا جو اللہ تعالے نے مقدر فرمایا ہی اور جو شرع فرمائی تو جانتے ہین کہ جو اسمین
امر آلہی ہی وہ اللہ تعالے کے نزدیک محبوب و مرضی ہی اور جو نہی ہی وہ اللہ تعالے کے نزدیک مکروہ و منکر ہی۔ صفت سوم وَالَّذِیْنَ
هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ یعنی وے اپنے رب عزوجل کے ساتھ عبادت کرنے مین کچھ شرک نہین کرتے بلکہ اللہ تعالے
کی توحید کا اعتقاد کرتے ہین کہ لا الہ الا اللہ اُسکے سوا ے کسی مین الوہیت نہین اور نہ جورو نہ بیٹا نہ کسی کا محتاج اور سب اُسکے محتاج
ہین نہ اُسکے ساتھ کوئی چیز مشابہ ہوسکتی ہی۔ صفت چارم۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ
اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ اور وے لوگ کہ دیتے ہین عطا کو اس حال سے کہ اُنکے دل ڈرتے ہوتے ہین کہ وے اپنے رب
کی طرف رجوع لانے والے ہین یعنی صدق نیت و ادا ے لائق و خدمت پسندیدہ پر مغرور نہین بلکہ ڈرتے ہین کہ پوری خدمت لائق شان
جیسا ہم سے نہین ہوسکتی ہی تو اگر وہ اپنے فضل سے اس ناقص خدمت کو قبول کر لے تو سبحان اللہ وبحمدہ اور اگر نہ قبول کرے تو یہ
عدل ہی اور ہم خطاوار ہین۔ امام احمد نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ
یہ قول اللہ تعالے کا والذین یؤتون ما آتوا وقلوبہم وجلۃ۔ کیا وہ شخص ہی کہ اُسنے چوری کی اور زنا کیا اور شراب پی اور وہ اللہ تعالے
عزوجل سے ڈرتا ہی آپ نے فرمایا کہ اے صدیق کی بیٹی ولیکن وہ لوگ ہین کہ نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے اور زکوۃ دیتے ہین باوجود
اسکے خوفناک ہین کہ یہ خدمت اُنسے قبول نہو۔ اس حدیث کو ابن ابی حاتم و ابن ماجہ والترمذی و حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم
نے کہا کہ صحیح الاسناد ہی۔ اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اسی

Marfat.com

آیت کی تفسیر اسی طرح ابن عباس وحسن بصری ومحمد بن کعب القرظی نے بیان کی ہی اور لکھا کہ بعض [illegible]
والذین یاتون ما اتوا وقلوبہم وجلۃ - یعنی اور وہ لوگ کہ جنھون نے کیا جو کیا اور حالت اُنکی یہ کہ آگے [illegible]
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آئی ہو کہ آپ نے اِس آیت کو یون پڑھا چنانچہ امام احمد نے ابو خلف رح سے [illegible]
بن عمیر کے ساتھ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا پھر عبید بن عمیر نے عرض کیا کہ مین آپکے [illegible]
حاضر ہوا ہون کہ کتاب اللہ کی ایک آیت پوچھون کہ کیونکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے والذین یاتون [illegible]
والذین یاتون ما اتوا - تو ام المومنین نے فرمایا کہ تجھے کون پسند ہی تو عبید بن عمیر نے کہا کہ قسم اُس خالق کی جسکے قبضہ [illegible]
مین میری جان ہو کہ ایک قرارت اُنمین سے مجھے تمام دنیا ومافیہا سے زیادہ محبوب ہی - ام المومنین نے پوچھا کہ وہ کون ہی [illegible]
کیا کہ والذین یاتون ما اتوا - تو فرمایا کہ مین تجھے شہادت دیتی ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو ایسے پڑھا ہی اور [illegible]
اُتری ہی - مترجم کہتا ہی کہ اِس حدیث کو بخاری نے تاریخ مین و دارقطنی نے اور حاکم نے بھی اسناد کیا اور حاکم نے کہا کہ اسناد
صحیح ہو ولیکن شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اُسکی اسناد مین اسمٰعیل بن مسلم مکی راوی ضعیف ہو اور کہا کہ پہلی قرأت والذین یوتون ما اتوا - یہی
قرار سبعہ وجمہور کی قرارت ہو اور اِس قرارت پر معنی خوب ظاہر ہین کیونکہ اللہ تعالے نے ان صفات سے موصوف بندون کو فرمایا
کہ - أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ یعنی ایسے صفات کے لوگ ہی جلدی کرتے ہین نیکیون
مین اور وے اِن نیکیون کے واسطے سبقت کرنے والے ہین - پس ایسے لوگون کو سبقت کرنے والا ٹھہرایا اور اگر دوسری قرأت
ہو تو ایسا معلوم ہوتا ہو کہ وے لوگ سابقین مین سے نہ ہون بلکہ درجہ اوسط کے یا قصور والے ہون - واللہ اعلم - مترجم کہتا ہی
کہ اگر یہ معنی ہون کہ والذین یاتون ما اتوا وقلوبہم وجلۃ یعنی اگر اُنسے قصور ہو گیا تو اُس سے خائف ہین کہ ہم کو اللہ تعالے کے سامنے
جانا ہی تو جب ایسی کیفیت ہو تو وے نیکیون مین مسارعت وسبقت کرینگے اگرچہ اُنسے گناہ سرزد ہو جاوے کہ جس سے توبہ کرتے
اور پھر ڈرتے رہتے ہین - اِس تقریر کے موافق اُنکی سبقت ومسارعت مین نقص نہ ہوگا واللہ اعلم اور اگر قولہ والذین یاتون الخ
سے دوسری قسم کے لوگ مراد ہون تو مراد یہ ہوگی کہ ایسے قسم کے لوگ اور ایسی صفت کے لوگ وغیرہ داخل مغفرت ہین تو یہ اِس
آیت کا مقابلہ کافرون سے ہوگا جنکا حال اوپر بیان کیا تھا کہ ایحسبون انما نمدہم بہ من مال وبنین نسارع لہم فی الخیرات - یعنی
کافر لوگ اموال وبنین کی امداد سے اپنے حق مین مسارعت فی الخیرات سمجھتے ہین یہ نہین ہی بلکہ مسارعت فی الخیرات والے اِن اقسام
کے لوگ ہین انہی جملہ ایک قسم یہ ہی کہ ایمان لائے اور جو اُنھون نے کیا خواہ بھلا یا بُرا اُسمین اپنے رب عزوجل سے خوفناک ہین - مترجم
کہتا ہی کہ دوسری قرارت اگر ثبت ہو تو یہ کلام بمنزلہ دو آیات کے ہوگا واللہ سبحانہ وتعالی اعلم - اور دوسری قرارت کے موافق [illegible]
اہل ایمان کے واسطے بڑی فضیلت وانتہائے رحمت ہی کہ جو لوگ اللہ تعالے کی عبادت مین قصور کرنے والے ہین ولیکن [illegible]
یقین وکمال ایمان سے وے آخرت کو جانتے اور قیامت پر یقین رکھتے ہین تو ڈرتے ہین اگرچہ نیچہ شہوت مین پڑکر [illegible]
کے مرتکب ہو جاتے ہین مگر جب اُنکے دل خائف ہین تو اُنکی توبہ ظاہر ہی - پھر اظہر بلاشبہہ قرارت اول ہی اور ام المومنین صدیقہ
سے روایت ہی کہ آیت کی تفسیر مین فرمایا کہ وہ لوگ ہین جو اللہ تعالے کی طاعات کرتے اور اُسپر ڈرتے رہتے ہین اور [illegible]
سابقون - ابن عباس رض نے کہا یعنی اللہ تعالی کی طرف سے اُنکے حق مین سعادت سابق ہو چکی ہی [illegible]

Marfat.com

قولہ تعالیٰ ان الذین ہم من خشیۃ ربہم مشفقون - یعنی عینی یقین کے بعد عظمت حق عزوجل سے ڈرتے کہ سوائے اسکے کسی عبادت کے ساتھ مشغول نہ کردیے جاوین اور اس سے مہجور نہ کردیے جاوین - قولہ بآیات ربہم یومنون - جو معنی و مفہوم و مقصود آیات ہی اُسپر یقین لاتے و فہم حاصل کرتے ہین - قولہ بربہم لایشرکون - حوادث و مخلوقات مین سے کسی چیز کو اختیار نہین کرتے اور اُسکے سوائے کسی غیر کی طرف التفات نہین کرتے اور اپنے نفوس کی طرف التفات نہین کرتے ہین - قولہ والذین یوتون ما اتوا الآیہ - ان لوگون نے سفر عبودیت طے کیا اور جمال ربوبیت کا مشاہدہ کیا اور خجالت و شرمساری مین خوف زدہ ہین یہ جانکر کہ جو طاعات کیے اور جان فدا کی سب حقیر و بے قدر تھی کیونکہ تمام موجودات سے اپنے تمام طاعات کے بمقابلہ اُسکی تجلی کبریا و جلال کے ذرہ سے کمتر ہی - واضح ہو کہ اُنکے دلون مین جو خوف ہوتا ہی وہ خوف عظمت و کبریا الٰہی کا ہوتا ہی کہ تمام مخلوقات اُنکے قلوب کی نگاہ مین ذرہ بھی نہین ہوتے ہین اور یہ معنی نہین کہ اُنکے دل نامردی کے طور پر ڈرے ہوتے ہین بلکہ عظمت و جلال الٰہی سے بھرے ہوتے ہین پس تمام مخلوقات اگر شبردن کا لشکر ہو اُنکی نظرمین ہیچ ہی اسی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم مین ہر ایک فرد بشر چاہتا تھا کہ کافرون کے لشکر عظیم سے مقابل ہو ولیکن حکم الٰہی اُنکو مانع ہوتا تھا اور کفار اُنکے مقابلہ سے بھاگتے تھے اور یہ ظاہر ہی کہ جس نے عظمت و جلال الٰہی عزوجل کو پہچانا اُسکی نظرمین تمام مخلوقات نظرہی نہین آتی یا ذرہ سے کم اور محض نابود معلوم ہوتی ہی فافہم پھر اُنکا وصف بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ اولئک یسارعون فی الخیرات الآیہ - نیکیون مین اُنکی مسارعت اسواسطے ہی کہ رب عزوجل کی مرضی اور اُسکی جناب مین قبولیت حاصل کرین اور وے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ازل مین بسعادات ازلی و ابدی ممتاز ہین - بعض مشائخ نے کہا کہ خشیۃ و اشفاق - دو کیفیت باطنی ہین اور یہ دونون قلب کے اعمال سے ہین پس خشیۃ تو ایک سرخفی ہی اور شفقت اس سے بھی زیادہ خفی ہی - بعض نے کہا کہ خشیۃ تو قلب کا انکسار ہی جو ہمیشہ جناب باری تعالیٰ کی حضوری مین قیام سے ہوتا ہی اور اسکے بعد اشفاق ہی جو خشیۃ سے زیادہ لطیف اور خشیۃ اُسکے بعد ہی اور خشیہ بہ نسبت خوف کے زیادہ لطیف ہی اور خوف بہ نسبت رہب کے زیادہ لطیف ہی اور انمین سے ہر ایک کے واسطے صفت و مقام و ادب ہی - شیخ ابن عطا رح نے کہا کہ آیات رب پر ایمان لانے مین دو قسم کی آیات ہین ایک آیات قرانی کہ معارف ہین اور آیات خلقت تو ایمان کے ساتھ جب دل کی آنکھون سے اس خلقت پر نظر کرتے ہین تو جانتے ہین کہ یہ سب فنار کے ساتھ موصوف ہین اول فنار و آخر فنار اور اس درمیان مین یہ چیزین فانی خواہ مخواہ ہین تو حق عزوجل کو پہچانتے ہین - شیخ جنید رح نے کہا کہ ہم بربہم لایشرکون - اسکے واسطے آدمی خود شناسی کرے تو جس نے اپنے سر باطن و قلب کی تفتیش کی اور اسمین اپنے رب سے کوئی چیز بڑی اسمین پائی تو وہ مشرک ہی کیونکہ اُسنے رب عزوجل کے ساتھ برابر کیا واسطی رح نے کہا کہ رب عزوجل سے خوف رکھنے والا کسی حال مین اپنے حظ کو نہین چاہتا ہی - بعض مشائخ نے کہا کہ عارف کو بہ نسبت اپنی معصیت کے اپنی طاعت سے زیادہ خوف ہی کیونکہ معصیت توبہ سے مٹ جاتی ہی اور طاعت تو باقی ہی اُسکے واسطے مطالبہ ہی کہ صحت کے ساتھ اخلاص و صدق سے ادا ہوئی ہی - شیخ ابو الحسن الوراق نے کہا کہ جو شخص طاعات و عبادات سے درجہ سابقین چاہے تو وہ دعوی و بیکاری چھوڑے اوقات ضائع نہ کرے اور جو کوئی بدون آداب و ریاضت و مجاہدہ کے مقامات کا وصول چاہے تو برباد ہوا اور کبھی مراد کو نہ پہونچیگا یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ نے کہا کہ مسارعت فی الخیرات رغبت رضائے مولیٰ عزوجل ہی اور شیخ شبلی رح نے کہا کہ اُنکا وصف خوف و خشیۃ و طاعت و مسارعت حاصل ہوتا ہی کہ مولیٰ عزوجل اُنکو یقین کے مقام پر پہونچادے حتی کہ علم الیقین سے عین الیقین پر پہونچین اور وہان

حق الیقین تک واصل ہون اور اُنکے دلون سے ہر شک و شبہہ نکلجاوے پھر بیان سے منزل [illegible]

ہم من خشیۃ ربہم مشفقون۔ زہری نے کہا کہ حقوق ربوبیت و عبودیت کے قیام [illegible]

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ بَلْ قُلُوبُهُمْ

اور ہم کسی پر بوجھ نہین ڈالتے مگر جو اُسکی سمائی ہی اور ہمارے پاس لکھا ہی جو بولتا ہی سچ اور اُنپر ظلم نہوگا کوئی نہیں اُنکے دل

فِي غَمْرَةٍ مِنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا

بیہوش ہین اسطرف سے اور اُنکو اور کام لگے ہین اسکے سوا کہ وہ اُنکو کر رہے ہین یہانتک کہ جب پکڑینگے

مُتْرَفِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ۝ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُمْ مِنَّا لَا تُنْصَرُونَ

اُنکے آسودہ لوگونکو آفت مین تبھی وہ لگین گے چلانے مت چلاؤ آج کے دن تم ہمسے چھوٹ نہ پاؤگے

قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُونَ ۝ مُسْتَكْبِرِينَ

تمکو سنائی جاتین میری آیتین تو تم ایڑیون پر اُلٹے بھاگتے تھے اُس سے بڑائی کر کر

بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ۝

ایک کہانی والے کو چھوڑ کر چلے گئے

اللہ تعالی نے شرع عدل سے آگاہ فرمایا کہ۔ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا اور ہم کسی نفس کو تکلیف نہین دیتے مگر اُسکی وسعت بھر۔ یعنی جو اعمال اوامر و نواہی اسپر فرض کیے ہین اُسکے وسع تک ہین۔ پس معلوم ہوا کہ جو اعمال ہم لوگون پر مفروض ہین وسعت سے باہر نہین ہین۔ وسع کی تفسیر مین دو قول ہین۔ اول یہ کہ وسعت بمعنی طاقت اور یہی اہل لغت کی تفسیر ہی۔ دوم یہ کہ وسع بہ نسبت طاقت کے کم ہی اور کہا گیا کہ یہی قول مقاتل بن حیان و ضحاک و کلبی کا ہی اور یہی قول معتزلہ کا ہی پس اُنکے نزدیک اگر بیٹھنے کی طاقت ہو تو اشارہ سے نماز جائز ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ الا وسعہا۔ یعنی اسقدر کہ برداشت کی طاقت ہو اور اللہ تعالی قیامت مین اُنکے اعمال کا محاسبہ فرمادیگا جو اُنکی کتاب مین لکھے ہین لہذا فرمایا۔ وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ اور ہمارے پاس کتاب ہی جو حق کے ساتھ ناطق ہی یعنی اُسمین سے کچھ کمی بیشی نہین ہی۔ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور وے ظلم نہین کیے جاوینگے بایں طور کہ اُنپر کچھ ظلم سے لکھدیا جاوے جو اُنھون نے نہین کیا۔ بلکہ بھلائی مین کچھ کمی نہ کیجاویگی اور برائیان تو اللہ تعالے اپنے مومن بندون کے واسطے گناہون مین سے بہت سے معاف کر دیگا۔ پھر اللہ تعالے نے قریش وغیرہ مشرکین پر جو قیامت تک ہون انکار فرمایا کہ۔ بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ غفلت و ضلالت۔ مِنْ هَٰذَا قرآن۔ یعنی کافرون کے دل اس قرآن سے غافل ہین۔ وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ابن عباس رض نے کہا یعنی ان کافرون کے بُرے اعمال بد ہین سوا اسے شرک کے کہ وے لامحالہ اُنکو کرنے والے ہین یعنی موت سے پہلے موافق تقدیر کے ان اعمال کو پورا کرینگے تاکہ کلمہ عذاب اُنپر متحقق ہو جاوے یہی مجاہد و حسن بصری و مقاتل و سدی و عبد الرحمن بن زید وغیرہم رحمہم اللہ تعالے سے مروی اور ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ ظاہر قوی حسن ہی اور ہمنے حدیث ابن مسعود رض سابق مین نقل کر دی ہی جسمین بیان ہی مثل اجل آدمی کی اُسکی مان کے پیٹ سے لکھی ہوتی ہی۔ حاصل یہ کہ کافر و مشرک لوگ قرآن سے بھاگ [illegible]

عذاب کے علاوہ بھی کافرون کے دیگر اعمال وبدکردار ہین کہ لامحالہ اُنکو کرینگے یہانتک کہ اپنا استحقاق عذاب پورا کرین حَتّٰۤی اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ یَجْـَٔرُوْنَ یہانتک کہ جب ہم اُنکے آسودہ اترانے والون کو عذاب مین پکڑینگے تووے پناہین مانگینگے - یہ آخرت مین ہوگا - اور حدیث سے ثابت ہی کہ جو شخص دنیا مین ہمیشہ آرام سے رہا جب اسپر آخرت کے عذاب سے ایک لپٹ پہونچیگی تو جانیگا کہ گویا اِسپر کبھی خوشی نہین گذری - اور بعض احادیث سے ثابت ہی کہ دوزخ مین یہ لوگ چلاوینگے حتی کہ تمام عمر دنیا کی ودبھر گذرنے پر جواب ملیگا کہ - لَا تَجْـَٔرُوا الْیَوْمَ آج تم لوگ فریاد مت کرو اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ تم ہماری جانب سے نصرت نہ پاؤگے - قَدْ كَانَتْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤی اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ یعنی ہماری آیات تم پر تلاوت کی جاتی تہین تو تم کراہت سے نہ سنتے اور اُلٹے پاؤن پھرتے تھے - آج تمہاری فریاد سنی نہ جاویگی - اہل جہنم نے اپنے اختیار سے جہنم کو پسند کیا ہی - یہ شرک کا مقام ہی یعنی توحید کی طرف بلائے گئے تو تم نے کفر کیا اور شرک کی طرف بلانے والون کو مان لیا پھر توحید کی طرف آنا اور سننا درکنار کراہت سے اُلٹے پاؤن پھرتے تھے - مُسْتَكْبِرِیْنَ بِهٖ اِس سے تکبر کرتے ہوے - کہا گیا یعنی قرآن سے تکبر کرتے اور اہل قرآن کو ذلیل جانتے تھے - کہا گیا کہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تکبر کرتے - سٰمِرًا اس حال سے کہ اُسکا قصہ بناتے چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر وکاہن وکذاب ومجنون وغیرہ کہتے تھے اور قرآن کو جادو وغیرہ کہتے تھے - تَهْجُرُوْنَ چھوڑتے - اور بعض نے کہا کہ مستکبرین بہ - یعنی تکبر کرتے تھے حرم الٰہی کے ساتھ کہ ہم اولیاے کعبہ ہین اور اُسکو چھوڑتے کہ عبادت سے آباد نہین کرتے تھے اور رات کو اُسمین قصہ کہانی کہتے تھے - یہی تفسیر نسائی رح ابن عباس رض سے روایت کی ہی - اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہی - اور اِسی کو نحاس نے ارجح کہا ہی - ابن عطیہ نے کہا کہ قول جید یہ ہی کہ قرآن سے تکبر کرتے اور اُسکی کہانی بناتے اور چھوڑتے تھے اور یہ اظہر ہی واللہ اعلم - ف - فی العرائس فی قولہ تعالی ولا نکلف نفسا الا وسعها - واضح ہو کہ نفوس روحانیہ کو اللہ تعالی نے عالم ملکوت سے پیدا کیا اور اُنکا صدور فیض لطف صفات سے ہی اور وے امانت معرفت اُٹھاتے ہین اور اُنکو تجلی ذات وصفات اُٹھانے کی طاقت ہی اور انوار عنایت وکفایت سے قوت ہی اور نفوس انسانی کو عالم انوار فعل سے پیدا کیا اور اثر سلطان قہر القدم کے اُٹھانے سے ہی اور وہ اثقال عبودیت اُٹھانے پر مجبول ہین اور تحت قہر مقہور ہین پس نفوس سے امانت ربوبیت وشرائع عبودیت اُٹھوائے گئے ہین اور طاقت ہر صورت مین بقبض قدرت ہی نہ خود نفوس کی وسعت - پس جب نفس شریف عاجزی وڈر کے ساتھ مشاہدہ مین آیا اور مقابلہ سے اعتذار کیا تو حق عزوجل اُسکو معذور فرماتا ہی کہ اُسکو برداشت قدم کی طاقت نہین ہی - قولہ ولدینا کتاب ینطق بالحق - شاہد براے نفس مطمئنہ ہی - وہم لا یظلمون - قدم کی برداشت قدم سے ہوسکتی ہی حادث سے نہین ہوسکتی ہی پس برداشت نفس حادث کی بقدر اُسکی وسعت کے ہی - شیخ حریری رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے بندون کو اپنی معرفت کی تکلیف بقدر اپنی شان کے نہین دی بلکہ بقدر بندون کی وسعت کے دی ہی اور اگر بندون کو بقدر اپنی شان کے مکلف فرماتا تو کوئی بھی معرفت مین نہ ہوتا سب جاہل ہوتے کیونکہ قدر الٰہی کو سواے اللہ تعالی کے کوئی نہین جان سکتا اور حقیقت مین سواے اسکے اِسکا کوئی عارف نہین ہی اور خلق کی طرف تو اسم رسم ہی نام وآیات ہین اور معرفت تو حیرت وفنا ہی - اور جو شخص قرآن پاک مین سمجھ پاوے وہ اُسکو سمجھ جاوے وقد قال نعم

أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا

سو کیا دھیان نہین کی یہ بات یا آیا ہی اُن پاس جو نہ آیا تھا اُنکے پہلے باپ دادون پاس یا پہچانا نہین اپنے

رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ ۝ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ بَلْ جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ

اپنا پیغام لانیوالا سو اُسکو اوپری سمجھتے ہین یا کہتے ہین اُسکو سودا ہے کوئی نہین وہ لایا ہے اُنکے پاس سچی بات اور بہت اُنمین

لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ۝ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

سچی بات بُری لگتی ہے اور اگر سچا رب چلے اُنکی خوشی پر تو خراب ہون آسمان اور زمین

وَمَنْ فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ ۝ أَمْ تَسْأَلُهُمْ

اور جو کوئی اُنکے بیچ ہے کوئی نہین ہمنے پہونچائی ہے اُنکو اُنکی نصیحت سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہین کرتے یا تو اُن سے مانگتا ہے

خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ

کچھ حاصل سو حاصل تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ ہے بہتر روزی دینے والا اور تو تو بلاتا ہے اُنکو سیدھی

الربع مُسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ۝

راہ پر اور جو لوگ نہین مانتے پچھلا گھر راہ سے ٹیڑھے ہوئے ہین

وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِنْ ضُرٍّ لَلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝

اور اگر ہم اُنکو رحم کرین اور کھولدین جو تکلیف ہے اُنپر مقرر لگے جاوین اپنی شرارت مین بہکے

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اقدام کفر کے اسباب ہین ازانجملہ ایک یہ کہ۔ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ قرآن مین غور نہ کیا یعنی اگر قرآن مین سب غور کرتے تو اُنکا کوئی شبہہ نہ رہتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق ظاہر ہوتا۔ ازانجملہ قول۔ أَمْ جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین بلکہ آئی اُنکے پاس ایسی چیز جو اُنکے آبار و اجداد کے پاس نہین آئی تھی کما قال تعالے لتنذر قوما ما انذر آباءہم فہم غافلون یعنی تاکہ تو ڈر سنا دے ایسی قوم کو جنکے آبار انذار نہین کیے گئے تو وے غافل ہین۔ اور بعض نے کہا کہ معنی یہ کہ کیا آگیا اُنکے پاس سے امن جو اُنکے آبار کے پاس نہ آیا تھا۔ یہ قول ضعیف ہے اور بعض نے کہا کہ یعنی آباے اولین اسمٰعیل و ابراہیم کے پاس جو نہین آیا تھا وہ اُنکے پاس آیا ہے۔ استفہام انکاری یعنی ویسی ہی رسالت ہے جیسے آل ابراہیم مین آتی رہی ہے اگرچہ خاص عرب والون پر نہ آئی ہو۔ پس استدلال اُنکے لیے ظاہر ہے کہ آباے اولین اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب و یوسف وغیرہ انبیا گذرتے چلے آئے ہین یہ رسالت و نبوت تو اللہ تعالے کی طرف سے فضل متواتر ہے پھر اس سے انکار کیون ہے اور یہ سب آدمی تھے اور مالدار بھی نہ تھے بلکہ انبیا علیہم السلام عموماً دنیاوی مال و متاع نہ رکھتے تھے ایسے ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہین۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق امانت و دیانت سے سب واقف تھے لہذا [illegible] أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ کیا اُنھون نے اپنے رسول کو نہین پہچانا [illegible] منکر ہوے جاتے ہین۔ بلکہ خوب طرح پہچانتے ہین اور صادق امین جانتے ہین چنانچہ جب ہرقل بادشاہ روم نے [illegible] جماعت کو قریش سے جنمین ابو سفیان بھی تھے اپنی مجلس مین بلاکر پوچھا اور ابو سفیان نے کلام کیا [illegible]

قریش والے ہم نے بتلا دینا اور نیز سوالات کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق امانت و دیانت کو پوچھا اور یہ لوگ اسوقت تک
اسلام نہ لائے تھے باوجود اسکے ان لوگوں سے سوائے سچائی کے کچھ بن نہ پڑا اور انھوں نے اقرار کردیا کہ وہ اچھے نسب والا اور
صادق و بہت امانت دار ہے اور وجہ یہ تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی و امانت و دیانت عرب میں مشہور تھی سب اس سے
واقف تھے اور اسی طرح جب نجاشی بادشاہ حبش نے اپنے یہاں عرب سے پوچھا تو جعفر بن ابی طالب نے بیان کیا کہ اے بادشاہ
وہ رسول ہے ہم اسکے نسب و صدق و دیانت کو ہمیشہ سے جانتے ہیں اور کسریٰ شاہ فارس کے نائب سے مغیرہ بن شعبہ نے بھی
اسی طرح بیان کیا - یہ صریح دلیل صدق ہے چنانچہ ہرقل نے بعد سوالات کے ابو سفیان سے مع لوگوں کے کہا کہ جب وہ بہت
سچا امانت دار ہے تو کوئی قیاس نہیں کرسکتا کہ وہ لوگوں سے جھوٹ نہ بولے اور امانت داری کرے پھر وہ جاکر اللہ تعالے پر
جھوٹ باندھے اور کوئی چیز چاہتا نہیں ہے تو ضرور یہ حق ہے - اور تو کہتا ہے کہ وہ ہم کو نیک کاموں اور ناملائم رکھنے کا حکم کرتے اور
برائیوں سے منع کرتے ہیں تو یہ انبیاء علیہم السلام کا کام ہے - **اَمْ یَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ** کیا وے کہتے ہیں کہ اسکو جنون
ہے - یہ کس قدر باطل خیال اور دیوانگی کا بہتان ہے کہ ایسے عزائم اعمال و مکارم اخلاق کا حکم اور فواحش و شبہات سے ممانعت یہ
کسی طرح مجنون سے ممکن نہیں اور معارف صفات الٰہی کا کیا ذکر ہے لہٰذا فرمایا - **بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ** نہیں بلکہ وہ تو انکے پاس
حق کے ساتھ آیا ہے یعنی حق لایا ہے - **وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ** اور ان لوگوں میں بہتیرے حق سے کراہت کرنے
ہیں - یعنی بوجہ کراہت حق کے یوں بہتان باندھتے ہیں ورنہ قرآن تو صریح حق ہے اور عرب و عجم تمام زمین والوں کو تحدی کی گئی کہ
اسکے مثل ایک سورت لاؤ اور نہیں لاسکتے ہیں اور نہ ہرگز لاسکینگے اور جب یہ مثل نہ لاسکے تو بہتان باندھا کہ ساحر ہے اور قرآن
سحر ہے قالوا ہذا سحر مبین یہ تو کھلا ہوا جادو ہے - مترجم کہتا ہے کہ جو شخص حق سے کراہت نہ کرے اسکے واسطے یہ قطعی دلیل ہے کہ یہ
کروروں عرب جب اس قرآن کے مثل نہ لاسکے تو یہ وحی اللہ تعالے کی طرف سے ہے اور یہ ان کروروں عرب کی طرف سے شہادت
موجود ہے کہ ہم اسکی مثل نہیں لاسکتے ہیں پھر اگر کوئی مثل لاسکتا تو عرب ہوتے اور عجم خود زبان عرب سیکھتے ہیں پس جب عرب عاجز
ہوئے تو قرآن اعجاز ہے اور یہی معجزہ کے معنی ہیں کہ اسکے مقابلہ سے مخلوق عاجز ہو پس یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
بڑی فضیلت ہے جو کسی کو نہیں ملی کہ آپ کو ایسا معجزہ دیا جو قیامت تک بے مثل قائم ہے اور اسی معجزہ کے اندر خالص توحید
و ایمان بیان ہے پس ہر زمانہ میں ہر شخص کو ایمان کی دعوت ہے اور ساتھ ہی معجزہ [illegible] ہے اب جو شخص منکر ہو وہ [illegible]
و جہالت سے منکر ہو اور یہ اسکا انکار اسکی نفس کے شیطانی خواہشیں و امیدیں لایعنی ہونگی جس سے وہ جہنم میں خوار و
ہلاک ہوں اور غضب حق میں گرفتار ہوں کیونکہ ایسے مشرک و کافر خواہشوں کا یہی انجام ہے اور اللہ تعالے ایسے برا انجام خواہشوں کا
ہرگز نہیں دیتا لہٰذا فرمایا - **وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ**
ابو صالح و مجاہد و سدی نے کہا کہ الحق یعنی اللہ تعالے معنی یہ ہیں کہ جو خواہش انکے دلوں میں ہے اگر اللہ تعالی اسکو قبول فرماوے اور
اسکے موافق شرع مقرر کردے تو آسمان و زمین اور جو کوئی انمیں ہیں سب تباہ ہوں - کیونکہ انکی خواہشوں میں سے مثلاً ایک
شرک ہے اور مشرک کسی مخلوق میں الوہیت ثابت کرتا ہے حالانکہ بالکل نہیں ہے اور وہ الوہیت فقط اللہ تعالے جل شانہ کی
خالق کی صفت ایک مخلوق کو دیے دیتا ہے یہ دو ظلم بدتر ہوئے پھر تیسرا ظلم یہ کہ مشرک اپنے بنائے ہوئے معبود سے

Marfat.com

رزق واولاد وغیرہ مانگتا ہی حالانکہ وہ بالکل مجبور ومعذور ہی اور چوتھا ظلم یہ کہ وہ اصلی خالق عزوجل سے منہ موڑکر دوسرے
کرتا ہی غرضکہ جب اسنے خالق عزوجل کو چھوڑا تو یہ بنیاد انتہائے ظلم کی پیدا ہوئی پھر جسقدر خیالات اسی بناپر پیدا ہونگے سب انتہائے
ظلمی ہونگے اگرچہ ظاہر مین بعضے قانون وقاعدہ سے تکلیف جسمانی معلوم ہو ولیکن جس چیز کی جڑ ظلم وخباثت ہی تو وہ درخت محض ناکارہ
کسی وقت دھوپ کا جلا ہوا آدمی اُسکے سایہ مین کچھ دیر کھڑا ہو جاوے ولیکن پھل پات سب ناکارہ وبیکار ہین اس مثال سے سمجھ لینا چاہیے
کہ اگر حق کو اہوا کا تابع کیا جاوے تو ظلم وفساد ہی برعکس اسکے اگر اہوا کو حق کا تابع کیا جاوے تو عین صلاح ہی لہٰذا حدیث صحیح مین ہی کہ تم
مین کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک اُسکی خواہش موافق وتابع قران نہ ہو۔ حق عزوجل نے جو قران بھیجا عین حق ہی اور جو شرع مقرر
کی عین صواب ہی اور آدمی اس دنیا مین مسافر ملک آخرت ضروری۔ لہٰذا فرمایا۔ بَلْ اَتَیْنٰھُمْ بِذِكْرِھِمْ بلکہ ہم نے
دیدیا اونکو اُنکا ذکر جس سے ہوشیار وآراستہ ہوجاوین۔ فَھُمْ عَنْ ذِكْرِھِمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ سو وے اپنے ذکر سے منہ
موڑنیوالے ہین جب ایک مسافر کو جو ایسی راہ چلا جاتا ہی کہ اِس رات تاریک مین جسمین کسی طرح نہین سوجھتا ہی وہ جاکر ضرور
ایک غار مین گر جائیگا کسی نیک خواہ نے ترس کھاکر اللہ تعالےٰ کے واسطے نصیحت کی اور راہ بتلائی تاکہ بیح جاوے پھر
اِس مسافر بدبخت نے نہ مانا تو انجام یہی ہی کہ صبح کو اِس غار تاریک مین گر جانے کے خبر آویگی اور اسوقت کوئی راہ نہین ہی کہ اِس ہیبتناک
کے غار سے وہ سلامت نکل سکے۔ یہ اِس مسافر کی بدبختی تھی کہ اُسنے دشمن کی بتائی راہ اختیار کی اور لالچ مین اُسکے فریب کو نہ سمجھا
اور دوست کی راہ چھوڑی جو اُسکو خالص نیکخواہی سے نصیحت کرتا تھا اور کچھ نہین مانگتا تھا تو اُسنے سخت حماقت کی کہ بالکل
نہ سُنا۔ ہان اگر کچھ مانگتا تو بھی شبہہ ہوتا کوئی بُری بات کہتا تو بھی عذر ہوتا وہ تو اچھی بات کہتا تھا اور کچھ بھی نہین چاہتا تھا
لہٰذا اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اَمْ تَسْـَٔلُھُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّھُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ حسن بصری رح نے
کہا کہ خرجا یعنی اجرت مزدوری۔ معنی یہ کہ اللہ تعالےٰ نے تعجب دلانے کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا کہ بھلا کیا تو
ان لوگون سے کچھ مزدوری مانگتا ہی سو رزق تو تیرے رب کا بہتر ہی اور وہی اچھا رزق دینے والا ہی۔ حاصل یہ کہ تو ان لوگون سے
کوئی مزدوری اِس نصیحت کرنے پر نہین چاہتا کوئی چیز اُنسے نہین مانگتا بلکہ تو خالص اللہ تعالےٰ کے واسطے اُنکو ہدایت کرتا ہی اور اسکے
ثواب جمیل کا امیدوار اللہ تعالےٰ سے ہی کیونکہ جن لوگون کو ہدایت کی اُنکو اخلاص عمل کی بھی اسطرح تعلیم کی کہ خالص اللہ تعالےٰ
کے واسطے وہ عمل ہی کہ کسی سے اُسکا کچھ عوض نہ چاہیے حتی کہ خدمت بھی نہ چاہی اور باوجود نہ چاہنے کے یون بھی کسی سے مال یا
خدمت یا کوئی چیز نہ لے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان لاکھون نے تصدیق کی اور سچا جانا اور آپ نے کبھی کسی سے
یہ کچھ نہین لیا اور صریح حکم الٰہی سنادیا بقولہ تعالےٰ قل ما اسالکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین۔ اور قولہ تعالےٰ قل لا اسالکم
علیہ اجرا۔ پس یہ خلوص خیرخواہی ظاہر ہی اور اِس صورت مین نہ ماننا جہل صریح ہی۔ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْھُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
اور تو بلاشبہہ اُنکو راہ مستقیم کی دعوت کرتا ہی۔ تو جس نے انکار کیا وہ راہ مستقیم سے اوندھا ہوا لہٰذا فرمایا۔ وَاِنَّ الَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ۔ اور جو لوگ آخرت کا ایمان نہین لاتے وے راہ
سے پھرے ہوئے ہین شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا کہ امام احمد نے علی بن زید بن جدعان کی جہت سے انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین دیکھا کہ دو فرشتے آپ کے

ایک آپ کے پیرون کے پاس اور دوسرا سر کے پاس بیٹھا پس جو پیرون پاس تھا اُسنے سر کے پاس والے فرشتہ سے کہا کہ ایک مثال اُسکی اور ایک مثال اُسکی امت کی بیان کر تو اُسنے بیان کیا کہ اُسکی مثل اور اُسکی امت کی مثل جیسے ایک قوم مسافرون کی چلتے چلتے ایک کفدست میدان تک پہونچی اور اُنکے پاس زادراہ اسقدر نہ تھا کہ اُس سے یہ بیابان طے کرین یا واپس ہوجاوین اِسی سوچ مین تھے کہ ایک مرد آیا حلہ پہنے ہوے اور کہا کہ بھلا مین تم کو باغات سبزہ زار اور حوضہاے لبریز مین پہونچا دون میری پیروی کروگے اُنھون نے کہا کہ ہان پس اُنکو لیجاکر اُسنے باغات سبزہ زار و حوضہاے سیراب مین پہونچا دیا اُنھون نے وہان کھایا پیا اور موٹے تازے ہوے پھر اُسنے کہا کہ کیا مین نے تم کو اِس حال زار سے لاکر ایسی حالت مین نہین کر دیا جب کہ تم نے میری پیروی کی کہنے لگے کہ بیشک تو فرمایا کہ اب مین کہتا ہون کہ آگے اِس سے بھی زیادہ بہت نفیس میوہ کے باغات وگلزار اور شیرین حوضہاے سیراب ہین تم میرے ساتھ چلو تو ایک گروہ نے کہا کہ واللہ یہ صادق ہے ہم اُسکی پیروی کرینگے اور ایک گروہ نے کہا کہ ہم اِسی پر راضی ہین ہم یہین ٹھہرے رہینگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمھاری کمرون کے ساتھ تم کو جہنم مین گرنے سے پکڑے ہوے ہون اور تم مجھپر غلبہ کرتے ہو آگ مین ایسے گرتے ہو جیسے پتنگے آگ مین گرتے ہین اور ایسا لگتا ہے کہ مین تمھاری کمرین چھوڑ دون اور مین تمھارا پیش قدم ہون حوض پر سو تم میرے پاس وہان وارد ہوگے مجموعہ اور متفرق اور مین تم کو تمھارے نشان و نامون سے پہچانونگا جیسے آدمی اپنے اونٹون مین اجنبی اونٹ کو پہچان لیتا ہے اور تم کو بائین جانب لیجاتے ہونگے تو مین تمھارے بارہ مین رب العالمین سے فریاد کرونگا کہ اے رب میری قوم ہے اے رب یہ میری امت ہے تو مجھ سے کہا جائیگا کہ اے محمد تو نہین جانتا ہے کہ اُنھون نے تیرے بعد کیا ایجاد کیا۔ تیرے بعد اُلٹے پائون پھرنے لگے سو مین تم مین سے آدمی کو پہچانونگا جو قیامت کے روز آویگا اِس حال سے کہ بکری کو لادے ہوگا جو ممیاتی ہوگی وہ مجھے پکاریگا کہ اے محمد اے محمد سو مین اِس سے کہدونگا کہ مین تیرے بارہ مین اللہ تعالیٰ سے کسی امر کا مختار نہین ہون مین نے تو پیغام پہونچا دیا اور مین پہچانونگا قیامت کے روز ایک کو جو لادے ہوگا اونٹ کو آواز کرتا ہوا مجھے پکاریگا کہ اے محمد اے محمد۔ مین کہونگا کہ مین تیرے واسطے اللہ تعالیٰ سے کچھ مالک نہین ہون مین نے تو پہونچا دیا اور مین پہچانونگا تمھارے ایک کو جو آویگا قیامت کے روز اپنا گھوڑا لادے ہوے ہنہناتا ہوگا پکاریگا اے محمد اے محمد مین کہونگا کہ مین تیرے لیے کچھ مالک نہین ہون مین نے تو پہونچا دیا۔ اور مین پہچانونگا تمھارے ایک کو جو آویگا قیامت کے روز لادے ہوگا چمڑے کی مشک پکاریگا اے محمد اے محمد پس مین جواب دونگا کہ مین تیرے واسطے کچھ مالک نہین ہون مین نے تو پہونچا دیا تھا۔ اِس حدیث کو حافظ ابو یعلی الموصلی نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا جسمین ایک راوی حفص بن حمید ہے۔ علی بن المدینی نے کہا کہ اِس حدیث کی اسناد اچھی ہے لیکن حفص بن حمید راوی مجہول ہے یعنی اِسکا حال معلوم نہین ہوتا کہ کون ہے ثقہ ہے یا نہین ہے اور مین نہین جانتا کہ سواے یعقوب بن عبداللہ الاشعری القمی کے کسی نے اِس سے روایت کی ہو اور یعقوب بن عبداللہ ثقہ پرہیزگار ہین۔ شیخ ابن کثیر رح نے بعد اِسکے لکھا کہ مین کہتا ہون کہ حفص بن حمید مجہول نہین بلکہ اِس شیخ سے اشعث بن اسحق نے بھی روایت کی اور امام یحیی بن معین نے کہا کہ حفص بن حمید مرد صالح ہے اور نسائی و ابن حبان نے کہا کہ وہ شیخ ثقہ ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ جب سب راوی ثقہ و پرہیزگار سچے متدین ٹھہرے تو یہ حدیث صحیح ہے اور اب اِسکے

بعض مقامات کی توضیح کر دیجاوے - حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے لوگون کو ...
وعظ ونصیحت فرمائی کہ مین جہاد کے ساتھ تم کو جہنم مین جانے سے روکے ہوے ہون ولیکن ایسا لگتا ہی کہ ...
اپنی وفات شریف کا اشارہ ایسے طور پر فرمایا کہ سواے حضرت ابوبکر رضہ کے غالباً اور لوگ نہ سمجھے ہون ولیکن یہ وعظ ...
موسم مین ان تمام عرب کو تھا چونکہ طائف فتح ہونے پر گروہ گروہ دین اسلام مین داخل ہوے تھے تو اشارہ کیا کہ ...
وفات کے بعد تم مرتد نہ ہوجاؤ اور بکریون والا بکریون کی اور اونٹ والا اونٹون کی زکوۃ دینا بند کردے اور مین تم سے
پہلے حوض کوثر پر وارد ہونے والا ہون اور اپنی امت کو انکی سچائی خاص سے پہچانونگا چنانچہ صحیح کی حدیث سے معلوم ہوا
کہ وہ وضوء کے آثار سے نورانیت ہوگی اور یہ آپ کی امت کی علامت خاص ہی جو اعضاء وضوء مین دھوئے جاتے ہین سب
نورانی ہونگے پس وہ بگرامت سے اپنی امت کا آدمی آپ پہچان لینگے - پھر آپ کی وفات شریف کے بعد بہت سے قبائل عرب
کے مرتد ہوگئے چنانچہ آپ نے اشارہ فرمایا کہ مجھ سے کہا جائیگا کہ ای محمد تو نہین جانتا کہ تیرے بعد انھون نے کیا ایجاد کیا یہ لوگ
الٹے پانون پھرتے تھے یعنی مرتد ہوگئے اور بعضے قبائل نے زکوۃ دینا موقوف کردیا پس خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کا
لشکر بھیجا اور بعد قتال وجدال کے پھر قبائل مرتد راہ پر آئے اور ان لوگون پر بھی جہاد ہوا جنھون نے زکوۃ موقوف کردی
تھی لیکن جلدی راہ پر آگئے اور بہت بڑا لشکر بنوحنیفہ کا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم تھوڑے تھے ولیکن اللہ تعالے نے انھین کو
فتح دی اور مسیلمہ کذاب وبہت سے بنوحنیفہ مارے گئے اور باقیون نے اسلام قبول کیا اور یہ مسیلمہ کذاب دعوی نبوت کرنے لگا
تھا وہ بنوحنیفہ کا سردار تھا اور سجاح نامی عورت مدعیہ ہوئی اور ابو الاسود عنسی نے دعوی کیا ولیکن یہ سب فی النار ہوے
اور اللہ تعالے نے کلمہ توحید بلند کیا اور اسکے بعد ملک شام وعراق وایران پر جہاد ہوا یہ سلطنتین بہت زبردست قوی اور بڑی
طاقتور تھین ولیکن اللہ تعالے نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھون پر انکو فتح کیا اور اپنا وعدہ پورا کیا والحمد للہ رب العالمین
اب تفسیر کی طرف رجوع کرو تو اللہ تعالے نے یہ سورہ مکہ مین نازل فرمایا تھا اسوقت تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین تھے
اور ہجرت بھی نہ ہوئی تھی تو مشرکون کو اسقدر کثرت دلائل سے آگاہ کیا پھر تنبیہ کی کہ آخرت پر ایمان نہ لانے والے راہ مستقیم
سے منحرف ہین یہ اشارہ ہے کہ حکمت ازلیہ مین انکی حالت ایسی ظہور غضب پر ہے لہذا فرمایا - **وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ**
مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ کافرون کی غفلت وکج روی کا بیان ہی
کہ کفر مین ایسے مضبوط راسخ ہین کہ اگر مرض یعنی مرض قلبی انکا کھول دیا جاوے اور قرآن سمجھا دیا جاوے تو بھی اسکے متبع نہ ہون اور
کفر وعناد وسرکشی نہ چھوڑین کما قال تعالے ولو علم اللہ فیہم خیرا لاسمعہم ولو اسمعہم لتولوا وہم معرضون یعنی اگر اللہ تعالے ...
جانتا تو انکو سنا دیتا قرآن اور اگر سنا دیتا تو پھر جاتے منہ موڑے ہوے - وقال تعالے ولو تری اذ وقفوا علی النار فقالوا یلیتنا
نرد ولا نکذب بآیات ربنا ونکون من المؤمنین بل بدا لہم ما کانوا یخفون من قبل ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ وانہم لکذبون
اگر تو دیکھے کہ جب یہ لوگ کھڑے کیے جاوینگے آگ پر پس کہینگے کہ کاش ہم کسی طرح پھیر دیے جاتے دنیا مین اور ہم نہ ...
اپنے رب کے آیات کو اور مومنون مین سے ہوجاتے بلکہ ظاہر ہوگیا انپر جو اسکو پہلے چھپاتے تھے ...
جاوین تو دوبارہ عود کرین اسی جانب جس سے منع کیے گئے ہین اور یہ لوگ ...

[illegible] جو علم الٰہی مین نہین ہی تو اگر یہ لوگ کسی حال پر ہون وہ بات ایسے کیونکر واقع ہو گی [illegible] نے ابن عباس رضہ سے
روایت کی کہ جس بات کو حرف لو سے بیان ہوا ہی وہ کبھی نہ ہو گی یعنی جیسے قولہ لو ردوا لعادوا [illegible] ولو رحمناہم وکشفنا ما بہم الآیہ سا [illegible]
خطیب وغیرہ نے اُسکو محمول کیا کہ سات برس قریش کو قحط مین گرفتار کیا تھا اس سے کشف مراد ہی [illegible] بلکہ صحیح نہین معلوم ہوتا
کیونکہ یہان تو حرف لو سے ظاہر ہی کہ رحم وکشف نہین ہوا حالانکہ اس تکلیف سے اُنکو نجات دیدی [illegible] اور اسکا بیان آگے [illegible]
فی العرائس قولہ تعالیٰ ولو اتبع الحق اہوائہم لفسدت السموات والارض الآیہ یعنی حق کبھی اُنکے [illegible] ہوگا - اور اللہ تعالے
نے آگاہ فرمایا کہ اُسنے منکر نفوس کو لباس قہری پہنایا ہی تو لباس قہر مین اُنکا خروج بصفت [illegible] اُنکو سلطان عزت
کے قہر مین لیکر اُنکی سرکشی توڑدی اور اگر قہر اُنپر لازم نہ کیا ہوتا تو اُنکے تکبر وفساد سے زمین برباد [illegible] اور کوئی مطیع کی طاعت آسمان
کو نہ چڑھائی جاتی حالانکہ یہ نفوس تو چاہتے ہین کہ سب ہماری مراد کے موافق ہو یہ کیونکر ہوگا اور [illegible] جل شانہ کیونکر ان نفوس
حادثہ کی مراد پر ہوگا کیونکہ اُنکا ارادہ حادث ہی اور صنعت آلہیہ قدیم بارادۂ قدیم ہی وہان کسی حادث کو دخل نہین ہی [illegible] اُنکو شان
ربوبیت کا بیان دیا تھا جس سے اُنکی شرافت تھی مگر یہ نفوس اپنے حظوظ مین پڑکر اس سے منکر [illegible] بل اتیناہم بذکرہم فہم عن
ذکرہم معرضون - ذکر ازلی سے اُنکو عبودیت کی نصیحت وشرف طاعت عطا کیا ولیکن وے [illegible] مین اشارت
ہی کہ حق جل شانہ نے بباس قرآن مین اہل عرفان کے لیے تجلی فرمائی ولیکن اہل طغیان [illegible] - واسطی رح
نے کہا کہ اول جسکا اللہ تعالیٰ نے خلق کے واسطے مکاشفہ فرمایا وہ معارف ہین پھر وسائل ہین [illegible] حق کو تجلی
مشاہدہ کیا تو ہر ایک ہمت وارادت سے فانی ہو گئے - بعض نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم [illegible] مخالفت کیجاوے
تو ضرور مخلوقات اُسکے قریب مین آکر اُسکی خواہشون کی اتباع کرتے اور جب ایسا کرتے تو [illegible] ہوجاتے اور
یہ اللہ تعالے کی بندگی کرنے وطاعت سے خلاف ہوتا پس ظاہر ہوا کہ راہ حق یہ ہی کہ شہوات نفس [illegible] خلاف کر
تو سموات روح وارض قلوب کی حفاظت وسلامت رہے قولہ تعالے وانک لتدعوہم الی صراط مستقیم [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب
فرمایا کہ تو بلاشبہہ صراط مستقیم کی جانب داعی ہی - صراط مستقیم سر الغیب حقہ ہی اور قلوب [illegible] طریق معرفت [illegible] ارواح قدسیہ ہی
اور اس طریقہ کی ابتدا تو اتباع شریعت واقتداے سنت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور [illegible] قولہ تعالے قل
ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - اور شیخ ابن عطا رح نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ [illegible] ہدایت فرمائی ہی وہ
لامحالہ طریق الوصول ہی اور ہر ایک کو اس راہ چلنے کی لیاقت نہین ہی اور اسکو توفیق ہوتی ہی [illegible] ہین اور یہ وہ ہین
جو اللہ تعالے کے لیے اللہ تعالے کے ساتھ مستقیم رہے اور اُسکے سواے کسی کو نہین چاہتے ہین اور [illegible] آنھون نے اپنے نفس
کے واسطے کوئی درجہ ومقام نہین دیکھا یعنی کسی لائق نہین خیال کیا - بعض نے کہا کہ دعوت توحید یہ ہی کہ اللہ تعالے ہی کی طرف متوجہ ہون
اور سواے اسکے سب سے منہ موڑین - مترجم کہتا ہی کہ جب آنھون نے کمال عظمت وکمال قدرت [illegible] پہچان لی تو کسی
چیز کی ہستی اُنکے نزدیک نہین ہی اور بادشاہ وفقیر اُنکے نزدیک برابر اور شیر وبکری اُنکے نزدیک ایک [illegible] اُنکی شجاعت وعدل وحلم و
سخاوت وقناعت وتوکل وتحمل سب صحیح ہوتے ہین وے کسی سے نہین ڈرتے ہین اُنکے نفوس ذلیل نہین ہوتے ہین اور باوجود اسکے
[illegible] ان بندون سے محبت کرتے ہین جنکو اللہ تعالے عز وجل نے قبول فرمایا ہی اور ہر ایک کے درجات پہچانتے ہین ولیکن سواے

Marfat.com

اس بزرگی وخوبی کے یہ نہین سمجھتے کہ انمین سے کوئی ہماری حاجت روائی کرسکتا ہے بلکہ یہ شان فقط اللہ تعالیٰ ہی کی ہے
ہے اُنکے ذریعہ سے کوئی ضرورت پوری کردے چاہے جسطرح پوری کردے - پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگون کا بیان فرمایا
راہ سے محروم اور شراب ضلالت مین مخمور ہین بقولہ تعالیٰ وان الذین لایومنون بالآخرۃ عن الصراط لناکبون - آنکے قلوب
نہین توانوار غیب وآخرت اُنکو نظر نہین آتے اور متابعت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف ہین - شیخ ابوبکر الوراق رحمہ نے
کہا کہ جس شخص کو اپنی آخرت اور مرجع ومعاد کا اہتمام نہ ہو اور مقام اعلیٰ ومشہد اعظم کا خیال نہ ہو وہ طریقہ قویم سے گمراہ ہے - اور
اس سے بڑھکر وہ خوار ہے جسکو اس امر کی فکر وانگیز نہ ہو کہ اُسکے حق مین ازل مین کیا جاری ہو چکا ہے کیونکہ استقامت ہدایت تو
اُسی تقدیر کی شاخ ہے - اور واضح ہو کہ جو لوگ لائق عبودیت نہین ہین اگر اُنکے واسطے کشف حجاب ومشاہدہ جمال ہو تو بھی اُس
خمار مین دعوی خودی کرنے لگین اور تکبر نہ چھوڑینگے وقال تعالیٰ ولو رحمناہم وکشفنا مابہم من ضر للجوا فی طغیانہم یعمہون - اشارت
ہے کہ اگر اُنکو امتحان سے نکال لیا جاوے اور حرمان سے انکشاف کر دیا جاوے تو بڑے بڑے دعوی کرین کہ شریعت صادقہ
کو باطل کردین اور اپنے دعوی کی سیل ضلالت مین ڈوب جاوین پس دونون صورتون مین اُنکے واسطے ضلالت کا غرق ہے ولیکن
فرق یہ ہے کہ اول حالت موجودہ مین تو اُنسے شرع مستقیم کو ضرر نہین اور دوسری صورت مین اُنکی ذات سے ضرر ہے - شیخ ابن عطا رحمہ
نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر ایک کے ساتھ خاص شان سے ہے پس ارواح کے واسطے رحمت تو مشاہدہ ہے اور اسرار کے واسطے مراقبہ
ہے اور قلوب کے واسطے معرفت ہے اور بدن کے واسطے آثار خدمت ہین کہ عبادت موافق سنت ادا کرے - شیخ ابوبکر بن طاہر رحمہ نے کہا کہ
کشف الضر یہ ہے کہ نفس کی شہوات سے اور طول طویل امیدون سے اور خواہش سرداری ومحبت دنیا سے آدمی چھڑا دیا جاوے کیونکہ یہ سب
مومن کے واسطے مضر ہین - واسطی رحمہ نے کہا کہ علم کے واسطے طغیان یہ ہے کہ آدمی اس علم سے تفاخر کرے اور مال کے واسطے طغیان یہ ہے کہ مال
سے بخل یا اسراف ہو اور عمل وعادت مین طغیان ہے وہ دکھلانے وسنانے کو کرنا - اور نفس کے واسطے طغیان یہ ہے کہ شہوات کی پیروی
کرے - پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اُسنے کافرون کو مبتلائے بلا کیا جو کوئی نہ کھول نہ سکا ولیکن وے رجوع نہ لائے

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ حَتّٰى
اور ہمنے پکڑا تھا اُنکو آفت مین پھر نہ دبے اپنے رب کے آگے اور نہین گڑگڑاتے یہانتک
اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ ع
کہ جب کھولینگے ہم اُنپر دروازہ ایک سخت آفت کا تب اُسمین اُنکی آس ٹوٹے
وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝
اور اُسی نے بنا دیے تمکو کان اور آنکھین اور دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو
وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ
اور اُسی نے تمکو بکھیر رکھا ہے زمین مین اور اُسی کی طرف جمع ہو کر جاؤ گے اور وہی
يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝
جلاتا اور مارتا اور اُسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا سو کیا تمکو بوجھ نہین

Marfat.com

مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ○ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

جیسا کہ کہہ چکے ہین پہلے کہتے ہین کیا جب ہم مرگئے اور ہوگئے مٹی اور ہڈیان

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ○ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ

کیا ہمکو جلا اُٹھانا ہی وعدہ مل چکا ہمکو اور ہمارے باپ دادون کو یہی پہلے سے وہ کچھ نہین یہ

اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○

نقلین ہین پہلون کی

اللہ تعالے نے ان کافرون کو نعمتون مین آزمایش فرمائی تو کافر رہے اور محنتون مین آزمایش فرمائی کما قال تعالے ۔ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ یعنی ہم نے اُنکو مصیبت وسختی مین مبتلا کیا ۔ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ تو نہ جھکے اپنے رب کے واسطے جس نے اُنپر انعام کیا اور اُسی نے اُنکو مبتلا کیا ۔ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ اور نہ وے دعا کرتے ہین کہ اللہ تعالے اُنپر سے اُسکو دور کردے بلکہ اِسی تکبر پر رہے ۔ حاصل یہ کہ اُس عذاب سے اُنکو اثر نہ ہوا بلکہ اُسی کفر ومخالفت پر جم گئے چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا فلولا اذ جاءہم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبہم الآیہ ۔ یعنی یہ نہ ہوا کہ جب اُنپر ہمارا عذاب آیا تو گڑگڑاتے ولیکن سخت ہوگئے اُنکے قلوب ۔ اور صحیحین مین ہی کہ جب قریش نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نافرمانی وسرکشی کی تو آپ نے اُنپر بددعا فرمائی کہ اللہم اعنی علیہم بسبع کسبع یوسف ۔ یعنی الٰہی مجھے مدد دے ان کافرون پر سات سال قحط کی جیسے سات سال قحط یوسف علیہ السلام کے عہد والون پر پڑا تھا ۔ یہ پوری حدیث صحیحین مین ہی اور قریش پر قحط واقع ہوا کہ بھوک کے مارے آسمان پر دھنوان نظر آتا تھا ۔ ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابو سفیان سردار قریش آیا اور کہا کہ اے محمد مین تم کو اللہ تعالے کی اور ناتے قرابت کی قسم دلاتا ہون سو ہم لوگون نے تو علہز کھایا ہی یعنی خون لتھڑے ہوے بال اونٹون کے پس اللہ تعالے نے نازل فرمایا ولقد اخذناہم بالعذاب الآیہ ۔ رواہ النسائی وابن ابی حاتم والطبرانی والحاکم وصححہ ۔ اور خطیب وغیرہ نے ذکر کیا کہ ابن عباس رضہ نے کہا کہ ثمامہ بن اثال حنفی جب قید ہوکر لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو چھوڑ دیا وہ اپنے ملک یمامہ کو پہونچ گیا اور اُسنے مکہ کو اناج آنا یمامہ سے موقوف کرا دیا یہانتک کہ قریش نے علہز کھایا تب ابو سفیان آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کا یہ گمان نہین ہی کہ آپ رحمۃ للعالمین بھیجے گئے ہین آپ نے فرمایا کیون نہین بلاشبہ یہی ہی تو اُسنے کہا کہ پھر آپ نے باپون کو تلوار سے قتل کیا اور بیٹون کو بھوک سے مارا ۔ سو اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی رواہ البیہقی ۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ آیت اُسوقت نازل ہوئی یہ مطلب نہین ہی بلکہ معنی یہ ہین کہ ایسے ہی واقعات مین یہ آیت نازل ہوئی ہی کہ بجاے اللہ تعالے سے تضرع کرنے کے کفار دوسری راہ اختیار کرتے ہین ۔ اور یہ مین نے اِسواسطے کہا کہ ثمامہ بن اثال کا قید ہونا اور چھوڑا جانا اور اُسکا ایمان لانا یہ مدینہ مین ہوا ہی اور ابو سفیان کا یہ قول کہ آپ نے لوگون کو تلوار سے مارا اور اُنکی اولاد کو بھوک سے یہ صاف ہی کہ بعد حکم جہاد اور واقعہ بدر وغیرہ کے ہوا ہی اور آیت کریمہ بالاتفاق مکی ہی پس قول اول جو موافق روایت صحیحین ہی وہی صحیح ہی حاصل یہ کہ عذاب قلیل سے تو یہ لوگ تضرع نہین کرتے اور نہ کفر چھوڑتے ہین ۔ لائق یہ ہی کہ بندہ ہر وقت تضرع کرے خواہ کسی حال مین ہو اور خصوص کسی تکلیف کے وقت تو ضرور ہی چنانچہ روایت

Marfat.com

کہ وہب بن منبہ رحمہ اللہ قید کیے گئے تو آپکی اولاد مین سے ایک نے کہا کہ مین آپ کو ایک شعر سناؤن ...
... مین عذاب الٰہی کے ایک کنارہ پر ہون اور اللہ تعالے فرماتا ہی ولقد اخذناہم بالعذاب فما استکانوا لربہم وما یتضرعون
وہب رح نے تین روزے پے درپے رکھے تو پوچھا گیا کہ آپ نے یہ روزے کیسے رکھے - فرمایا کہ میرے واسطے ایک نئی چیز پیدا کی گئی
تو مین نے بھی نئی عبادت کی یعنی مین قید مین ڈالا گیا تو مین نے عبادت مین یہ زیادتی کر دی - رواہ ابن ابی حاتم - اہل ایمان
کی یہی شان ہونا چاہیے برخلاف کافرون کے کہ وے تضرع نہین کرتے - حَتّٰۤی اِذَا فَتَحۡنَا عَلَیۡہِمۡ بَابًا
ذَا عَذَابٍ شَدِیۡدٍ اِذَا ہُمۡ فِیۡہِ مُبۡلِسُوۡنَ یہانتک کہ جب ہم نے کھول دیا انپر ایک دروازہ عذاب شدید
کا تو یکایک وے اُسمین ہر بھلائی سے مایوس ہونگے یعنی موت آئی اور آخرت کے عذاب شدید مین سے ایک دروازہ عذاب
شدید کا کھلا تو اُسوقت ہر خوبی سے مایوس ہو جاوینگے اور پھر کچھ نہین کر سکتے اور تمام راحت و امیدین منقطع ہو جاوینگی - بیان اقوال
دیگر مین چنانچہ ایک قول یہ کہ وہ فتح مکہ ہی اور یہ قول کچھ نہین ہی اور ایک قول یہ کہ قیامت ہی - اقول ہان ولیکن قیامت تو کافرون
کے لیے عذاب کے سب دروازے ہین ہان یہ دروازہ بعد موت کے اُسی عذاب شدید مین سے ایک دروازہ البتہ ہی اور یہ عذاب
قبر کا دروازہ بجانب جہنم ہی جیسا کہ احادیث کثیرہ مین ہی - ایک قول یہ کہ وہ قتل یوم بدر ہی اور یہ ابن عباسؓ سے روایت کیا جاتا ہی اور اُسکی تاویل یہ ہی
کہ قریش کے لیے یوم بدر کا قتل ہونا عذاب قبر کے عذاب شدید کا دروازہ ہی کیونکہ ایک تو وے کافر رہے دوم مومنون کے مقابلہ
مین مارے گئے اور یہ مخصوص نہین کیونکہ آیت تو سب کافرون کے واسطے عام ہی خواہ وے بدر مین مارے گئے یا کسی لڑائی مین مارے
گئے خواہ خود مرے یا قیامت تک مرین یہ اُنکے واسطے لازم ہی - کیونکہ اُنھون نے حواس و عقل وغیرہ سے اللہ تعالی کی معرفت کا کچھ شکر
نہ کیا اور نہ اُسکو پہچانا حالانکہ اسنے سب انعام فرمائے چنانچہ آگے چار دلائل قدرت و آیات توحید و انعامات ذکر فرمائے بقولہ
وَہُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡـِٕدَۃَ یعنی وہی رب منعم حقیقی ہی کہ تمہارے
خاک کے پتلے مین سمع و بصر و قلب پیدا کر دیے اور قلب محل عقل و جملہ محال فہم ہین جنسے تم اشیاء کو ادراک کرتے ہو اور دیگر حیوانات
سے ممتاز ہو تو فرض ہی کہ مخلوقات مین اللہ تعالے کی آیات کو دیکھو جو اُسکی توحید پر دلالت کرتی ہین اور قطعی دلیل ہین کہ وہی فاعل قادر
مختار ہی جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی مگر جس نے کفر کیا اُسنے کچھ نہ کیا لہذا فرمایا - قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ یعنی تمہارا شکر کرنا اللہ تعالے
کے واسطے بہت ہی قلیل ہی یعنی نہین ہی - ابو مسلم رح نے لکھا کہ مراد یہ نہین کہ کچھ شکر ہی بلکہ معنی یہ کہ کچھ نہین ہی اور بیان اس امر کا ہی کہ تمہارے
افعال مین شکر بہت ہی کم ہی تو شاید آپس مین بعض کا بعض شکریہ ادا کرتے ہین ولیکن وہان اعلی شکر اللہ تعالے کا تمہارا ...
اِسکے تمام وجود سے لیکر آخر تک بیشمار شکر الٰہی ہی کہ وہ کچھ بھی نہین ہی تو ایسا ہوا کہ جیسے آدمی سے کسی نے احسان کیا اُسنے کچھ شکر
نہ کیا اور شاید کبھی کر دیا ہو تو اُسکو بدلتے ہین کہ کتنا ناچیز تیرا شکر ہی یعنی کچھ نہین ہی اور آیت مین تنبیہ ہی کہ جس نے ان چیزون سے نفع نہ
اُٹھایا اور کان سے کلام الٰہی نہ سُنا اور آنکھ سے آیات قدرت کو نہ دیکھا اور دل سے معرفت نہ چاہی کی اور اُسکی عظمت و جلالت
مین غور نہ کیا تو اُسنے اُنکو بیکار کیا گویا وہ اُسکے پاس نہین ہین - جیسے کسی بخیل یا احمق کے پاس روپیہ ہی اُسنے ... کی
نہ کی بھیک مانگی تو گویا وہ مفلس محتاج ہی - وَہُوَ الَّذِیۡ ذَرَاَکُمۡ چھٹکا دیا تم کو جیسے تخم چھٹکا جاتا ہے
فِی الۡاَرۡضِ وَ اِلَیۡہِ تُحۡشَرُوۡنَ یعنی وہ عظیم قدرت والا قوی قاہر ہی کہ اُسنے تم کو زمین مین پیدا کیا ...

اجسام وصورت و زبانین الگ الگ ہین اور تم اُسی کی طرف محشور ہوگے - یعنی قیامت کے روز اگلون وپچھلون و چھوٹے بڑے
سب کو جمع فرماویگا جیسے ابتدا مین پیدا کردیا ویسے تمھارا اعادہ فرماویگا کیونکہ پیدا کرنے والا اور موت دینے والا وہی ہے
وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ اور وہی زندہ کرتا ہی کہ نطفہ سے مضغہ عظام وبچہ کرکے روح پھونک کر زندہ کرتا ہی اور بعد انقضا
اجل کے اُسکو موت دیتا ہی وہ کسی طرح نہین رُک سکتا اور مرجاتا ہی اور زمانہ اُسپر مختلف فصول سے برابر روان ہوتا ہی اور اُسکی عمر کاٹتا
ہی وہ کسی طرح عود نہین کرسکتا بلکہ اللہ تعالے کے قبضۂ قدرت مین ہی - وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور اللہ تعالی
کے قبضۂ قدرت مین اختلاف رات ودن کا ہی - اِسمین کسی کا اختیار کچھ نہین چلتا ہی - أَفَلَا تَعْقِلُونَ سو کیا تم سمجھ نہین رکھتے ہو
پس جو سمجھتے ہین وے جانتے ہین کہ ضرور یہ کسی فاعل مختار کے انتظام سے جاری ہین - مترجم کہتا ہی کہ روایت ہی کہ امام ابوحنیفہ رح سے
بعضون نے توحید باری تعالے مین بحث کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا کہ بحث سے پہلے تم مجھے جواب دو کہ اِس دریاے فرات مین
ایک کشتی روان ہوئی اور اُسنے اقسام اناج ومیوہ جات کے بورے وگونین لادین اور روان ہوئی اور کنارے لاکر اُسنے قیام کیا
اور سب گونین اُتارین تو کیا یہ بات مستقل عقل ہی ان لوگون نے جواب دیا کہ یہ ہرگز عقل کے احاطہ مین نہین ہی پس فرمایا کہ پھر بھلا اس
عجیب نظام عالم اور اِسکے عجائب آثار کو تم بدون کسی قادر موثر کے خیال کرتے ہو پس یہ لوگ ساکت ہوے اور چلے گئے - پھر اگر وہم
ہو کہ ہان آخر مین ایک قادر مختار ہی ولیکن درمیان مین بعضی چیزین بعض دیگر کی علت ہین تو جواب یہ کہ آخر مین جو قادر ہی وہ ابتدا
ہی کچھ اس سے پہلے نہین تو وہ کچھ بھی محتاج دوسرے کا نہین ورنہ جسکو غیر کی احتیاج ہو اس سے پہلے دوسرا اور ہوگا پس جب وہ سب
قدرت وکمال والا ہی تو جو چیز ہوتی ہی اُسی کی قدرت سے ہی اُسکی قدرت کو کسی چیز کی احتیاج نہین ہی ورنہ محتاج ہوتا تو درمیان مین
سب اسی کی قدرت ہی اور سواے اِسکی قدرت کے خیال فاسد ہی اور بے عقلی ہی لہذا فرمایا کیا تم عقل نہین رکھتے ہو - بَلْ قَالُوا
مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ بلکہ اُنھون نے وہی کہا جو اگلون نے کہا تھا - یعنی عقل سے کام نہ لیا اُسکو بالکل الگ کردیا اور اپنی
راے اپنے وہم وقیاس مین قرار دی جسکا بیان یہ ہی - قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا کہنے لگے کہ کیا جب ہم مرگئے - وَكُنَّا تُرَابًا
وَعِظَامًا اور خاک وہڈیان ہوگئے - أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ تو کیا ہم اُٹھائے جاوینگے - یہ خالی اُنکے قیاس مین بعید ہی
یہان نہ کوئی دلیل عقلی ہی جس سے محال معلوم ہو اور نہ کوئی حجت ہی بلکہ خالی اُنکا خیال دوڑتا نہین ہی اِس خیال کے پیچھے اُنھون
نے ملعی دلیل عقلی چھوڑ دی وہ یہ ہی کہ جس نے اول اُنکو اِسی خاک سے پیدا کیا اور وہ اول بار تھی تو پھر اب ہزار بار چاہے تار
اور پیدا کرے اور یہ اُنکو معلوم ہی کہ نطفہ سے اللہ تعالے نے ایک بچہ پیدا کردیا حالانکہ وہم وقیاس کو یہان کیونکر رسائی ہوئی تو بات
یہ ہی کہ خیال وقیاس کی حد اُسی قدر ہی جہانتک محسوس ہو اور سواے اِسکے جو حس سے باہر ہی کہ نطفہ کیونکر خون ہوا پھر جم گیا پھر
گوشت ہوا پھر سپید ہڈیان ہوگئین تو اُنکے اسباب خفی عقلی ہین یہان حواس کو کچھ بھی رسائی نہین ہی اِس سے ظاہر ہوا کہ قیاس
وخیال ووہم کی ایک حد ہی تو جو چیز اِس حد کے اندر ہی وہ اِن حواس سے دریافت ہوگی اور اُنکے وراے ایک حد عقل کی ہی تو جو حد
عقل کے اندر ہو وہ حواس سے نہ معلوم ہوگی اور وہان حواس عاجز ہین اور وہان عقل مستقل ہی پس اگلون نے جو کہا اور اُنھین کے
مثل اِن لوگون نے کہا اور دوسری پیدایش آخرت سے انکار کیا اِس مین اُنھون نے یہ بڑی غلطی کی کہ عقلی سمجھنے کی بات کو حواس
سے دیکھنے لگے اور نہ سمجھے کہ حواس اول بار کی پیدایش مین کہان کام کرتے ہین تو کیا یہ بھی بعید ومحال ہی کہ نطفہ سے بچہ بن گیا یہ تو

او جار مانتے ہین حالانکہ اُنکے حواس کچھ نہین تبلا سکتے کہ یہ سپید نطفہ کیونکر سرخ خون ہوگیا اور اسکے [illegible]
ین حواس بیکار ہین - اگر کہا جاوے کہ رحم مین معتدل حرارت سے نطفہ خون ہو جاتا ہی تو ہم کہتے ہین کہ [illegible] معتدل حرارت
خون ہو جاتا ہی اسکا کیا سبب ہی - کوئی شک نہین کہ یہ جاہل لوگ خود نہین سمجھتے اور سچی بات سے منکر ہو جاتے ہین جو شخص [illegible]
وہ تو پوری طرح سمجھتا ہی مثلاً یہان کسقدر سوال ہین کہ حرارت سے کیون ہو جاتا اور برودت سے کیون نہین ہوتا اور حرارت [illegible]
وغیرہ سے کیون نہ ہوا اور یہ حرارت کہان سے آئی اور مانند اسکے حتی کہ بلاشبہہ حواس وغیرہ سب ادراک سے عاجز ہین بس اللہ ہی
کے واسطے الوہیت ہی کوئی الٰہ اسکے سوا ہرگز نہین ہی لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علیٰ کل شیٔ قدیر - یہ
کافرون نے اپنی جہالت کے قول کو اصلح اپنے زعم مین جانا کہ یہ ہمارے خیال مین کیا نہین آتا کہ اگلون نے بھی انکار کیا ہی جیسا
بیان فرمایا بقولہ تعالے - لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا مِنْ قَبْلُ یعنی یہی وعدہ کہ دوبارہ مبعوث
کیے جاؤگے ہم کو دیا گیا اور یہی ہمارے باپ دادون کو آگے دیا گیا - إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ یعنی کچھ نہین
ہی تو اگلون کی بنائی ہوئی کہانیان ہین - **مترجم** کہتا ہی کہ یہ صریح شہادت اِس امر کی ہی کہ اگلون مین انبیا علیہم السلام گذرے ہین
اور یہ خبر متواتر ہی ولیکن اِس خبر کو اُنھون نے اِس امر پر محمول کر لیا کہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اُسنے اپنی طرف سے بنا لیا ہی جیسے
حضرت سید الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے کہ تم نے اپنی طرف سے بنا لیا ہی اب ہم کہتے ہین کہ جس شخص کو ذرا بھی عقل ہو وہ
کبھی انکار نہین کر سکتا کہ یہ لاکھون انبیا علیہم السلام جو مختلف زمانون مین گذرے ہین اور اخلاق جمیلہ وصفات جلیلہ سے موصوف اور
محض بے غرض نصیحت کرنے والے مخلوق کے خیر خواہ تھے اور دنیا کے کسی طرح طالب نہ تھے اور بالیقین اُنکے صدق کی شہادت بجا تھی
ہی تو ممکن نہین کہ وے ایسے معاملہ مین جھوٹ بولتے جس مین اُنکا کوئی ظاہری فائدہ متصور نہین پھر قطعی دلیل یہ کہ سب ان لاکھون
کا ایک توحید و آخرت پر متفق ہونا بدون اسکے ممکن نہین کہ یہ امر واقعی ہی کہ جیسے وہ واقع مین ہی ویسے ہی سب نے بیان کیا اور ہرگز
وے جھوٹ پر متفق نہین ہو سکتے ہین - اب ذرا غور کرو کہ ان احمقون کے عقول کا یہ حال تھا کہ جو قطعی اثبات کی دلیل یقینی عقلی
تھی اُسکو ان جاہلون نے انکار کی دلیل کر دیا اور یہی قطعی دلیل اُسوقت سب کافرون پر حجت ہی - جو عاقل و نیک ہی وہ بعد معلوم
ہونے اور قرآن پاک کو سمجھنے کے ہرگز انکار نہ کریگا اور جو جاہل بدبخت ہی اُسکو سمجھ ہی نہین تو خواہ مخواہ انکار کریگا اور اُسکا کچھ
اعتبار نہین اگرچہ وے کثرت مین کرورون کرور ہون کیونکہ ہزارون لاکھون مین ایک عاقل پیدا ہوتا ہی اور کرورون سنگریزہ مین کہین
ایک لعل نکل آتا ہی اور لاکھون سیپ مین کسی کے اندر موتی ہوتا ہی بس خبردار ہو کہ کثرت حمقا کا کچھ اعتبار نہین ہی اور بہت ہوشیار
ہو کہ ہمارے زمانہ مین حواس کے لوگ بہت ہین اور عقل کے بہت کم ہین اور بہت سے فنون ریاضی کے مانند ریل و تار برقی و طرح
طرح کی کلین ایسی ایجاد ہین کہ اُنکو دیکھکر اکثر ناواقف دھوکا کھاتے ہین کہ یہ سب عقل کی تراکیب ہین اور جو عاقل ہین وہ جانتے
ہین کہ ہرگز نہین پھر ہرگز نہین یہ صرف ریاضی فن کی تراکیب ہین اور وہ بالکل حواس سے متعلق مادی چیز ہی اور اسی عجب
مت کرکر بیا جانور اپنا گھونسلا جس طرح بناتا ہی وہان آدمی عاقل اور ہاتھ پاؤن والا حیران ہی وہ نہین بنا سکتا ہی پس ایسی
چیزون سے یہ مت خیال کرو کہ یہ عقل ہی بلکہ حواس ہین اور مین زیادہ طول نہین دیتا ہون اور اللہ تعالے جسکو چاہتا ہی راہ
کی ہدایت دیتا ہی وقال تعالے ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون - اور پلیدی اعتقاد کی تو اُنھین پر رکھتا ہی جو عقل نہین

Marfat.com

[...] اشارات العرائس فی قولہ تعالی ولقد اخذناہم بالعذاب فما استکانوا لربہم الآیہ ظاہر تفسیر تو بیان ہو چکی
[...] لوگ [...] جو ایمان لائے اور توحید پر قائم ہوئے ولیکن نفس کے ساتھ ہین تو معالی درجات و مقامات مین
[...] تضرع وزاری رکھین - شیخ سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ عبودیت مین اپنے رب جل شانہ کے واسطے اخلاص نہ کیا اور وحدانیت
مین اسکے حضور مین ذلیل بے نیاز نہ ہوئے - شیخ مصنف رح نے کہا کہ عہد ازل مین ارواح مومنین کو نور جمال وخطاب سے
مشرف فرمایا پھر جب یہ ارواح اپنے اجسام مین وارد ہوئین تو انکو نفس وشیطان کے حجاب مین مبتلا کے عذاب لیا اس
عذاب مین انکو لازم تھا کہ اپنے رب عزوجل کی طرف استکانت وتضرع کرتے یعنی انکو سکون فقط اپنے رب عزوجل کے ساتھ ہوتا
اور کسی چیز دنیاوی وغیرہ سے سکون نہ ہوتا اگر مال وجاہ ودولت وغیرہ نفس کی پسند چیزین یا شیطان کی زینت انپر پیش کیجاتین
تو انکا دل ان چیزون پر مطمئن نہ ہوتا بلکہ مضطرب ہوکر نکلجاتا اور اگر آخرت کی جنت وغیرہ پیش کیجاتین تو انپر مطمئن نہوتا بلکہ مضطرب ہوکر نکلجاتا اور
فقط رب عزوجل کے ساتھ ساکن ومطمئن ہوتا پھر چونکہ وے اس امتحان مین تھے تو ہر وقت ان چیزون کے مخمصہ ومجاہدہ مین انکو پریشانی ہوتی
ہو اسکے واسطے جناب باری عزوجل مین تضرع کرتے کہ وہی مالک وخالق ہے بدون اسکی قدرت کے ایک ذرہ جنبش نہین کرتا تو وہی اپنے فضل و
رحمت سے انکو فارغ البال کردیتا اور یہ تمام چیزین اسکو مانع نہوتین اور وہ ان چیزون سے نفع بھی حاصل کرتا مگر حق عزوجل نے بندون
کی شکایت فرمائی کہ وے رب عزوجل کے واسطے خالص اور اسکی طرف استکانت نہین کرتے اور نہ تضرع کرتے ہین - مترجم کہتا ہے کہ
شاید مومنون کے ساتھ عدم استکانت نہ ہو کیونکہ ایمان تو یہی ہے کہ بندہ کو رب عزوجل پر اعتماد واستکانت ہو ہان کافرون
نے البتہ استکانت نہین کی اور شاید یہی نکتہ ہے - کہ فما استکانوا لربہم - بصیغہ ماضی ہے یعنی کافرون نے ازل کے خطاب مین
استکانت واسطے رب عزوجل کی خوشی سے نہین کی تھی اور نہ اب تضرع کرتے ہین لہذا ما یتضرعون بصیغہ حال ہے - ہان مومنون
کو اس امر کا خوف وشرم ہر وقت ہے کہ تضرع کا حق ادا نہین ہوتا ہے اور یہ خوف لازم ہے کہ انکو سکون غیر کی طرف کس قدر ہے اور
دعوی عدم استکانت منجملہ مکائد نفس کے ہے - شیخ نے کہا کہ حق معرفت یہ ہے کہ روح تلخی حجاب وعتاب مین فنا ہو جاوے
اور یہ بعض عارفین کا حال ہے کہ کبریا وعظمت مین متحیر ہوکر صولت توحید سے لذت وصال جمال سے محروم ہین ور مقام عظیم کے تک
سے انکو رجوع نہین ہے اور حظوظ مشاہدہ فوت ہونے سے غم نہین کرتے اور یہ مکر خفی ہے کاش جانتے تو تضرع واستکانت کرتے کہ
انکے واسطے عظائم غیب صفات کا انکشاف ہوجاتا کہ مشاہدہ مین ایک ساعت فنا اور ایک ساعت بقا مین رہتے اور وہ بقا
ابدی ہے - اور واضح ہو کہ اکثر مریدین انواع عبادات وریاضات مین اپنے نفوس سے مجاہدہ کرتے ہین اور اگر رب عزوجل سے استعانت
وتضرع کرتے تو انپر راہ آسان کردی جاتی اور وے کہان گم ہوگئے ہین کہ اسکی بارگاہ صمدیت ودرگاہ احدیت پر پیشانی خاک آلود
کرکے گریہ وزاری نہین کرتے اور اپنے تقصیرات نہین بیان کرتے ہین حالانکہ پہونچنے والے تو اسی سے پہونچے ہین پس اصل
یہان اخلاص اعمال اور جزم تقصیر عبادت وتضرع والحاح وزاری ہر دم وہر ساعت ہے ؛ بالجملہ جب کافرون نے اپنے قیاس
پر انکار کیا تو حق تعالے نے انکو جھوٹا بنایا

قُل لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

تو کہہ کسکی ہے زمین اور جو کوئی اسکے بیچ ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہین گے اللہ کو تو کہہ پھر تم سوچ نہین کرتے

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ [illegible]

تو کہہ کون ہے مالک سات آسمانوں کا اور مالک اُس بڑے تخت کا اب بتلاوینگے اللہ کو تو کہہ پھر تم

تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْۢ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ [illegible]

ڈر نہیں رکھتے تو کہہ کسکے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ بچا لیتا ہے اور اُس سے کوئی بچا نہیں سکتا [illegible]

سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ بَلْ اَتَیْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ مَا اتَّخَذَ

اب بتادینگے اللہ کو تو کہہ پھر کہاں سے تم پر جادو پڑ جاتا ہے کوئی نہیں ہمنے انکو پہونچایا سچ اور وہ البتہ جھوٹے ہیں اللہ نے

اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ

کوئی بیٹا نہیں کیا اور نہ اُسکے ساتھ کسی کا حکم چلے یوں ہوتا تو لیجاتا ہر حکم والا جو بنایا اُسنے

وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ عٰلِمِ الْغَیْبِ

اور چڑھ جاتا ایک پر ایک اللہ نرالا ہے اُنکے بتانے سے جاننے والا چھپے

وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ ع ۵ ۱۵

اور کھلے کا سو بہت اوپر ہے اس سے جو یہ شریک بتاتے ہیں

جب قران پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر توحید الٰہی نازل ہوئی اور آخرت وبعث بیان ہوا تو عنقریب اوپر کی آیت میں گذرا کہ کافروں نے اُسکو اگلوں کی بنائی کہانیاں قرار دیا اور حاصل یہ کہ جھوٹ باتیں ہیں اور معنی یہ کہ رسول جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت میں ان جاہلوں کو محسوس دلائل دیے جنسے انکار ممکن نہیں ہے پھر تنبیہ کی کہ قران برحق و رسول برحق ہے اور یہ لوگ جھوٹے ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اُنکو قرآن پاک سنایا جسمیں سواے اللہ تعالیٰ کے کسی کی الوہیت نہیں ہے وہ حق ہے اور عالم الغیب والشہادۃ نے جو اعلام فرمایا وہی برحق اور ان جاہلوں کا شرک وبہتان سب باطل ہے پس اول اُنکو محسوس آیات وہ دکھلائیں کہ اُنسے انکار محال ہے اور فرمایا قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی اے محمد ان مشرکوں منکروں سے دریافت کر کہ زمین اور جو کوئی اس زمین میں موجود ہے یہ کس کا ہے اگر جانتے ہو تو جواب دو۔ اسمیں اشارت ہے کہ یہ لوگ غبی جاہل ہیں یہ بھی نہ جانیں تو تجھے تعجب نہ کرنا چاہیے کیونکہ اُنھوں نے جن باتوں سے انکار کیا ہے وہ کسی عاقل کی شان نہیں کہ اُنسے انکار کرے۔ پھر دلیل نبوت کے طور پر بیان کر دیا کہ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ یعنی عنقریب بولینگے کہ یہ سب زمین مع اپنی مخلوقات وعجائبات کے تو اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی اُسی کی ملک ہے۔ واضح ہو کہ عرب قبل [illegible] کے کچھ اسمیں غور نہ کرتے تھے اور بعد دعوت نبوت کے غور کیا تو اسقدر اقرار کیا کہ ہاں پیدا کرنیوالا سب کا اللہ تعالیٰ ہے اور بتوں کی عبادت کرتے ہیں کہ یہ لوگ مقبول الٰہی ہمارے واسطے شفاعت کرتے ہیں اور ہمارے درجے بڑھاتے ہیں تو ہمکو مال واولاد وبہت [illegible] چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کا جواب نقل فرمایا ہے بقولہ ما نعبدهم الا لیقربونا الی اللہ زلفی۔ یعنی ہم اُنکو نہیں پوجتے مگر اسی واسطے کہ ہمکو اللہ کے یہاں ہماری منزلت قرب کر دیں۔ پس بیان فرمایا کہ اے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کو کس نے پیدا کیا ہے اور زمین کے اندر انواع انسان وجن وحیوانات ونباتات حتی کہ ذرے [illegible] مخلوق کی قسمیں [illegible]

Marfat.com

[...] واکی طرف سے ابتداءً یا غور کرکے آخر یہی جواب ہی کہ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہو وہی ان سب کا مالک ہو اسنے
اپنی قدرت سے پیدا کیا کہ اُسکی عظمت و جلالت کا اندازہ طاقت بشری و اُسکی عقل سے باہر ہی۔ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ
تو کہدے کہ پھر تم ہوشیار نہیں ہوتے ہو۔ جب ہر ایک گھاس و پتی و بوٹی و درخت و جمادات لوہا و سونا و چاندی وغیرہ و حیوانات و انسان
کوئی کسی سے پیدا نہیں ہو سکتا تو خوب ہوش میں آؤ کہ جب تمام جہان جمع ہو کر اپنی تدبیر ختم کر دے اور تمام جہان سے ایک تنکا گھاس
بھی پیدا نہ ہو سکے تو ان سب مخلوقات بیشمار کی قدرت و ہستی اتنی بھی نہیں کہ ایک تنکا و ایک ذرہ۔ تو خوب غور کرو کہ ان آدمیوں سے
جو کام ہوتے ہیں جنکو تم بڑے بڑے کام دیکھتے ہو وے قطعاً اُنکے ایک تنکے برابر قوت سے نہیں تو کس شمار میں ہیں اور خوب غور
کرو کہ جسکی عظیم قدرت ہی کہ اُسکے ایک تنکے برابر قدرت یہ سب جہان نہیں اُٹھا سکتا ہی تو اُسکے ذرہ برابر قدرت کے قابل بھی یہ
جہان نہیں ہی اور یہ تو بالکل صاف ہی ہرگز نہ بہکو اور نہ چوندھیاؤ۔ اب بتلاؤ کہ بعث و حشر میں کیا محال ہی اور الوہیت صرف اللہ تعالیٰ
جل جلالہ کے سوائے کسی میں بھی ممکن ہی ہرگز نہیں تو عبادت اسی کی ہی جو خالق مالک الوہیت والا ہی وہی بندوں و تمام مخلوقات
زمین کا رازق ہی سبحان اللہ لا الہ الا ہو رب العرش رب العالمین۔ پھر فرمایا کہ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ
الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ دریافت کر کہ کون ہی رب ہفت آسمان کا اور کون ہی رب عرش عظیم کا یعنی یہ کہ کس نے پیدا کیا اس سے اوپر عالم بالا
کو اور [...] ساتوں آسمان و عرش عظیم ہی تو یہ سب کس کے ہیں مع ملائکہ وغیرہ عجائب مخلوقات کے۔ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ عنقریب
جواب دینگے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں۔ مترجم نے بارہا یہ دلائل محسوس قطعی نقل کر دیے کہ آسمان قطعی محسوس ہو وجہ عکس کے اور جسم منور
تو مانند تارے کے رات میں دور سے نظر آتا ہی اور جسم غیر منور اگر میل بھر اونچا ہو نظر نہ آویگا تو دوربین سے آسمان کا جسم شفاف بوجہ
غیر منور ہونے کے اس سے زیادہ محسوس نہیں ہو سکتا ہی اور جو شخص محض جاہل ہو اُس سے کیا چارہ ہی تو ظاہر ہی کہ جو راہ انصاف سے
جہالت نہ کرے وہ جانتا ہی کہ زمین کا ایک تنکا نہ کسی سے بن سکا تو آسمان و آفتاب و ستارے و ماہتاب وغیرہ کون پیدا کر سکتا ہی
سوائے اللہ تعالیٰ کے لہٰذا جس نے ذرا غور کیا ہو وہ فوراً اور جس نے نہ غور کیا ہو وہ ذرا غور سے یہی کہدیگا کہ اُنکا خالق اللہ تعالیٰ ہی
قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کہدے کہ پھر کیا تم تقویٰ نہیں کرتے جسکی یہ شان ہو جیسے اُسکی رحمت عظیم ہی ویسے ہی اُسکا عذاب شدید ہی
تو پھر ہوشیار عاقل کو تقویٰ لازم ہی۔ بجائے اسکے اللہ تعالیٰ کی الوہیت سے انکار یا اُسکے علاوہ کسی اور میں الوہیت کا اقرار یا اُسکی
عبادت چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرنا اُسکے احکام چھوڑ کر غیروں کی باتیں ماننا۔ اُسکے رسول کو جھوٹا ٹھہرانا اور اُسکے احکام کو جھوٹ بتلانا
یہ کس قدر عظیم بے ادبیاں و خرابیاں ہیں۔ واضح ہو کہ عرش کو عظیم فرمایا اور اسی صورت شریفہ کے آخر میں عرش کو کریم فرمایا کیونکہ تمام
مخلوقات کی نسبت عرش سب سے بڑا ہی اگرچہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی قدرت کے سامنے وہ ایک ذرہ سے زیادہ حقیر ہی۔ اور شیخ ابن کثیر رح
نے ذکر کیا کہ حدیث ابوداؤد وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی شان بہت ہی بڑی
[...] کا عرش ان آسمانوں پر یوں ہی اپنے مبارک ہاتھ سے مثل قبہ کے اشارہ کیا اور دوسری حدیث میں ہی کہ ساتوں آسمان
اور زمین [...] جو کچھ اُنکے اندر و جو کچھ اُنکے درمیان ہی وہ کرسی کے اندر کچھ قدر نہیں رکھتے مگر اسقدر کہ جیسے بیابان وسیع میں
[...] کا چھلا پڑا ہو اور یہ کرسی مع اپنی اندرونی چیزوں کے عرش کے اندر ایسی ہی جیسے بیابان وسیع میں ایک چھلا پڑا ہو اور ضحاک رح
[...] سے روایت کی کہ اُسکا نام عرش بوجہ اُسکی ارتفاع کے ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ عرش کے معنی لغت میں تخت کے ہیں

تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عوام کا وہم دور کردیا کہ وہ اللہ تعالے کے واسطے تخت اِسطرح نہین ہی جیسے بادشاہون کا [illegible]
اللہ تعالے کی شان اِس سے نہایت بزرگ وبلند ہی کہ کوئی چیز عرش وغیرہ اُسکے واسطے تخت نشست ہو وہ پاک ہی بلکہ عرش [illegible]
ارتفاع کے ہی جیسے اونچے مکان کو عریش وعرش کہتے ہین فافہم - اور اعمش رح نے کعب احبار رحمہ اللہ سے روایت کی کہ [illegible]
وغیرہ عرش کے اندر ایسے ہین جیسے آسمان وزمین کے درمیان ایک قندیل لٹکتی ہو - اور مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عرش کے اندر [illegible]
آسمان وزمین وغیرہ ایسے ہین جیسے بیابان مین ایک چھلا پڑا ہو - ابن ابی حاتم نے بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت
کی کہ عرش کا اندازہ کوئی نہین کرسکتا - اور دوسری روایت مین ہی کہ عرش کا اندازہ سوائے اللہ تعالے کے کوئی نہین کرسکتا ہی - اور
ابن مسعود رضہ نے کہا کہ تمہارے رب کے یہان رات نہین اور نہ دن ہی اور اُسکے نور کی وجہ عرش روشن ہی - اور شیخ نے لکھا کہ امام [illegible]
ابن ابی الدنیا نے کتاب التفکر والاعتبار مین عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم اکثر ایک عورت کا ذکر فرماتے جو زمانہ جاہلیت مین تھی
یعنی اسلام سے پہلے اور وہ پہاڑ پر بکریان چراتی اُسکے ساتھ اُسکا ایک بیٹا تھا تو اُسکے بیٹے نے کہا کہ ای مان تجھے کس نے پیدا کیا بولی کہ اللہ نے
اُسنے کہا کہ پھر میرے باپ کو کس نے پیدا کیا بولی کہ اللہ نے اُسنے کہا کہ پھر مجھے کس نے پیدا کیا بولی کہ اللہ نے بولا کہ پھر ان آسمانون کو کس نے پیدا کیا
بولی کہ اللہ نے - بولا کہ پھر اِس زمین کو کس نے پیدا کیا بولی کہ اللہ نے بولا کہ پھر اس پہاڑ کو کس نے پیدا کیا بولی کہ اللہ نے بولا کہ پھر ان بکریون
کو کس نے پیدا کیا بولی کہ اللہ نے پھر بولا کہ مین تو اللہ تعالے کی بڑی شان سن رہا اور دیکھ رہا ہون اور پہاڑ سے بیہوش گرا اور
پارہ پارہ ہو گیا - اِس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عبد اللہ بن دینار نے روایت کیا اور کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اکثر ہم سے اِس
حدیث کو روایت کیا کرتے تھے - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اِس حدیث کے اسناد مین عبد اللہ بن جعفر مدینی راوی ہین یہ شیخ علی
بن المدینی کے والد ہین اور انمین کلام کیا گیا ہی یعنی یہ راوی ضعیف ہین و اللہ تعالے اعلم - بالجملہ عرش عظیم کا خالق ومالک اللہ تعالے ہی
اور یہ اُسکی قدرت اعلیٰ کا ایک ذرہ نمود ہی اور سب اِسی کے قبضۂ قدرت مین محفوظ وموجود ہی ﴿قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ
كُلِّ شَيْءٍ﴾ اِن لوگون سے کہ کہ کون ہی وہ جسکے قبضہ مین ملکوت ہر شی کی ہی یعنی تمام ملک ہر چیز کی - مجاہد رح سے روایت کیجاتی ہی کہ مراد
خزائن ہر چیز کے ہین - اور اظہر یہ ہی جو ابن کثیر رح نے کہا کہ یعنی ہر چیز اُسکی قدرت ومشیت مین مملوک ومقہور ہی وقال تعالے ما من دابۃ
الا ہو اٰخذ بناصیتہا - کوئی جاندار نہین مگر آنکہ اللہ تعالے اُسکی پیشانی کو پکڑے ہی یعنی ہر چیز بالکل اُسکے قبضۂ قدرت مین ذلیل وخوار [illegible]
ہی اللہ تعالی ہی اُسمین متصرف ومالک ہی جو چاہے کرے تو کوئی چیز اُسکے قبضۂ قدرت سے باہر نہین ہی - جو شخص اُسکو سمجھ لے اور جان لے
وہ مومن ہی - ﴿وَّهُوَ يُجِيْرُ﴾ اور وہی پناہ دیتا ہی - ﴿وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ﴾ اور اسپر جوار نہین دیا جاتا ہی - ابن کثیر رحمہ اللہ نے
آیت کے سمجھنے کے واسطے بیان کیا کہ عرب مین معمول تھا کہ ہر قبیلہ مین جو سردار ہوتا تھا جب اُسنے کسی شخص کو پناہ دی تو وہ امن کی [illegible]
حد میں رہا پھر اُسکے جوار کو کوئی شخص نہین توڑتا تھا اور اُسپر کوئی دوسرا جوار بھی نہ دیتا تھا تاکہ اُسکے حق مین عیب نہ ہو [illegible]
نیک عادت وخلق تھا پس اللہ تعالے نے بیان فرمایا کہ حقیقی جوار اللہ تعالی کا ہی وہ مجیر وپناہ دیتا ہی تو اُسکی پناہ [illegible]
ہی یعنی جسکو اُسنے اپنی رحمت مین لیا اُسکو کوئی رحمت سے درحقیقت نہین نکال سکتا ہی اور [illegible] جبر وتی شان [illegible]
واختیار ہی نہین رہتا - خلق وحکم اُسی کا ہی اُسکے حکم کا کوئی مانع نہین اور نہ کوئی مخالف [illegible]
کبھی نہ ہوگا - ولا یجار علیہ - اور اسپر جوار نہین ہوتا یعنی اسپر کسی کا حکم نہین [illegible]

Marfat.com

بچانے والا تو کوئی اُسکے واسطے بچانے والا و مانع و مخالف نہین ہی قال تعالے لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون یعنی اللہ تعالے جو کرے اُس سے کوئی بازپرس کرنے والا نہین اور اُسکے سواے سب سے بازپرس ہوگی - پس اللہ تعالے نے جو کیا ہی تو اُسکی عظمت و کبریائی و جلالہ و قہر و عزت و حکمت و عدل سے کوئی مجال نہین رکھتا کہ بازپرس کرے اور تمام خلق سے سوال ہوگا کما قال تعالے فوربک لنسالنہم اجمعین عما کانوا یعملون - یعنی قسم تیرے رب کی کہ ہم بازپرس کرینگے سبھون سے اُنکے کردار سے جو وے کرتے رہے - بالجملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ اُس سے کہ کون ذوالجلال والاکرام ہی کہ اُسی کے قبضہ مین ہی ملکوت ہر چیز کی اور وہی پناہ دیتا ہی اور اُسپر کوئی پناہ نہین دے سکتا حاصل آنکہ وہ کون ہی کہ اُسی کے واسطے خلق و امر ہی - اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر جانتے ہو تو بتلاؤ - سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ عنقریب اقرار کرینگے کہ اللہ تعالے ہی کے واسطے ہی - قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ کہدے کہ پھر کہان تم مسحور ہوتے ہو - یعنی پھر کیسے تمھارے خیال مین حق باطل آتا ہی اور صحیح کو فاسد خیال کرتے ہو - یعنی تمھاری عقلین کہان چلی جاتی ہین کہ باوجود اِس اقرار کے تم اُسکی عبادت مین شرک کرتے ہو اور اُسکی وحدانیت و الوہیت مین شک کرتے ہو اور اُسکے احکام سے منکر ہوتے ہو - اور اُسکے رسول کو جو برحق ہی اور اُسکے کلام برحق کو جھٹلاتے ہو - بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ بلکہ ہم نے اُنکے پاس حق پہونچا دیا ہی اور جھوٹے وہی خود ہین - جو قرآن کو جھوٹا بتلاتے ہین اور اُسکی عبادت مین شرک کرتے ہین - کما قال تعالے ومن یدع مع اللہ الہا آخر لا برہان لہ بہ - یعنی غیر کی الوہیت و عبادت پر اُسکے واسطے کوئی برہان و دلیل نہین ہی اور اللہ تعالے کی وحدانیت و الوہیت پر واضح دلائل صحیحہ ہین کہ اُسکے سواے کوئی الٰہ نہین ہی وہی اللہ وحدہ لاشریک ہی اُسکا ہمجنس و کفو و مشابہ کوئی نہین ہی - مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ نہین بنایا اللہ تعالے نے کوئی فرزند نہ بیٹا نہ بیٹی - وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اور نہین اُسکے ساتھ کوئی الٰہ - جیسے نصرانی و مشرکین حماقت سے شرک کرتے ہین اِذًا اگر فرض کیا جاوے کہ کئی الٰہ ہین تو الوہیت اُنہین ضرور ہوگی ورنہ وے الٰہ نہ ہونگے اور جب الوہیت ہی تو جمیع صفات کمال خالق و رازق و اعلیٰ و اجل و قادر مختار اور جو چاہے کرے اور جو وہ نچاہے وہ نہ ہو اور مانند اِسکے جمیع صفات کمال اُنہین ہونگے - اور جب یہ صفات کمال ہون تو یہ انتظام عالم باقی نہ رہے کیونکہ جب یہ ہو تو - لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ ہر الٰہ اُسکو لیجاوے جو اُسنے پیدا کیا پس یہ ارتباط و انتظام باقی نہ رہے بلکہ لازم آوے کہ یہ سب تہ و بالا ہو جاوے کیونکہ الوہیت یہ ہی کہ سب جو کچھ موجود ہی اِس سب سے اعلیٰ ہو کوئی اُسکے برابر یا اونچا نہ ہو تو لازم آوے کہ - وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ بیشک بلند ہو بعض اُنکا بعض پر تا کہ صفت اعلیٰ ہونے کے اُسی مین ثابت ہو اور اِسی تعالی مین یہ نظام درہم برہم ہو جاوے اور یہ بات قطعی ہی کہ سب سے اعلیٰ حقیقی ایک ہو سکتا ہی زیادہ ممکن نہین تو ضرور ہی کہ صرف ایک مین الوہیت ہو اور باقی سب باطل ہون پس پاک ہی اللہ تعالی کہ وہ عالی متعالی ہی - سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ اللہ تعالی جل جلالہ پاک برتر ہی اِس سے جو ظالم کہتے ہین یعنی فرزند یا ساجھی الوہیت مین جو کچھ یہ بیان کرتے ہین اللہ تعالے پاک ہی یہ جاہل ہین اُنھون نے اللہ تعالے کو نہین پہچانا وہ پاک پروردگار - عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ جاننے والا ہی غیب و شہادت کا - کوئی ذرہ اِس سے کہین پوشیدہ نہین جن چیزون کو بندے مشاہدہ کرتے ہین اور جو اِن لوگون سے غائب ہی سب کو اللہ تعالے جانتا ہی - فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ مشرکون کے شرک سے وہ عالی متعالی ہی - ف ——— فی اشارات العرائس فی قولہ تعالیٰ ما اتخذ اللہ

من ولد وما كان معه من اله الآية - حق سبحانہ تعالے نے اپنی ذات پاک وصفات قدسی کی پاکی بیان فرمائی ہر خیال [illegible]
لوگون کے خیال سے اور نصرانی مجسمہ ومشبہہ یہود کے خیال سے اور ہر مشرک کے خیال سے پاک ہی اور ہر خیال [illegible]
وصفات ہر تصور وخیال سے پاک ہی - یہ کیونکر جائز ہوسکتا ہی کہ اُسکی ذات تک حوادث کا گذر ہو اور یہ سب خیالات حادث [illegible]
ذات اول وآخر وظاہر وباطن ہی اور اُسکے صفات قدیم ہین تو اُسکی تجلی سے تمام حادث فنا ہوجاتے ہین - پھر اپنے حبیب [illegible]

قُلْ رَّبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ ○ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ○

تو کہہ اے رب کبھی تو دکھاوے مجھکو جو انکو وعدہ ملتا ہی تو اے رب مجھکو نہ کریون ان گنہگار لوگون مین

وَإِنَّا عَلَىٰ أَن نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَادِرُونَ ○ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ

اور ہمکو قدرت ہی کہ تجھکو دکھادین جو انکو وعدہ دیتے ہین بری بات کے جواب مین وہ کہہ جو بہتر ہے

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ○ وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ

ہم خوب جانتے ہین جو یہ بتاتے ہین اور کہہ اے رب مین تیری پناہ چاہتا ہون شیطانون کی چھیڑ سے

الشَّيَاطِينِ ○ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ ○ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ

اور پناہ تیری چاہتا ہون اے رب اس سے کہ میرے پاس آوین یہانتک کہ جب پہونچے انمین کسی کو

الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ○ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ ۚ كَلَّا ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ

موت کہیگا اے رب مجھکو پھر بھیجو شاید کچھ مین بھلا کام کرون اُسمین جو پیچھے چھوڑ آیا کوئی نہین یہ بات ہی کہ وہ

قَائِلُهَا ۖ وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ○

کہتا ہی اور اُنکے پیچھے اٹکاو ہی جسدن تک اُٹھائے جاوین

اللہ تعالے نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا تعلیم فرمائی بقولہ قُلْ رَّبِّ کہ اے میرے رب - إِمَّا تُرِيَنِّي
مَا يُوعَدُونَ اگر مقرر ہو کہ تو مجھے مشاہدہ کراوے وہ عذاب جو یہ لوگ وعدہ دیے جاتے ہین یعنی ایمان نہ لانے وشرک کرنے کی
صورت مین جو انکو وعید کیا گیا کہ لامحالہ اُسکا عذاب تمکو پہونچیگا سو اگر وہ ایسی حالت مین تو انکو پہونچادے کہ مین انمین موجود
ہون تو - رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ اے میرے رب مجھے نہ کیجیو ان قوم ظالم مین [illegible]
وجلال الٰہی کا حق تعظیم یہ ہی کہ مطیع نیکوکار حتی کہ پیغمبر بلکہ پیغمبرون کا سردار ہو تو بھی حضرت قادر مختار ذوالجلال والاکرام کے جناب
مین تضرع وانکسار رکھے اور خوب جان لے کہ مین اُسکی عبادت کا حق نہین ادا کرسکتا حدیث مین ہی ما عبدناک حق عبادتک [illegible]
اے رب تیری عبادت کا حق نہین ادا کیا - بارہا اشارہ گذرا کہ شان الٰہی عزوجل مخلوق کی انتہائے وسعت سے بے انتہا اعلے و
اجل ہی پھر اس حادث مخلوق سے جو عبادت پیدا ہو وہ کہان جناب کبریائی الٰہی کے لائق ہوگی بلکہ وہ عبادت تو اسی
کی منفعت اُسی کے لائق ہی پھر وہ ثواب کی صورت مین اُسکو صلہ دیدی تو عبادت جناب باری تعالے کے لائق کہ
تو جب اُسکی بارگاہ عظمت کے لائق نہ ہوئی لیکن حکمی فرمانبرداری مین بہت فرق یہ ہی کہ ایک دل سے عاجزی
اور اُسکی رحمت کا امیدوار اور اُسکے عذاب سے خائف ہی اور دوسرا اُسکی طرف متوجہ نہین [illegible]

Marfat.com

[illegible] منکر کا حال ہے اور اول مومن کا حال ہے لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] قرار دی تھی کہ حبیب کیا اور خاتم المرسلین وسید الانبیا رکیا صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ معلوم تھا کہ
[illegible] رحمت سے ظالمون مین نکریگا لیکن یہ رحمت پر نظر ہے اور جب اُسکے جلال وکبریائی کی طرف توجہ ہو تو وہان پیغمبر
[illegible] بیان ابھی موقع ہے کہ بعد ظاہر یا سر دلائل واضح یقینی قطعی اپنی الوہیت توحید کی جل جلالہ بیان فرمائے پھر کافرون
[illegible] اُنکے حق مین عذاب ہو تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرمایا کہ دو مرتبہ اپنے رب سے تفرع وابتہال کے ساتھ دعا فرمادین
[illegible] رب کریم جلیل عظیم اگر تجھے ان لوگون کو عذاب دینا منظور ہو تو مجھے اے رب انمین نہ رکھیو - اور شیخ ابن کثیر رح نے خواب در عالم
[illegible] علیہ وسلم کی طویل حدیث مین سے یہان اسی دعا کے مانند صرف ایک ٹکڑا حدیث کا نقل کیا کہ - واذا اردت بعبادک الفتنۃ
فاقبضنی الیک غیر مفتون - یعنی اور ناہی رب میرے جب ارادہ جاری فرما وے اپنے بندون کے ساتھ فتنہ کا تو مجھے اُٹھا لیجیو اپنی جانب
[illegible] حالت مین کہ مین فتنہ مین نہ پڑا ہون - رواہ احمد والترمذی وقال الترمذی حدیث حسن صحیح - پھر اسمین اشارہ ہے کہ کچھ عذاب
[illegible] ان کافرون کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دکھلانا منظور تھا اور یہ وہی ہے کہ بعد جنگ بدر کے جو کافر مارے گئے
تھے اُنسے خطاب فرمایا کہ اے فلان وفلان اُنکے نام لیے اور کہا کہ ہم نے جو ہمارے رب عزوجل نے رحمت کا وعدہ فرمایا تھا وہ ہم نے
پایا اور تم نے جو تمہارے رب عزوجل نے عذاب کی وعید فرمائی تھی تم نے پائی - لہذا اللہ تعالے نے فرمایا - وَاِنَّا عَلٰٓى
اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ اور ہم تو اس بات پر بالکل قدرت رکھتے ہین کہ جو ہم ان کافرون کو عذاب کا وعدہ
بمقدار اُنکے کفر کی دیتے ہین وہ تجھے اس تیری دنیاوی زندگی مین دکھلا دین - پھر مکہ مین جب تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے
آپ کو نہ دکھلایا جب مدینہ ہجرت کر گئے تو بدر کے روز جہاد مین کچھ دکھلا دیا اور اسوقت آپ ان لوگون مین رہتے نہ تھے ولیکن
کافرون پر پورا عذاب نازل نہ کیا کیونکہ اُسکے علم قدیم مین انمین ایمان لانے والے تھے اور بعضے کافرون کی اولاد ایمان لانے والی
تھی چنانچہ فتح مکہ کے روز کافرون کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور مومنون کی عزت دکھلا دی اور جو مارے جانیوالے
تھے مارے گئے باقی ایمان لائے - پھر لوگون کے ساتھ اختلاط مین تریاق نافع تبلائی بقولہ - اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ
یعنی دفع کر ایسی خصلت کے ساتھ جو بہت خوب ہے بُرائی کو - جیسے دوسری آیت مین فرمایا کہ ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک
وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقاہا الا الذین صبروا الآیہ - یعنی دفع کر ایسی خصلت کے ساتھ جو نیک ہے کہ جسکے اور تیرے درمیان عداوت
ہو وہ اس خصلت سے ایسا نکل آویگا جیسے بڑا گاڑھا دوست ہے اور ایسی خصلت کا الہام نہین ہوتا مگر ان لوگون کو جنھون نے
صبر کیا یعنی لوگون کی ایذا پر صبر کیا اور اُنکے ساتھ باوجود بدگوئی کے احسان ونکوئی کی - نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ
ہم جانتے ہین جو وے بدگوئی کرتے ہین - بعض نے گمان کیا کہ مومنون کے ساتھ برتاو کرنے مین اس آیت کا حکم باقی ہے اور
کافرون سے برتاو کرنے مین منسوخ بآیۃ الجہاد ہے اور یہ گمان سہو ہے بلکہ کافرون سے بھی ان اخلاق کے ساتھ نکوئی کرنی چاہیے
[illegible] توریت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین ہے کہ وہ پیغمبر ہوگا کہ مقابلہ بدی کا بدی سے نہ کریگا بلکہ نکوئی سے کریگا اور مجاہد رح
[illegible] ہے کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ کافرون کی ایذا سے چشم پوشی کرلے - انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مثال اسکی جیسے
ایک نے دوسرے کو مجھ کہا تو دوسرے نے کہا کہ اگر تو میری بدی کرنے مین جھوٹا ہے تو مین دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی تجھے بخشدے

اور اگر تو سچا ہی تو مین اللہ تعالی سے اپنے حق مین استغفار کرتا ہون - اور حدیث مین نصیحت ہی [illegible]
ہی برائی کو دور کرتی ہی اور قال تعالے ان الحسنات یذہبن السیات - نیکیان دور کر دیتی ہین برائیون کو [illegible]
سمجھتا ہی لیکن عمل کرنے مین پورا نہین کرتا اس وجہ سے کہ شیطان اپنے وساوس ڈالتا ہی اور تیری وجہ سے [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا اور امت کو تعلیم دی بقولہ ۔ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ
اور کہہ کہ ای رب مین تیری پناہ مین آتا ہون ہمزات شیاطین سے - ہمزات جمع ہمزہ کی اور لغت مین کسی چیز سے دھکا [illegible]
ہمز اور لمز اور نخس ایک معنی ہین اور ظاہر یہ ہی کہ ہمز کوئی طعنہ پیچھے سے - اور لمز طعنہ سامنے سے اور نخس چونکنے کو کہتے ہین اور [illegible]
جس سے بہلا دیا جاتا ہی اور نفث تھونک دینا - اور شاید کہ آیت مین ہمزات جمع ہونا ان سب وجوہ کو شامل ہونے کے واسطے ہی
ابن کثیر رح نے لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یون کہتے کہ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ہمزہ ونفخہ ونفثہ - یعنی
مین پناہ لیتا ہون اللہ سننے والے جاننے والے کی رحمت وحفاظت مین شیطان ملعون سے شیطان کے ہمز و اسکے نفخ و نفث سے
وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ اور مین پناہ لیتا ہون تیرے ساتھ ای میرے رب اس بات سے کہ شیاطین
میرے پاس حاضر ہون یعنی میرے کسی کام مین کسی بات مین کسی حال مین حاضر ہون - اسی واسطے حکم ہی کہ کام شروع کرتے وقت
بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرے تاکہ شیطان مطرود رہے اور کھانا وجماع وقربانی کرنا وقراءت قرآن وغیرہ امور مین داخل
ہین اور ابو داؤد رح نے سنن مین روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے کہ اللہم انی اعوذ بک من الہرم واعوذ بک
من الہدم ومن الغرق واعوذ بک من ان یتخبطنی الشیطان عند الموت - یعنی الٰہی مین تجھ سے پناہ لیتا ہون بہت بوڑھا ہو جانے سے اور تجھی سے
پناہ لیتا ہون ہدم سے اور غرق سے اور تجھی سے پناہ لیتا ہون کہ موت کے وقت مجھے شیطان خبط کر دے - امام احمد نے عبداللہ
بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کلمات سکھلاتے کہ فزع کے واسطے سوتے وقت پڑھے
بسم اللہ اعوذ بکلمات اللہ التامہ من غضبہ وعقابہ ومن شر عبادہ ومن ہمزات الشیاطین وان یحضرون - یعنی اللہ تعالے کے نام سے
یہ کام ہی مین پناہ لیتا ہون اللہ تعالے کے کلمات تامہ کے ساتھ اللہ تعالے کے غضب و اسکے عقاب سے اور اسکے بندون مخلوقات
کی برائی سے اور شیاطین کے ہمزات سے اور اس سے کہ شیاطین حاضر ہون - راوی نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو اسکو اپنی اولاد مین سے
جو بالغ ہوتا اسکو سکھلا دیتے کہ سوتے وقت کہہ لیا کرے اور جو انمین صغیر اسقدر نا سمجھ ہوتا کہ انکو یاد نہ کرتا تو لکھکر اسکی گردن مین
لٹکا دیتے - ورواہ ابو داؤد والنسائی والترمذی وقال حسن غریب - اور امام احمد نے ولید بن الولید سے روایت کی کہ انہون نے
کہا کہ یا رسول اللہ مین وحشت پاتا ہون تو فرمایا کہ جب تو اپنے بستر پر جاوے تو پڑھ لے اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من غضبہ وعقابہ
وشر عبادہ ومن ہمزات الشیاطین وان یحضرون - پس شیطان تیرے پاس حاضر نہ ہوگا اور تجھے ضرر بھی نہ پہونچا سکیگا - خطیب رح
نے سراج مین لکھا کہ شیاطین کا حضور کسی حال مین بہتر نہین ہی اور سب سے زیادہ اہتمام کے قابل حالت نماز وقراءت قرآن و
وقت موت ہی - اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا
راوی نے کہا کہ مجھے معلوم نہین کہ کونسی نماز تھی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ اکبر کبیرا تین مرتبہ اور الحمد للہ کثیرا
تین مرتبہ اور سبحان اللہ بکرۃ واصیلا تین مرتبہ پھر کہا کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم من نفخہ ونفثہ وہمزہ کہا کہ شیطان [illegible]

Marfat.com

بنور اللہ ہمزاسکا موتہ ہی - رواہ ابوداؤد - موتہ سے مراد جنون ہی کہ مجنون دنیا مین مثل مردہ کے ہوجاتا ہی واضح
ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا سکھلائی اور حضور شیاطین اور اُنکے ہمزات سے استعاذہ سکھلایا - اور
بعض نے کہا ہی کہ شاید واللہ اعلم منجملہ اسرار کے یہ ہو کہ کافرون ومشرکون کی تکذیب سے جو ایذا رپہونچتی ہی دلگیر ہو کران بدکارون کے واسطے
بد دعا نہ کرین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو افضل الانبیاء ورحمۃ للعالمین کیا تھا اور آپ کی امت والے اولیاء کے لیے یہ زیادہ اہتمام
ہی تاکہ تحمل وبردباری اختیار کرین اور بسا اوقات یہ خیال وساوس شیطان واُسکے فریب سے ہوتا ہی کہ یہ کافر ومشرک ساحت کبریائی
مین بے ادبی کرتے ہین سب ہلاک ہون تو یہ استعاذہ سکھلا دیا - پھر درمیان مین یہ دعاء واستعاذہ تعلیم فرما دیا اور پھر کافرون کے
بیان حال سے متعلق کیا یعنی اِسوقت تو کفار ومشرکین آیات ودلائل واضحہ کو جھوٹ کہانیان بتلاتے اور اپنے قیاس ووہم
دلیکر دلائل صحیحہ کو چھوڑتے ہین اور آخر مرتے وقت اقرار کرتے اور افسوس اُٹھاتے ہین چنانچہ بیان فرمایا کہ **حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَ**
بعض نے کہا کہ حتی ابتدائیہ ہی اور بعض نے کہا کہ اول تکذیب پر اَڑے رہنے کی انتہا ہی یعنی یہ لوگ یون ہی کہتے رہینگے حتی اذا جاء
اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ یہانتک کہ جب آگئی اُنمین سے کسی کی موت یعنی وہ وقت کہ زندگی سے یاس ہوجاتی ہی اور اسوقت توبہ
نہین قبول ہوتی اور ایمان غیب کا وقت نہین رہتا بوجہ اِسکے کہ آخرت کا ٹھکانا دیکھ لیتا ہی تو **قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ**
کہتا ہی کہ اے میرے رب مجھے واپس بھیجدو - ارجعون یعنی ارجعونی بجاے ارجعنی کے بصیغہ جمع خطاب ہی بعض نے کہا کہ ہیبت
وتعظیم کے واسطے رب عزوجل سے خطاب جمع کہا - بعض نے کہا کہ یہ محاورہ عرب کا تکرار فعل کے لیے ہی یعنی ایک ہی فعل پر بار بار
الحاح مقصود ہوتا ہی تو جمع کر دیتے ہین اگرچہ جمع ضمیر کی ہو تو مراد یہ کہ رب ارجعنی رب ارجعنی رب ارجعنی - اِسی طرح بہت الحاح سے بار بار یہی
عرض ہی - یہ شیخ ابو البقاء نے تبیان مین ذکر کیا ہی اور ایسے ہی قولہ تعالے القیا فی جہنم کل کفار الآیہ - الق کی جگہ القیا واسطے شدید
حکم کے ہی یعنی ڈال دے ڈالدے جہنم مین ہر ایک منکر ناشکرے کو - ایسے ہی شاعر نے کہا ؎ الا فارحمونی یا آلہ محمد - یعنی فارحمنی
بالحاح بار بار عرض ہی - علی ہذا معنی آیت کے یہ ہوے کہ اسوقت بار بار الحاح کریگا کہ اے رب مجھے واپس بھیجدے - **لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ**
صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ شاید مین کوئی نیک کام کرون وہان جو مین نے چھوڑا ہی یعنی دنیا - یا مراد یہ کہ جس صورت مین مجھے صالح عمل
کرنا تھا اور مین نے نہ کیا تو اِس صورت مین بجاے بدکاری کے صالح عمل کرون - قول اول اظہر ہی اور قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا
کہ اُسنے یہ تمنا نہین کی کہ اپنے اہل وعیال وکنبے مین لوٹ جاوے اور نہ اسواسطے کہ دنیا کو جمع کرے یا خواہشون کو پورا کرے
ولیکن یہ تمنا کی کہ لوٹا دیا جاوے تاکہ اللہ تعالیٰ کی طاعت ادا کرے سو اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسے شخص پر جو ایسی جگہ اللہ تعالے
کی طاعت ابھی ادا کیے لیتا ہی جہان لوٹنے کی تمنا کافر نے عذاب دیکھکر کی - ابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی کہ جب
کافر اپنی قبر مین داخل کیا جاتا ہی تو جہنم سے اپنا ٹھکانا دیکھکر کہتا ہی کہ رب ارجعون - اے رب مجھے واپس کردے مین توبہ کرونگا اور
نیک کام کرونگا - تو کہا جاتا ہی کہ تو نے جو عمر چاہیے تھی پائی پھر اُسپر قبر تنگ ہوجاتی ہی تو وہ مثل منہوش کے ہوتا ہی کہ منازعت کرتا
اور خوف کھاتا ہی اور زمین کے سانپ بچھو اُسکی طرف دوڑتے ہین - ورواہ ابن ابی الدنیا فی کتاب التفکر والاعتبار - ابن
جریج نے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین عائشہ رض سے فرمایا کہ مومن جب ملائکہ کو دیکھتا ہی
تو ملائکہ اُس سے کہتے ہین کہ ہم تجھے پھر یہان واپس لاوینگے تو کہتا ہی کہ کیا تم پھر مجھے اِسی غم والم کے گھر واپس کروگے نہین

بلکہ مجھے اللہ تعالی کی طرف بڑھا لیچلو اور رہا کافر تو اس سے جب کہتے ہین کہ ہم تجھے یہان [illegible]
واپس کردے شاید مین کوئی نیک عمل کرون - یہ روایت مرسل ہے - ابن عباس رضہ نے کہا کہ [illegible]
بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کافر مرنے لگتا ہے تو تمام چیزین جو اسکو حق سے روکتی [illegible]
روبرو کی جاتی ہین تو اسوقت کہتا ہے کہ رب ارجعون الآیہ - مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت شیخ سیوطی رحمہ [illegible]
واللہ اعلم یہ ہین کہ اسوقت وہ ان چیزون کو بیکار و بے حقیقت جان لیتا ہے تو خواہش کرتا ہے کہ اب واپس کیا جاؤن [illegible]
طرف التفات نہ کرون اور عمل صالح کرون - مانند اسکے قولہ تعالے یقولون ہل الی مرد من سبیل - یعنی کفار کہتے ہین [illegible]
کی کوئی راہ ہے - شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ علا ربن زیاد کہا کرتے تھے کہ تم مین ہر آدمی اپنے آپ کو موت کی حالت مین [illegible]
اسپر موت آگئی ہے پھر اسنے اپنے رب عزوجل سے مہلت چاہی تو رب عزوجل نے مہلت دیدی تاکہ وہ اللہ تعالی کی طاعت [illegible]
اور قتادہ رح نے کہا کہ واللہ کافر نے تمنا نہ کی مگر یہی کہ لوٹا دیا جاوے تو اللہ تعالے کی طاعت کرے پس تم کافر کی [illegible]
سو اسکے موافق عمل کرو اور قوت و طاقت نہین مگر اللہ تعالے کی قوت سے - اسی کے مانند محمد بن کعب قرظی [illegible]
فرمایا ہے - پھر جب کافر یہ تمنا کریگا کہ واپس کیا جاؤن تاکہ عمل صالح کرون تو فرمایا كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا
اسکے دو معنی بیان ہوے ہین ایک یہ کلا جھڑکی کا کلمہ ہے اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ یہ کلمہ ہے کہ کافر اسکا
کہنے والا ہے یعنی لامحالہ ہر کافر اس کلمہ کو کہنے والا ہے - دوم آنکہ کلا حرف جھڑکی کا ہے اور آگے اسکی وجہ ہے یعنی جھڑکی اسوجہ سے
دی گئی کہ اس کافر نے جو بات کہی کہ عمل صالح کرونگا یہ اسکا قول ہے اگر پھیر دیا جاوے تو کچھ نہین کریگا جیسے اللہ تعالی نے
فرمایا ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ وانہم لکاذبون - یعنی اگر بالفرض وے پھیر دیے جاوین تو دوبارہ وہی کرینگے جس سے منع
کیے گئے تھے اور ضرور وے جھوٹے ہین - عمر بن عبد اللہ مولی غفرہ نے کہا کہ جب کافر واپسی کی تمنا کریگا کہ جاکر عمل صالح
کرونگا تو اللہ تعالی کی طرف سے حکم ملیگا کہ کلا یعنی تو جھوٹا ہے - ابن ابی حاتم نے باسناد خود حضرت ام المومنین عائشہ [illegible]
روایت کی کہ وائے ہلاکت گنہگارون کی جو قبرون مین گئے کہ انپر سیاہ سخت دو سانپ داخل کیے جاوینگے ایک اسکے [illegible]
اور دوسرا اسکے پانون کی طرف اور دونون اسکو کاٹینگے یہانتک کہ بیچ کمر پر دونون ملجاوینگے پس یہ عذاب وہی برزخ [illegible]
جسکو اللہ تعالے نے فرمایا کہ وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ اور انکے آگے یعنی کافرون کے آگے [illegible]
کے وقت واپس کیے جانے کے لیے تمنا کرتا ہے وہ تو کچھ نہوگا ولیکن اسکے آگے برزخ ہے اس دن تک کہ قبرون سے [illegible]
اٹھائے جاوین - ابو صالح وغیرہ علماے تابعین نے کہا کہ ورائہم یعنی انکے آگے - مجاہد رح نے فرمایا کہ برزخ [illegible] دنیا
و آخرت کے درمیان حائل ہے - محمد بن کعب رح نے فرمایا کہ برزخ دنیا و آخرت کے درمیان ہے نہ وے اہل دنیا کے ساتھ ہین [illegible]
کھاتے پیتے ہین اور نہ وے اہل آخرت کے ساتھ ہین کہ اپنے اعمال کا بدلا دیے جاوین - اور ابو صخر [illegible]
مقابر ہین کہ نہ وے دنیا مین ہین اور نہ آخرت مین ہین بس وہین مقیم ہین یہانتک کہ اٹھائے جاوین - شیخ ابن کثیر [illegible]
فرمایا کہ اس کلام مین کافرون کے حق مین عذاب کی تہدید ہے کہ برابر انپر برزخ مین عذاب [illegible] رہیگا یہانتک کہ
اٹھائے جاوین جیسے حدیث مین فرمایا کہ فلا یزال معذبا فیہا - یعنی برابر زمین مین اسپر عذاب ہوتا رہیگا [illegible]

Marfat.com

... مایوس کردیا کہ دنیا کی طرف رجوع نہین ہی اور قولہ الی یوم یبعثون - یعنی یوم البعث تک - تو یہ انتہا اُسکے برزخ کی ہی اور یوم البعث کو جو حیات ہوگی وہ دوسری حیات عالم آخرت کی ہی اور دنیا کے واسطے حیات نہ ہوگی - ف - عرائس البیان مین عرائس - قولہ تعالےٰ ادفع بالتی ہی احسن الآیہ - اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق عظیم استعمال کرنے کا ارشاد کیا کہ جاہلون کی جفا کو حلم سے برداشت کرین اور سلام و خوش کلامی سے دفع کرین - قاسم رح نے کہا کہ خلق کریم سے استعمال شفقت و محبت کرین اگرچہ اس خلق وسیع مین کافرون کی بدخلقی سے اثر نہ تھا - قولہ حتی اذا جاء احدہم الموت - اسمین اشارت ہی کہ اسلام مین جو لوگ دعوی ولایت کرتے ہین کچھ فائدہ نہین وے وقت موت کے تمنا کرین گے کہ کاش کوئی لمحہ اُنکا غفلت مین نہ گذرا ہوتا اور جو طاعت نہ کرے وہ درجات سے محروم ہی اور جو مراقبہ نہ کرے وہ مشاہدات سے محروم ہی اور موت کے وقت افسوس ہی - شیخ ابو عثمان رح نے اہل جرجان کو اپنے خطوط مین لکھا کہ اگر اہل جہنم نے کوئی عمل نجات کا طاعت الٰہی و صلاحیت سے بہتر کیا ہوتا تو وقت معائنہ آخرت کے وہ یہ نہین کہتے کہ رب ارجعون لعلی اعمل صالحا - پس سب سے بہتر طریقہ نجات کا طاعت و عمل صالح ہی پس ای برادر طاعت مولی عزوجل پر متوجہ ہو اور دعوی چھوڑ دے اور حالات کا مدعی مت ہو کیونکہ یہ ایسا فتنہ ہی کہ اسمین بہت سے مریدین تباہ ہوے اور جس نے معاملات کو درست کیا وہ تو برکت سے بلند مراتب کو پہونچا اور جس نے یہ طریقہ چھوڑا وہ بیکار ہو گیا - پھر اللہ تعالی نے برزخ کے بعد حیات آخرت کو ذکر فرمایا بقولہ تعالی

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ○ فَمَن ثَقُلَتْ

پھر جسوقت پھونک مارے صور مین تو نہ ذاتین ہین اُنمین اُسدن نہ آپسمین پوچھنا سو جسکی بھاری ہوئین

مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ

تولین وہی لوگ کام لے نکلے اور جسکی ہلکی ہوئین تولین سو وہی ہین

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ○ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا

جو ہار بیٹھے اپنی جان دوزخ مین رہا کرین گے مارتی ہی اُنکے مُنھ پر آگ اور وہ اُسمین

كَالِحُونَ ○ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ○ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا

بدشکل ہو رہے ہین تمکو سناتے نہ تھے ہماری آیتین پھر تم اُنکو جھوٹلاتے تھے بولے اے رب زور کیا ہم پر

شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ○

ہماری کم بختی نے اور رہے ہم لوگ بہکے

اوپر بیان تھا کہ برزخ مین روز بعث تک رہینگے فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ پھر جب صور مین پھونکا گیا - فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ تو نہین ہین انساب بیچ اس روز - وَلَا يَتَسَاءَلُونَ اور نہ باہم سوال کرین گے - یہان تین مقام ہین مقام اول یہ کہ نفخ صور دو مرتبہ ہوگا اول مرتبہ واسطے موت و بیہوشی اُن سب کے جو اُسوقت موجود ہون زمین پر ہون یا جہان کہین ہون اور یہ آیت مین مذکور ہی قال تعالے ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ - یعنی پھونکا جائیگا صور مین تو بیہوش ہوجائیگا جو کوئی ہی آسمانون مین اور جو کوئی ہی زمین مین باستثناء اُسکے جسکو اللہ تعالے نے چاہا - اور دوسرا

نفخہ ہوگا کہ سب رب عزوجل کی حضور مین حاضر ہونگے چنانچہ فرمایا ونفخ فیہ اخری فاذاہم قیام [illegible] دوبارہ تو یکایک وے سب کھڑے ہوے دیکھنے لگینگے - اب یہان کون نفخہ مراد ہو خطیب وغیرہ نے [illegible] سعید بن جبیر [illegible] ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ وہ پہلا نفخہ ہو کہ اسوقت انساب نہونگے اور نہ باہم سوال ہونگے - اور دوسرے نفخہ میں باہم [illegible] ہونگے کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا واقبل بعضہم علی بعض یتساءلون - یعنی متوجہ ہونگے بعضے بعض کی طرف باہم سوال [illegible] مترجم کہتا ہو کہ اسی آیت کی جہت سے ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ یہان مراد پہلا نفخہ ہو ولیکن مترجم کہتا ہو کہ حدیث صحیح مین [illegible] آیت لکھی ہو اُسکے متعلق وارد ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اول وہ شخص ہونگا کہ جو ہوش مین آویگا تو ناگاہ دیکھونگا کہ موسی علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے کھڑا ہو تو مین نہین جانتا کہ شاید کہ وہ انمین سے ہو جنکو اللہ تعالے نے مستثنی کیا یا وہ کوہ طور پر صعقہ مین آچکا تھا اُسکا بدلا کر دیا گیا ہو - یہ حدیث دلالت کرتی ہو کہ صعقہ کا نفخہ صور کچھ انھین لوگون سے مخصوص نہین ہو جو اسوقت زندہ موجود ہون پس جو روایت ابن عباس رضہ سے یہان ذکر ہوئی ظاہرا ثابت نہین ہو اور شیخ ابن کثیر رح نے بھی اسکو کچھ ذکر نہین کیا - اور خطیب وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ مراد یہان دوسرا نفخہ ہو - اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اس آیت مین اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہو کہ جب صور مین پھونکا جائیگا یعنی نفخہ نشور کہ جب لوگ زندہ ہوکر منتشر ہونگے اور قبرون سے کھڑے ہوجاوینگے تو اسوقت انساب نہونگے اور نہ باہم سوال کرینگے - مقام دوم یہ کہ باہم سوال کی یہان نفی کی اور دوسری آیت مین باہم سوال مذکور ہو تو خطیب نے لکھا کہ اسکا جواب یہ کہ ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ قیامت کے احوال کئی طرح کے ہین بعض حالت مین تو سوال کرینگے باہم اور بعض حالت مین بوجہ دہشت وخوف کے گم ہونگے کہ کچھ سوال نہ کرینگے - مترجم کہتا ہو کہ شیخ سیوطی نے بدور سافرہ مین بعض کا قول لکھا کہ نفخہ تین مرتبہ ہین ایک نفخہ فزع بقولہ یوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السموات الآیہ اور دوم نفخہ صعق وسوم نفخہ قیام - اور مترجم کہتا ہو کہ شاید نفخہ صعق بعد بعث کے ہو جیسا کہ حدیث صحیح مذکورہ بالا سے ظاہر ہوتا ہو تو اس صورت مین بعض حالت مین تو باہم سوال وجواب ہونگے اور بعض حالت مین کہ جب ظہور جلال احدیت جل شانہ ہوگا اسوقت بدحواس وپریشان ہونگے اور ہیبت وشدت کی وجہ سے زبانین بند اور ٹکٹکی لگ جائیگی - اور حق یہ ہو کہ ہم ایمان لاتے ہین کہ زندگی آخرت برحق ہو اور جسطرح سے اللہ تعالے نے چاہا ہو اور جو بیان فرمایا ہو وہ واقع ہو برحق ہو اور ہم اس عالم آخرت کی کیفیت سے واقف نہین ہوسکتے اور عقل خود شاہد ہو کہ جو شخص مثلاً کسی پہاڑ پر پیدا ہوا اور وہین بڑھا تو اسکو حلوے جوز کی کیفیت کبھی معلوم نہین ہوسکتی اور نہ بیان سے وہ سمجھ سکتا ہو جب کہ اُسنے کوئی مٹھائی کی قسم کبھی نہ چکھی ہو پس جب اس عالم مین حواس کا یہ حال ہو تو عالم آخرت کی کیفیت سے کیونکر آگاہ ہوگا اور عقل یہ جانتی ہو کہ اللہ تعالے واُسکا رسول صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہین تو جو کچھ خبر دی وہ سب برحق ہو - مقام سوم فلا انساب بینہم - یعنی اس دن انساب نہونگے خطیب نے لکھا کہ عطاء نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ نفخہ دوم کا حال ہو اور انساب نہ ہونے سے یہ مراد ہو کہ انساب پر فخر نہ کرینگے جیسے دنیا مین فخر کرتے تھے اور لکھا کہ باہم سوال نہ ہونے سے بھی مراد یہ کہ نسب کا سوال نہ ہوگا کہ تو کون اور کس قوم سے ہو اور یہ مراد نہین ہو کہ آدمی کا نسب منقطع ہوجائیگا - مترجم کہتا ہو کہ نسب اگر منقطع ہوجاوے [illegible] اپنے فضل سے اہل جنت کے عالی منزلت آدمی کے ساتھ اُسکے ذریات کو بھی کردیگا [illegible]

Marfat.com

صحیح ہت ہین کہ انساب منقطع نہ ہونگے۔ بلکہ انقطاع کے یہ معنی ہین کہ اس حال مین جو حساب و جزا سے پہلے
کچھ کام نہ آویگا۔ یہی شیخ ابن کثیر رح نے اختیار کیا کہ مراد یہ کہ نسب سے کچھ نفع نہ نکلیگا اور نہ اسکا اثر ظاہر ہوگا قال تعالی
یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه الآیہ یعنی آدمی اُسدن بھاگیگا اپنے بھائی سے وہان سے و باپ سے و جورو سے اور بیٹون سے آخر تک
کہ اسکا پیارا ہو اور وہ کیسے ہی تکلیف مین ہو مگر آدمی ایک ذرہ اُس سے بوجھ اُٹھانے پر راضی نہ ہوگا۔ اور حضرت ابن مسعود نے
کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالے اگلون و پچھلون کو جمع کریگا تو پکارنے والا پکاریگا کہ ہوشیار ہو جسکا حق کچھ چاہیے ہو
وہ اگر اپنا حق لیوے تو آدمی خوش ہوگا کہ اُسکا کوئی حق اُسکے باپ پر یا بیٹے پر یا جورو پر ہو اگرچہ وہ کمتر ہو اور مصداق اسکا کتاب الٰہی
سے یہی آیت پڑھی۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ پھر مترجم کہتا ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ وانذر عشیرتک الاقربین۔ یعنی اپنے کُنبے کے قریب
قرابت والون کو ڈر سناوے۔ اُسوقت آپ مکہ معظمہ مین تھے اور آپ نے اس حکم کی تعمیل فرمائی جیسا کہ صحیح کی حدیث مین ہے اور اس
حدیث مین یہ بھی ہے کہ آپ نے حضرت سیدۃ النساء فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی بیٹی کو ارشاد فرمایا کہ جو کچھ تو چاہے مجھ سے مانگ لیکن
مین اللہ تعالے کے مواخذہ سے تجھے کچھ استغنا نہین کر سکتا۔ ظاہر یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے نسب شریف کو بھی ایسا ہی قرار دیا اور ایسے ہی ایک حدیث مین ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کو اول حال مین نفع سے
مایوس کر دیا اور اس سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ آپ کا نسب بھی اسی حکم مین ہے و لیکن بات واللہ اعلم یہ ہے کہ یہ فرمانا آپ کا اول
حال مین تھا جب تک اللہ تعالے نے آپ کو وحی خاص سے آگاہ نہین فرمایا تھا اور شاید کہ باین معنی فرمایا کہ اگر ارادہ الٰہی کسی کے
ساتھ عذاب کا ہو چکا ہو کہ ضرور واقع ہو تو کون روک سکتا ہے بس ڈر سنانے کو تاکہ کوئی مطمئن نہ ہو جاوے اور اعمال کرین یون
فرمایا کہ ارادت الٰہی کو کون روک سکتا ہے اور آپ کے نسب و رشتہ کے بارہ مین صحیح واللہ اعلم یہ ہے کہ آپ کا نسب کسی وقت
مین بیفائدہ و منقطع نہ ہوگا چنانچہ امام احمد نے سند جید کے ساتھ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ رض مجھ مین سے ایک ٹکڑا ہے جو چیز اُسے دل تنگ کرتی ہے وہ مجھے دل تنگ کرتی ہے اور جو چیز اُسے خوش
کرتی ہے وہ مجھے خوش کرتی ہے اور نسب قیامت کے روز منقطع ہو جاوینگے سواے میرے نسب و سبب و صہر کے۔ ورواہ الطبرانی
والحاکم والبیہقی۔ نسب سے مراد ظاہر ہے اور سبب جیسے دودھ پلائی کی جہت سے رضاعی مان مثل حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی۔ اور
صہر رشتہ خسر دامادی جیسے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما خسر تھے علاوہ نسبی قرابت کے اور عثمان و علی رضی اللہ عنہما داماد تھے
علاوہ نسبی قرابت کے۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اس حدیث کی اصل صحیحین مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ
بضعۃ منی یریبنی ما رابہا ویؤذینی ما اذاہا۔ یعنی فاطمہ مجھ مین سے ایک پارہ ہے جو چیز اُسے دلگیر کرے مجھے دلگیر کرتی ہے اور جو چیز
اسکو ایذا دے مجھے ایذا دیتی ہے۔ اور امام احمد نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو مین نے اس منبر پر فرماتے سنا ہے کہ کیا حال ہے ان لوگون کا جو کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ناتا
انکی قوم کو نفع نہ دیگا۔ نہین بلکہ ضرور نفع دیگا قسم ہے اللہ کی میرا ناتا تو دنیا و آخرت مین ملا ہوا ہے اے لوگو مین تو تمہارا
پیش رو ہون۔ مترجم کہتا ہے کہ مسافرون کا فرط وہ ہوتا ہے جو آگے جا کر اگلی منزل پر اُسکے واسطے پانی کا حوض وغیرہ درست
رکھے۔ اور شیخ سیوطی رح نے لکھا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے

Marfat.com

سنا آپ فرماتے تھے کہ ہر ایک سبب و نسب روز قیامت کے منقطع ہو جائیگا سوائے میرے [illegible]
و ابو نعیم والحاکم والضیاء المقدسی فی المختارۃ - اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب [illegible]
طرق و اسانید کے ساتھ یہ بات ثبوت ہوئی کہ جب انہوں نے امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی بیٹی ام [illegible]
کہ ای لوگو خبردار ہو کہ واللہ مجھے کچھ جورو کی حاجت نہیں ہے ولیکن مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ [illegible]
کہ ہر سبب و نسب تو قیامت کے روز منقطع ہوگا سوائے میرے سبب و نسب کے - رواہ الطبرانی والبزار والہیثم بن کلیب [illegible]
والحافظ الضیاء فی المختارۃ اور ذکر کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم کے مہر مین چالیس ہزار درم واسطے ام کلثوم کے [illegible]
و بزرگی کے - مترجم کہتا ہے کہ صحیح ثابت ہوا کہ اسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے ام کلثوم کے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ آپ کو کیا حاجت ہے آپ نے اپنی اس
آرزو کو ظاہر کیا تو یہ سنکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے منظور فرمایا - **مترجم** کہتا ہے کہ سبحان اللہ یہ اصحاب کسقدر آخرت کی
خواہش رکھتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باوجود اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر تھے اور ایک رشتہ موجود تھا پھر حضرت
سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کی کامل فضیلت کی جہت سے یہ خواہش و تمنا کی کہ اس سلسلہ مین رشتہ دامادی کا مرتبہ حاصل کرین - اور
ہمارے محققین علماء مین سے ایک بڑی جماعت اسی طرف ہے کہ حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا افضل امت ہین - اور مترجم کہتا ہے کہ دلیل
تو اسکی شاہد ہے کہ تمام عالم کی عورتون سے خواہ حضرت مریم ہون یا اور ہون سب سے افضل ہین واللہ تعالیٰ اعلم - اور شیخ ابن کثیر رح
نے روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما لکھی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہر نسب و صہر روز قیامت کے منقطع
ہوگا سوائے میرے نسب و صہر کے - رواہ ابن عساکر - اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت مرفوع ہے کہ مین نے اپنے رب عزوجل
سے درخواست کی کہ اپنی امت مین سے جس کسی سے مین نکاح کی رشتہ داری کرون یا وہ میری جانب نکاح کی رشتہ داری کرے تو
وہ ضرور جنت مین میرے ساتھ ہو سو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ درخواست عطا فرمائی - رواہ ابن عساکر - مترجم کہتا ہے کہ یہ حدیث شاہد ہے
کہ یہ درخواست آپ کے آخر زمانہ مین ہوئی ہے اور اول مین آپ کو اعلام نہین کیا گیا تھا اور صحیح کی حدیث مین ہے کہ انحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے دیکھا کہ فرشتہ آسمان کو ایک چیز ملفوف لیے جاتا ہے آپ نے پوچھا تو اسنے دکھلایا اور کہا کہ یہ آپ کی بی بی دنیا و آخرت
مین ہے دیکھا تو وہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہین اور یہ خواب ہے ولیکن خواب انبیاء علیہم السلام وحی ہوتا ہے اور اصل حدیث صحیح
بخاری مین ہے - اور یہ خواب آپ نے اسی زمانہ مین دیکھا تھا کہ جب آپ مکہ معظمہ مین تھے - بالجملہ سوائے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے نسب و صہر و سبب کے باقی انساب وقت قیام قیامت کے منقطع ہونگے یعنی کچھ انکا اثر ظاہر نہ ہوگا اور ہر عزیز قریب گریز کریگا
اور اسوقت مدار اپنے اپنے اعمال پر ہوگا جو دنیا مین کمائے ہین - **فَمَن ثَقُلَت مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ**
یعنی جس کی نیکیون کا پلہ اسکی برائیون سے بھاری ہوگا تو ایسے لوگ وہی فلاح پانے والے ہین پس جہنم سے نجات پاکر [illegible]
مین گئے - ابن عباس رض نے کہا کہ اگرچہ ایک نیکی زیادہ ہونے سے پلہ بھاری ہو جاوے تو نجات ہے اور فرمایا [illegible]
کہ ایک نیکی بڑھ جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان تک حسنۃ یضاعفھا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما - اور اگر ایک نیکی [illegible]
اسکو کئی گونہ کردیگا اور اسپر اپنے پاس سے اجر عظیم دیگا - اس اجر کی مقدار کوئی نہین اندازہ کر سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ [illegible]

Marfat.com

فرمایا ہو جسکو اللہ تعالےٰ عظیم فرماوے وہ کسی کے اندازہ مین نہین آسکتی ہو۔ واضح ہو کہ سب سے اعظم وافضل نیکی شہادت لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی اور اسی یقین پر سب نیکیان مبنی ہین گویا یہ نیکی درخت ہی اور دوسری نیکیان اس درخت کی شاخین وپتی ہین جیسے کفر درخت ہی اور تمام اعمال جو کافر سے ظاہر ہوتے ہین سب اُسی درخت کی شاخین وپھل ہین اور کوئی خوب نہ ہوگا اور درخت ایمان کا مقام جنت ہی اور درخت کفر کا مقام جہنم ہی اور انمین سے کوئی اپنے خلاف مقام مین نہین ہو سکتا۔ اور حدیث عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ میری امت مین سے ایک شخص کو قیامت مین سب کے روبرو الگ کریگا اور اُسپر اُسکے نامۂ اعمال ننانوے کھولے جاوینگے ہر ایک اِسقدر دراز ہوگا کہ اُسکی نگاہ جہانتک کام کرے یہ سب اُسکی بدکاریون کے نامۂ اعمال ہونگے اِس سے پوچھا جائیگا کہ کیا میرے کرام کاتبین نے تجھپر کچھ ظلم سے لکھا ہی وہ عرض کریگا اے رب کچھ نہین۔ پھر پوچھا جائیگا کہ کیا تیرے پاس کچھ عذر ہی وہ عرض کریگا کہ اے رب میرے کچھ عذر نہین ہی یہانتک کہ وہ شخص یقین جان لیگا کہ اب مین ہلاک ہوا تو ارشاد ہوگا کہ نہین تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہی اور آج تجھپر ظلم نہین ہی پس پارہ حریر کا ایک بطاقہ نکالا جائیگا اِس پرچہ مین لکھا ہوگا کہ اشہد ان لاالٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ پس حکم ہوگا کہ اپنی میزان پر حاضر ہو وہ عرض کریگا کہ اے رب یہ بطاقہ بمقابلہ ان دراز سجلات کے کیا ہی تو ارشاد ہوگا کہ تو میزان پر حاضر ہو اور آج تجھپر ظلم نہ کیا جائیگا پس وہ حاضر ہوگا اور نامۂ اعمال ننانوے ایک پلہ مین رکھے جاوینگے اور جب وہ بطاقہ رکھا جائیگا تو وہ بھاری ہو جائیگا اور سب ہلکے پڑجاوینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے نام کے مقابلہ مین کوئی چیز بھاری نہین ہوسکتی ہی۔ اصل حدیث امام احمد وغیرہ نے روایت کی ہی اور مین سابق مین اُسکو ذکر کرچکا ہون یہان اسکا حاصل قریب باصل ذکر کری۔ اِس سے معلوم ہوا کہ سب سے افضل نیکی شہادت ایمان ہی جیسے سب سے بدتر برائی کفر وشرک ہی کہ کافر کا پلہ بلاشبہ ہلکا ہی اسلئے فرمایا۔ **وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ** اور جسکے اعمالون کے اندازے ہلکے پڑے۔ یعنی کفار ومشرکین **فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ** تو ایسے ہی لوگ ہین کہ جنھون نے بربادی مین ڈالا اپنی جانون کو۔ یعنی دار دنیا مین اللہ تعالےٰ ورسول سے انکار کیا اور اپنے جی کے موافق کام کیے اور درخت کفر مین کوئی نیک پھل نہ لگا تو لامحالہ اُسکا وبال خود ہی اُٹھایا۔ **فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ** جہنم مین ہمیشہ رہینگے۔ کیونکہ اُنکے واسطے کوئی اور ٹھکانا نہین ہی۔ آیت مین دلیل ہی کہ کفار کے واسطے بھی وزن ہوگا اور شاید یہ مراد ہو کہ خفت میزان اُنکے واسطے معلوم ہی۔ مسئلہ جو کوئی کافر بادشاہ کو کہے کہ عادل ہی تو مشائخ نے کہا کہ یہ کفر ہی۔ اور وجہ اُسکی اسی اصل سے سمجھو جو اوپر مذکور ہوئی کہ کفر بمانند درخت ہی تو اعمال اِس درخت خبیث کے سب ناکارہ وبرباد ہونگے اور عدل اعلیٰ صفت ہی وہ میوہ ایسے درخت مین کہان سے پیدا ہوگا اور واضح ہو کہ کافر بادشاہ کو عادل کہنے والا اگر عدل کے حقیقی معنی نہین لیتا ہی بلکہ مراد اسکی یہ ہی کہ دنیا کے چاہنے والے اور آسکو آباد کرنے و انتظام کرنے والے جس انتظام سے دنیا کھانے کمانے مین ایذا نہین پاتے وہ بات اِس بادشاہ کے انتظام مین ہی تو یہ کفر نہین ولیکن بغیر تصریح کے لفظ عدل استعمال کرنا بوجہ قریب کے گناہ ہی واللہ تعالےٰ اعلم۔ بالجملہ اہل شرک وکفر اپنے سیئات سے دائمی جہنم مین پڑے رہینگے **تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ** لپٹ جھونک ماریگی اُنکے چہرون کو آگ۔ جیسے فرمایا۔ تغشی وجوہہم النار۔ ڈھانپ لیگی اُنکے چہرون کو آگ۔ اور فرمایا لو یعلم الذین کفروا حین لایکفون عن وجوہہم النار ولا عن ظہورہم الآیہ۔ کاش جانتے کافر ہونے والے وہ وقت کہ نہ روک سکینگے

Marfat.com

اپنے چہرون سے آگ کو اور نہ اپنے پیٹھون سے - ابن ابی حاتم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ... علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے واسطے جب اُسکے لوگ ہانک دیے جاوینگے تو جہنم کی لپٹ اُنسے ملیگی پھر ایک ... نہ باقی رہیگا مگر اُنکی ایڑیون پر گر پڑیگا - ابن مردویہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ... مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کا ایک نفحہ اُنکے چہرون پر پڑیگا تو اُنکا گوشت بہکر اُنکی ایڑیون پر ... **كَالِحُونَ** اور وے اسمین کالح ہونگے - کلح وہ حالت کہ جلنے سے اینٹھ کر رہ جاتے ہین ہوتی ہی - امام احمد ... خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قولہ وهم فيها كالحون - ... دیگی کہ اوپر کا ہونٹھ اینٹھکر سر کے بیچ تک پہونچیگا اور نیچے کا ہونٹھ لٹک کر ناف تک پہونچیگا - رواہ الترمذی وقال حسن غریب پھر ان لوگون کو اللہ کی طرف سے ملامت ہوگی کہ **أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ** یعنی کیا یہ نہین ہوا کہ مین نے دنیا مین تمھارے پاس اپنی وحدانیت تعلیم کرنے اور یاد دلانے کو اپنے رسول بھیجے اور آیات اُتارین سو تم اُنکو جھٹلاتے رہے - بجاے ماننے اور ہوش کرنے کے رسولون کو ایذا دی قتل کیا مارا اور جو ایمان لاے اُنکو طرح طرح کی ایذائین دین اور اُنکو مسخرہ بنایا اور اُنسے مضحکے کیے حالانکہ وے نہایت صدق دل سے خیرخواہی کرتے اور ہر طرح چاہتے تھے کہ ذرا کان دھر کے سنین مگر اُنھون نے سواے مضحکہ و ایذاء کے کچھ نہ مانا **قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا** کہنے لگے کہ ہمارے رب ہمپر ہماری بدبختی غالب ہوئی - شہوات نفس اور اپنی عادات مین ایسے مالوف ہوگئے کہ خلاف عادت کوئی خوبی پسند نہ آئی اور اُنکی عادت وہی جبلت ہوگئی کہ اُس سے جو افعال و احوال ہوے وہ شقاوت کی طرف مودی ہوے لہذا اُسکو کہا کہ ہماری شقاوت غالب ہوئی - **وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ** اور ہم قوم گمراہ تھے - اپنے جی کی پسندیدہ عادتون سے ایسے مالوف ہوے اور اُسکو اپنی طبیعت بنا لیا کہ وہی اُنکی جبلت ہوگئی تو اپنے آپ کو حق سے گمراہ قوم قرار دیا - واضح ہو کہ عادت بہت سخت چیز ہی جب کسی چیز کی عادت ہو جاتی ہی تو اُسکے چھوڑنے مین جان پر سخت تکلیف ہوتی ہی اسی واسطے طبیبون نے کہا ہی کہ عادت مثل طبیعت ثانیہ کے ہی - مسئلہ اگر کسی شخص کو افیون کی عادت ہو تو شیخ ابن حجر کی رح نے کہا کہ اُسپر فرض ہی کہ وہ چھوڑنا شروع کرے اور کم کرتا جاوے اور علاج کرے اور جب اُسنے یہ عزم کیا اور شروع کیا تو جب تک نہ چھوٹے اُسکو مباح ہی یہانتک کہ عادت جاتی رہے ورنہ اگر اُسنے یہ عزم و قصد نہ کیا تو حرام ہی اور یہ خلاصہ جواب ہی اور اصل مسئلہ شامی رح نے حاشیہ درمختار مین لکھا ہی - بالجملہ ... مشرکون نے اپنی شقاوت کا عذر کیا اور یہ شقاوت اُنکی طبیعت مالوف و عادت ہوگئی تھی تو وہی جبلت تھی ولیکن عقل سے ... برائی سمجھکر اُسکے ترک مین کوشش کچھ نہ کی اسی واسطے یہ عذر اعتبار کے قابل نہین ہی - ... فی ... فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینهم الآیہ - شیخ فارس رح نے فرمایا کہ جو کوئی اپنے اعمال کو خوب دیکھے اور ... کرے تو یہ بھی اُسی آفت انساب مین داخل ہی - محمد بن علی الترمذی رح نے کہا کہ انساب جمع نسب ہی ... کوئی حقیقی نہین ہی جو باقی رہے سواے نسبت صحیحہ کے اور وہ نسبت عبودیت بحق عزوجل ہی ... اور نسبت جنسیت باپ دادون وغیرہ کی باطل ہی اُسپر فخر بیکار ہی اور لائق فخر کے نسبت ... غلبت علینا شقوتنا - شیخ ابو تراب رح نے فرمایا کہ شقوت یہ ہی کہ اپنے نفس کے ساتھ ...

پھر حق تعالی نے ان جہنمیوں کا حال بتلایا

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ○

اے رب نکال لے ہمکو اسمین سے اگر ہم پھر کرین تو ہم گنہگار فرمایا پڑے رہو پھٹکارے اسمین اور مجھسے نہ بولو

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا

ایک فرقہ تھا میرے بندونمین جو کہتے تھے اے رب ہمارے ہم یقین لائے سو معاف کر ہمکو اور رحم کر ہمپر

وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ

اور تو سب مہروالون سے بہتر ہے پھر تمنے انکو ٹھٹھونمین پکڑا یہانتک کہ بھولے انکے پیچھے میری یاد

وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ○ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ

اور تم اُنسے ہنستے رہے مین نے آج دیا اُنکو بدلا اُنکے سہنے کا کہ وہی ہین

هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○

مراد کو پہونچے

کافرون نے علیہ شقوت کا عذر اور اپنی گمراہی کا اقرار کرکے یون کہاکہ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا اے رب ہمارے ہم کو اس آگ سے نکال دے۔ کما ذکر اللہ تعالی فی آیۃ اخری فاعترفنا بذنوبنا فھل الی خروج من سبیل یعنی ہم نے اپنے جرمون کا اقرار کیا سو اب نکلنے کی کوئی راہ ہے یعنی ہم کو دنیا مین واپس بھیجدے۔ فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ سو اب پھر اگر ہم عود کرین یعنی شرک و کفر کرین تو ہم البتہ ظالم ہین۔ خطیب نے لکھا کہ ابن عباس رضہ نے کہا کہ کافرون کی چھ بار درخواست ہوگی جب آگ مین داخل ہونگے تو ہزار برس پکارینگے ربنا ابصرنا وسمعنا۔ جواب پاوینگے کہ حق القول منی۔ پھر ہزار برس پکارینگے کہ ربنا امتنا اثنتین جواب پاوینگے کہ ذلکم بانہ اذا دعی اللہ وحدہ کفرتم۔ پھر ہزار برس پکارینگے کہ یا مالک لیقض علینا ربک۔ جواب پاوینگے انکم ماکثون۔ پھر ہزار برس پکارینگے۔ ربنا اخرجنا منہا تو جواب پاوینگے۔ اولم تکونوا اقسمتم من قبل ما لکم من زوال پھر ہزار برس پکارینگے۔ اخرجنا نعمل صالحا۔ تو جواب پاوینگے اولم نعمرکم۔ پھر ہزار برس پکارینگے ربنا ارجعنا [illegible] تو جواب یہ پاوینگے جو یہان مذکور ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت شیخ ابن کثیر رح نے نہین لکھی اور ظاہر یہ ہے کہ یہان کا سوال وجواب بلا فصل ہے واللہ اعلم حاصل یہ کہ جب کفار یہ کہینگے کہ ہمکو یہان سے نکالکر دنیا مین بھیجدے اگر پھر ہم عود کرین تو ہم ظالم ہین جواب ملیگا۔ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ اللہ تعالے نے فرمادیگا کہ تم اسی مین خوار ذلیل پڑے رہو اور مجھ سے بات مت کرو یہ فرمان اللہ تعالے کا بواسطہ ملائکہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا لایکلمہم اللہ۔ اللہ تعالے اُنسے کلام نہ فرمادیگا۔ تو بواسطہ ملائکہ ہوگا شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ عوفی نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ کلام اللہ تعالی کا اُنسے آخری ہوگا کہ جب کافرون کا کلام اللہ تعالی سے منقطع ہوجائیگا۔ اور ابن ابی حاتم رح نے باسناد خود عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اہل جہنم مالک دوزخ کے موکل فرشتہ کو پکارینگے وہ انکو چالیس سال تک جواب نہ دیگا پھر جواب دیگا کہ انکم ماکثون تم اسمین پڑے رہو گے۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ [illegible] قدر ہی انکا پکارنا مالک علیہ السلام اور مالک کے رب عزوجل

کے نزدیک - پھر دوسرے رب عزوجل کو پکارینگے کہ ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوما ضالین ربنا اخرجنا منہا فان عدنا فانا ظالمون
اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدار زمانہ دنیا کے دوچند تک جواب نہ ملیگا پھر جواب ملیگا کہ اخسئوا فیہا ولا تکلمون
کو یاس ہوگی اور آتش جہنم مین زفیر وشہیق انکی آوازین ہونگی اور کہا کہ انکی آوازین گدھون کی آوازون سے مشابہ ہوگی پہلی آواز
آخرین شہیق ہوتی ہی - مترجم کہتا ہی کہ یہ روایت بھی دلالت کرتی ہی کہ یہ آخری جواب ہی تو مابعد آیات مین جو اللہ تعالےٰ کا کلام اہل
جہنم کے ساتھ مذکور رہی وہ اس جواب سے پہلے واقع ہوگا یا مراد یہ کہ جہنم سے نکالے جانے و دنیا کی طرف لوٹائے جانے کے بارہ
مین یہ جواب آخری ہوگا اور شاید کہ ملامت کرنے مین اور بھی کلام واقع ہو - بہرحال اس بارہ مین کوئی امر قطعی ثابت نہین ہوا
اور یہ روایات آثار ہین انکے تتبع کی [illegible] نہین ہین اور یہ مسئلہ کوئی ضروری نہین ہی - قرطبی رح نے لکھا کہ جب یہ جواب پاوینگے جو بیان
مذکور ہی تو انکی امیدین منقطع ہوجاوینگی - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت کی
کہ جب اللہ تعالےٰ چاہیگا کہ اب جہنم مین سے کوئی نہ نکالا جاوے یعنی صرف جہنمی رہجاوینگے تو مومن بندہ آویگا اور رب عزوجل
سے شفاعت کریگا تو ارشاد ہوگا کہ جس کسی کو پہچانے اسکو نکال لا پس بندہ مومن آویگا اور جہنم مین نظر کریگا تو کسی کو نہین
پہچانیگا پس جہنم کا آدمی پکاریگا کہ اے فلان مین فلان ہون وہ فرمادیگا کہ مین تو تجھے نہین پہچانتا ہون - بس اس وقت
یہ لوگ چلاوینگے کہ ربنا اخرجنا منہا فان عدنا فانا ظالمون اور جواب پاوینگے کہ اخسئوا فیہا ولا تکلمون - پھر اللہ تعالےٰ ان مردون
کو انکے جرائم دنیاوی جو جد سے گذرے ہوئے ہین یاد دلاتا ہی کہ - اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ میرے بندون مین سے
ایک فریق یعنی مومنین یا یہ معنی ہین کہ میرے بندون مومنین مین سے ایک فریق یعنی ذکر وشغل والے - يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا
اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ کہا کرتے تھے کہ اے رب ہمارے ہم ایمان لائے سو ہمارے واسطے
بخشش کردے اور ہم پر رحم فرمادے اور توہی اچھا رحم کرنے والا ہی - فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا سواے اہل جہنم
تم نے انکو مسخرہ پن مین لیا یعنی انسے مضحکہ کرتے تھے اور انکے پکارنے وتضرع کرنے پر تم انکو ہنستے - حَتّٰۤى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ
یہانتک تم انکے ساتھ مسخرہ پن اور عیب جوئی اور مذمت مین مشغول تھے کہ انکے سبب سے تم میری یاد بھول گئے - وَكُنْتُمْ
مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ اور تم انسے ہنستے تھے - خلاصہ یہ نکلا کہ کافرون نے اپنی پیدایش ونعمت وصحت ورزق وغیرہ بے شمار
نعمتون کا احسان بھلایا اور رب عزوجل کو نہ پہچانا رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام ہر ایک نے سمجھایا
اور نصیحت کی انسے مضحکہ کیا اور جھوٹا بنایا حتی کہ بہت سے کافرون نے بہت سے انبیاء کو مارا وقتل کرڈالا پھر جو بندے ایمان
لائے انکو مار ڈالا اور مومنون کو انکی عبادت وتضرع والحاح بجناب باری تعالےٰ مین مضحکہ بنایا - اللہ تعالےٰ نے فرمایا اِنِّيْ
جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْۤا مین نے آج انکو عوض دیا بمقابلہ اسکے جو انھون نے میری یاد مین تمہارے مسخرہ
ایذاؤن پر صبر کیا تھا یہ کہ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ وہی فوز سعادات والے ہین وہی سلاطین جنت ہین وہی اہل
منزلت ہین ولہ الحمد فی الاولی والآخرۃ ولہ الحمد والمنۃ - ف ــــ فی العرائس شیخ ابو عثمان رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ
اکرام کیا کہ انھون نے صبر کیا اور صبر یہ کہ نفس کو اسکی خواہشون سے روکے یعنی اپنے جی کی مرضی [illegible]
نے کہا کہ ان بندون نے صبر کیا خلق سے اور صبر کیا اللہ تعالےٰ کی طاعات پر - شیخ ابو بکر [illegible]

[illegible] بفضل اللہ سے اُنکو نجات ہر یعنی انتہا فوز کا کوئی اندازہ نہین کر سکتا - پھر اللہ تعالےٰ نے ملامت فرمائی بقوله

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِى الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ۝ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ

فرمایا تم کتنی دیر رہے زمین مین برسون کی گنتی سے بولے ہم رہے ایک دن یا کچھ دن سے کم تو پوچھ لے

الْعَآدِّيْنَ ۝ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَفَحَسِبْتُمْ

گنتی والون سے فرمایا تم اُسمین بہت نہین تھوڑاہی رہے ہو اگر تم جانتے ہوتے سو کیا تم خیال رکھتے ہو

اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ

کہ ہم نے تمکو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس پھر نہ آؤ گے سو بہت اوپر ہی اللہ وہ بادشاہ سچا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

کوئی حاکم نہین اُسکے سوائے مالک اُس خاصے تخت کا اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم

لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ

جسکی سند نہین اُسکے پاس سو اُسکا حساب ہی اُسکے رب کے نزدیک بیشک بھلا نہ پاوینگے منکر اور تو کہہ

ع ۶ ۲۶ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

اے رب معاف کر اور مہر کر اور تو ہی بہتر سب مہروالون سے

اللہ تعالیٰ اہل جہنم کو حسرت دلاتا ہی جو اُنھون نے قلیل عمر دنیاوی کو مضحکہ و تمسخر مین کھو دیا اور اللہ تعالےٰ کی عبادت و توحید نہ کی اور اگر ایمان لاتے تو مثل اولیاء متقین کے فائز بدرجات آخرت و نعیم جنت ہوتے سلهذا بذریعۂ فرشتہ کے جہنمیون کو خطاب کیا - قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِى الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ابن کثیر و حمزہ و کسائی نے قل پڑھا یعنی کہدے اے فرشتہ اور باقیون کی قرارت پر کہا اللہ تعالےٰ نے کہ کتنی برسین تم رہے ہو دنیا مین - یعنی جسکو تم فوز عظیم سمجھتے اور مومنون پر ہنستے تھے اور شہوات کا ترک کرنا تم پر شاق تھا - قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ بولے کہ ہم ٹھہرے ایک دن پورا یا تھوڑا دن یعنی شک کیا - فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ تو شمار کرنے والون یعنی محاسبین سے دریافت کرلے - خطیب نے ذکر کیا کہ اہل دوزخ سے تو کذب نہ ہوگا یہ جواب اُنھون نے کیونکر دیا - جواب دیا گیا کہ ہولناکی حالت و عذاب کی شدت مین بھول گئے اور خود اقرار کیا کہ فسئل العادین یعنی مخلوق کے اعمال لکھنے والے اور اُنکی عمرین شمار کرنے والے ملائکہ سے یہ صحیح شمار مل سکتا ہو - مترجم کہتا ہی کہ شاید اِن لوگون نے سمجھا کہ اصلی شمار دریافت کرنا مقصود ہی حالانکہ اللہ تعالےٰ علیم و خبیر ہی اُسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین ولیکن اہل جہنم نے اللہ تعالےٰ کو اُسکی پاک صفات سے نہین پہچانا تھا - ومن کان فی ہذہ اعمیٰ فہو فی الآخرۃ اعمیٰ اور جو کوئی یہان اندھا جاہل رہا وہ آخرت مین بھی اندھا ہی - خطیب رحمہ نے لکھا کہ ابن عباس نے کہا کہ دونون صور پھونکے جانے کے درمیان اہوال و عذاب نے اُنکو بھلا دیا - بعض نے جواب دیا کہ مراد اہل جہنم کے اس کلام سے تقلیل ہی یعنی جس دوام عذاب مین پڑینگے اُسکی بہ نسبت بہت قلیل ہی - قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ بہرحال تم نہین رہے مگر قلیل لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کاش اگر تم جانتے - یعنی اگر تم یہ جانتے کہ یہ فانی قلیل ہی تو تم فانی کو باقی پر

اختیار نہ کرتے اور تم اپنی جان کے لیے یہ بُری کمائی نہ کرتے اور ایسی قلیل مدت کے واسطے یہ عذاب [illegible]
سو اگر تم صبر کرتے مومنون کی طرح تو اُنکے مثل فائز ہوتے ولیکن تم نے اپنے آپ کو عقل سے بے بہرہ کر [illegible]
داخل ہوکر کھانے پینے و نکاح کے لذائذ اور ہر ایک جی کی خواہش پوری کرنے مین اُنھین کی برابری کر لی اور [illegible]
محبت بوجہ حرص دنیا کے جنسیت کر لی۔ ابن ابی حاتم نے ایفع بن عبد الکلاعی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ [illegible]
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب جنتیون کو جنت مین اور دوزخیون کو دوزخ مین داخل فرما دیگا تو فرما دیگا کہ اے اہل جنت تم دنیا [illegible]
کتنے برس رہے کہینگے کہ ایک دن یا کچھ کم رہے فرما دیگا کہ تم نے اِس ایک دن یا کم مین تجارت سے اچھا کمایا میری رحمت و
رضوان و جنت کو سو تم اسمین ہمیشہ رہو پھر فرما دیگا کہ اے اہل دوزخ تم دنیا مین کتنے برس رہے کہینگے کہ ایک دن یا کچھ کم تو فرما دیگا
کہ تم نے اِس ایک دن یا کم مین بُری بدتر کمائی کی میرا غضب و دوزخ اب تم اسمین ہمیشہ مخلد رہو۔ **اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا**
خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا سو کیا تمھارا گمان تھا کہ ہم نے تم کو فقط عبث پیدا کیا ہے یعنی بدون حکمت کے اور بغیر قصد و ارادت کے
پیدا کیا ہے۔ اور بعض نے کہا یعنی اسواسطے کہ عبث کرو اور لعب و لہو مین رہو جیسے بہائم کہ نہ اُنکے لیے ثواب نہ عذاب [illegible]
تم کو عبادت و توحید کے واسطے پیدا کیا تاکہ بعد اس تکلیف کے تم فائز آخرت ہو سو کیا تم نے یہ خیال کر لیا کہ ہم نے تم کو عبث پیدا
کیا۔ **وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ** اور یہ کہ تم ہماری طرف رجوع نہ لاؤ گے یعنی دار آخرت و نشور مین واپس نہ آؤ گے
فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ سو پاک برتر ہے بادشاہ برحق یعنی وہ پاک ہے اِس سے کہ عبث پیدا کرے کیونکہ وہ حق ہے
تو اسکے افعال و حکمت حق ہین چنانچہ اہل عقل و ایمان یہ جانتے ہین اور کہتے ہین ربنا ما خلقت ہذا باطلا سبحانک۔ یعنی اے رب ہمارے
تو نے یہ باطل نہین پیدا کیا تو پاک ہے اِس سے کہ باطل پیدا کرے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ** الوہیت
سوا اُسکے کسی مین نہین ہے وہی اللہ ہے رب ہے عرش کریم کا۔ یعنی وہ اللہ ہے علیم قدیر الحی القیوم حافظ رازق اُسکے جمیع صفات
کامل ہین اُسکے لیے زوال نہین، اور اُسکا ملک و سلطنت دوام ہے اُسکا مثل و مشابہ و نظیر و مخالف کوئی نہین ہے وہ وہم و خیال و
تصور و حد و نہایت سے پاک ہے وہ رب ہے عرش کریم کا۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ عرش کریم یعنی عرش کہ جو بصورت سقف محیط عالم ہے
ابن ابی حاتم نے بعض اولاد سعید بن العاص سے روایت کی کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے آخری خطبہ یہ پڑھا کہ پہلے اللہ تعالیٰ
کی حمد و ثنا کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا پھر کہا کہ اے لوگو تم عبث نہین مخلوق ہوئے اور مہمل نہین چھوڑے جاؤ گے
اور تمھارا ایک گھر انجام و آخرت کا ہے وہان اللہ تعالیٰ کا نزول واسطے حکم و فیصلہ کے ہوگا پس برباد و بدبخت و خوار وہ شخص ہوا
جسکو اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے نکال دیا اور جنت سے محروم کر دیا اس جنت کی چوڑائی آسمان و زمین ہے کیا تم کو نہین معلوم
کہ کل کے روز عذاب الٰہی سے بیخوف و مامون نہ ہوگا مگر وہی جو آج اُس روز سے خوف کرتا ہے اور آج اُسنے اِس فانی کو بعوض باقی
کے فروخت کر دیا اور اس قلیل کو دیکر کثیر لیا اور خوف کو چھوڑ کر امان حاصل کیا۔ یہ تم نہین دیکھتے ہو کہ تم ان لوگون کا اسباب و
سامان و زمین و گھر لیے بیٹھے ہو جو مر کر خاک ہو گئے اور قریب آتا ہے کہ تم چھوڑ جاؤ گے یہ باقیون کے واسطے ہوگا یہانتک کہ آخر کو
یہ میراث خیر الوارثین کی ہے اور تم ہر روز ایک شخص کی مشایعت کرتے ہو جو اللہ تعالےٰ عزوجل کی طرف گیا اور [illegible]
اُسکو لیجا کر زمین کے ایک سوراخ مین چھپا دیتے ہو وہان نہ تکیہ ہے نہ بچھونا ہے وہ احباب کو چھوڑ چکا [illegible]

Marfat.com

رب کے یہان ہر ایک اپنے اعمال کے محاسبہ مین رہن ہے اور جو چھوڑ گیا اس سے کچھ مطلب نہین رکھتا اور جو پہلے بھیج چکا ہو سی کا
وقت آجاوے گا ہوا ای بندگان خدا ڈرو اللہ تعالی سے قبل اسکے کہ میثاق گذرے اور تمہاری موت تم پر نازل ہو۔ پھر اپنی
چادر کا کنارا اپنے منھ پر اوڑھا اور رونا شروع کیا اور گردوالون نے بھی رونا شروع کیا ذکرہ الشیخ ابن کثیر رح اور لکھا کہ ابن ابی
حاتم نے حسن بن عبد اللہ سے روایت کی کہ ایک مرد آفت زدہ کو لیے ہوے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے
گذرے تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسکے کان مین اسی آیت سے افحسبتم انما خلقناکم آخر سورت تک پڑھ دی پس
وہ اچھا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا کہ قسم اسکی جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ اگر یقین والا آدمی اسکو
پہاڑ پر پڑھ دے تو وہ زائل ہو جاوے۔ قلت وقال السیوطی ورواہ الحکیم الترمذی وابو یعلی وابن المنذر وابن السنی وابن مردویہ
وابو نعیم ایضاً۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ۔ ابو نعیم رح نے ابراہیم بن الحارث تیمی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہم کو ایک لشکر کے شمار مین بھیجا اور حکم دیدیا کہ ہم لوگ صبح وشام یہ پڑھ لیا کرین افحسبتم انما خلقناکم عبثاً وانکم الینا لا ترجعون
پس ہم اسکو پڑھ لیا کرتے تھے پس ہم لوگ سالم وغانم واپس آئے۔ قلت ورواہ ابن مندہ وابن السنی وقال السیوطی
اسنادہ حسن اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری
امت جب کشتی مین سوار ہون تو غرق سے امان یہ ہے بسم اللہ الملک الحق وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم
القیامۃ والسموات مطویات بیمینہ سبحانہ وتعالی عما یشرکون بسم اللہ مجراہا ومرساہا ان ربی لغفور رحیم۔ یہ شیخ ابن کثیر رح نے
ذکر کیا ہے۔ پھر جب اللہ تعالے نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالی وہی حق ہے لا الہ الا ہو۔ تو پھر فرمایا کہ جس نے کوئی الہ دیگر بنایا تو باطل
ہی چنانچہ فرمایا۔ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ یعنی اور
جس نے اللہ تعالے کے ساتھ پکارا دوسرے الہ کو یعنی اللہ تعالی کے ساتھ دوسرے کی عبادت کی حالانکہ اس شرک
کے لیے وہ کوئی برہان نہین پاویگا چاہے کیسی ہی کوشش کرے تو اس مشرک کا حساب اسکے رب کے یہان ہے یعنی اللہ تعالے
اسکو نہین چھوڑیگا بلکہ اس سے حساب لیگا۔ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ بیشک کافر لوگ فلاح نہین پاوینگے
خطیب رح نے کہا کہ شروع سورت مین تو مومنون کے لیے فرمایا کہ قد افلح المومنون۔ اور خاتمہ سورت مین فرمادیا کہ کافرون
کے لیے فلاح نہین ہے۔ شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے
فرمایا کہ تو کس کی عبادت کرتا ہے اسنے کہا کہ عبادت کرتا ہون اللہ کی اور فلان وفلان کی چند بتون کے نام لیے تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جب تجھے مصیبت پہونچی اور تو نے دعا کی تو ان مین سے کس نے تیرا ضرر دور کیا اس نے
کہا کہ اللہ نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تجھے کون چیز باعث ہوئی کہ تو اللہ تعالے کے ساتھ ان بتون کو پوجتا ہے
یا تجھے خیال ہے کہ یہ اصنام اسپر غالب ہونگے اسنے کہا کہ میری نیت یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ ان الہہ کی عبادت کرنے سے
اسکا شکر ادا کرون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو اور وے نہین جانتے پھر یہ مرد جب
اسلام لایا کہتا تھا کہ میری ملاقات ایسے شخص سے ہوئی کہ مجھے لاجواب کردیا۔ قال ابن کثیر ہذا مرسل ورواہ الترمذی
علی بن الحسین عن ابیہ مسنداً بنحوہ۔ پھر اللہ تعالے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کے واسطے ارشاد فرمایا بقولہ

Marfat.com

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ یعنی اور اکثر یہ دعا فرمایا کر کہ اے رب [illegible]
ہے - ابن کثیر رحمہ نے کہا کہ غفر جب بدون نسبت کسی گناہ کے مطلق ہو تو معنی یہ کہ گناہ محو کر دے اور [illegible]
کر دے اور رحمت سے مراد یہ کہ افعال و اقوال مین درستی و اعتدال کی توفیق دیدے اور موافق قبولیت کر [illegible]
نے کہا کہ آپ کی برکت سے فیض مغفرت و رحمت آپ کی امت کو ہے اور اس سے امت کو بھی تعلیم ہے - اور جب مغفرت و رحمت [illegible]
و اقوال قبولیت کے لائق ہوے تو بندہ ان مومنون مین سے ہوگا جو وارثین فردوس ہین جیسا کہ اول سورت مین [illegible]
پس اول و آخر منطبق ہے - ف ـــــــ فی العرائس فی قولہ تعالی افحسبتم انما خلقناکم عبثا الآیہ - اہل معرفت اس سے [illegible]
کرین کہ خدمت و طاعت سے توقف نہ کرین کہ جو معرفت انھون نے حاصل کی وہ حد کمال نہین ہے اور ہر عارف کی معرفت [illegible]
راجع ہے اور آخر اسکی طرف رجوع مین فنا ہے قال تعالے فتعالی اللہ الملک الحق - وہ شان عالی متعالی ہے کہ کوئی اسکی [illegible]
کا مدعی ہو یا گمان کرے جہان کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ما عرفناک حق معرفتک - اور حق عز و جل پاک ہے کہ [illegible] اسکی
حقیقت پر کوئی سواے اسکے مطلع ہو اور تمام عالم اسکی سطوت جلال مین فانی ہے اور عرش اسکی عزت کے سامنے چیونٹی کی
آنکھ کے برابر ہے اور جس نے سواے حق عز و جل کے کسی کی عظمت کو دیکھا تو اسی سے وہ اللہ تعالے سے محجوب ہے - پھر اپنے
حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کا حکم دیا بقولہ قل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین - یعنی تیرے کمال معرفت مین جو مجھ سے
تقصیر ہوئی ہے اسکو بخشدے اور زیادہ مقام عروج کے لیے مجھپر رحم کر دے - اقول فہذا کقولہ تعالے قل رب زدنی علما - اور شیخ
یوسف بن الحسین رحمہ نے کہا کہ احمد بن ابی الحواری نے کہا کہ تیرے قلب کو نور توحید نہ پہونچیگا جب تک تو اسکا حق ادا نہ کرے -
واسطی رحمہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے مخلوقات کو ظاہر کیا تاکہ اولیاء پر آثار ولایت ظاہر ہون اور اعداء پر آثار شقاوت ظاہر ہون
اور واسطی رحمہ نے کہا کہ حق متعالی ہے کہ سواے اسکے کوئی اسکو ادراک کرے - شیخ ابن عطاء رحمہ نے کہا کہ اللہ تعالی متعالی ہے کہ زمانہ
وہان جاری ہو یا امور حوادث سے اسکی کسی صفت مین تغیر ہو نہ اسکے واسطے تشبیہ ہے نہ نظیر ہے نہ مانند ہے نہ مخالف ہے پس اسکی
ذات متوحد اور صفات منفرد ہین پس وہ حق ہے اور اسکا قول صدق اور کسی مخلوق کا اسپر کچھ حق نہین ہے - ف ـــــ امام احمد نے
بسند صحیح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے تمہارے درمیان
تمہارے اخلاق تقسیم کیے ہین جیسے تمہارے ارزاق تقسیم کیے ہین اور اللہ تعالی دنیا تو دیتا ہے جسکو دوست رکھتا ہے اور جسکو نہین
دوست رکھتا ہے - ف ـــــ یعنی دنیا بندہ محبوب و غیر محبوب دونون کو جسطرح چاہتا ہے دیتا ہے - مگر دین نہین دیتا لیکن اسی کو
جسے محبوب رکھتا ہے پس جسکو اللہ تعالے نے دین دیا تو اسکو ضرور محبوب کیا اور قسم اسکی جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہے کہ کوئی بندہ مسلمان نہین
ہوتا یہانتک کہ اسکا دل اور اسکی زبان اسلام لاوے اور مومن نہین ہوتا یہانتک کہ اسکا پڑوسی اسکے بوائق سے امن مین ہو لوگون نے
عرض کیا کہ اسکے بوائق کیا ہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ اسکا گھونٹ و اسکا ظلم - اور کوئی بندہ نہین کہ مال حرام کماوے پھر [illegible]
خرچ کرے تو اسکو اسمین برکت دیجاوے یا اسمین سے صدقہ کرے تو اس سے قبول کیا جاوے اور نہین چھوڑتا اسکو [illegible]
اپنے پیچھے مگر آنکہ وہ اسکا زاد راہ ہوگا جہنم کیطرف اللہ تعالے محو نہین کرتا بدی کو بدی کے ساتھ ولیکن بدی کو نیکی سے محو کرتا ہے
اور جو چیز خبیث ہو وہ خبیث کو محو نہین کرتی ہے

سورة النور مدنية

اس سورت شریف کے آیات مین دو قول ہین ایک یہ کہ باسٹھ ہین اور دوم یہ کہ چوسٹھ ہین اور سورہ مدنیہ ہے۔ اور منجملہ اس سورت کی فضائل کے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضہ سے مرفوع روایت ہے کہ عورتون کے حق مین فرمایا کہ عورتون کو غرفہ مین مت بٹھاؤ اور نہ انکو لکھنا سکھلاؤ اور انکو سوت کاتنا اور سورۂ نور سکھلاؤ۔ رواہ البیہقی والحاکم وابن مردویہ مراد سوت کاتنے سے یہ کہ انکے لائق حرفہ اسمین کاڑھنا وسینا وغیرہ معقول حرفہ داخل ہین جبتک کہ معاصی نہ ہون جیسے کپڑون پر تصویرین کاڑھنا وغیرہ اور اس سے نکلا کہ دین کو پڑھانا چاہیے۔ اور مجاہد رح سے مرفوع روایت ہے کہ اپنے مردون کو سورۂ مائدہ سکھلاؤ اور اپنی عورتون کو سورۂ نور سکھلاؤ رواہ البیہقی وابن المنذر اور یہ روایت مرسل ہے۔ عورتون کو سورۂ نور سکھلانے مین تنبیہ انکی عفت اور دین کے بارہ مین ظاہر ہے فافہم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

شروع ہے نام سے اللہ کے جو بڑے کرم والا رحمت والا ہے

سُوۡرَةٌ اَنۡزَلۡنٰهَا وَفَرَضۡنٰهَا وَاَنۡزَلۡنَا فِيۡهَاۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ○

ایک سورت ہے ہمنے اُتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اُتارین اسمین باتین صاف شاید تم یاد رکھو

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىۡ فَاجۡلِدُوۡا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا مِائَةَ جَلۡدَةٍ وَّلَا تَاۡخُذۡكُمۡ

زناکاری کرنیوالی عورت اور مرد سو مارو ایک ایک کو دونوں سے سو چوٹ قمچی اور نہ آوے تمکو

بِهِمَا رَاۡفَةٌ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَلۡيَشۡهَدۡ

اُنپر ترس اللہ کے حکم چلانے مین اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر اور دیکھین

عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ○

اُنکا مارنا کوئی لوگ مسلمان

اللہ تعالی نے اس سورہ مین بہت سے فرائض احکام ومعارف حقائق بیان فرمائے مانند حدود زنا وقذف وغیرہ اور حکم لعان واستیذان وچشم پوشی وغیرہ اور معارف ذات وصفات وغیرہ لہذا فرمایا۔ سُوۡرَةٌ اَنۡزَلۡنٰهَا وَفَرَضۡنٰهَا وَاَنۡزَلۡنَا فِيۡهَاۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ سورہ لغت مین منزلت شریف کو کہتے ہین اور اسی تکریم سے قرآن کے ایسے بعض حصہ کا جسکے لیے اول وآخر ہے سورہ نام ہوا۔ یعنی یہ سورہ ہے کہ ہم نے اسکو اُتارا یعنی وحی فرمایا اور اُسکو فرض کیا یعنی مقدر لازم کردیا۔ اور ہم نے اسمین آیات بینات اُتارین تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ رازی رح نے کبیر مین کہا کہ مفروض مقدرات تو احکام کے متعلق ہیں جو اول سورہ مین بیان ہین اور آیات بینات معارف ودلائل توحید سے عبارت ہے جو آخرین بیان ہین۔ بعض نے کہا کہ ان احکام مفروضہ کی تاکید زیادہ کی تو ظاہر ہوا کہ زنا وغیرہ سے پرہیز کرنا جو معاصی مین زیادہ موکد ہے اور جب معاصی کے اجتناب سے قلب مین طاعات کا نور داخل ہوتا ہے تو عہد ازل کا تذکرہ اور معرفت حاصل ہوتی ہے۔ پھر احکام وآیات مین سے اول احکام کا بیان شروع فرمایا بقولہ۔ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىۡ فَاجۡلِدُوۡا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا مِائَةَ جَلۡدَةٍ یعنی جو

Marfat.com

عورت زنا کرے اور جو مرد زنا کرے تو درے مارو اُن دونوں میں سے ہر ایک کو سو درے - الز[illegible]
کی مستحق ہو اور ایسے ہی الزانی مرد - تو یہ عذاب ضرور ہے کہ اُسی کو ہو جسمیں موافق شرع الٰہی کے یہ علامت [illegible]
یا کنواری کو حمل یا اقرار ہے جیسا کہ فقہ میں مفصل ہے اور تنبیہ مزید یہان بھی آویگی - اور زنا میں خصوصیت فقط [illegible]
بھی زانیہ ہے یعنی مرد کو اپنے اوپر برضامندی قابو دینے والی ہے اگرچہ وہ مفعولہ اور مرد فاعل کہلاتا ہے حتی کہ اگر عورت [illegible]
نہ دیا بلکہ زبردستی وہ مفعولہ بنائی گئی خواہ گرفتار کرکے یا تلوار وغیرہ سے خوف دلا کر تو وہ اس مجبوری یا خوف میں [illegible]
زانیہ نہ ہوگی پس آیت میں مراد وہ ہے جو زانیہ ہو - پھر یہان عورت زانیہ کو مقدم کیا بخلاف چوری کے کہ وہان [illegible]
فاقطعوا الآیہ میں مرد چور کو مقدم کیا تو شیخ ابو السعود رح نے اپنی تفسیر میں کہا کہ اس جہت سے کہ زنا کی جانب جو چیز راغب کرنے
وہ عورت میں زائد ہے اور اگر وہی مرد کو قابو نہ دے تو زنا واقع نہ ہو - اور کرخی رح نے کہا کہ زنا کا وجہ شہوت جماع [illegible] ہوتا ہے
اور یہ شہوت عورت میں زیادہ قوی اور بہت ہے اور رہی چوری تو وہ قوت وجرأت وجسارت پر ہے اور وہ مرد میں زیادہ ہے
مترجم کہتا ہے کہ یہ جو کرخی رح نے شہوت جماع کا زیادہ ہونا عورت میں ذکر کیا بنا بر مشہور عوام کے ہے اور صواب یہ ہے کہ ایسا
نہیں ہے بلکہ ایک مرد کے واسطے چار عورتیں جائز ہیں اور خود عورت کے نطفہ میں رقت وخفت ہے اور مرد میں شدت وقوت ہے ولیکن
شہوت کے جوش میں مرد بوجہ قوت اعضاء کے اپنے نفس پر فی الجملہ قابو رکھتا ہے بخلاف عورت کے کہ وہ ضعف ترکیب کی وجہ سے
بے قابو اور بے اختیار ہو جاتی ہے ولیکن بوجہ سردی مزاج کے اکثر اُسکی خواہش مرد گرم مزاج سے جو اپنی خواہش سے جلد فارغ ہو جاتا ہے
پوری نہیں ہوتی تو وہ دوبارہ طالب رہتی ہے پس یہ دونوں باتیں باعث ہوئیں کہ عورت میں کثرت شہوت کا گمان ہوا حالانکہ
یہ صحیح نہیں ہے اگر مرد کی جانب سے اُسکی خواہش پوری ہو جاوے تو پھر اُسکی خواہش نہ ہو بلکہ شرم وحیاء دامنگیر رہنے اور زنا
کی طرف راغب نہ ہو اور یہ مترجم نے اسی فائدہ کے واسطے بیان کر دیا کہ لوگ اس امر کا خیال رکھیں تا کہ مرد اپنی ہی شہوت رانی
پر نظر نہ رہے اور بیشتر فحش سے عفت وعافیت رہے - پس الزانیہ کے مقدم ہونے کی وجہ وہی ہو سکتی ہے جو شیخ ابو السعود رح نے
بیان فرمائی ہے - اور بعض نے کہا کہ اسواسطے تقدیم کی کہ اکثر عورتیں کسبی پیشہ فاحشہ ہوتی ہیں تو امام المسلمین پر فرض ہے کہ ایسے
فواحش سے دار الاسلام کو محفوظ رکھے اور بعض نے کہا کہ تقدیم زانیہ میں یہ بھی تنبیہ ہے کہ عورت کے حق میں عار زیادہ ہے - قول
عورت ہو یا مرد ہو بوجہ فحش کے جس پر غضب الٰہی ہے اُس سے باز رہے - قولہ فاجلدوا - کے معنی جلد یعنی کھال پر مارو - یہ خطاب
کس کو ہے دو قول ہیں ایک یہ کہ امام المسلمین وحاکم کو خطاب ہے - دوم یہ کہ خطاب تو تمام مسلمانوں کو ہے لیکن ہر مسلمان کو تنہا کسی کو سزا
دینے کا اختیار نہیں ہے بلکہ امام سب کی طرف سے نائب ہے لہذا امام یہ سزا قائم کریگا - واضح ہو کہ آقا کو اختیار ہے کہ اپنی باندی پر [illegible]
قائم کر دے بشرطیکہ ثبوت ہو جاوے اور یہ حد نصف ہے یعنی پچاس کوڑے ماریگا - اور یہی حکم غلام کے بارے میں ہے خواہ
حنفیہ کے نزدیک نہیں ۱۲
کنوارے ہوں یا بیاہے ہوں ان دونوں پر ہر حال میں پچاس کوڑے ہیں کیونکہ سنگسار کرنے کا نصف نہیں ہو سکتا [illegible]
نصف ہے بقولہ تعالے فعلیهن نصف ما علی المحصنات من العذاب - یہ سراج میں ہے - اور خطیب رح نے لکھا کہ ضرب [illegible]
ہو کہ وہ دھاردار نہ ہو جو زخم کر دے اور نہ بوسیدہ ہو کہ چوٹ نہ لگے اور کوڑون کو اُسکے اعضاء پر متفرق [illegible]
نہ کر دے - ولیکن علماء متفق ہیں کہ ایسے اعضاء پر نہ مارے جن سے ہلاکت ہے جیسے [illegible]

Marfat.com

[illegible] وغیرہ اُتار دے جس سے چوٹ بہین لگتی ہی۔ الحاصل یہ بیان حد زنا کا ہی اور لوگ دو قسم ہین مسلمان و کافر اور [illegible] کا حکم آویگا۔ پھر مسلمانون مین دو قسم ہین آزاد و مملوک۔ پھر آزاد مرد ہون یا عورتین ہون دو طرح پر ہین کنوارے ہیا ہے اور [illegible] بیاہے سے یہ کہ اُسنے نکاح صحیح کے ساتھہ وطی پائی ہو۔ اور نابالغ پر یہ سزا نہین ہی پھر اگر کنوارا مرد یا عورت ہو اور وہ عاقل بالغ آزاد ہو تو اُسپر یہ سزا ہی جو یہان مذکور ہوئی کہ ہر ایک کو سو دُرے مارو اور یہی امام ابو حنیفہ رح کا قول ہی اور امام شافعی رح نے کہا سو درے کے ساتھہ وہ ایک سال کو شہر بدر کیا جاوے اور امام مالک رح نے کہا کہ مرد کو شہر بدر کیا جاوے اور عورت کو بدر نہ کیا جائیگا۔ ہمارے واسطے حجت صریح یہ آیت ہی جو مذکور ہوئی کہ اللہ تعالے نے سو درے مارنے کا حکم دیا ہی اور یہ حد فرض کی یعنی اسکی تقدیر اپنے حکم سے فرمادی پس ہم نہ سو سے کم کر سکتے ہین اور نہ زیادہ کر سکتے ہین۔ اور امام مالک وغیرہ علماء کی دلیل شیخ ابن کثیر رح نے بیان کی کہ وہ حدیث ہی جو ابو ہریرہ رضہ اور زید بن خالد جہنی رضہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو اعرابی آئے پس ایک نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا یہ بیٹا اِس شخص کے یہان مزدوری پر تھا پس اُسنے اُسکی جورو سے زنا کیا تو مین نے اپنے بیٹے کے عوض سو بکریان اور ایک لونڈی چھوکری فدیہ دی پھر مین نے اہل علم سے دریافت کیا تو اُنھون نے مجھے آگاہ کیا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال شہر بدر کی سزا ہی اور اُس شخص کی جورو پر رجم ہی یعنی سنگساری پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اُسکی جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ مین تم دونون کے درمیان کتاب الٰہی کے موافق حکم کرونگا یہ چھوکری و بکریان تجھپر واپس ہین اور تیرے لڑکے پر سو درے اور ایک سال شہر بدر ہی اور اے انیس تو صبح کو اِس دوسرے کی عورت پاس جا پس اگر وہ عورت اقرار کرے تو اُسکو سنگسار کر دے پس انیس رضہ دوسرے روز گئے تو اِس عورت نے اقرار کیا پس اُسکو سنگسار کر دیا۔ رواہ البخاری و مسلم۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اِس حدیث مین دلیل ہی کہ کنوارے کی حد مین سو درے کے ساتھہ ایک سال شہر بدر ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ مدارک مین علامہ نسفی نے جواب دیا کہ شہر بدر کی سزا اسی آیت سے منسوخ ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اِس جواب مین دو وجہ سے تامل ہی اول یہ کہ شہر بدر کی سزا کس دلیل قطعی سے ثابت ہوئی تھی جو اِس آیت سے منسوخ ہو گئی کیونکہ یہ احادیث جو روایت کیجاتی ہین روایات آحاد ہین تو ان روایات سے قطعیت ثابت نہین ہوتی۔ دوم یہ کہ نسخ کا دعوی اُسوقت صحیح ہو کہ تاریخ سے یہ بات ثابت ہو کہ آیت کا نزول اُن وقائع کے بعد ہی اور یہ ثابت نہین ہوا اور جن امامون نے روایت کی ہی اُنہین سے کسی نے تاریخ نزول آیت کے متاخر نہین بیان کی علاوہ اِسکے سو درے کی سزا اِسی آیت سے ہی تو ظاہر ہی کہ روایت حدیث کے موافق واقعہ بعد نزول آیت کریمہ کے ہوا ہی۔ اور صحیح جواب واللہ اعلم یہ ہی کہ اِس حدیث سے غایت استدلال یہ کہ پہلے قسم سے بیان فرمایا کہ موافق کتاب اللہ کے تمھارے درمیان حکم کرونگا پھر اُسکے لڑکے کے واسطے سو درے کا اور ایک سال شہر بدر کا حکم دیا تو اِس سے دلیل ہوئی کہ یہ موافق کتاب اللہ کے حکم ہی۔ مین کہتا ہون کہ یہ امر تو معلوم ہی کہ کتاب اللہ مین کوئی آیت نہین جسمین یہ دونون مذکور ہون بلکہ اِس مقام کی آیت مین سو درے مذکور ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو درے پر کوئی درہ زیادہ نہین فرمایا اور تقدیر کے یہی معنی ہین کہ جو مقدر [illegible] پھر زیادت نہ ہو پھر آپ نے سال بھر شہر بدر کی سزا زیادہ کی اور چونکہ وہ کتاب مین مذکور نہین ہی تو زیادت کتاب پر نہین [illegible] تعزیر ہو لہذا ہم نے دونون سزا کو دونون دلیلون سے مانا پس آیت کی دلیل سے ہم نے کہا کہ سو درے واجب ہین اور شہر بدر [illegible] ہم نے حدیث سے مانا کہ وہ امام کی راے پر ہی اور یہی امام ابو حنیفہ رح کا قول ہی اور دونون دلیلون کو اُنکی شان سے

مانا یعنی آیت تو قطعی اور مقدار مقدار رہی پس سو درے فرض اور اُسپر کمی یا زیادتی نہین ہو سکتی اور حد [illegible]
پر مفوض ہی چاہیے شہر بدر کردے - اور یہ روا نہین ہی کہ ظنی دلیل کو قطعی کے مثل کر کے قطعی کا حکم بدل [illegible]
امام ابو حنیفہ رحمہ ہی واللہ تعالی اعلم - اب بیان اسکا کہ اگر مرد و عورت آزاد بیاہا ہو عاقل بالغ ہو تو اُسکے واسطے رجم ہی اور حکم رجم کا [illegible]
اجماع بھی منعقد ہی ثابت ہی بلکہ قران مجید سے جسکا حکم باقی اور تلاوت منسوخ ہی - بیان اس سنت کا جسپر اجماع منعقد [illegible]
ہی از انجملہ یہ کہ امام مالک رحمہ نے بسند صحیح ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوے اور اللہ تعالی کی
حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ اے لوگو اللہ تعالے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا سو اللہ تعالے نے جو اُتارا اُسمین [illegible]
تھی سو ہم نے اُسکو پڑھا اور خوب محفوظ معلوم کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور ہم نے آپ کے بعد رجم کیا
سو مین ڈرتا ہون کہ لوگون پر زمانہ دراز گذرے تو کہنے والا کہے کہ مین اللہ تعالے کی کتاب مین رجم کی آیت نہین پاتا ہون [illegible]
کے فریضہ ترک کرنے سے جسکو اللہ تعالے نے اُتارا ہی یہ لوگ گمراہ ہو جاوین بس رجم کرنا کتاب اللہ مین برحق ثابت ہی اُس شخص پر جسنے
زنا کیا ہو جبکہ وہ محصن ہو خواہ مردون سے ہو یا عورتون سے ہو جب کہ اُس محصن کی زنا پر گواہ قائم ہون یا حمل ہو یا وہ اقرار کرے
رواہ البخاری ومسلم - مترجم کہتا ہی کہ محصن تو وہ ہی کہ اُسنے نکاح صحیح سے وطی کی ہو پس حمل کی صورت یہ ہی کہ اُسکا خاوند مرگیا ہو پھر آپکے
دو برس بعد اُسکو حمل رہا ہو تو یہ ضرور زنا سے ہی اور ظاہر یہ ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا خطبہ کئی مرتبہ پڑھا ہی چنانچہ شیخ نے ذکر کیا
کہ امام احمد نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مین نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا خطبہ سنا وہ کہتے تھے
کہ آگاہ ہو کہ کچھ لوگ کہتے ہین کہ کتاب اللہ مین رجم نہین ہی اِسمین صرف دُرّے کا حکم ہی اور البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے رجم کیا اور ہم نے آپ کے بعد رجم کیا اور اگر یہ نہ ہوتا کہ کہنے والا کہیگا کہ عمر نے کتاب الٰہی مین بڑھا دیا جو اِسمین سے نہین تھا
تو مین اُسمین ثبت کر دیتا جیسے آیت نازل ہوئی تھی - رواہ النسائی وغیرہ - مترجم کہتا ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جو کہا
کہ کہنے والا کہیگا یعنی جاہل آدمی جو حضرت صلعم کے صحابہ مین سے نہین ہی اور یہ جو کہا کہ اِسمین سے نہین تھا یعنی اُسکی تلاوت کا حکم نہین تھا ورنہ وہ تو آیت
الٰہی ہی جیسا کہ خود تصریح کر دی اور یہ جو کہا کہ مین اِسمین ثبت کر دیتا یعنی اُسکے ایک گوشہ مین لکھ دیتا تاکہ تلاوت نہ کیجائے مگر اُسکا حکم یاد رکھا جاتا اور بعض
روایات مین اُسکی تصریح خود موجود ہی اور امام احمد نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا پس رجم کا ذکر کیا
اور فرمایا کہ ہم کو رجم کی ضرورت ہی اس سے کوئی چارہ نہین ہی - ف - یعنی اسلام کی ضروریات مین سے ہی چنانچہ فرمایا
اور وہ اللہ تعالے کی حدود دین سے ایک حد مفروض ہی اور خبردار ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور ہم نے
آپ کے بعد رجم کیا اور اگر کہنے والے یہ نہین کہتے کہ عمر رضہ نے کتاب اللہ مین بڑھا دیا جو اُسمین کہ تھا تو مین مصحف کی ایک طرف
مین لکھ دیتا - ف - یعنی روافض کی طرح ایک فرقہ یہ الزام لگا کر گمراہ ہو کہ عمر رضہ نے کتاب الٰہی مین بڑھا دیا اور [illegible]
اترا تھا جس سے قرآن مین تحریف کا گمان ہوتا پھر فرمایا - اور گواہی دیتا ہی عمر بن الخطاب و عبد الرحمن بن عوف و فلان [illegible]
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم فرمایا اور ہم لوگون نے آپ کے بعد رجم کیا اور خبردار ہو کہ عنقریب ایک [illegible]
ہونگی جو انکار کرینگے رجم کا اور انکار کرینگے شفاعت کا اور انکار کرینگے عذاب القبر سے اور انکار کرینگے [illegible]
قوم بعد انتہا [illegible] کے نکالی جاویگی - یہ روایت مسند احمد کی باسناد حسن ہی اور اسمین حضرت [illegible]

Marfat.com

[illegible] کا ذکر کر دیا اور وے اب ہمارے زمانہ مین ظاہر ہوگئے اور منکر شفاعت و عذاب قبر وغیرہ تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ مین معتزلہ و خوارج وغیرہ پیدا ہوگئے تھے - پھر شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ امام احمد نے سعید بن المسیب سے جو کبار تابعین سے ہین عمر بن الخطاب رض کا خطبہ روایت کیا کہ لوگو خبردار ہو کہ تم آیۃ الرجم سے ہلاک ہو جاؤ آخر تک - یعنی آیت الرجم سے انکار کرنے مین ہلاک ہو - اور اسکو ترمذی نے حضرت عمر رض سے روایت کیا اور کہا کہ اسناد صحیح ہے اور ابو یعلی موصلی نے مسند مین زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اسی آیۃ الرجم کے بارہ مین روایت کیا ہے اور نسائی نے بھی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ سب طرق متعدد باہم متعاضد ہین اور اس امر کی دلیل ہین کہ آیت رجم لکھی ہوئی تھی پھر اسکی تلاوت منسوخ ہوئی اور اسکا حکم باقی رہگیا جسپر عمل در آمد ہوتا رہا واللہ اعلم انتہی کلامہ - مترجم کہتا ہے کہ اسی پر اجماع منعقد ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ مجمع عام مین بلا نکیر خود اجماع ہے پھر جب کہ محصن مرد و عورت بالغ آزاد عاقل کے واسطے رجم ہے تو صرف رجم ہی پر اقتصار ہوگا یا اسکو درے بھی مارے جاوینگے تو جمہور علماء کا مذہب اول ہے اور بعض کا مذہب رجم مع جلد ہے - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تو اس عورت کو رجم کیا جس نے اپنے یہان کے اجیر سے زنا کیا تھا جیسا کہ روایت صحیحین مین گذرا اور آپ نے ماعز رضی اللہ عنہ و غامدیہ عورت رضی اللہ عنہا کو رجم کیا اور ان سب کے رجم مین یہ منقول نہین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انمین سے کسی کو رجم سے پہلے درے مارے ہون بلکہ احادیث صحیحہ متعاضدہ متعددہ الطرق سب مین صرف رجم پر اقتصار مروی ہے اور کسی مین درے لگانے کا ذکر نہین ہے لہذا جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی رحمہم اللہ کا ہے اور امام احمد اسطرف گئے ہین کہ زانی محصن پر جلد و رجم دونون جمع کرنا واجب ہے پس جلد تو بحکم آیت چاہیے اور رجم بحکم سنت واجب ہے - مترجم کہتا ہے گویا دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالے نے زانیہ و زانی کے سو درے مارنے کا حکم فرمایا اور اسمین تفصیل زانیہ محصنہ و غیر محصنہ کی نہین ہے تو یہ آیت قطعی اپنے عام حکم پر رہیگی تو زانیہ و زانی محصن کو بھی درے مارنا واجب ہے بحکم عموم آیت کے - اور رہا زانیہ و زانی محصن کو رجم کرنا تو یہ بحکم حدیث ہے بلکہ بحکم اجماع قطعی ہے شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ دلیل امام احمد کی وہ ہے جو امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب آپ کے پاس شراحہ کو لائے اور اس عورت نے زنا کیا تھا تو آپ نے جمعرات کے روز اسکو سو درے مارے اور جمعہ کے روز اس عورت کو رجم کر دیا اور فرمایا کہ مین نے اسکو درے بحکم کتاب الٰہی مارے اور رجم اسکو بسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کردیا - اور امام احمد نے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لو مجھ سے لو مجھ سے کہ اللہ تعالی نے ان عورتون کے واسطے راہ کر دی کہ بکر ساتھ بکر کے سو کوڑے و ایک سال شہر بدر رہے اور ثیب بہ ثیب سو کوڑے اور رجم ہے - رواہ مسلم و ابو داود و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ - مترجم کہتا ہے کہ سورہ نساء مین اول یہ آیت اتری - واللاتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم فان شہدوا فامسکوہن فی البیوت حتی یتوفاہن الموت او یجعل اللہ لہن سبیلا - یعنی تمہاری عورتون مین سے جو زناکاری کرین تو چار مرد دن کو اپنے مین سے انپر گواہ طلب کرو سو اگر وے چارون گواہی دیدین تو روک رکھو ان عورتون کو گھرون مین یہانتک کہ وفات دیدے انکو موت یا کر دے اللہ تعالے انکے لیے راہ - واضح ہو کہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالے انکا حکم نازل فرماویگا وہ اپنے وقت پر نازل ہوگا تو اسوقت تم انکو گھرون مین رکھو یا تو اسوقت تک موت سے مرجاوینگی یا اللہ تعالے کا حکم آجائیگا اور اسمین اشارہ ہے کہ حکم ہونا انکے واسطے ہے - پھر جب بعد کی یہ آیت اتری تو یہ قید کا حکم منسوخ ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو مطلع کیا کہ انکا حکم مجھ سے لو دو بار فرمایا

یہ حکم سنایا اور کنواری عورت اور کنوارا مرد باہم زنا کرین تو سو درے اور ایک سال تغریب ہی اور بیاہی [illegible]
تو سو درے اور رجم ہی - اور مترجم کہتا ہی کہ اگر ایک باکرہ اور دوسرا بیاہا ہو تو اس حکم کے موافق باکرہ کو درے و تغریب [illegible]
د رجم ہی اور یہ اعرابی کی عورت اور اجیر لڑکے کی زنا کرنے سے بھی ثابت ہی - اور ظاہر اس سے یہ ہی کہ عورت بھی شہر بدر [illegible]
امام مالک رح کے نزدیک عورت کے واسطے شہر بدر نہین ہی - اور امام ابو حنیفہ رح کے مذہب مین شہر بدر کرنا مرد و زانی کے لیے [illegible]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی یعنی امام کے اختیار مین ہی اور واضح ہو کہ جمہور فقہاء کے نزدیک زجر و سزا اُسکے سنگسار کرنے سے
حاصل ہی اور کوڑے مارنے سے وہ بہت زیادہ ہی اور دونون کو جمع کرنے کی روایت آحاد مین سے ہی پس اس سے حد و جمع [illegible]
ہونگے تا وقتیکہ ثبوت بطریق مشہور یا متواتر نہ ہو واللہ تعالے اعلم - اگر کہا جاوے کہ آیت مین زانیہ و زانی بے شبہ عموم پر مین جو [illegible]
محصن ہون یا غیر محصن ہون تو تم نے کیون اِسپر عمل نہ کیا - جواب یہ ہی کہ عموم سے تخصیص واقع ہوئی ہی یعنی زانیہ باندی و زانی غلام
کے واسطے سو درے کا حکم نہین ہی بدلیل قطعی قولہ تعالی فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب پس جب عموم نہین رہا تو ہم نے معلوم کیا
بذریعہ مشہور حدیث رجم و اجماع کے کہ زانیہ غیر محصنہ کا حکم درے ہین اور محصنہ کا حکم رجم ہی ولیکن اِسپر وارد ہوتا ہی کہ جب آیہ کریمہ عام مخصوص
البعض ٹھہرے تو ظنی الدلالت ہوئی تو پھر ظنی حدیث سے تغریب کا حکم کیون نہین زیادہ کرتے ہو اور جواب یہ ہی کہ آیت حق مقدار
مین قطعی ہی یعنی سو کوڑے کے حق مین قطعی ہی اور تغریب اُسی مقدار پر زیادتی کیجاتی ہی تو وہ بدون قطعی دلیل کے قبول نہ ہوگی اور قطعی
ہونا تو افراد زانیہ مین ہی کہ کون افراد ہین اگر کہا جاوے کہ سو کوڑے کی بھی تخصیص پچاس کوڑون سے درحق مملوکہ واقع ہوئی تو وہ مقدار
بھی مخصوص ہوگئی جواب یہ کہ نہین بلکہ مقدار مذکور اپنے افراد کے واسطے قطعی ہی اور یہ تخصیص اُسوقت ہوتی کہ اُسکی افراد مین سے کسی پر
مقدار مین کمی بیشی ہوتی اور یہ نہین ہوا ہی - مترجم کہتا ہی کہ یہ تحقیق اِسطرح اللہ تعالے کے فضل سے مترجم کو الہام ہوئی ہی اور اللہ تعالی علیم ہی
اب باقی رہا بیان ایک قسم کا کہ زانیہ یا زانی مملوک کی قسم سے ہو آزاد نہو تو اوپر مذکور ہوگیا کہ باندی ہو یا غلام ہو ہر ایک پر پچاس کوڑے
ہین اور رجم اُنمین سے کسی پر نہین ہی اور حکم نصف عذاب کا اگرچہ باندی کے حق مین ہی لیکن غلام اسی کے ساتھ لاحق ہی کیونکہ دونون
مین فرق نہین ہی اگر کہا جاوے کہ شاید کنواری باندی کے سوا بیاہی باندی مین رجم پورا ہو کیونکہ نصف نہین ہو سکتا تو جواب
یہ کہ نصف عذاب کا حکم اُسی باندی کے حق مین منصوص ہی جو بیاہی ہو تو رجم کا نصف نہین ہو سکتا تو یہ اُسکے حق مین نفی ہی اور کوڑون
کا نصف ہوگا اور جب بیاہی کے لیے نصف ہی تو کنواری کے لیے بدرجہ اولی نصف ہی اور یہ قیاس قطعی ہی اور غلام کا الحاق باندی کے
ساتھ اجماعی ہی - اور واضح ہو کہ قولہ فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم الآیہ مذکورہ بالا سے ظاہر ہوچکا کہ اثبات کے گواہ شہادت کے ساتھ
چار مرد چاہیے ہین وہ بھی مسلمانون مین سے ہون - اور اِن گواہون پر حق شرع کی جہت سے گواہی دینا لازم ہی حتی کہ اگر کہا کہ مین
معائنہ کا گواہ تھا مگر مجھ سے کسی نے طلب نہین کیا مین نے گواہی نہین دی یا عمداً نہ دی تو وہ فاسق ہوگا پھر مملوکون مین اقسام ہین
محض رقیق و مدبر و مکاتب و معتق البعض وغیرہ اور اُنکے احکام ہین اور طریقہ گواہی وغیرہ کے مسائل فقہ سے معلوم کرو پھر کافرون
کے زنا کرنے مین جبکہ ذمی ہون مختار یہ کہ حد جاری جائیگی اور تفصیل فقہ مین ہی اور دو یہودیون کو آپ کا رجم کرنا ابتدا مین تھا
واللہ اعلم خطیب رح نے سراج مین ذکر کیا کہ واضح ہو کہ زنا کرنا کبیرہ گناہون مین سے ہی اور اِس [illegible] دلالت کرتی
یہ کہ اللہ تعالے نے زنا کو شرک و قتل نفس سے قرین کر دیا فی قولہ تعالی و لا یزنون و من یفعل ذلک یلق اثاما -

[illegible] انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا - ازانجملہ یہ کہ اللہ تعالی نے زنا کی حد مین پورے سو درے واجب کردئے [illegible] کے کہ نہین اسی ہین اور زنا مین رجم شروع کیا ہے پس ایسے دلیل شرع مین کبیرہ گناہون مین سے ہے [illegible] رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اے لوگو تم زنا سے بچو کہ اسمین چھ آفتین ہین تین دنیا مین اور [تین آ]خرت مین ہین پس جو دنیا مین ہین وہ یہ ہین کہ وہ آبرو دور کر دیتا ہے اور اس سے محتاجی آتی ہے اور عمر کم ہوتی ہے اور جو آخرت مین ہین وہ یہ ہین کہ اللہ تعالے کا غصہ اور سوء الحساب اور دوزخ کا عذاب ہے - اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین نے کہا کہ یارسول اللہ کون گناہ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بڑا ہے فرمایا کہ یہ گناہ کہ تو اللہ تعالی کا ساجھی بنا دے اور تجھے اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے مین نے کہا کہ پھر کون گناہ فرمایا کہ یہ گناہ کہ تو اپنے فرزند کو مار ڈالے بخوف اسکے کہ وہ تیرے ساتھ کھائیگا مین نے کہا کہ پھر کون گناہ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی جورو سے زنا کرے پس اللہ تعالے نے اسکی تصدیق نازل فرمائی بقولہ تعالے الذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون الآیہ - رواہ البخاری وغیرہ - اب بیان اسکا کہ زنا کس کو کہتے ہین - کہا گیا کہ زنا وطی کرنا مرد کا عورت کو اسکی فرج مین بدون نکاح وشبہہ نکاح کے - اقول یہ تعریف ناقص ہے کیونکہ مرد نے اگر اپنی باندی سے وطی کی تو یہ حلال ہے زنا نہین ہے - کہا گیا کہ زنا داخل کرنا شرمگاہ فرج کا دوسری فرج مین جو پید الشی طبیعت کی راہ خواہش کی ہو بحالیکہ وہ شرعا حرام ہو - اور خطیب رح نے تطویل کے ساتھ یون لکھا کہ زنا یہ کہ داخل کرے حشفہ یعنی سپارا یا اگر کٹا ہو تو بقدر سپیاری کے جبکہ اصلی طور پر آدمی کے ساتھ متصل ہو اگرچہ شل ہو یا کھڑا نہ ہو یا وہ کسی چیتھڑے مین لپٹا ہو اسکو داخل کرے ایسی فرج پیشگاہ مین جو نفس الامر مین بعینہ حرام ہو درحالیکہ ایسے شبہہ سے خالی ہو جس سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور یہ فرج براہ طبعی خواہش کے ہو باین طور کہ عورت کی فرج ہو - اقول بعینہ حرام ہو اس سے یہ غرض کہ مثلاً جورو حالت حیض مین حرام ہے یا اس سے وطی نہ کرنے پر قسم کھائی ہو تو یہ بعینہ حرام نہین بلکہ ایک عارض کی جہت سے ہے اور اس بیان سے مفہوم زنا کا سمجھ مین آگیا اگرچہ مسائل سے وقوف نفعہ مین ہوگا پھر یہ شرط نہین ہے کہ اس داخل کرنے سے بکارت توڑ دے کیونکہ اگر فرج گہری ہو کہ پردہ بکارت دور ہو اور اس مرد نے حشفہ داخل کر دیا تو زانی ہو گیا - پھر خطیب رح نے سوال کیا کہ لواطت کرنے والے کو بھی زانی کہتے ہین یا نہین - جواب دیا کہ بعض کے نزدیک کہتے ہین کیونکہ حدیث مین ہے کہ جب مرد کے ساتھ مرد نے فعل کیا تو وہ دونون زانی ہین - اکثر ہمارے اصحاب کے نزدیک نہین کہتے ہین اور اس حدیث کا یہ جواب ہے کہ مراد حدیث مین گناہ ہے اور نہ کہنے کی دلیل یہ ہے کہ اگر ایک نے قسم کھائی کہ زنا نہ کرونگا پھر اس سے لواطت سرزد ہوئی تو وہ قسم مین جھوٹا نہ ہوا اگرچہ سخت گنہگار رہا - لواطت کی سزا کیا ہے - جواب دیا گیا اسمین شافعی کے دو قول ہین ان دونون مین سے اصح قول یہ ہے کہ فاعل لوطی اگر مرد محصن ہو تو اسکو رجم کیا جاوے اور اگر محصن نہ ہو تو سو درے مار کر سال بھر شہر بدر کیا جاوے - اور رہا مفعول تو اسمین احصان کی کچھ معنی نہین ہین لہذا اسکو سو درے مار کر سال بھر کو شہر بدر کیا جاوے - مترجم کہتا ہے کہ اس قول پر ان دونون کے واسطے امام شافعی رح کے نزدیک زنا کی حد مقرری واجب ہے - اور لکھا کہ دوسرا قول شافعی کا یہ ہے کہ فاعل ومفعول دونون کو قتل کر دیا جاوے خواہ وہ محصن ہو یا نہ ہو - دلیل اسکے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے قوم لوط کا کام کیا تو فاعل اور مفعول دونون کو قتل کر دو - مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت ابوداؤد کی سنن مین مرفوع بھی ہے اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک لواطت کے واسطے حد مقرری جو زنا کی ہے

Marfat.com

وہ نہین ہی کیونکہ زنا کے اطلاق مین لواطت داخل نہین ہی جیسا کہ خطیب رحمہ نے وجیز ذکر کیا [illegible]
قول شافعی کا وہ بیان کیا کہ لواطت داخل حد زنا ہی - اور علماے حنیفہ نے اختلاف کیا جو بعض [illegible]
جیسا کہ روایت ابو داؤد سے گذرا اور یہ بھی مروی ہی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فاعل و مفعول دونوں [illegible]
شخص نے زعم کیا کہ حنیفہ کے نزدیک لواطت مین حد نہین ہی اور علی ہذا جس کسی نے محرمات ابدی سے نکاح [illegible]
کی اسپر حد نہین ہی اور یہ اس شخص نے عیب لگا کر طعن کیا تو وہ جاہل ہی اور معنی یہ ہین کہ لواطت یا ابن ذخیرہ [illegible]
ایسے درجہ پر نہین ہی کہ اُسکے واسطے حد زنا کافی ہو کیونکہ زنا تو بمقتضاے فطرت ہی جسمین اُسنے حد مقررہ [illegible]
خلاف کیا اور یہ افعال خلاف فطرت ہین لہذا اُنکے واسطے امام المسلمین یہ سزا دیگا جو بعض مشائخ سے منقول ہی [illegible]
مشائخ نے ایک آیت کی طرف توجہ کی یعنی قولہ تعالے واللذان یاتیانہا منکم فاذوہما الآیہ چنانچہ اِسکی تفسیر مین گذرا واللذان [illegible]
تثنیہ ہی تو اس سے لواطت کا مفہوم ہوتا ہی اور اِسمین بحث طویل ہی - اب بیان اِسکا کہ کسی نے چوپایہ جانور سے وطی کی خطیب
نے لکھا کہ یہ فعل تو بالاجماع حرام ہی اور ایسے شخص کی عقوبت مین اقوال ہین - ایک یہ کہ ایسے شخص کو زنا کی حد ماری جاوے
اگر کنوارا ہو اور اگر بیاہا ہو تو رجم کیا جاوے دوم یہ کہ قتل کر دیا جاوے خواہ کنوارا ہو یا بیاہا ہو کیونکہ ابن عباس رضہ سے مروی
ہی کہ جو بہیمہ کے ساتھ بدکاری کرے اُسکو قتل کر دو اور بہیمہ کو بھی اُسکے ساتھ قتل کر دو - سوم یہ کہ ایسے شخص کو تعزیر دیجاوے
اور یہی اصح ہی - اقول تعزیر کی سزا اس جنس کی حد سے کچھ کم ہونا چاہیے اور یہی قول ہمارے نزدیک بھی صحیح ہی اور وہ بہیمہ
بعض نے کہا کہ جلا دیا جاوے بعد ذبح کے اور بعض نے صرف کھانے سے منع کیا - اور بحث اِسکی فقہ مین ہی - بیان چپٹی بازی
عورتون کا باہم چپٹی بازی کرنا ایک عورت کا دوسری عورت سے یا مرد کا اپنے ہاتھ سے انزال کرنا جسکو زلق کہتے ہین یا کسی [illegible]
مردہ عورت سے وطی کرنا تو ان افعال مین سواے تعزیر کے کچھ مشروع نہین ہی یعنی قاضی یا امام بعد ثبوت کے فاعل کو تعزیری سزا دیوے
پھر واضح ہو کہ حد قائم کرنے والا امام المسلمین ہی یا اُسکا نائب قاضی وغیرہ ہی ولیکن اگر کسی کی باندی یا غلام نے زنا کیا اور باکرہ ہی تو
مالک کو خود اُسپر حد قائم کرنے کا اختیار با جازت امام ہی - مسئلہ حد جب لازم آجاوے تو اُسوقت اس حد کے ساقط کرنے مین سفارش
کرنا جائز نہین ہی اور یون ہی اِس حد کے ترک کرنے یا اُسمین تخفیف کرنے کی سفارش باطل و حرام ہی لہذا اللہ تعالے نے فرمایا
وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللّٰهِ اور نہ پکڑے تم کو زانیہ و زانی کے ساتھ ترس کھانا اللہ تعالی کے دین
مین - یعنی اللہ تعالی کے حکم پورا کرنے مین تم ان دونون پر ترس نہ کرو کہ حد شرعی معطل کر دو اور یہی قول مجاہد و عکرمہ و عطا
و سعید بن جبیر و نخعی و شعبی کا ہی - اور سعید بن المسیب و حسن بصری سے مروی ہی کہ درے کی ضرب مین خفت نہ کرو و زہری رح نے
کہا کہ حد زنا و حد بہتان یعنی حد قذف مین سختی سے مارے اور شراب خواری کی حدین ہلکا مارے - اور علماے حنفیہ کے نزدیک
حد زنا مین پورے طور پر مارے اور اس سے کم قذف کی حدین اور اس سے کم شرابخواری مین - شیخ امام ابن کثیر رح نے لکھا
کہ آیت مین جو رافت منع ہی اُس سے مراد طبعی رافت نہین ہی یعنی یہ غرض نہین ہی کہ تمہاری طبیعت مین اُنپر ترس نہ آوے بلکہ
مراد رافت طبعی سے ممانعت کی یہ ہی کہ ایسا ترس نہ آوے کہ حاکم اِس حد کو متروک کر دے کیونکہ یہ روا نہین ہی مجاہد رح نے
کہا کہ دین اللہ یعنی اقامت حدود پس جب سلطان کے پاس مرافعہ ہو تو حد قائم کیجاوے اور معطل نہ چھوڑی جاوے [illegible]

ابن جبیر وعطا بن ابی رباح سے مروی ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ حدود مین اپنے درمیان باہم عفو کرلو سو جو کوئی حد مجھ تک پہونچیگی وہ تو واجب ہو جائیگی - مترجم کہتا ہی کہ یہ شاید حد سرقہ کے مانند ہی کہ اگر مالک مال نے چور کو عفو کردیا تو اب ہاتھ نہ کاٹا جاوے پھر شیخ نے لکھا کہ دوسری حدیث مین ہی کہ جو کوئی حد زمین پر قائم کیجاتی ہی تو زمین والون کے لیے اس سے بہتر ہی کہ چالیس روز انپر بارش باران ہو - اول یعنی بارش کا لالچ وضرورت بہت تھی اور وہ رحمت ہی تو فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ انپر حد قائم ہونے سے رحمت ہوتی ہی - عامر شعبی رح نے کہا کہ مراد یہ کہ شدت ضرب مین ترحم نہ کرو اور عطا رح نے کہا کہ ایسی ضرب کہ پھاڑ دینے والی ہو - حماد بن ابی سلیمان نے جو شیخ ہین امام ابو حنیفہ کے انھون نے کہا کہ قذف کرنے والے کو اس حال سے حد ماری جاوے کہ اسپر لباس رہے اور زانی کے کپڑے اتار لیے جاوینگے پھر یہ آیت پڑھی تو سعید بن ابی عروبہ نے کہا کہ یہ آیت تو حکم مین سستی نہ کرنے مین ہی فرمایا کہ حکم مین اور مارنے مین دونون مین ہی - ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن عمر رض کے بیٹے عبید اللہ سے روایت کی کہ میرے باپ عبد اللہ بن عمر کی ایک باندی نے زنا کیا تو ابن عمر رض نے اسکی ٹانگون مین مارا اور نافع کہتے ہین کہ مجھے یاد ہوتا ہی کہ کہا اور اسکی پیٹھ مین مارا - تو عبید اللہ کہتے ہین کہ مینے کہا کہ لا تاخذکم بہما رافۃ فی دین اللہ یعنی آیت یاددہانی کو پڑھی تو عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا کہ اے بیٹے کیا تونے مجھے دیکھا کہ مجھکو اس چھوکری کے مارنے مین رافت آئی ہی - اللہ تعالے نے مجھے یہ حکم نہین دیا کہ مین اسکو قتل کرڈالون اور نہ مجھے یون حکم دیا کہ اسکی جلد یعنی حد ضرب کو اسکے سر مین رکھون اور مین نے جب اسکو ماردی تو اسکو اذیت پہونچادی - کذا ذکرہ الشیخ اور مترجم کہتا ہی کہ خطیب رح نے سراج مین ایسے واقعہ کو عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انکی چھوکری نے زنا کیا اور انھون نے جلاد کو حکم دیا کہ اسکی ٹانگون وپیٹھ مین مارے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی تو انھون نے مثل اسکے جواب دیا جو مذکور ہوا اور ظاہر یہ ہی کہ یہ سہو قلم ہی اور صواب وہ ہی جو شیخ رح نے بروایت ابن ابی حاتم ذکر کیا کہ وہ عبد اللہ بن عمر کی باندی تھی اور آیت انکے بیٹے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر نے پڑھی تھی واللہ اعلم - اور حدیث مین ہی کہ بنو مخزوم مین سے ایک عورت نے چوری کی تو قریش کو اسکی بابت بہت ملال لاحق ہوا پس جستجو کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کیجاوے تو تجویز کیا کہ اسمین کون کلام کرسکتا ہی سوا اسامہ بن زید کے جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیار کرتے ہین تو اسامہ رض نے اس بارہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا پس آپ منبر پر کھڑے ہوے اور حمد وثناء کے بعد فرمایا کہ کیا حال ہی بعض اقوام کا کہ حدود الٰہی مین سفارش کرتے ہین اور اگلون کے ہلاک ہونے کی یہی وجہ ہوئی کہ جب انمین کسی گھٹیے آدمی نے چوری کی تو اسپر انھون نے حد قائم کی اور اگر کسی شریف نے چوری کی تو اسکو چھوڑ دیا اور واللہ اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرے تو مین بیشک اسکا ہاتھ کاٹ دونگا - یہ حدیث اصل صحیح مین ہی - حاصل یہ کہ اللہ تعالے نے مومنون وسلاطین حکام سب کو ارشاد کیا کہ اقامت حدود مین رافت وترحم تم کو دامنگیر نہ ہو بلکہ اللہ تعالے کی حدود قائم کرو - اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اگر تم تصدیق کرتے ہو توحید اور بعث حشر کی - یعنی جہان جزاے اعمال ضرور ہی تو تم حدود الٰہی کو معطل نہ چھوڑو - اسمین اللہ تعالی کے واسطے اور اسکے دین کے واسطے آمادگی دلائی جیسے باپ اپنے بیٹے سے کہتا ہی کہ اگر تو میرا بیٹا ہی تو نماز خوبی سے پڑھا کر - اور بات یہ ہی کہ جب اللہ تعالے در روز آخرت پر ایمان ہوا تو آدمی اپنے رب عز وجل کی طاعت مین اور اسکے احکام پورے کرنے مین دلیری کریگا اور یوم آخر کے ذکر مین اسکے عقاب وبازپرس کی یاددہانی ہی تاکہ حدود چھوڑنے مین جو عذاب ہی یاد رہے اور حاصل یہ کہ مومنون کو اللہ تعالے کے دین مین

Marfat.com

مضبوطی وسختی چاہیے اور آمادگی ومتانت سے طاعات ادا کرین اور اُنکو نرمی وسستی [illegible]
اور اُنکو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہو کہ آپ نے فرمایا کہ واللہ اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرے [illegible]
ابن کثیر رح نے لکھا یعنی اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ تعالی و روز آخر پر تو یہ حکم بجا لاؤ اور جو زنا کرے [illegible]
مارو ولیکن ضرب پہاڑ دینے والی ہو۔ مترجم کہتا ہے یعنی دھار دار چیز سے جسطرح زخم پڑتے ہین ایسی مارین بلکہ درے [illegible]
ہوتا کہ وہ شخص زناکار اور دوسرے لوگ ایسے فعل سے باز رہین اور مسند امام احمد مین بعض صحابہ رض سے روایت ہے [illegible]
مین بکری ذبح کرتا ہون اور مجھے بکری پر ترحم آتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھکو اسمین ثواب ہے۔ خطیب رح نے کہا کہ
قولہ تؤمنون باللہ تم ایمان لائے ہو اللہ پر یعنی ارحم الراحمین پر تو وہ ارحم الراحمین ہو اُسنے اُسکو اسی واسطے مشروع فرمایا کہ یہ حد تمام
لوگون کے لیے عام رحمت و زناکار کے لیے خاص رحمت ہے پس تم حدود جاری کرو نہ اسمین زیادتی کرو اور نہ کمی کرو اور لکھا کہ حدیث
مین ہے کہ قیامت مین وہ حاکم اسلام لایا جائیگا جس نے حد مین ایک درہ کم کیا تو اُس سے سوال ہوگا وہ عرض کریگا کہ تیرے بندون
پر ترحم کرکے مین نے کم کیا تھا تو کہا جائیگا کہ کیا تو مجھ سے بھی زیادہ میرے بندون پر مہربان تھا پس اُسکو دوزخ کا حکم دیا جائیگا
اور ایسے حاکم کو لایا جائیگا کہ اُسنے حد مین ایک درہ زیادہ کیا تو کہیگا کہ مین نے اسواسطے بڑھا دیا کہ تیرے گناہون سے باز رہین پس
اُسکو بھی دوزخ کا حکم کیا جائیگا۔ حاصل یہ کہ حدود مین بدون کمی زیادتی استیفا کیا جاوے۔ **وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ**
مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ طائفہ وہ فرقہ ہو گروہ کسی چیز کے ہو اور کمتر تین ہین کیونکہ وہ کمتر جمع ہے۔ اور معنی یہ کہ اور چاہیے کہ حاضر ہون
زانیہ و زانی کے عذاب کے وقت ایک طائفہ مومنون مین سے۔ کہا گیا کہ یہ حکم استحبابی ہے اور قتادہ رح نے کہا کہ اللہ تعالی نے چند نفر کو
مسلمانون مین سے اسوقت حاضر ہونے کا حکم دیا جب زانیہ و زانی پر حد قائم کیجاوے تاکہ اُسمین نصیحت و عبرت و شرم ہو۔ بقیہ رح نے کہا کہ مین نے
نصر بن علقمہ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ یہ مومنون کا حاضر ہونا کچھ فضیحت کے واسطے نہین ہے بلکہ اسواسطے کہ یہ لوگ ان دونون کے لیے
رحمت و مغفرت کی دعا کرین۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ اور حسن بصری نے کہا کہ اس حضور سے مراد یہ کہ حد قائم کرنا علانیہ ہو۔ علی بن ابی طلحہ
نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ طائفہ ایک مرد اور اس سے اوپر جتنے ہون۔ مجاہد رح نے کہا کہ علانیہ ایک مرد سے ہزار تک
اور یہی قول عکرمہ رح کا ہے لہذا امام احمد رح نے کہا کہ طائفہ کا لفظ ایک پر صادق آتا ہے۔ عطا بن ابی رباح نے کہا کہ طائفہ دو مین اور یہی
اسحق بن راہویہ کا مذہب ہے۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ طائفہ چار نفر یا زیادہ ہون اور زہری رح نے کہا کہ تین یا زیادہ ہون۔ امام مالک رح
نے کہا کہ چار یا زیادہ ہون کیونکہ زنا کی گواہی مین کم چار سے نہین ہین تو چار ہون یا زیادہ ہون اور یہی امام شافعی کا قول ہے۔ ربیعہ
رح نے کہا کہ پانچ ہون۔ حسن بصری رح نے کہا کہ دس ہون۔ کذا ذکرہ الشیخ الامام۔ اور خطیب رح نے کہا کہ قول ابن عباس رض یہ ہے
کہ چار ہون یا زیادہ ہون اور اسی قول کو ترجیح دی گئی کیونکہ اسی قدر سے زنا کا ثبوت بھی ہوتا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ قول مستحسن ہے اور
شمنی نے لکھا کہ امام مسلمین کے واسطے مستحب ہے کہ جماعت مسلمین کو حکم کرے کہ رجم کی اقامت مین حاضر ہون۔ اور خطیب شافعی رح
نے سراج مین لکھا کہ امام المسلمین پر یہ واجب نہین کہ خود رجم مین حاضر ہو اور نہ گواہون پر یہ بات واجب ہے کیونکہ حضرت علیہ
علیہ وسلم نے ماعز اور غامدیہ کے رجم کا حکم دیا اور خود ان دونون کے رجم مین تشریف نہین لائے۔ مترجم کہتا ہے کہ جہان
اقرار مین یہ ہے اور ماعز رض نے خود اقرار کیا تھا اور اگر رجم کا حکم گواہی سے ثابت ہو تو فتح القدیر مین لکھا کہ جب رجم [illegible]

دانو واجب ہو کہ گواہ لوگ ابتداء کرین پھر امام المسلمین یعنی حاکم پھر اور لوگ حتی کہ اگر گواہون نے پہل کرنے سے انکار کیا تو جسپر
گواہی دی ہو اُسپر سے حد ساقط ہوجائیگی - اور تبیین مین لکھا کہ یون ہی اگر ایک گواہ نے پہلے رجم سے انکار کیا تو حد ساقط ہوجائیگی
انتہی مترجما - اور اجماع کیا ہو کہ سواے رجم کے باقی حدود مین پہل کرنا نہ گواہون سے واجب اور نہ امام سے واجب ہو کذا فی الذخیرہ
ف اِس مقام کے مسائل مین تصریح بقول و اجتہاد امام اعظم یعنی مذہب حنفیہ اصح ہو کہ حد کا قائم کرنا امام المسلمین پر ہو یا
قائم کرنے مین امام کا نائب ہو اور جسپر حد قائم کیجاوے وہ صحیح العقل سلیم البدن اور عبرت حاصل کرنے کے لائق ہو پس مجنون و نشہ
کے مست و مریض و ضعیف الخلقت کسی پر حد قائم نہ ہوگی مگر صحت و افاقہ کے بعد - کذا فی محیط السرخسی - زنا یہ کہ مرد اپنی شہوت
کو ایسی حرام فرج عورت مین جاری کرے جو ملک نکاح و ملک یمین سے اور شبہہ ملک نکاح و شبہہ ملک یمین سے اور شبہہ اشتباہ سے
خالی ہو یا عورت اپنے اوپر اسی صفت سے فعل کا قابو دیدے - کذا فی النہایہ - مجنون و طفل عاقل کی وطی زنا نہین ہو - کما فی
محیط السرخسی - رکن زنا یہ کہ عورت و مرد کی ختانین ملجادین اور مرد کا حشفہ غائب ہوجاوے اور شرط یہ کہ اُسکے حرام ہونے کو
جانتا ہو - کما فی محیط السرخسی اور معتبر دخول مین فرج عورت کے اندر ہوجانا ایسی وجہ پر کہ اُس سے غسل واجب ہوتا ہو اور اِس
دخول کے وقت محصن ہونے کی صفت ہونا چاہیے اگر ہو کما فی الکافی - زنا کا ثبوت گواہی سے ہوتا ہو اور اقرار سے ہوتا ہو پس
گواہی ظاہر حاکم کے نزدیک چار مرد عادل بلفظ زنا گواہی دین اور کہین کہ ہم نے دیکھا کہ اُسنے داخل کیا جیسے سرمہ دانی مین
سلائی اور اقرار وہ معتبر ہو جو قاضی کے نزدیک ہو اور اُسکو ولایت اقامت حدود کی حاصل ہو اور جو ایسا نہ ہو اُسکے سامنے اقرار معتبر
نہین ہو اور اقرار صاف زبان سے صریح ہو اور اِسکا دروغ بھی ظاہر نہ ہو اور مرد اقرار کرے تو عورت اُسکو نہ جھٹلاوے اور عورت اقرار
کرے تو مرد نہ جھٹلاوے بقول امام ابو حنیفہ رح اور اقرار کے وقت ہوش مین ہو نشہ وغیرہ مین نہو اور زبردستی مین مجبور نہو اور عاقل بالغ
چار مرتبہ اپنے اوپر چار جلسہ مین اقرار کرے علی الاصح اور یہ شرط ہو کما فی الشمنی اور اگر اقرار سے پھر جاوے تو صحیح ہو خواہ
عورت ہو یا مرد ہو - اور زنا کا اقرار کیے گیا ولیکن اپنے محصن ہونے کے اقرار سے پھر گیا تو مقبول ہوگا اور رجم ساقط ہوگا - اور اگر
مرد نے کہا کہ مین نے مجنونہ عورت سے یا لڑکی قابل جماع سے زنا کیا تو اِسپر حد ہو اور اگر عورت نے مرد مجنون سے یا طفل قابل
جماع سے زنا کیا تو عورت پر حد نہین ہو - حدود مین قاضی کا جاننا کچھ حجت نہین ہو اِسپر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو - رجم
کے واسطے جو احصان معتبر ہو یہ کہ آزاد عاقل بالغ مسلمان ہو جس نے کبھی بنکاح صحیح کسی آزاد عورت سے نکاح کرکے دخول
کیا ہو اِس حالت مین یہ دونون بصفت احصان ہون - اگر رجم اُسکے اقرار سے ہو تو پہلے امام المسلمین شروع کرے پھر اور لوگ
اور اِس مرجوم کو غسل و کفن دیا جاوے اور اِسپر نماز پڑھی جاوے - اگر حد اُسکے درے ہون تو امام المسلمین کے حکم سے ایسے
کوڑے سے مارے جسپر گھنڈی نہ ہو اور متوسط مار مارے نہ ایسے کہ زخم مبرح کردے اور نہ ایسے کہ دکھ نہو - حد و تعزیر مین مرد
کو سواے آزار کے ننگا کردیا جاوے اور شرابخواری کی حد مین بھی بظاہر الروایہ یہی حکم ہو اور حد القذف مین ننگا نہ کیا جاوے لیکن
پوستین وغیرہ بھرتی کا اُتار لیا جاوے اور عورت سواے پوستین و بھرتے کے ننگی نہ کیجاویگی - عورت کو بٹھلا کر حد ماری جاوے
اور اگر رجم کی حد مین اُسکے لیے سینہ تک گڈھا کھود دیا جاوے تو جائز ہو اور نہ کھودا جاوے تو کچھ ضرر نہین ولیکن کھودنا
اچھا ہو اور مرد کے واسطے ظاہر الروایہ مین نہین کھودا جاوے گا اور مرد کو کھڑا کرکے حد مارینگے اور باندھین مگر کسی حد مین

نہین ولیکن اگر عاجز کرے تو باندھ دیا جاوے - اور سواے شرمگاہ وچہرہ وسر کے باقی اعضا پر [illegible]
مریض پر جب حد واجب ہوا اگر وہ رجم ہو تو فی الحال قائم کردیجاوے اور اگر درے ہون تو توقف کیا جاوے [illegible]
لیکن اگر ایسا مرض ہو کہ اُسکی صحت سے یاس ہو تو بالفعل حد قائم کردیجاوے - کما فی الظہیریہ اور اگر مرض ایسا [illegible]
ہونے کی امید نہین جیسے سُل یا وہ ضعیف الخلقت ہو تو ہمارے نزدیک اُسکو ایک گچھے سے جسمین سو تسمہ ہون ایکبارگی ایک [illegible]
مار دیا جاوے اور ضرور ہی کہ ہر تسمہ اُسکے بدن سے چھو جاوے لہذا پھیلا ہونا چاہیے - حائض عورت تندرست ہی اور [illegible]
مثل مریضہ کے ہی - حاملہ نے اگر زنا کیا تو حالت حمل مین اُسکو حد نہ ماری جاوے خواہ کوڑے ہون یا رجم ہو لیکن وہ قید رکھی جاوے
اگر اُسکا زنا کرنا گواہون سے ثبوت ہوا ہو یہانتک کہ وہ بچہ جنے پھر جب جنے تو دیکھا جاوے کہ اگر وہ محصنہ عورت ہی تو وضع حمل کے بعد
اُسکو رجم کردیا جاوے یہی ظاہر الروایۃ ہی اور اگر غیر محصنہ ہو تو وہ اتنے دنون تک پھر روکی جاوے کہ نفاس سے خارج ہو جاوے
تب اُسپر درے ماردیے جاوین - اور اگر اُسکے اقرار سے زنا ثابت ہوا تو وہ قید نہ کیجاوے ولیکن کہا جاوے کہ جب تو وضع حمل کر
تو پھر آنا پھر جب وہ وضع حمل کے بعد پھر آئی پس اگر رجم ہو تو اُسپر رجم قائم کردیا جاوے بشرطیکہ کوئی شخص ایسا ہو جو اس بچہ کی پرداخت
کرے اور اگر کوئی نہ ہو تو انتظار کیا جاوے یہانتک کہ وہ بچہ کا دودھ چھڑاوے - گواہون نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی اور اس
عورت نے کہا کہ مین حاملہ ہون تو اسی کا قول نہ مانا جائیگا بلکہ عورتون کو دکھلائی جائیگی پس اگر عورتون نے کہا کہ یہ حاملہ ہی تو اُسکے لیے
دو برس تک کی مہلت ہی پھر اگر وہ نہ جنی تو اُسپر حد ماری جائیگی - اور اگر اُسنے عذر کیا کہ مین ہنوز پردہ سے باکرہ ہون یا مجھے رتق کا
مرض ہی تو اُسکو عورتین دیکھین پس اگر اُنھون نے کہا کہ یہ ایسی ہی ہی تو اس سے حد دور کیجاوے اور گواہون پر بھی حد القذف
نہین ہی - مترجم کہتا ہی کہ یہ مسئلہ شاہد ہی کہ ہمارے نزدیک باکرہ مین ازالہ بکارت ہو جانا شرط ہی بخلاف امام شافعی رح کے کہ اُنکے
یہان یہ شرط نہین ہی جیسا کہ خطیب رح نے نقل کیا کہ اگر عورت گہری فرج کی ہو اور پردہ بکارت دور ہو کہ مرد کے حشفہ سے اُسکا ازالہ
نہ ہوا تو ازالہ شرط نہین ہی - اور اس سے ظاہر ہوا کہ ایسے مسئلہ مین اُنکے یہان حد ساقط ہوگی واللہ اعلم اور رتق وہ مرض ہی کہ سوراخ ہڈیون
سے ایسا تنگ ہو جاتا ہی کہ دخول نہین ہو سکتا - پھر واضح ہو کہ رتق ہونے و پردہ بکارت ہونی اور ان چیزون مین جنمین عورتون کے
کہنے پر عمل ہوتا ہی ایک عورت کا قول قبول ہوگا اور فتاوی ولوالجیہ مین کہا کہ دو ہونا احوط ہی - اور مولی اپنے غلام پر حد قائم نہ کرے
اگر امام سے اجازت کے بعد کما فی الہدایہ - اور سخت گرمی وسخت جاڑے مین حد قائم نہ کیجاوے کذا فی التاتارخانیہ - اقول مراد
سواے رجم کے ہی - ایک مرد نے بدکاری کی پھر اُسنے گڑگڑا کر اللہ تعالے سے توبہ کی تو وہ اپنے فحش سے قاضی کو آگاہ نہ کرے
کذا فی الظہیریہ - یہ سب فتاوی عالمگیریہ سے منقول ہی اور اگر ما سواے فرج کے کسی اجنبیہ سے شہوت رانی کی تو اُسپر حد نہین
کیونکہ یہ زنا نہین مگر تعزیر دیجائیگی اور اگر کسی عورت سے اُسکی دُبر یعنی پیخانہ کے مقام مین وطی کی یا کسی لڑکے طفل سے اغلام
کیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اُسپر حد نہین مگر تعزیر ہی اور قید مین ڈالدیا جاوے یہانتک کے توبہ کرے اور صاحبین کے نزدیک
اُسکو حد ماری جاوے اگر محصن نہ ہو تو سو کوڑے اور اگر محصن ہو تو رجم کیا جاوے - اقول یہی قول امام شافعی رح کا ہی اور
ظاہر یہ کہ امام رح کے نزدیک تعزیر حد سے کم ہوگی - واللہ اعلم اور اگر کسی نے لواطت کی عادت کرلی تو امام المسلمین اُسکو قتل
خواہ وہ محصن ہو یا غیر محصن ہو - کذا فی فتح القدیر - اور اگر چارپایہ جانور مادہ سے وطی کی تو ہمارے نزدیک اُسپر حد نہین

[illegible] حتی اگر عورت نے بدرغبت جانور سے کیا تو یہی حکم ہی۔ کذا فی الجوہرہ۔ ف ــــــ فی العرائس فی قولہ تعالیٰ سورۃ انزلناہا [illegible] احکام ونصائح ومعارف ہیں۔ بعض نے کہا کہ ایک آیات حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برارت عظام ہین سے ہی اگر غافل یہی آیت ہوتی تو کافی تھی کہان کہ اِس سورہ مین بہت سے احکام ومعارف ہین۔ قولہ۔ ولا تاخذکم بہما رافۃ الآیہ۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کے سامنے کسی کا لحاظ مت کرو اگر تم موافق ومحب الٰہی ہو۔ شیخ جنید رح نے کہا کہ مخالفون پر شفقت کرنا جیسے اہل محبت اولیاء سے منہ موڑنا۔ قولہ ولیشہد عذابہما طائفۃ من المومنین۔ یہ اسواسطے کہ عذاب الٰہی دیکھکر معاصی سے منقطع ہون اور جان لین کہ بارگاہ جلال کے سامنے مخلوق سے نسب منقطع ہی حتی کہ حاکم اپنی اولاد کو اور بھائی بھائی کو اُسکے دین مین سزا دیتا ہی اور شیخ ابوبکر بن طاہر نے کہا کہ مواضع تادیب وحدود مین وہی حاضر ہون جو خود پاک ہین لہذا وہ مونین مین سے ایک گروہ ہوگا تو اللہ تعالےٰ نے مونون کی ایک جماعت کو حکم فرمایا ہی

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ز وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ج

بدکار مرد نہین بیاہتا مگر عورت بدکار یا شریک والی اور بدکار عورت کو بیاہ نہین لیتا مگر بدکار مرد یا شریک والا

وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ○

اور یہ حرام ہوا ہی ایمان والون پر

اِس آیت کی تفسیر مین علمار کے اقوال ہین اور قبل بیان اقوال کے واضح ہو کہ نکاح کے معنی لغت مین وطی کے ہین اور شرع مین نکاح وہ عقد ہی جس سے اجنبیہ عورت سے جو محل نکاح ہو وطی حلال ہوجاتی ہی۔ اور زجاج رحمہ اللہ نے زعم کیا کہ قرآن مجید مین نکاح سوائے معنی شرعی کے بمعنی لغوی کہین نہین آیا اور یہ زعم باطل ہی بلکہ کتاب الٰہی مین نکاح بمعنی وطی وارد ہی مطلقہ ثلاث کے شوہر اول پر انتہائے حرمت مین بقولہ تعالےٰ فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ۔ یعنی دوسرے شوہر کے ساتھ جماع کرلے تب بعد اُسکے طلاق کے شوہر اول سے نکاح سے حلال ہوسکتی ہی۔ اب مین اقوال علماء نقل کرکے پھر آیت کی تفسیر موافق ارجح ومختار کے بیان کرونگا۔ قول اول یہ کہ نکاح یہان بمعنی وطی ہی اور مقصود آیت مین زنا کی تشنیع ہی اور نکاح بدون اِس صفت کے جائز ہی۔ قول دوم یہ کہ یہ آیت خاص ایک عورت کے بارہ مین ہی تو اُسی سے مخصوص ہی کہ اُس سے کوئی نکاح نہ کرسکتا تھا اور باقی عورتون سے نکاح جائز ہی۔ سوم یہ کہ مونون مین سے خاص ایک مرد کے حق مین نزول ہوا تو اُسی کے ساتھ خاص ہی۔ ولیکن قولہ حرم ذلک علی المومنین بصیغہ جمع ہی ایسے ہی زانیہ ومشرکہ عام ہی قول چہارم یہ کہ اہل صفہ فقرائے مونین نے چاہا کہ کسبیون سے نکاح کرین اور وے کھانے پینے کی متکفل ہوتی تھین پس منع کردیے گئے تو انھین کے ساتھ خاص ہی۔ ولیکن اِس قول کی دلیل ظاہر نہین ہی کہ انھین سے خاص ہی۔ قول پنجم یہ کہ مراد زانیہ وزانی سے وے ہین جنکو زنا کی حد ماری گئی ہو پس جنکو حد ماری گئی ویسی ہی عورتین اور ویسے مرد باہم نکاح کرین اور مونون پر حرام ہی پس مرد زانی محدود نہین نکاح کرسکتا سوائے اپنے مانند زانیہ محدودہ سے۔ یہی بعض اصحاب شافعی کا قول ہی اور ابن العربی نے کہا کہ یہ قول عقلاً ونقلاً صحیح نہین ہی۔ ششم یہ کہ یہ حکم اول مین تھا پھر منسوخ ہوگیا۔ نحاس نے کہا کہ اِسی پر اکثر علمار ہین۔ قول ہفتم یہ کہ یہ حکم غالب کا بیان ہی یعنی اکثر ایسا ہوتا ہی کہ زانی زانیہ سے نکاح کرتا ہی وبرعکس اور یہ قول بہت ضعیف ہی۔ پھر راجح قول اول ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تشنیع فعل زنا کی خبر ہی کہ۔ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً مرد زنا کار نہین

Marfat.com

وطی کرتا اگر عورت زانیہ سے یا مشرکہ سے یعنی مرد زانی کی مراد زنا نہین پوری ہوتی اور کوئی عورت اُسکے مطابق [illegible]
جو زانیہ بدکار گنہگار ہے یا وہ ایمان ہی نہین رکھتی مشرکہ ہے کہ اُسکی حرمت و عذاب کو نہین مانتی ہے۔ **وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا**
زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ اور یونہی جو زانیہ فاجرہ عورت ہے اُسکو یہ فعل کرانے کے لیے کوئی نہین ملتا مگر [illegible]
مشرک ہو کہ آخرت و عذاب کا یقین نہین کرتا۔ ابن عباس رض نے کہا کہ لاینکح نکاح نہین ہے اس سے تو معنی جماع کے ہین کہ [illegible]
سے جماع نہین کرتا مگر وہی مرد جو زانی ہے یا مشرک ہے۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ اسکی اسناد ابن عباس سے صحیح ہے اور سوائے ایک کے
کئی وجہ سے ابن عباس رض سے یہ تفسیر مروی ہے اور اسی کے مانند مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و عروہ بن الزبیر و ضحاک و مکحول و مقاتل
بن حیان وغیرہ واحد سے مروی ہے۔ اقول موید اسکے واسطے یہ ہے کہ زانیہ و زانی کی صفت اُسی وقت ہے کہ وہ اس فعل زنا مین ہو یا
اس سے توبہ نہین کی۔ و قولہ تعالی **وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ** اور مومنون پر یہ حرام کیا گیا یعنی ایسا فعل کرنا اور زانیہ
سے تزویج کرنا یا زانی مردون سے عفیفہ عورتون کی تزویج کرنا۔ ابن عباس رض نے کہا یعنی حرام کیا اللہ تعالی نے زنا کرنا مومنون پر
رواہ ابو داؤد والطیالسی۔ اور قتادہ و مقاتل نے کہا یعنی حرام کیا اللہ تعالے نے مومنون پر فاجرہ کسبیون سے نکاح کرنا۔ اور یہ حکم
پہلے آیا ہے۔ اور یہ حکم بمانند قولہ تعالے محصنات غیر مسافحات ولا متخذات اخدان۔ اور قولہ تعالے محصنین غیر مسافحین ولا متخذی
اخدان۔ پس اول قول الٰہی سے عورت زانیہ کے نفی ہوئی کہ جنسے نکاح کرد وے محصنات ہون اس حالت سے نہ ہون کہ کھلے خزانے
فحش کرتی ہون اور نہ ایسی ہون کہ خفیہ یاربازی کرتی ہون۔ اور دوسرے قول مین مردون کے زانی ہونے کی نفی ہے کہ مقصود [illegible]
ہو نہ رنڈی بازی اور نہ یاربازی۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہین سے امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ مرد عفیف کا نکاح ایسی
عورت سے جو علانیہ کسبی یا خانگی ہے نہین صحیح ہوتا ہے جبتک وہ عورت اُسی حال پر رہے پھر اگر توبہ کرلے تو صحیح ہے اور اسی طرح عورت
عفیفہ کا نکاح ایسے مرد فاجر سے صحیح نہین جو کھلا زناکار ہو یہانتک کہ وہ مرد اس سے توبہ کرلے تب صحیح ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہان کئی صورتین
ہین ایک یہ کہ ایک عورت کسب کرتی ہے اور زنا کی کمائی کرتی ہے اور اسی حالت پر اُسنے ایک مرد سے اپنا نکاح کیا اور اُسکے ساتھ مثلاً
اس زانیہ کسبی کو رغبت ہے اور وہ دوسرون سے علانیہ کسب کر کے اجرت حاصل کرتی ہے اور اس مرد کو بھی کھلاتی ہے جس سے اُسنے نکاح کیا ہے
یا بطور خانگی کسبی ہے کے ہے اور اسلام سے پہلے عرب وغیرہ مین ایسی کسبیان تھین اور اُنکے دروازون پر پردہ وغیرہ سے علامات ہوتی
تھین جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسبی کا گھر ہے جو چاہے اُسکو اجرت دیکر اُسکے ساتھ حرام کاری کرے اور وہ اپنے طریقہ پر کسی کو اپنا
شوہر بھی بنا لیتی تھین جسکو اپنی کمائی سے کھلاتی تھین۔ دوسری صورت یہ کہ ایک عورت ایسی کہ وہ معمولی کسبی یا خانگی نہین ہے لیکن لوگون
مین وہ بدکارہ زانیہ معلوم ہے پھر اگر کسبی علانیہ بازاری یا خانگی ہو یا دوسرے قسم کی ہو اگر یہ لوگ توبہ کرلین تو امام احمد رح کے نزدیک
اُنسے نکاح جائز ہوگا ورنہ نہین جائز ہے۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ امام احمد رح نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اہل ایمان
مین سے ایک مرد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کے بارہ مین اجازت پوچھی اس عورت کو ام مہزول کہتے تھے
اور یہ عورت زناکاری کیا کرتی تھی اور اُسنے اس مرد مسلمان سے شرط کی تھی کہ اُسکا نفقہ دیگی۔ ابن عمر رض نے کہا کہ پس اُس نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تھی یا آپ سے اس عورت کا یہ قصہ ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسکو یہ آیت سنائی الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لاینکحہا الا زان او مشرک و حرم ذلک علی المؤمنین [illegible]

نسائی نے روایت کیا اور اس مین یہ ہی پس اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہر امر اد یہی ہی کہ یہ آیت اللہ تعالے
نے اپنی نازل فرمائی تھی اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑہ دیا اور جو شخص حدیث سے واقف ہی وہ جانتا ہی کہ اکثر استعمال علماء تابعین
وسلف رضی اللہ عنہم مین اسطرح آیا ہی پس یہ مراد نہین ہی کہ اسی معاملہ مین نازل فرمایا ہی - وقد رواہ الحاکم وصححہ وغیرہ - ہان محتمل شان
نزول کو دوسری روایت مرثد ابن ابی مرثد رضی اللہ عنہ کی ہی جو شیخ ابن کثیر رح نے امام ترمذی سے نقل فرمائی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے
ایک مرد تھا اسکو مرثد بن ابی مرثد کہتے تھے وہ نیک مرد مکہ سے قیدیون کو لادلاتا تھی کہ انکو مدینہ مین پہونچاتا (کفار مکہ نے اپنے قرابتی مسلمانون
کو قید کردیا تھا اور انکی رہائی دشوار تھی تو مرثد رض انکو چالاکی سے نکالکر مکہ سے بھگا لاتے تھے) اور مکہ مین ایک عورت فاحشہ کسبی
تھی جسکو عناق کہتے تھے اور یہ عورت کسی وقت جاہلیت مین مرثد رضی اللہ عنہ کی آشنا تھی اور مرثد رض نے قیدیان مکہ مین سے ایک کو
وعدہ کیا تھا کہ لادلاوینگے مرثد رض نے بیان کیا کہ مین مکہ پہونچا اور مکہ کے حوائطین سے ایک حائط کے سایہ مین کھڑا ہوا اور چاندنی
رات تھی پس اتنے مین وہ عناق عورت گذری تو اسنے حائط کے نیچے سایہ کی سیاہی دیکھی جب وہ میرے پاس تک پہونچی تو اسنے
مجھے پہچان لیا اور بولی کہ مرثد مین نے کہا کہ ہان کہنے لگی کہ مرحبا مرحبا آج میرے یہان رات کو رہو مین نے کہا کہ اے عناق
اللہ تعالی نے زنا حرام کردیا ہی (جب اسنے دیکھا کہ یہ کسی طرح مجھ سے ملوث نہ ہوگا) تو عناق مذکورہ چلانے لگی کہ اے اہل الخیام
یہ مرد ہی کہ تمہارے قیدیون کو لادلیجاتا ہی - کہا کہ آواز سنکر آٹھ آدمی میرے پیچھے دوڑے اور مین خندق کی راہ بھاگا یہانتک
کہ ایک غار پر پہونچا اور اسکے اندر چھپ رہا اور وہ لوگ بھی پیچھے آئے یہانتک کہ میرے سر پر کھڑے ہوئے وہان انھون نے
پیشاب کیا سو تمام پیشاب انکا میرے سر پر پڑا مگر اللہ تعالی نے انکو مجھ سے اندھا کردیا پھر وہ لوگ لوٹ کر چلے گئے اور مین وہان
سے نکلکر اس شخص کے پاس پہونچا جسکے لادلیجانے کا قصد تھا پس مین نے اسکو لادا وہ بڑا بھاری تھا جیون تیون مین اسکو
لادکر اذخر تک پہونچا وہان بیٹھکر مین نے اسکے بندان کھولے پھر مین اسکو لادلیتا اور وہ میری مدد کرتا یہانتک کہ مین اسکو مدینہ لایا
پھر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین عناق سے نکاح کرون مین عناق
سے نکاح کرون مین نے دو مرتبہ عرض کیا پس آپ نے مجھے کچھ جواب نہین دیا یہانتک کہ نازل ہوا قولہ تعالی الزانی لاینکح الا زانیۃ
او مشرکۃ والزانیۃ لاینکحہا الا زان او مشرک وحرم ذلک علی المؤمنین - پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے مرثد الزانی
لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ پس تو اس سے نکاح مت کر - قال الترمذی حسن غریب ورواہ ابوداؤد والنسائی ورواہ الحاکم وصححہ والبیہقی
وغیرہم - مترجم کہتا ہی کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ نکاح بمعنی عقد مراد ہی اور زانیہ سے عقد کرنا صحیح نہین ہی ولیکن مترجم کہتا ہی
کہ اسمین دو باتین ہین اول یہ کہ عناق مذکورہ ایمان سے خارج اور مشرکہ تھی اور سورۂ بقرہ مین نازل ہوچکا کہ مشرکہ سے نکاح صحیح
نہین جب تک کہ وہ ایمان نہ لاوے اور دوسری بات یہ کہ عناق سے نکاح اگرچہ بمعنی عقد ہوتا ہم وہ مذکورہ سابق دو صورتون مین سے
قسم اول ہی یعنی وہ کسبی علانیہ جس نے کسی مرد سے شوہری کا رشتہ کرلیا بوجہ اسکے کہ وہ مرد اسکو مرغوب ہی یا مانند اسکے کوئی وجہ ہی
اور وہ کسبی اسی طرح لوگون سے حرامکاری کراتی اور کماتی ہی پس اسمین سے ہر ایک بات واسطے نکاح ممنوع ہونے کے کافی ہی
واللہ تعالے اعلم اور خطابی رح نے ذکر کیا کہ آیت کریمہ خاص بواقعۂ ام مہزول ہی اور مجاہد رح سے روایت ہی کہ خاص بواقعۂ عناق
[illegible] ہی اور ابو صالح سے روایت ہی کہ آیت مخصوص باصحاب صفہ ہی رضی اللہ عنہم - اور زجاج رح وغیرہ نے ذکر کیا کہ حسن بصری رح

Marfat.com

کا قول ہی کہ اِس حکم سے مراد یہ کہ زانی جسکو حد ماری گئی ہو وہ نہین نکاح کریگا مگر ایسے ہی زانیہ عورت سے جسکو [illegible] گئی ہو
ابراہیم نخعی رح سے مروی ہی - اور اسمین کلام عنقریب آتا ہی اور دلیل اِس قول کی وہ حدیث ہی جو شیخ ابن کثیر [illegible] ابن
ابی حاتم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاینکح الزانی المجلود الا مثلہ یعنی جو
زانی جسکو کوڑے پڑے ہون نہین نکاح کریگا مگر اپنے مثل زانیہ محدودہ سے - ورواہ ابو داؤد - مترجم کہتا ہی کہ اگر ابن [illegible]
سے یہ معنی سمجھے گئے کہ آپ نے نہی فرمائی ہی کہ زانی مجلود کا نکاح نہین ہو سکتا مگر زانیہ محدودہ سے تو اسمین یہ کلام ہی کہ آیت مین
الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ - آیا ہی اور زانی سے جب زانی محدود مراد ہوا اور حدیث سے یہ معنی مذکور ہوئے تو حاصل یہ ہوا
کہ زانی مجلود کو کسی عورت سے نکاح صحیح نہین سوا اے زانیہ محدودہ اور عورت مشرکہ سے - اور ظاہر ہی کہ عورت مشرکہ سے نکاح
حرام ہی تو کیونکر یہ معنی آیت سے صحیح ہو سکتے ہین اور شاید کہ حسن بصری رح و ابراہیم نخعی رح سے اگر روایت صحیح ہو تو انکی مراد یہ نہوگی
کہ آیت مین یہ حکم ہی بلکہ استناد انکا حدیث ابوہریرہ رض سے ہوگا واللہ اعلم - اور اظہر و افصح معنی حدیث کے یہ ہین کہ جبلت [illegible]
طبیعت زانی مجلود مین یہ واقع ہوتی ہی کہ وہ اپنے ہی ایسی عورت سے نکاح کرتا ہی پس مقصود اس سے اجتناب صحبت بدکار ہے واللہ
تعالے اعلم - پھر یہ امر جزم کے قابل ہی کہ جو زانیہ کسبی از قسم اول ہو کہ کسی مرد سے رغبت کا نکاح کرے اور بدستور اعلان کے ساتھ
کمائی کرے تو اسلام اُسکو کسی وجہ سے متحمل نہین اور نکاح روا نہین ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ امام احمد نے عبد اللہ بن عمر رض سے
روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگ ہین کہ نہ وے جنت مین جاوین اور نہ قیامت کے روز اللہ تعالے
اُنکی طرف نظر فرماوے اپنے والدین کا عاق اور عورت مترجلہ جو مردون سے اپنی مشابہت کرتی ہی اور دیوث اور تین ہین کہ اللہ تعالی
اُنپر نظر نہ فرماویگا بروز قیامت عاق اپنی والدین کا اور دائمی شراب خوار اور کسبی کو کچھ دیکر احسان جتلانے والا - ورواہ النسائی
اور امام احمد نے دوسری اسناد سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم
ہین کہ اللہ تعالے نے اُنپر جنت حرام فرمائی ہی ہمیشہ شراب پینے والا اور عاق اپنے والدین کا اور جو اپنے اہل مین خبث کو برقرار
رکھے - ابو داؤد طیالسی نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت مین کوئی
دیوث نہین جائیگا - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ روایت اگلی احادیث کے واسطے شاہد ہی اور کہا کہ امام اسمعیل بن حماد جوہری
رح نے صحاح لغت مین کہا کہ دیوث وہ بیحیا ہی جسکو غیرت نہ ہو - مترجم کہتا ہی کہ عاق جو والدین کو رنجیدہ و ناراض رکھے اور انکا
نافرمان ہو امور جائز مین - اور عورت جو مردون سے مشابہت کرے جیسے لباس مین مردانہ جوتا پہنے و مانند اسکے امور مین
اور مدمن الخمر مین دوام عزم کافی ہی جب کہ اُسنے توبہ نہین کی اگرچہ وہ ہر وقت نہ پیتا ہو - کما صرح بہ بعضہم - اب اِس سے ظاہر
ہی کہ ایسی فاحشہ کسبیون سے اِس صورت مین کہ وہ فاحشہ رہے نکاح کیونکر جائز ہوگا - اگر کوئی کہے کہ بعض حدیث سے ظاہر
ہوتا ہی کہ اگر کسی کی عورت بدکار ہو تو اُسپر طلاق دینا واجب نہین ہی جواب یہ کہ نہین بلکہ جو شخص اپنی جورو کی بدکاری پر واقف ہو
پھر اُسکو بدستور اپنے حال پر چھوڑے اور طلاق نہ دے تو وہ دیوث ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے اُسکو ذکر کیا کہ نسائی نے
ایسی اسناد سے جسمین عبد الکریم راوی ہی ابن عباس رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے
کہا کہ میرے پاس ایک عورت ہی جو مجھے سب لوگون سے زیادہ محبوب ہی ولیکن وہ کسی چھونے والے کا [illegible]

Marfat.com

[illegible] دیوث نے اپنے کہا مجھے اس سے صبر نہین ہی تو فرمایا کہ اس سے استمتاع حاصل کر۔ امام نسائی رح نے
[illegible] کہا کہ یہ حدیث ثابت نہین ہی اور عبد الکریم راوی قوی نہین ہی جسنے ابن عباس رض سے روایت بیان کی اور اسی روایت
کو [illegible] بن زیاد نے بدون ذکر ابن عباس کے مرسل روایت کیا اور یہ ارسال قوی ہی مگر حدیث مرسل ہی ولیکن امام نسائی نے
کتاب الطلاق مین اسکو ہارون بن ریاد سے اُسنے عبد اللہ بن عبید بن عمیر سے اُسنے ابن عباس سے مسند روایت کیا اور یہ اسناد
صحیح ہی لیکن امام نسائی نے بعد روایت کے کہا کہ یہ خطا ہی اور صواب اسمین مرسل ہی اور امام نسائی و ابو داؤد نے اس حدیث
کو دوسری اسناد سے مسند روایت کیا اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ اسناد تو قوی ہی ولیکن اس حدیث کی نسبت نسائی رح نے
کہا کہ ضعیف ہی اور امام احمد رح نے کہا کہ حدیث منکر ہی۔ پھر شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ بعض نے اس حدیث کے معنی یہ بیان کیے کہ
اُس عورت کی طبیعت اسطرح کی واقع ہوئی ہی کہ وہ خود پسند ہی اگر کوئی چھوے تو اُسکو منع نہ کریگی اور یہ مراد نہین کہ اس عورت سے
زنا کو واقع ہوتا ہی کیونکہ ایسی حالت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کیونکر اجازت دیتے اور وہ مرد اس صورت مین دیوث ہوتا
اور اسکی وعید اوپر گذر چکی ہی ولیکن چونکہ اُسکی طبیعت اس قسم کی واقع ہوئی کہ وہ اگر کسی موقع پر تنہا کسی مرد کے ساتھ
ہوتی تو مانع نہوتی لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے طلاق کا ارشاد کیا پھر جب مرد نے اُسکی محبت کا ذکر کیا تو آپنے چھوڑ دیا
کیونکہ محبت تو اسوقت موجود ہی اور فاحشہ کا وقوع اُسکا وہم ہی شاید ہو یا نہو واللہ تعالی اعلم۔ پھر شیخ نے ذکر کیا کہ علماء نے کہا کہ
اگر زانیہ عورت سے توبہ ٹھیک ہو جاوے تو اس سے نکاح کرنے مین مضائقہ نہین ہی چنانچہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے
روایت کی کہ ایک شخص نے اُنسے سوال کیا کہ مین ایک عورت سے مبتلا ہوتا تھا جو اللہ تعالے نے مجھپر حرام کیا ہی وہ کرتا تھا پھر اللہ
نے مجھے اس فعل سے توبہ نصیب کی تو مین نے چاہا کہ اس عورت سے نکاح کرلون مگر لوگون نے مجھسے کہا کہ الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ
تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت اس معنی مین نہین ہی تو جا کر اس عورت سے نکاح کرلے اگر اسمین کچھ گناہ ہوگا تو وہ مجھپر ہی
اور شیخ نے لکھا کہ ایک گروہ علماء نے دعوی کیا کہ یہان جو آیت ہی وہ منسوخ ہی اور ناسخ اُسکے واسطے وہ آیت ہی جو اسی سورۃ
مین بعد کو ہی یعنی قولہ تعالے وانکحوا الایامی منکم الآیۃ۔ اسکو ابن ابی حاتم و ابو عبید نے سعید بن المسیب سے روایت کیا اور امام شافعی رح
نے اس نسخ کو صریح بیان کیا ہی انتہی کلامہ اور شیخ سیوطی رح نے ابن عباس کے فتوی مین جو روایت ذکر کی اسمین یہ زیادت ہی
کہ سائل سے کہا کہ یہ آیت ان زانیہ عورتون کے بارہ مین ہی جو اسوقت تھین کہ جنکی یہ حالت تھی کہ اپنے دروازون پر علامات رکھتی
تھین کہ جو چاہے اُنسے زنا کرے اور اسی کی کمائی علانیہ کرنے مین مشہور تھین پس اللہ تعالے نے ان مشرکہ زانیہ عورتون سے نکاح
حرام کر دیا۔ اور مجاہد رح سے روایت ہی کہ زمانہ جاہلیت مین فاحشہ کسبیان تھین ازانجملہ ایک عورت ام جمیلہ تھی اور مردانمین سے
کبھی کوئی شخص اسکو نکاح مین لاتا کہ یہ کسبی اُسکو اپنی کمائی سے کھلاوے پس اللہ تعالی نے مومنون کو منع کر دیا کہ کوئی مسلمان انمین سے
کسی سے نکاح نہ کرے۔ یہ روایت مرسل ہی مسئلہ ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا پھر اُسنے چاہا کہ اس عورت سے نکاح کرلے
تو امام ابو حنیفہ و شافعی کے نزدیک جائز ہی۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ و دیگر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہی کہ نہین جائز ہی
اور ابن مسعود رض نے فرمایا کہ جب مرد نے ایک عورت سے زنا کیا پھر اُسی سے نکاح کیا تو وہ دونون ہمیشہ زانی ہین۔ اور یہی امام مالک
کا قول ہی۔ اور خطیب وغیرہ نے بھی حضرت ام المومنین عائشہ رض کا قول ذکر کیا اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی کہ ایک مرد

ایک عورت سے نکاح کیا تھا پھر آپ کے حضور مین ثابت کیا گیا کہ یہ مرد سابق مین زنا کی جہت سے [illegible]
اور اُسکی جورو کے درمیان جدائی کردی اور فرمایا کہ تو اپنے مثل کسی محدود عورت سے نکاح کر۔ اور [illegible]
ایک مرد و عورت کو زنا کی حد ماری اور بعد اسکے آمادگی ولائی کہ دونون نکاح کرین مگر اس مرد نے انکار کیا۔ [illegible]
نے آیت کی تفسیر مین نکاح بمعنی عقد شرعی لیا اور حاصل تفسیر یہ ہوا کہ زانی نہین نکاح کرتا ہے مگر زانیہ یا مشرکہ سے اور زانیہ [illegible]
زانی یا مشرک اور ایسا مومنون پر حرام کیا گیا ہے یعنی یہ نکاح مومنون پر حرام ہے پھر تصریح کردی کہ امام شافعی کے نزدیک [illegible]
ہوگئی بقولہ تعالے وانکحوا الایامی منکم الآیہ سے اور ایامی جمع ایم کی ہے اور ایم وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو خواہ کنواری ہونے سے
یا رانڈ ہونے سے۔ اور ایسے ہی مرد ایم ہے اور وجہ استدلال یہ کہ ایم عام حکم ہے خواہ زانی ہو یا زانیہ ہو یا طاہر و طاہرہ ہو۔ [illegible]
کہ ظاہر کلام شیخ ابن کثیر رح اسطرف مائل ہے کہ نسخ کا ثبوت مشکل ہے اور آخرین لکھا کہ وادعی طائفۃ اخرون من العلماء ان الآیۃ منسوخۃ
یعنی دعوی کیا ایک گروہ دیگر نے علماء مین سے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ اسمین تلویح ہے کہ یہ دعوی بے ثبوت مشکل ہے ولہذا خود یہ اختیار کیا کہ
مراد نکاح سے آیت مین جماع ہے چنانچہ آیت ذکر کرکے اُسکی تفسیر شروع کی تو کہا کہ یہ آیت اللہ تعالی کیطرف سے اخبار ہے کہ زانی نہین وطی کرتا
مگر زانیہ و مشرکہ سے یعنی زانی کی خواہش و مراد ایسی ہی عورت سے پوری ہوتی ہے جو بدکار ہو یا وہ بوجہ شرک کے زنا کی حرمت کا اعتقاد
نہ رکھتی ہو اور ایسے ہی زانیہ کی مراد نہین پوری ہوتی مگر ایسے ہی مرد سے جو بدکار ہو یا وہ بوجہ شرک کے حرمت کا معتقد نہ ہو۔ قول
اِس سے دو باتین نکلین ایک تو زنا کی شناخت و فحش قبیح ہونا دوم یہ کہ بصفت زنا کوئی وطی مومنون پر نہین جائز ہے۔ اِس سے ظاہر ہوا کہ
جب مرد و عورت دونون کی طرف اول مین تقبیح عائد تھی اِسطرح کہ جو عورت زانیہ ہے جب تک اُسمین یہ صفت موجود ہے تو اُس سے وطی
کرنا خواہ بنکاح ہو یا بلا نکاح ہو حرام ہے تو ایسے اعلان کے زانیہ کا نکاح بھی نہین جائز ہے۔ اب اگر اُسنے توبہ کی تو اسمین یہ صفت نہین
رہی پس اسپر یہ صادق آیا کہ نکاح کرنے والے نے اِس سے بہ نکاح وطی کی جو کبھی زانیہ تھی اور مرد وہ زانی ہوگا جو اجنبیہ عورت سے
بلا نکاح وطی کرے تو اِس منکوحہ سے وطی کرنے مین وہ زانی نہین ہے اور یہ قول بنظر دلائل ارجح ہے کیونکہ سبب نزول و روایات اُسکے
واسطے شاہد ہین واللہ تعالی اعلم۔ مترجم کہتا ہے کہ اِس قول پر اگر کسی عورت سے جو علانیہ زانیہ ہے کسی نے نکاح کیا اور کوئی وقت بیان
نہ کیا اور مقصود اسکا یہ ہوا کہ اسکو دو چار روز یا چند روز بعد طلاق دیدیگا اور اسطرح حرمت زنا کی عائد نہ ہوگی تو یہ جائز نہین ہے لیکن
اِس صورت مین کہ وہ کسبی توبہ کرلے۔ یہ مسئلہ مین نے اسواسطے لکھا کہ بعض کتب فقہ مین مذکور ہے کہ متعہ حرام ہے اور نکاح موقت حرام
ہے ولیکن اگر نکاح مین وقت بیان نہ کرے اگرچہ اُسکی نیت مین ہو کہ ایک روز کے بعد مثلاً طلاق دیدیگا تو نکاح جائز ہوگا۔ اور یہ بھی مذکور ہے
کہ زانیہ سے نکاح جائز ہے پس بعض لوگون نے وہم کیا کہ کسبی عورت سے اگر نکاح کرلے اور وقت بیان نہ کرے تو حرمت زنا سے بچ جاوے
یہ وہم ہے کیونکہ وہ عورت کسبی زانیہ معروفہ ہے تو بقول ارجح اِس سے نکاح ہی صحیح نہ ہوگا جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے واللہ تعالے اعلم
اور جو عورت اسطرح اعلان کے ساتھ زانیہ کسبی نہ ہو اگرچہ کچھ لوگ اسپر زانیہ ہونے کا گمان کرتے ہون مگر شرعی شہادت نہ ہو [illegible]
گمان گناہ و خطا قرار دیا جائیگا اور اِس سے نکاح روا ہوگا واللہ تعالی اعلم۔ اور کرخی رح نے معنی آیت مین لکھا کہ فاسق خبیث جسکی شان سے
زنا ہے وہ عورت [illegible] کے نکاح مین رغبت نہین کرتا ہے بلکہ اُسکی رغبت تو اُسی کے مثل فاسقہ یا مشرکہ عورت مین ہوتی ہے [illegible]
عورت کی رغبت مرد صالح سے نہین ہوتی بلکہ اِس سے نفرت کرتی ہے اور فاسقہ کی رغبت تو اُسی کے ہمجنس مرد فاسق یا کافر [illegible]

[illegible] احوال کا ہر جیسے ہوتے ہین کہ نیکی نہین کرتا مگر مرد متقی حالانکہ کبھی غیر متقی بھی کوئی نیکی کرتا ہے - مترجم
[illegible] نہایت ہین فضیحت وتقبیح زانی وزانیہ کا اظہار ہے تو اُنکے اکثر واغلب احوال کا ذکر اس معنی فضیحت مین اکثر و
[illegible] مین کہتا ہون کہ یہ حکم ایک اعتبار سے کلی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر زانی مرد نے کسی عفیفہ عورت سے نکاح بھی کیا تو باب
[illegible] ہین جو باہم رغبت ومحبت ہوتی ہے وہ رغبت اِس مرد کو جیسے کسی زانیہ کے چونچلون پر فریفتگی سے زانیہ فاسقہ کی طرف دلی
رغبت ہوگی ویسی الفت ومحبت اُسکو عفیفہ منکوحہ سے نہ ہوگی اور یہی حال فاسقہ بدکارہ عورت کا ہے کہ اُسکو دلی الفت ومحبت اپنے
[illegible] صالح سے نہ ہوگی جسقدر کہ اُسکی رغبت مرد فاسق کی طرف ہوگی اور یہ اسوجہ سے کہ قلوب صلاحیت وخلاف صلاحیت
[illegible] ہر ایک اپنی جنس سے موافقت کرتا ہے - خطیب رح نے لکھا کہ جو شخص مائل بزنا ہو وہ صالحہ سے رغبت نہ کریگا اور جو عورت مائل
بفجور ہو وہ صالح مرد سے راغب نہ ہوگی کیونکہ مشاکلت علت موافقت ہے اور مباینت علت مخالفت ہے اور بعض نے کہا کہ جنسیت
[illegible] سبب انضمام ہے اور جب جنسیت مین دونون مین مشاکلت ہو تو الفت ہوگی اور جب مباینت ہو تو مخالفت ہوگی - حضرت ابو ہریرہ رض
سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو آدمی تم مین سے دیکھ لے کہ وہ کس سے
دوستی کرتا ہے - اقول الحدیث فی الصحاح اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب کوفہ مین آترے تو تین روز کے بعد اُنکو خطبہ سنایا کہ اے
اہل کوفہ مین نے تمہارے نیکون وبدون کو پہچان لیا کہ ہمارے ساتھ کے نیک تمہارے نیکون سے مل بیٹھے اور ہمارے ساتھ
کے بدون سے تمہارے بدون نے موافقت کی - عامر شعبی رحمہ اللہ تابعی سے مرسل روایت ہے کہ اللہ تعالے کا ایک فرشتہ موکل ہے
وہ باہم اشکال کو ملاتا ہے - مترجم کہتا ہے کہ یہ امر جو عامر شعبی نے ذکر کیا منجملہ اسرار خفی کے ہے اور ہم نے اُسکو کثرت سے تجربہ کیا
ہے واللہ تعالے اعلم - پھر جب اللہ تعالے نے زناکاری کی سزاے تمام بیان فرمائی اور زنا کی تفضیح اور اُسکے فحش ہونے
کو [illegible] فرمایا اور جو متصف بزنا ہو اُسکے نکاح کی حرمت بیان کردی تو اُسکے بعد اِس امر سے منع فرمایا کہ بغیر ثبوت ومعائنہ کے کسی کو
زنا کی تہمت نہ ہو اور اُسکی سزا بیان فرمائی

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً

اور جو لوگ عیب لگاتے ہین قید والیون کو پھر نہ لائے چار مرد شاہد تو مارو اُنکو اَسّی چوٹ قمچی کی

وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا

اور نہ مانو اُنکی کوئی گواہی کبھی اور وہی لوگ ہین بے حکم مگر جنھون نے توبہ کی

مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

اِس پیچھے اور سنوار پکڑی تو اللہ بخشتا ہے مہربان

[illegible] بہتان اُن لوگون کا ہے جو کسی کو زنا کا بہتان لگا دین اور معنی بہتان کے یہ ہین کہ شرعی طور پر ثبوت نہ ہو یعنی چار گواہ
[illegible] تو وے کاذب ہین اُنکو سزا دیجائیگی ولیکن شوہر اگر اپنی جورو کو زنا کی تہمت دے پھر اگر اُس سے رجوع کرے تو اُسکو
[illegible] جائیگی ورنہ لعان کے بعد دونون مین جدائی ہوگی جیسا کہ آویگا - پس فرمایا وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ
[illegible] کرتے ہین محصنات کو یعنی زنا کی نسبت دیتے ہین ایسی عورتون کو جو محصنہ ہین - ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ

Marfat.com

پھر وے نہین لائے چار گواہون کو۔ یعنی اپنے قول پر تو وے شرعاً جھوٹے ہین انہون نے عفیفہ کو [illegible]
ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً پس اے حکام مومنین تم انکو مارو اسی درے۔ **وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً** [illegible]
قبول کرو انکی گواہی کبھی۔ کیونکہ یہ بات معلوم ہوگئی کہ یہ شخص جھوٹ بولنے سے نڈر ہی اور ایسا جھوٹ [illegible]
کی آبرو جاتی ہی اور خواری ہوتی ہی اور اگر اس جھوٹے کی بات مانی جاتی تو اس نیک کی جان پر صدمہ ہوتا یا تہمت [illegible]
پس یہ جھوٹا حد سے زیادہ بیباک ہی حالانکہ اسوقت تک اسکی گواہی لیجاتی تھی اور سچا سمجھا جاتا تھا مگر اسکی [illegible]
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور ایسے ہی لوگ تو فاسق ہین۔ اور فاسق لوگ جہنم کی سزا پاوینگے **اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا**
مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ باستثناے انکے جنھون نے بعد اس بہتان کے توبہ کی اسد تعالے سے **وَاَصْلَحُوْا** اور اپنے اعمال نیک [illegible]
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تو اسد تعالے غفور رحیم ہی۔ ف — اس کلام مین حد قذف اور قاذف کی سزا کا بیان ہی
اور بیان کئی مقام ہین اول یہ کہ رمی۔ دوم محصنات سوم اربعۃ شہدآ۔ چہارم ثمانین جلدہ پنجم عدم قبول شہادت ابدا ششم ما تی
ہین ہفتم الا الذین تابوا۔ بیان اول رمی لغت مین پھینکنا اور رماہ بشی اسکو کوئی چیز پھینک ماری اور مراد یہان زنا کا قول کسی پر ڈالنا
خطیب نے کہا کہ چار دلیلون سے معلوم ہوا کہ یہان رمی سے مراد زنا ہی ایک یہ کہ اوپر زنا کا ذکر ہی۔ دوم محصنات کو رمی اور محصنات عفا [illegible]
عورتین ہین تو انکی رمی اسکی ضد ہوئی یعنی زنا سے۔ سوم چار گواہ نہ لانا اور معلوم ہی کہ یہ تعداد گواہون کی زنا مین شرط ہی۔ چہارم
ذکر حد کیونکہ اجماع ہی کہ سواے زنا کی رمی کے اور رمی مین حد نہین ہی۔ اقول علمار نے اتفاق کیا ہی کہ بلیغ محاورہ مین مراد زنا ہی اور یہی یہان
مراد ہی۔ بیان مقام دوم یہ کہ رمی زنا کی محصنات کو ہو اور محصنہ وہ عورت کہ آزاد مکلفہ عفیفہ ہو یعنی آزاد عاقلہ بالغہ مسلمہ عفیفہ ہو جس سے
اسوقت تک عمر مین کبھی زنا نہ ہوا ہو اور نہ اس سے بوجہ شبہہ یا نکاح فاسد کی وطی کی گئی ہو کما صرح بہ الطحاوی فی الرجل۔ اور واضح ہو کہ
جو حکم محصنات عورتون کے قذف مین ہی وہی حکم محصنین مردون کے قذف مین ہی پس مردون و عورتون مین حکم یکسان ہی اور اسپر
علماے امت نے اجماع کیا ہی کسی کا اسمین خلاف نہین ہی۔ کما صرح بہ الشیخ ابن کثیر والخطیب وغیرہم پھر آیت مین محصنات عورتون کی
تخصیص بذکر اسواسطے فرمائی کہ محصنات عورتون کے حق مین اس قذف سے عار زیادہ ہی اور یہ انکے حق مین زیادہ شنیع ہی جیسے عورتون
کے حق مین زنا سے عفت زیادہ وجیہ ہی ویسے ہی انسے زنا کی حرکت زیادہ شنیع ہی اور بعض نے کہا کہ مردون کا شمول آیت مین بذکر ہی اور
قولہ والذین یرمون المحصنات۔ یعنی والذین یرمون الانفس المحصنات۔ یعنی جو لوگ زنا کا بہتان لگاتے ہین ایسے نفوس کو جو محصنات
ہین اور یہ نفوس خواہ مرد ہون یا عورتین ہون۔ پس محصنات مطلق نفوس ہین شامل مردون و عورتون کو بدلیل دوسری آیت کے
کہ والمحصنات من النساء الخ کہ یہان من النساء سے محصنات کا بیان ہی پس اگر محصنات خالی عورتین ہی ہوتین تو من النساء سے
بیان چندان مفید نہ ہوتا اور جب کہ محصنات مردون و عورتون دونون کو شامل تھا تو من النساء سے بیان ہوا کہ نفوس محصنات
عورتون مین سے مراد ہین۔ بالجملہ یہ دلیل شمول کی ہی اور خود اجماع امت ہی کہ مردون محصنین کا بھی یہی حکم ہی اور محصن وہ [illegible]
بالغ مسلم عفیف جس نے عمر مین اسوقت تک کبھی نہ زنا کیا ہو اور نہ شبہہ یا نکاح فاسد سے کسی کے ساتھ وطی کی ہو [illegible]
گئے ہین کہ جو کوئی کسی کافر یا کافرہ کو قذف کرے اسپر حد نہین ہی ولیکن زہری و سعید بن المسیب و ابن ابی لیلی [illegible]
پر حد قذف ہی۔ اور سب علمار کے نزدیک بالاجماع جو آزاد اپنے غلام کو قذف کرے تو غلام کے عوض [illegible]

Marfat.com

... رد نہ کئے دلیکن جو گناہ سے نہ چھوٹیگا جب کہ اُسنے جھوٹ باندھا ہو چنانچہ صحیح مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت ہی جس نے اپنے غلام کو زنا کی تہمت دی تو اُسپر قیامت کے روز حد قذف قائم کیجائیگی الا اس صورت مین کہ مملوک ویسا ہی
ہو جیسا اُسنے کہا ہو - بیان ہوا مترجم کہتا ہی جب کسی شخص نے مرد یا عورت محصنہ کو زنا کی نسبت کی تو اُسپر واجب ہی کہ چار گواہ لا دے جو چار مرد
ہون عادل ہون اور آزاد ہون غرضکہ جو شرائط گواہ مین چاہیے ہین سب موجود ہون اور وے قطعی گواہی معائنہ زنا کی جسطرح مذکور
ہوئی ہی قاضی و حاکم کے سامنے ادا کرین - اور جمہور علمار نے کہا کہ جائز ہی کہ قذف کسی مجلس مین ہوا ور پھر گواہ قاضی کی مجلس مین قائم
کرے جیسا ذکر کیا گیا کہ امام مالک کے نزدیک اِسی مجلس مین ہون - اور مترجم کہتا ہی کہ ہمارے اہل عصر مین سے مؤلف فتح البیان
نے لکھا کہ واذا لم یکمل الشہود اربعۃ کانوا قذفۃ یحدون حد القذف وقال الحسن والشعبی انہ لا حد علی الشہود ولا علی المشہود علیہ
وبہ قال احمد وابو حنیفۃ ومحمد بن الحسن ویرد ذلک ما وقع فی خلافۃ عمر من جلدہ الثلثۃ الذین شہدوا علی المغیرۃ بالزنا ولم یخالف فی ذلک
احد من الصحابۃ - یعنی جب گواہون کی تعداد چار پوری نہ ہو تو یہ گواہ قذف کرنے والے ہوکر اُنکو حد قذف ماری جائیگی اور
حسن بصری وشعبی رح نے کہا کہ نہ حد گواہون پر ہی اور نہ اُس شخص پر جسپر گواہی دی ہی اور یہی قول امام احمد وابو حنیفہ ومحمد بن الحسن
کا ہی اور اِس قول کو رد کرتا ہی وہ واقعہ جو زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین واقع ہوا کہ حضرت عمر رض نے ان تین گواہون
کو حد قذف ماری جنھون نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پر زنا کی گواہی دی تھی اور اُسمین کسی نے صحابہ مین سے مخالفت نہین
کی - مترجم کہتا ہی کہ یہ اُس شخص مؤلف کی طرف سے امام ابو حنیفہ رح وامام محمد رح پر بہتان صریح ہی چنانچہ محیط مین ہی کہ اگر زنا پر چار سے
کم گواہی دین خواہ ایک ہو یا دو ہون یا تین ہون تو گواہی قبول نہوگی اور گواہ کو حد قذف ماری جائیگی یہ ہمارے علمار کا مذہب
ہی اور اگر قاضی کی مجلس مین چار مرد اسواسطے حاضر ہوے کہ گواہی دین کسی پر زنا کی - پھر ایک نے گواہی دی یا دو نے یا تین نے
اور باقی نے انکار کیا تو ہمارے علماے کے نزدیک جس نے گواہی دی اُسکو حد قذف ماری جائیگی - انتہی اور طحاوی نے
شرح الاصل مین لکھا کہ اگر گواہون مین سے تین مردون نے زنا پر گواہی دی اور چوتھے نے کہا کہ مین نے تو دونون کو ایک لحاف
مین دیکھا تھا تو جبکہ ان لوگون نے گواہی دی تھی اُسکو تو زنا کی حد نہین ماری جائیگی ولیکن تینون گواہون کو حد قذف ماری
جائیگی اور چوتھے گواہ پر حد قذف نہین ہی لیکن اگر چوتھے گواہ نے پہلے کہا ہو کہ اُسنے زنا کیا پھر زنا کی تفسیر یہ بیان کی ہو کہ دونون
ایک لحاف مین تھے تو اِس صورت مین اِس گواہ کو بھی حد قذف ماری جائیگی انتہی - اور مبسوط مین ہی کہ اور قاذف سے چار
گواہون سے کم قبول نہ ہونگے پھر اگر قذف کرنے والا چار گواہ لایا جنھون نے مقذوف پر ایسی زنا کی گواہی دی جسکا زمانہ
گذر گیا ہی تو مین استحسانا اُس سے حد دور کرونگا اور اگر وہ تین گواہ لایا جنھون نے مقذوف پر گواہی دی اور قذف کرنیوالے
نے کہا کہ چوتھا گواہ ... مین ہون تو اُسکی بات کی طرف التفات بھی نہ کیا جائیگا اور اِسپر اور اُسکے تینون گواہون پر حد قذف
قائم کیجائیگی انتہی مترجم کہتا ہے یہ صریح نصوص مذہب امام ابو حنیفہ وامام محمد رح کے موجود ہین اور مین نے کوئی روایت اُسکے خلاف نہین
پائی اور کیونکر ہو کہ آیت مین صریح اربعۃ شہدا ر منصوص ہی اور امام رحمہ اللہ کے اصول مین یہ لفظ خاص ہی کہ اُس سے کمی بیشی جائز
نہین ہی فلاصہ یہ ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فعل کہ مغیرہ رض کے اوپر گواہی دینے والے تینون گواہون کو آپ نے حد قذف
ماری ... باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ہی پس کیونکر اِس مؤلف نے بدون علم کے گزاف کے طور پر امام ابو حنیفہ وامام محمد کا

Marfat.com

قول برخلاف فروع و اصول کے ذکر کیا اور باقی ائمہ تابعین حسن و شعبی کا اور امام احمد کا بھی قول [illegible]
ہی۔ پھر اس مولف نے یہ بھی لکھا کہ وظاہر الآیہ انہ یجوز ان یکون الشہود مجتمعین او مفترقین ومخالف [illegible]
یعنی ظاہر آیت یہ ہی کہ یہ بات جائز ہی کہ چارون گواہ مجتمع ہون یا متفرق ہون اور مخالفت کی اسمین حسن و [illegible]
کہ اسمین امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف و امام محمد کا بھی یہی قول ہی و اتحاد المجلس شرط لصحۃ الشہادۃ و عند اختلافہ [illegible]
شہادتہم و یحدون حد القذف کذا فی الکافی یعنی اتحاد مجلس ہمارے نزدیک شہادت صحیح ہونے کے واسطے شرط ہی حتی کہ اگر [illegible]
نے متفرق ہو کر شہادت دی تو انکی گواہی قبول نہ ہوگی اور گواہون کو قذف کی حد ماری جاوے گی۔ یہ کافی میں ہی۔ پھر [illegible]
کا قول کہ ظاہر آیت یہ ہی قابل التفات نہین ہی بلکہ کہنے والا کہہ سکتا ہی کہ ظاہر اجتماع ہی بوجہ اسکے کہ قولہ لم یاتوا باربعۃ شہداء مین
لانا چار کا چاہیے جو گواہ ہون پس اگر وہ متفرق ایک یا دو کرکے لایا تو آخر حساب لگانے سے چار ہوگئے جو چار مرتبہ کرکے یا دو مرتبہ
کرکے لایا اور یہ صادق نہ آیا کہ وہ چار لایا پس ظاہر آیت تو اجتماع ہی۔ ہان امام شافعی کے اجتہاد مین مجتمع و متفرق لانا جائز ہی جیسا کہ
خطیب نے نقل کیا ہی۔ بیان مقام چہارم جب مرد یا عورت محصنہ کو زنا کے ساتھ رمی کیا اور چار گواہ مجتمع ادائے شہادت کے نہ لایا تو
قاذف ایک ہو یا کئی ہون ہر ایک پر اسی درے مارو۔ حد قائم کرنے کا اختیار حاکم و امام مسلمین کو یا اسکی طرف سے مختار نائب کو ہی
اور جمہور کے نزدیک اگر قذف کرنے والا غلام و مملوک ہو تو اسپر نصف کے چالیس درے ہین اور بعض سلف و خلف نے اسمین پوری سزا
رکھی ہی اور مذہب ہمارے نزدیک اول ہی۔ بیان مقام پنجم عدم قبول شہادت ابدی یعنی اسطرح محصنہ و محصن کو قذف کرنے والے
جب گواہ نہ لاسکے تو انکو حد قذف کے اسی کوڑے مارے جاوین اور انکی گواہی کبھی قبول نہ ہوگی جبتک وہ زندہ موجود ہین کیونکہ انھون نے
اللہ تعالے کی نافرمانی کی اور بندون کا ایک حق عظیم سمیٹا اور ہم لوگ گواہ کی گواہی پر حقوق مالی و حدود جانی کے پورے کرنے پر
مامور ہین ولیکن تہمت لگانے والے نے جھوٹ سے بلکہ بہتان سے پرہیز نہ کیا اور اللہ تعالی کا نافرمان ہوا اور بندون کے حقوق مین
اسنے اسقدر ظلم کیا اور جب قاضی کے حکم سے اسپر بہتان کے درے مارے گئے تو وہ زمانہ مین اعلان کے ساتھ مشہور ہوگیا کہ اسپر
کچھ اعتبار نہین ہی لہذا فرمایا واولئک ہم الفاسقون۔ فاسق ہین۔ خطیب رح نے کہا کہ یہ دلیل ہی کہ قذف کرنا اور زنا کی تہمت دینا کبیرہ گناہ
ہی کیونکہ فاسق کا نام اسی پر آتا ہی جو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اگر قذف کرنیوالے نے اپنے قول کی صحت پر چار گواہ
عادل قائم کردیے تو قاذف کے ذمہ سے حد دور ہوگی اور اگر اسنے گواہ قائم نہ کیے تو اسکے واسطے تین حکم بیان فرمائے ایک یہ کہ اسپر
اسی کوڑے مارے جاوین اول گواہ جب چار نہ ہوے تو وے بھی قذف کرنے والے ہوگئے۔ حکم دوسرا یہ کہ اسکی شہادت ہمیشہ کے
لیے مردود کرو۔ حکم سوم یہ کہ وہ ضرور فاسق ہی عادل نہین ہی نہ اللہ تعالے کے نزدیک اور نہ لوگون کے نزدیک پس مراد فاسق سے
یہی ہی اور یہی مقام ششم تھا۔ اور واضح ہو کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک قذف کرنے والا جب گواہ نہ لایا تو اسپر حکم شرعی متعلق ہوا
ولیکن تمام نہین ہی اور جب حد مار دیا گیا تو حکم پورا ہوگیا اور اسکے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ ولا تقبلوا لہم شہادۃ ابدا اور انکی گواہی
کبھی قبول نہ کرو۔ لہذا جسطرح اللہ تعالے نے فرمایا کہ انکو اسی کوڑے مارو اور پھر فرمایا کہ انکی گواہی نہ مانو ہم اسیطرح [illegible]
پس اگر کوڑے نہ مارے گئے ہون تو ہنوز یہ حد نہین پہونچی کہ ہم اسکی شہادت قبول نہ کرین۔ خطیب رح نے اسپر امام شافعی کا
اعتراض نقل کیا کہ یہ عجیب ہی کہ قاذف حد مارے جانے سے پہلے بدتر تھا اور حد مارے جانے کے بعد اچھا ہو [illegible]

Marfat.com

... بعد حد مارے جانے کے کیون شہادت رد ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ یہ تو ہمارے نفس کی راے ہے اور اسد تعالی
... ہی تو یہ ہے کہ جیسے اسنے فرمایا اسیطرح حق جانے پس اسنے یہ نہین فرمایا کہ جب قاذف قذف کرے تو اسکی گواہی
... یون فرمایا کہ گواہ نہ لاوے تو اسکو حد مارو اور اسکی گواہی کبھی نہ مانو پھر یہ معارضہ کیونکر جائز ہوگا کہ حد مارنے سے پہلے گواہی
مانو پھر حد مارو تو اسکی گواہی مانو۔ اور یہ جو فرمایا کہ کیونکہ حدود کفارہ ہوتے ہین۔ تو جاننا چاہیے کہ امام شافعی کے نزدیک حدود کفارہ
ہوتے ہین اور امام ابو حنیفہ رح نے اس سے منع کیا کیونکہ ہم سے اسد تعالی نے کہین نہین فرمایا کہ یہ حدود کفارہ ہین بلکہ دنیاوی سیاست
عدل ہے تاکہ اور لوگ ان سیاسات کے ڈر سے اسکے مرتکب نہ ہون اور آیات خود اسکی شاہد ہین کہ دنیاوی سزا کے بعد انکے واسطے
آخرت کا عذاب موعود کیا پس اگر اس حد سے کفارہ ہوجاتا تو پاک ہوگیا پھر کیا گناہ ہے اور تم یہ نہین دیکھتے ہو کہ اگر یہان اسّی کوڑے
سے وہ پاک ہوگیا تو پھر آگے یہ توبہ کیسے مذکور ہے جو ہم مقام ہفتم مین بیان کرتے ہین یعنی قولہ الا الذین تابوا من بعد ذلک واصلحوا
فان اسد غفور رحیم۔ باستثناے انکے جنھون نے بعد اس گناہ کے توبہ کی اور عمل صالح کیے تو اسد تعالے غفور رحیم ہے و صحیح
ہو کر یون فرمایا کہ اسد تعالی غفور رحیم ہے اور یون نہ فرمایا کہ وہ اس گناہ سے پاک ہے پس معلوم ہوا کہ قذف کرنے مین دو گناہ تھے ایک
گناہ اسد تعالے کا اور دوسرا حق بندے کا جسکو تہمت دی ہے پس اگر ایک شخص نے دوسرے مرد محصن یا عورت محصنہ کو زنا کی تہمت
دی پھر اسنے پشیمان ہوکر توبہ کرلی اور عزم کیا کہ الہی بخشدے اب کبھی ایسا نہ ہوگا تو اسد تعالے غفور رحیم ہے وہ اپنا گناہ معاف کر دیگا
کیونکہ وہ پاک غنی حمید ہے وہ کفر معاف کر دیتا ہے ولیکن دونون بندے اسی کے ہین پس ایک بندے گنہگار نافرمان نے اسکے دوسرے
بندے صالح پرہیزگار کو تہمت دی تو جب بندۂ صالح نے دعوی کیا تو اسکے دعوی پر جب بہتان دینے والا گواہ چار نہ لایا تو اسکے واسطے
اس قاذف پر حد ماری جائیگی تاکہ دوسرا کوئی یا یہی پھر اسکو قذف نہ کرے اور اسپر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے کہ حد القذف توبہ سے ساقط
نہین ہوتی ہے اور فتاوی قاضیخان مین ہے کہ حد زنا مین اور حد قذف مین کئی باتون مین فرق ظاہر ہوتا ہے کیونکہ حد قذف بوجہ زمانہ گذرنے
کے ساقط نہین ہوتی ہے یعنی مقذوف جب چاہے دعوی کرے بخلاف اسکے حد زنا و شرابخواری کے تقادم عہد سے ساقط ہوجاتے ہین اور
حد قذف جب تک مقذوف مطالبہ نہ کرے قائم نہ کیجاویگی اور قذف پر اگر لوگ آکر گواہی دین تو گواہی مسموع نہ ہوگی جب تک مقذوف
مدعی نہ ہوا ہو الخ۔ اب جاننا چاہیے کہ قاذف کے اول تین حکم فرمائے ایک اسّی درے مارو۔ دوم اسکی گواہی کبھی قبول نہ کرو سوم
وے فاسق ہین اسکے بعد توبہ سے استثناء بیان فرمایا بقولہ الا الذین تابوا الخ تو علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ استثناء کس طرف
راجع ہے پس اسپر تو اجماع ائمہ اربعہ وغیرہ ہے کہ اول حکم کی طرف راجع نہین ہے یعنی اسّی درے مارو۔ کیونکہ خواہ وہ توبہ کرے یا نکرے
یہ حد بندے کا حق ہے مقذوف دعوی کرے تو قاذف کو یہ حد ماری جائیگی خواہ وہ آیندہ کے لیے توبہ کر چکا ہو یا نہ کرچکا ہو۔ اب
باقی رہے دو جملہ کہ شہادت قبول نہ کرو اور وے فاسق ہین تو کیا توبہ سے استثناء ان دونون سے ہوگا یعنی سواے ان لوگون
کے جو توبہ کرین تو انکی شہادت قبول کرو اور وے فاسق نہین ہین یا فقط جملہ اخیرہ کی طرف ہے یعنی وے فاسق ہین الا جو توبہ کرین
تو اسد تعالے انکو بخشنے والا ہے۔ ولیکن انکی گواہی ہمیشہ مردود رہیگی۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ امام مالک و شافعی و احمد کا یہ مذہب
ہے کہ قاذف نے اگر توبہ کی تو اسکی گواہی قبول ہوگی اور حکم فسق کا اس سے دور ہوجائیگا اور یہی سید التابعین سعید بن المسیب
سے منصوص ہے و ایک جماعت سلف سے مروی ہے اور امام ابو حنیفہ رح نے کہا کہ استثناء کا عود فقط اخیر جملہ کی طرف ہے پس توبہ سے

فسق اُٹھ جائیگا اور شہادت اُسکی ہمیشہ مقبول نہین ہوگی اور سلف مین سے جو لوگ اِسطرف گئے ہین ابن ... وسعید بن جبیر و مکحول و ابن زید ہین - اقول یہی مذہب سفیان ثوری رحم کا مذکور ہی اور ابن عباس رض ... ہین کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فسق سے اُنکی توبہ قبول کی اور رہی گواہی تو وہ نہین جائز ہی پھر شیخ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ ... نے کہا کہ اُسکی گواہی قبول نہ ہوگی الا اُس صورت مین کہ وہ اقرار کرے کہ مین نے بہتان باندھا تھا تو اس صورت مین قبول ہوگی واللہ تعالے اعلم انتہی مترجما - مترجم کہتا ہی کہ مؤلف فتح البیان نے غلط کہا کہ بجائے شعبی رح کے شافعی کو ضحاک رح کے ساتھ ... قائل قرار دیا اور شیخ رح نے اوپر تنصیص کردی کہ شافعی کا مذہب بعد توبہ کے قبول شہادت ہی اور خطیب نے بھی اسطرح ذکر کیا ہی اور مولف مذکور کی بہ نسبت یہ لوگ زیادہ عارف بہ مذہب امام شافعی و معتمد ہین - پھر واضح ہو کہ اسپر اتفاق ہی کہ یہ استثنا جملہ اول کی طرف نہین ہی اور اسی کے ساتھ ہی رد شہادت کا حکم ہی اور جملہ سوم اُنکے فاسق ہونے کا بیان ہی اور یہ امر یقین ہی کہ جملہ اخیر سے استثنا ضرور ہی اور جملہ درمیانی محتمل ہی اور کوئی دلیل قائم نہین ہوئی کہ اس سے بھی استثنا ہی تو وہ انسب بجملہ اول ہی اور اللہ تعالے نے استثنا مین اُسکے واسطے غفور رحیم ہوتا ارشاد فرمایا اور یہ تنصیص نہین کی کہ اُسکی شہادت قبول کرو تو فسق سے مغفرت ہوئی اور رد شہادت دائمی رہا کیونکہ اسکا قبول کرنے والا کوئی حکم نہین ہی علاوہ ازین رد شہادت ایسے شخص سے بحقوق عباد ہی اور جب اسپر اعتماد نہین کہ وہ بہتان کرے بندون کے حقوق مین جیسے اُسنے کیا تو اُسکی گواہی بیکار ہی ہان اگر اسکا عزم صحیح و توبہ سچی ہی تو اللہ غفور رحیم ہی اور اللہ تعالے کی عبادات مین اُسکی شہادت مقبول ہی لہذا ہمارے ائمہ رحمہم اللہ تعالے نے کہا کہ جب کوئی مسلمان کسی قذف مین حد مارا جاوے تو ہمارے نزدیک اُسکی گواہی ہمیشہ کے لیے ساقط ہو جاتی ہی اور اگر اُسنے توبہ کی تو بھی گواہی قبول نہ ہوگی مگر عبادات مین کذا فی شرح الطحاوی - ف - بعض مسائل متعلقہ قذف و زنا - خطیب رح نے لکھا کہ اگر کسی شخص نے اپنے زنا کرنے کا اقرار کیا تو آیا یہ اقرار دو مردون کے گواہی سے ثبوت ہو جائیگا یا اسمین بھی چار چاہیے ہین دو قول ہین اصح یہ ہی کہ دو مردون کی گواہی سے ثابت ہو جائیگا - اقول ہمارے نزدیک ایک ہی قول ہی کہ دو مردون سے اقرار ثابت ہوگا اور پھر اُسکو اختیار ہی کہ اپنے اقرار سے رجوع کر جاوے اور زنا کرنے کی گواہی مین چار مرد ضرور ہین بہر حال ہمارے یہان اور شافعیہ کے یہان اتفاق ہی - جس نے فعل زنا پر گواہی دی تو ضرور ہی کہ گواہ اس شخص کو بیان کرے جو زانی ہی اور اُس عورت کو جس سے زنا کیا اور زنا کے معنی اول بیان کرے کہ کس کو کہتے ہین کیونکہ وہ زنا نظری یا معانقہ وغیرہ کو زنا کہتا ہو اور ایسے ہی شاید اُسنے مرد کو اُسکے باپ کی لونڈی پر دیکھکر ایسا زنا گمان کیا ہو جو حد کو موجب ہی - وفی العالمگیریہ - اگر کسی مرد محصن یا عورت محصنہ کو صریح زنا کی تہمت دی مثلاً کہا کہ تو نے زنا کیا یا اے زانی اور مقذوف یعنی جسکو تہمت دی ہی اُسنے حد کا مطالبہ کیا تو حاکم اُسکو اسی درے ماریگا اگر قذف کرنے والا آزاد ہی اور اگر غلام ہو تو چالیس کوڑے ماریگا کذا فی فتح القدیر اقول تہمت سے مطلب یہ کہ قاذف اسپر چار گواہ نہ لایا اور غلام ہو یا باندی ہو دونون کو چالیس درے ہین اور لکھا کہ قذف کرنے کا ثبوت قاذف کے ایک مرتبہ اقرار کرنے سے اور دو مردون کی گواہی سے مانند دیگر حقوق کے ہو جاتا ہی کذا فی الاختیار شرح المختار اور مردون کے ساتھ عورتون کی گواہی سے یا گواہی پر گواہی سے یا حفظ قاضی بقاضی سے ثبوت نہین ہوتا ہی کذا فی ... اور اگر کسی کو قذف کرنے کا اقرار کیا پھر اقرار سے رجوع کیا تو رجوع کرنا قبول نہ ہوگا کذا فی ...

Marfat.com

[illegible] جس [illegible] وطی کی یعنی حرام وطی کی یعنی شرعی ثبوت کے ساتھ تو اسکے قاذف پر حد نہین ہی - حرام وطی کی
[illegible] باندی کی جسنے اپنی عورت سے بعدین طلاق ویدینے کی عدت مین یا عورت بائن سے یا باندی مشرکہ سے یعنی کافرہ سے
[illegible] نکاح [illegible] سے وطی کرائی ہو یا زفاف مین دوسری عورت بھیجی گئی ہو اور مانند اسکے وجوہ مین - امام
[illegible] ہو وطی کرنیوالے [illegible] جس سے حد زنا دور کیجاوے اور مین اسپر مہر کا حکم کرون اور اس سے نسب بچہ کا ثابت کرون تو ایسے
[illegible] قذف کرنیوالے کو حد قذف مارونگا اسی طرح اگر کسی کی باندی سے بغیر اُسکی اجازت کے نکاح کیا اور وطی کی تو اُسکے
قاذف کو حد قذف [illegible] مارونگا - ایک نے اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کی خواہ اُسکو حمل رہا یا نہ رہا تو اسکے قذف کرنے والے پر حد قذف
[illegible] ظہیریہ - ایک عورت سے بغیر گواہون کے نکاح کیا یا یہ جانکر کہ اُسکا شوہر ہی یا وہ شوہر کی عدت مین ہی یا اپنی ذی رحم
محرم جانکر نکاح کیا اور اس سے وطی کی تو ایسے شخص کے قذف کرنے والے پر حد قذف نہین ہی اور اگر ان صورتون مین سے کوئی
صورت اُسنے بغیر علم کے کی تو امام ابو یوسف نے کہا کہ اُسکے قذف کرنے والے پر حد قذف ہی جوہرہ نیرہ - منتقی مین ہی کہ چار منکوحہ
عورتون کے باوجود اُسنے پانچوین سے نکاح کرکے اُس سے وطی کی تو اُسکے قذف کرنے والے پر حد قذف نہین ہی اور اگر مسلمان نے
اپنی مرتدہ باندی سے وطی کی تو اُسکے قذف کرنے والے پر حد قذف ہی اور اگر مرد نے اپنی باندی سے اس حالت مین کہ اپنے شوہر
کی عدت مین ہی وطی کی تو اس وطی سے وہ محصن ہی مین اُسکے قذف کرنے والے پر حد مارونگا - کذافی المحیط اقول یہ سب منتقی کی
ظاہر الروایۃ مین اور اسپر فتوی ہونا چاہیے - اور مبسوط مین ہی کہ اگر آزادہ جو رد منکوحہ کے اوپر باندی سے نکاح کرکے یا دو بہنون سے نکاح
کرکے یا ایک عورت و اُسکی پھوپھی سے ایک عقد مین نکاح کرکے وطی کی تو ان صورتون مین احصان ساقط ہو جائیگا - اسیطرح اگر عورت سے
نکاح کرکے اُس سے وطی کی پھر جانا کہ اسپر بوجہ مصاہرت کے حرام تھی تو بھی احصان ساقط ہوگا یہ امام ابو حنیفہ و محمد کا قول ہی مترجم
کہتا ہی کہ امام ابو یوسف کا خلاف نہ جاننے کی صورت مین اوپر مذکور ہوا لیکن فتوی روایت بمسوط پر ہونا چاہیے - مبسوط مین کہا کہ
اگر دو باندیون کا جو بہنین ہین مالک ہوا اور دونون سے وطی کی تو اسکے قذف کرنے والے کو حد ماری جاوے - انتہی - اگر ایسی عورت
کو قذف کیا جو کبھی حد زنا ماری گئی ہی تو اُسکے قذف کرنے والے پر حد نہین ہی یا اُس عورت کے ساتھ زنا کی علامت ہو - مثلاً
قاضی نے اُسکے اور اُسکے شوہر کے درمیان لعان کراکے اُسکے بچہ کا نسب اُسکے خاوند سے منقطع کیا ہو یا عورت کا بچہ ہی کہ اُسکا
باپ نہین [illegible] ہوتا تو اُسکے قاذف پر حد نہین ہی - من شرح الطحاوی - اگر کسی کو کہا کہ اے ولد الزنا اور اُسکی ماں محصنہ ہی تو قاذف
[illegible] ماری جائیگی سراج الوہاج - اگر مرد نے کہا کہ او زانیہ تو استحساناً حد نہین ہی محیط - اگر کسی سے کہا کہ تو حلال کا نہین ہی تو حد قذف مارا جائیگا
زنا کرنے والی
جوہرہ نیرہ - اگر کسی نے دوسرے کو قذف کیا اور گواہ نہین ہین مقذوف نے قاضی سے چاہا کہ اُس سے قسم لیجاوے کہ اُسنے قذف
نہین کیا تو [illegible] نزدیک قاضی اُس سے قسم لیگا - جوہرہ نیرہ - اگر کسی کو زنا کی تہمت لگائی اُسپر چار فاسق گواہ لایا اُنھون نے گواہی دی
[illegible] ہی [illegible] اور مقذوف سے اور گواہون سے سب سے دور کیجاوے یہ ظہیریہ مین ہی - اگر کسی مرے ہوے
[illegible] باپ دادون اور اولادون سے اونچے اور نیچے سب کو دعوی کا اختیار ہی خواہ وارث ہون یا نہون حتی کہ کافر
[illegible] سب کو دعوی پہونچتا ہی اور اگر بعض نے دعوی چھوڑا تو باقیون کو دعوی کا اختیار ہی - تمرتاشی -
[illegible] کا عیب ہی پہونچتا ہی کہ قذف سے اُسکے نسب مین طعن ہوتا ہو الہدایۃ - ظاہر الروایۃ

Marfat.com

مین پسر کا بیٹا و دختر کا بیٹا برابر ہین تتارخانیہ قاضیخان - اور رہے بھائی و بہنین و چچا و پھوپھی و ماموں [illegible]
شرح الطحاوی۔ غلام اپنے مولی پر اپنی آزاد مسلمہ محصنہ ماں کے قذف کا دعوی نہین کر سکتا ذکرہ محمد [illegible]
مین حد مارا گیا ہو تو اُسکی گواہی دوسرے کافرون پر قبول نہ ہوگی پھر اگر وہ مسلمان ہو گیا تو اسکی گواہی کافرون [illegible]
کذا فی الہدایہ - اور اگر حالت کفر مین قذف کیا اور حالت اسلام مین اُسکو حد ماری گئی تو ہمیشہ کے لیے گواہی ساقط ہو [illegible]
اور مبسوط مین ہی کہ صحیح مذہب ہمارے نزدیک یہ ہی کہ اگر حد مارے جانے کے بعد چار گواہ اُسکی سچائی پر قائم ہوے تو پھر اسکی [illegible]
گواہی قبول ہوا کریگی - کذا فی فتح القدیر - غائب کی طرف سے حدود ثابت کرانے کے لیے وکیل کرنا جائز ہی یہ قول امام ابو حنیفہ و امام محمد
کا ہی اور حد کو حاصل کرنیکے لیے بالاجماع وکیل کرنا نہین جائز ہی - کذا فی الفتح - پھر واضح ہو کہ ہر ایک کے دوسرے کو زنا کا طعن کرنے مین
یہی حکم ہی جو آیت کریمہ مین مذکور ہوا سواے ایک صورت کے جب کہ شوہر اپنی زوجہ کو زنا کی طعن کرے تو اُسکا حکم باہمی لعان ہی بحالت

زوجیت اور اللہ تعالے نے فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاۤءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ

اور جو عیب لگاوین اپنی جورؤون کو اور شاہد نہ ہون اُنکے پاس سواے اپنی جان کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ کہ چار

شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ

گواہی دیوے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہی اور پانچوین یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اُس شخص پر اگر وہ ہو

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ

جھوٹا اور عورت سے ٹلتی ہی مار یون کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کے نام کی مقرر وہ

لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

شخص جھوٹا ہی اور پانچوین یہ کہ اللہ کا غضب آوے اُس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہو

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝

اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تمھارے اوپر اور اُسکی مہر اور یہ کہ اللہ معاف کرنیوالا ہی حکمتین جانتا تو کیا کچھ نہ ہوتا

جب پہلی آیت والذین یرمون المحصنات نازل ہوئی تو اللہ تعالے نے منافقون کی بدزبانی کو مسلمانون سے دور کیا اور شیطان کے مکائد
وسواس باہم مسلمانون سے قطع فرمائے کیونکہ زبان کی حفاظت نہ کرنے مین گناہون کا انبار اور غیبت سے بغاوت گنہگار اور مسلمانون کا
ناحق آزار تھا جس سے باہم رنجش پیدا ہوتی کہ جب پچھلے زمانہ مین لوگون نے اپنی زبانون کو ذکر الٰہی عزوجل سے محروم کرکے لاینی باتون مین
بلکہ غیبت و بہتان مین لگایا تو آپس مین نفاق کا موقع شیطان کو ہاتھ آیا و لہذا حدیث مین ایک زمانہ تک کے لیے اہل عرب کو بشارت [illegible]
کہ شیطان اس سے تو مایوس ہوا کہ جزیرۂ عرب مین اُسکی پرستش کیجاوے ولیکن آپس مین تحریش سے [illegible]
و بہتان و غیبت ایک سے ایک سخت بدتر ہین - پس قذف و اُسکی سزاے بد کو مشروع فرما کر عورت و اُسکے شوہر کے درمیان [illegible]
حکم ارشاد فرمایا کیونکہ ان دونون کے درمیان تعلق خاص ہی اور انپر گواہون کی گواہی رسوائی و فضیحت ہی [illegible]
پردہ مین مین انپر گواہون کی اطلاع ناگوار ہی پس جو کافرون کے قوانین ایسے امور مین [illegible]

Marfat.com

[illegible] جاوے اُسکے شوہر مین انقطاع ہوا تو مرد اپنا دوسرا نکاح کرلے اور عورت اپنا دوسرا نکاح کرلے اور عورت کو تنبیہ [illegible] کا ہر اِس سے سرزد نہین ہوا کہ کوئی اُسکو نکاح مین نہ لاوے جیسے زانیہ عورت سے ہوا ہی اور مرد کی غیرت وحیا [illegible] کہ وہ بڑا بے حیا ہی جو جانے کہ اُسکی عورت دوسرون کے تحت مین بے پردہ ہی اور وہ غمگین نہ ہو اور اُسکو غیظ [illegible] آوے اور حیا نصف ایمان ہی اور حیا بالکل خوبی ہی جیساکہ وارد ہی ولیکن دنیاوی کتے اس فضیلت سے محروم ہوتے ہین اور حیا ہی کی کرامت خاص باہل ولایت ہی چنانچہ حذیفہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضہ سے فرمایا کہ اگر تم ام رومان یعنے زوجہ صدیق کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو دیکھو تو کیا کروگے ۔ صدیق رضہ نے عرض کیا کہ واللہ یا رسول اللہ مین تو اُسکے ساتھ بڑی بُری طرح پیش آؤن ۔ آپ نے فرمایا کہ اور تم اے عمر ۔ حضرت عمر رضہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین تو واللہ یہی کرون اور مین تو کہتا ہون کہ جو عاجز بن جاوے اللہ تعالے اُسپر لعنت کرے کہ وہ تو بڑا خبیث ہی ۔ رواہ البزار اور روایت ہی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر مین اپنے گھر کے گرد اجنبی کو دیکھون تو مین تو اُسے اس تلوار سے قتل کر دون یعنی اپنی جورو کے ساتھ مین کسی کو فحش پر دیکھون تو مار ڈالون پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ سعد اچھی غیرت والا ہی اور اس سے بڑھکر مین غیرت والا ہون اور مجھ سے بڑھکر اللہ تعالے غیرت والا ہی ۔ یعنی اللہ تعالی فحش پر غضب فرماتا ہی اور حدیث مین ہی کہ اسی وجہ سے فواحش کو حرام فرمایا ہی ۔ قال تعالے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ اور جو مرد لوگ کہ لگا دین زناکاری اپنی جورو ون کو اور اُنکے گواہ نہ ہون سواے اُنکے نفوس کے ۔ ف ۔ اگر چار گواہ پورے نہ ہون بلکہ تین ہون تو بھی گویا کوئی گواہ نہین ہی پس جب ایسی صورت ہو تو حد القذف کی سزا ہوتی اگر یہ حکم نازل نہ ہوتا اور مرد نہایت غیظ وغضب مین زندگی بسر کرتا ولیکن اللہ تعالے نے حکم نازل فرمایا کہ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ یعنی بجاے چار گواہ کے کافی ہی کہ شوہر کی شہادت چار شہادات اللہ تعالی کے ساتھ کہ وہ سچون سے ہی ۔ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ اور پانچوین بار یہ کہے کہ اُسپر اللہ تعالے کی لعنت اگر وہ جھوٹون سے ہو ۔ ائمہ حنفیہ کے اجتہاد مین یہ مرد کے حق مین قائم مقام حد قذف کے ہونگی یعنی اگر جھوٹا ہو ولیکن دنیاوی سزا آسان تھی اور اُسمین عذاب لعنت سخت ہی لہذا مرد کو چاہیے کہ جھوٹ سے بہت پرہیز رکھے ۔ پس یہ تو مرد کی طرف سے ہوا پس مرد نے اگر یہ شہادات مع پنجم کے پوری کین تو پھر عورت کے اوپر سے حد زنا دور کرنے کے واسطے شہادات موکدہ ہین اگر عورت نے یہ شہادات پوری کین تو دنیاوی عذاب زنا اُسپر سے دور ہوا بشرطیکہ وہ حاملہ ہو اور وہ شہادات یہ ہین جو اللہ تعالے نے ذکر فرمائین بقولہ تعالی ۔ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اور عورت سے عذاب یعنی دنیاوی چھوٹنا یوں ہونے کے لیے یہ ہی کہ ۔ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ عورت شہادت دے چار شہادات اللہ تعالے کے نام پاک کے ساتھ کہ یہ مرد جھوٹون سے ہی ۔ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ اور پنجم یہ کہ اِس عورت پر اللہ تعالے کا غضب ہی اگر یہ مرد سچون مین سے ہو ۔ غضب کی خصوصیت عورت کے حق مین کی کہ غالب حال یہ ہی کہ مرد اپنی جورو کی فضیحت وزنا کے بہتان پر جرأت نہین کریگا بدون اِسکے کہ وہ صادق ہو اور عورت کو اُسکا صدق معلوم ہوتا ہی اور غضب اِسی پر ہی کہ حق بات کو جانکر اُس سے پہلوتہی کر جاوے ۔ پھر اللہ تعالی نے خلق پر

اپنا لطف و کرم ذکر فرمایا کہ ۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ اور اگر [illegible]
یعنی اس بارہ میں جو تمہارے واسطے مشروع کر دیا تو ضرور تم تنگی و حرج میں پڑتے اور رحمت سے [illegible]
میں تم پر وسعت و آسانی فرمائی ۔ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا [illegible]
قبیح فعل سے ہو پس جو مشروع فرمایا ہے میں حکمت ہے تو واضح ہو کہ یہ شہادات معنی [illegible] حاکم [illegible] قائم [illegible]
کرے کہ میں صادق ہوں اس بات میں جو میں نے اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی ہے اور ایسے ہی عورت [illegible]
لعان کی یہ ہے کہ قاضی پہلے شوہر سے شروع کرائے وہ شہادت دے چار بار ہر بار کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ
کہ میں صادقین سے ہوں اس بات میں جو میں نے اس عورت کو زنا کرنا لگایا ہو اور پانچویں بار اپنے آپ کو کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت
اگر وہ کاذبین سے ہو اس بات میں جو اُسنے اس عورت کو زنا کرنا لگایا ہے ۔ ہر ایک بار میں اس عورت کی طرف اشارہ کرتا جاوے پھر عورت
شہادت دے چار بار ہر بار میں کہے کہ میں شہادت دیتی ہوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُسکی کہ یہ مرد کاذبین سے ہے اس بات میں جو اُسنے
مجھے زناکاری کی تہمت لگائی ہے اور پانچویں بار اپنے آپ کو کہے کہ اسپر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اگر یہ مرد صادقین سے ہو اس بات میں کہ
جو اُسنے مجھے زناکاری کی تہمت لگائی ہے کذا فی الہدایہ اور کھڑے ہو کر شہادت دینا شرط نہیں بلکہ مندوب ہے کذا فی البدائع اور لعان
میں ہمارے نزدیک لفظ شہادت ضروری ہے حتی کہ اگر اُسنے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم سے کہتا ہوں یا عورت نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم سے کہتی ہوں تو لعان صحیح
نہیں ہے کذا فی السراج الوہاج اور اگر حاکم نے خطا کر کے اول عورت سے لعان شروع کرائی پھر مرد سے تو دوبارہ بعد مرد کے عورت سے
لعان کرا دے اور اگر یہ نہ کیا اور دونوں میں تفریق کر دی تو فرقت تو ہو جائیگی کما فی فتاوی الکرخی ولیکن اُسنے برا کیا کذا فی الینابیع اور شرط یہ ہے
کہ جورو و مرد بنکاح صحیح ہوں خواہ دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو حتی کہ اگر عورت کو قذف کرکے تین طلاق یا بائن طلاق دیدی تو حد یا لعان نہیں ہے
اور ایسے ہی جب کہ نکاح فاسد ہو تو بھی لعان نہیں ہے ۔ کذا فی غایۃ البیان ۔ اور شرط ہے کہ عورت و مرد دونوں لائق لعان ہوں حتی کہ اگر ایسی
عورت ہے کہ اُسکے قذف کرنے والے کو حد قذف نہ ماری جائیگی مثلاً عورت ایسی ہے کہ اُس سے کبھی شبہہ میں وطی کی گئی ہے یا اس سے
پہلے لوگوں میں اُسکا زنا ظاہر ہوا ہے یا اُسکے پاس کوئی فرزند اسکا ایسا ہے جسکا باپ ظاہر نہیں ہے تو انمیں لعان جاری نہ ہوگا کذا فی [illegible]
اور لعان کے لائق ہمارے نزدیک وہ ہیں جو شہادت کے لائق ہیں حتی کہ ان دونوں جورو اور مرد میں لعان نہیں جاری ہوگا جب دونوں
یا ایک کو حد قذف ماری گئی ہو یا دونوں خواہ ایک رقیق ہو یا دونوں خواہ ایک کافر ہو یا دونوں خواہ ایک گونگا ہو یا دونوں خواہ ایک
طفل ہو یا دونوں خواہ ایک مجنون ہو اور اُنکے ماسوا اُسے میں جاری ہے یہ محیط میں ہے ۔ واضح ہو کہ ظاہر آیت کریمہ یہ ہے کہ اول مرد لعان
شروع کرے پھر عورت لعان کرے اور یہ کہ لعان بلفظ شہادت ہو ۔ اور ائمہ حنفیہ نے یہ دونوں باتیں مستحکم رکھی ہیں جیسا کہ ہم نے
بیان کر دیا سوم ظاہر آیت شہادت ہے تو جو لائق شہادت شخص ہے وہی لعان کر سکتا ہے اور جو لائق شہادت نہیں ہے اسپر لعان نہیں
ہے ۔ چہارم آنکہ ظاہر آیت میں دونوں میں خود تفریق ہو جانا نہیں ہے اور نہ احادیث اسپر دلالت کرتی ہیں کہ خود لعان ہوتے ہی تفریق
ہو جائیگی ہاں احادیث میں یہ ضرور ہے کہ حاکم تفریق کر دیگا تو ہم نے لازم کیا کہ حاکم تفریق کر دے [illegible]
قول پر رہیں کبھی انمیں نکاح یا اجتماع نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہوگا [illegible] جب
ختم ہوا تو اسی سے کے لعان سے عورت بائنہ ہو جائیگی اور یہ امام شافعی اور بہت سے علماء کا قول ہے [illegible]

اور مرد پر حد نہ ہوگی اور ہو دیدے اور عورت پر حد زنا متوجہ ہوگی پھر یہ حد کا عذاب عورت سے دور نہ ہوگا مگر جب کہ عورت بھی لعان کرے
جس طرح مرد نے کیا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ ائمہ حنفیہ کے نزدیک عورت اگر اقرار کرے تو البتہ اُسپر حد زنا ہی اور قبل اسکے اگرچہ عورت لعان سے
انکار کرے اُسپر حد زنا نہین ہی لیکن اسپر اقرار یا لعان کے لیے جبر کیا جائیگا۔ عالمگیریہ مین ہی کہ جب لعان دونون مین ساقط ہو بوجہ
فقدان معنی شہادت کے تو دیکھا جاوے کہ اگر شوہر کیطرف سے نقص ہی تو اسپر حد القذف ہی اور اگر عورت کی طرف سے ہی تو اسپر حد یا لعان
کچھ نہین ہی کذا فی شرح الطحاوی اور اگر دونون محدود القذف ہین تو مرد پر حد القذف ہی کذا فی الہدایہ اور لعان سے فارغ ہوتے ہی مرد و عورت
مین وطی یا استمتاع دیگر حرام ہی ولیکن خالی لعان سے تفریق واقع نہ ہوگی حتی کہ اگر اسوقت مرد اسکو طلاق بائن دیدے تو پڑ جائیگی اور
یونہی اگر اُسوقت مرد نے اپنے آپ کو جھوٹا بتلایا تو بدون نئے نکاح کے وطی حلال ہوگی کذا فی النہایہ۔ ابو حنیفہ و محمد رح نے کہا کہ
پھر جب قاضی نے تفریق کردی تو یہ تفریق ایک طلاق بائن ہی پس ملک نکاح باطل ہو جائیگی اور جمع ہونا اور باہم نکاح جدید ہونا برابر
حرام رہیگا جبتک دونون اسی حالت لعان پر رہین کذا فی البدائع۔ عورت کی طلب شرط ہی سو اگر اُسنے مطالبہ کیا تو حاکم اسکے
شوہر کو حکم دیگا پھر اگر اُسنے انکار کیا تو اُسکو قید کریگا حتی کہ لعان کرے یا اپنے آپ کو جھوٹا بتلاوے یہ ہدایہ مین ہی (ذکر احادیث) شیخ
ابن کثیر کی تفسیر مین ہی کہ امام احمد نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ جب یہ آیت اُتری والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعۃ
شہداء الآیہ تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے جو انصار کے سردار تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیسا
یہ آیت یونہی نازل ہوئی (یعنی صرف اسیقدر حکم ہی یا ساتھ مین اور بھی آیات ہین) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اے گروہ انصار تم سنتے ہو کہ تمہارا سردار کیا کہتا ہی تو انصار نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ اسکو ملامت نہ فرماوین کیونکہ یہ مرد بہت
غیرتناک ہی اور واللہ اسنے جس کسی عورت سے کبھی نکاح کرلیا ہی تو پھر ہم مین سے کسی نے جرات نہ کی کہ اُس عورت سے نکاح
کرے بخیال اُسکی شدت غیرت کے۔ تو سعد بن عبادہ رض نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مین یہ تو یقینی جانتا ہون کہ یہ آیت حق ہی اور یہ
اللہ تعالے کی طرف سے ہی ولیکن مجھے تعجب اس بات پر ہی کہ اگر مین نے کسی کمینی عورت کو پایا کہ اُسکی رانون کو کوئی بدکار دابے ہی
تو مجھے یہ اختیار نہوگا کہ مین اُسکو کچھ حرکت دے سکون یا کچھ پریشان کرسکون یہانتک کہ مین چار گواہ ڈھونڈھ لاؤن سو قسم ہی کہ ابھی
مین اِن گواہون کو نہین لاسکونگا یہانتک کہ وہ بدکار اپنی حاجت پوری کرچلیگا ابن عباس رض نے کہا کہ لوگون کو کچھ دن نہین
گذرے تھے کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ آئے اور یہ اِن تین مین سے ہین جنکی توبہ اللہ تعالے نے قرآن مین قبول فرمائی ہی سو یہ اپنی
زمین سے عشاء کے وقت اپنے گھر مین آئے تو اپنی جورو کے پاس ایک مرد کو پایا اور اپنی آنکھون دیکھا اور اپنے کانون سنا مگر اُسکو کچھ
ہیجان نہین دیا یہانتک کہ رات گذار کر صبح کی پس سویرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ
مین عشاء کو اپنے اہلیہ کے پاس آیا اور مین نے اُسکے پاس ایک مرد کو پایا سو مین نے اپنی آنکھون دیکھا اور اپنے کانون سنا پس جو ہلال رض
نے بیان کیا اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکروہ جانا اور آپ پر سخت گذرا اور انصار اسپر مجتمع ہوے اور کہنے لگے کہ ہم اسی مین مبتلا
ہوئے جو سعد بن عبادہ رض نے کہا تھا اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلال کو حد قذف مارینگے اور لوگون مین اُسکی گواہی باطل
کر دینگے ہلال رض نے کہا کہ واللہ مین امید رکھتا ہون کہ اللہ تعالے میرے واسطے اس سے چھٹکارا کر دیگا اور ہلال رض نے کہا
کہ یارسول اللہ مین بیشک جانتا ہون کہ جو مین لایا وہ آپ پر سخت ناگوار ہوا اور اللہ تعالے خوب جانتا ہی کہ مین صادق ہون ابن عباس رض

نے کہا کہ پس قسم ہی اللہ تعالے کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہی تھے کہ ہلال کو حد قذف [illegible]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور جب آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو صحابہ رضی اللہ عنہم [illegible]
کے تغیر سے پہچان جاتے تھے پھر صحابہ رضی اللہ عنہم سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رک رہے یہانتک کہ [illegible]
اور نازل ہوا قولہ تعالے والذین یرمون ازواجہم ولم یکن لہم شہداء الا انفسہم فشہادۃ احدہم اربع شہادات باللہ الآیۃ [illegible]
علیہ وسلم سے وہ غمگینی دور ہوگئی اور آپ نے فرمایا کہ ای ہلال تجھے بشارت ہو کہ اللہ تعالے نے تیرے واسطے کشایش و مخرج [illegible]
تو ہلال رض نے کہا کہ مین تو اپنے رب عزوجل سے یہ امید ہی لگائے تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت [illegible]
سو لوگون نے بھیجا تو وہ آئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون کو حکم الٰہی پڑھ سنایا پس دونون کو نصیحت کی اور خبردار
کیا کہ عذاب آخرت کا بہ نسبت عذاب دنیا کے بہت سخت ہی سو ہلال رض نے عرض کیا کہ واللہ یا رسول اللہ مین نے اس عورت پر سچ
کہا ہی پس عورت نے جواب دیا کہ اُسنے جھوٹ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِن دونون مین لعان کراؤ تو ہلال رض سے
کہا گیا کہ شہادت دے پس ہلال نے چار شہادات باللہ ادا کین کہ وہ صادقین مین سے ہی پھر جب پانچوین کی باری آئی تو کہا گیا کہ ای
ہلال تو اللہ تعالی سے ڈر یہ کہ عذاب دنیا کا آخرت کے عذاب سے آسان ہی اور یہ شہادت تو موجبہ ہی کہ تجھپر عذاب کو واجب کر دیگی
ہلال نے کہا کہ واللہ مجھے اللہ تعالے اُسپر عذاب نہین کریگا جیسے اُسنے مجھے اِسپر حد نہین ماری پس پانچوین مین ہلال نے شہادت
دی کہ اللہ تعالی کی لعنت اُسپر اگر وہ کاذبین سے ہو پھر عورت سے کہا گیا کہ شہادت ادا کر چار شہادت باللہ اُسنے ادا کین کہ یہ مرد کاذبین
سے ہی پھر پانچوین کے وقت عورت سے فرمایا اور اُسکو روکا کہ ڈر اللہ تعالی سے کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہی اور
یہ تو موجبہ ہی کہ تجھپر عذاب کو ضروری کر دیگی پس وہ عورت ایک ساعت ٹھٹکی اور ہمسی کہ اقرار کر دے پھر بولی کہ واللہ مین تو اپنی قوم کو
فضیحت نہ کرونگی پس شہادت دیدی پانچوین بار مین کہ اِس عورت پر اللہ تعالے کا غضب ہی اگر یہ مرد صادقین سے ہو پس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون کے درمیان تفریق کر دی اور حکم دیدیا کہ اِس عورت کا فرزند کسی باپ کے نام سے نہ پکارا جاوے اور
اُسکے فرزند کو کوئی تہمت بھی نہ لگاوے اور جو کوئی اِس عورت کو یا اُسکے فرزند کو تہمت لگادیگا تو اسپر حد القذف ہوگی اور حکم دیدیا
کہ اِس عورت کے واسطے روزینہ نہین ہی اِس جہت سے کہ ان دونون مین افتراق بغیر طلاق ہی اور نہ عورت ایسی ہی کہ اُسکا شوہر مرگیا
ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اگر یہ عورت بچہ اِس صفت کا جنے کہ اصہب اریشح حمش الساقین ہو تو وہ ہلال کا ہی اور اگر
جنے اُسکو اورق جعد جمالی خدلج الساقین سابغ الیتین تو اُسی مرد کا ہی جسکے ساتھ اِس عورت کو ری کی گئی ہی پھر اِس عورت کا بچہ اورق
جعد جمالی خدلج الساقین سابغ الالیتین پیدا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ قسمین نہ گذر چکی ہوتین تو مین اِس عورت
کو کر دکھاتا جو کرتا۔ عکرمہ رح نے کہا کہ بعد زمانہ کے یہی لڑکا مصر پر حاکم تھا اور اپنی مان کی طرف منسوب ہوتا اور کسی باپ کے نام سے نہین
پکارا جاتا تھا۔ رواہ ابوداؤد مختصرا قلت وقد رواہ البخاری والترمذی ومسلم وابن ماجہ وابوداؤد والطیالسی وعبد الرزاق وعبد بن حمید
وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ مختصرا ومطولا۔ واضح ہو کہ حدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین اول یہ کہ لعان سے پہلے
وعظ ونصیحت کرنا اور یہی حنفیہ کا مختار ہی۔ دوم یہ کہ امام مسلمین یا قاضی کا یہ کہنا کہ شہادت ادا کر [illegible]
وقذف کے اور دوسرے کے نام سے جیسا کہ اوپر گذرا اور یہ بھی حنفیہ کا مختار ہی۔ سوم [illegible]

[illegible] ایک کو نصیحت و خوف دلانا۔ یہی قول ماخوذ ہی۔ پنجم آخر حدیث مین تفریق کر دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ابو حنیفہ ہی کہ خود فرقت نہین ہو جاتی ہی بلکہ تفریق کرنے سے ہوتی ہی اور صحیح بخاری و مسلم کی روایت مین آخر قصہ مین ہی [illegible] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد ملاعن سے کہا کہ تو جا اب تجھکو اِس عورت پر کوئی راہ نہین ہی تو اُسنے کہا کہ یا رسول اللہ میرا مال یعنی مہر تو فرمایا کہ تیرے واسطے مال بھی نہین اگر تو نے اِس عورت پر سچ کہا تو وہ مال بعوض اُسکے گیا جو تو نے اِس عورت کی فرج کو حلال کر لیا اور اگر تو نے اُسپر جھوٹ باندھا تو یہ تیرے واسطے اِس سے بھی زیادہ بعید ہی۔ اقول یہ دلیل ہی کہ آپ نے تفریق کر دی بقوت روایت مذکورہ بالا اور نیز بدلیل قصہ عویمر رض کے کہ آخر مین ہی کہ بعد تلاعن کے کہا کہ یا رسول اللہ اگر مین اِس عورت کو ساتھ لیجاؤن تو مین نے اِسپر جھوٹ باندھا پس عویمر رض نے اُسکو جدا کر دیا قبل اِسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماوین پس یہی متلاعنین کے لیے سنت ہو گئی۔ اقول یہ صریح دلیل اُسکی ہی جو حنفیہ نے اختیار کیا ہی جیسا کہ ہم نے مسائل کو اوپر نقل کر دیا ہی اور دیگر قصہ و بعض روایات آگے آوینگی۔ امر ششم آنکہ ملاعنہ عورت و اُسکے فرزند کو کوئی قذف نہین کر سکتا اگر قذف کرے تو اُسپر حد قذف ہی۔ اشبہ بالفقہ یہی ہی اور مخفی بعد ثبوت حدیث کے ملاعنہ کے قاذف سے حد دور کرنے کے لئے شبہہ لعان کو حجت دفع مین کام مین لانے مین تامل سے پرہیز کرے اِسواسطے کہ عذاب آخرت عورت کے واسطے ہی تو مثل منافق کے دنیا مین اُسکی رسوائی بھی نہ ہوگی پس دنیاوی احکام مین وہ پاکیزہ قرار دیجاویگی فافہم اور ولد ملاعنہ کے قذف پر حد قذف بالاتفاق ہی صرح بہ الطحاوی فی [illegible] ہفتم مسئلہ عدم نفقہ عدت۔ شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ اِس حدیث کے شواہد صحاح وغیرہ مین بہت وجوہ سے ہین اور مترجم کہتا ہی کہ بعض سیاق کو یہان پورا ذکر کیا اور مترجم انہین سے جو فوائد زیادہ ہین انتخاب کرکے لکھتا ہی کہ ازانجملہ سیاق صحیح بخاری از ابن عباس رض اور اِسمین مصرح ہی کہ ہلال بن امیہ رض نے اپنی جورو کو شریک بن سحماء کے ساتھ قذف کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ لا ورنہ تیری پیٹھ پر حد ہی اور باقی سیاق مختصر مانند مذکور اول ہی۔ ازانجملہ سیاق ابن ابی حاتم از ابن عباس رض اور اُسکے آخر مین ہی جب کہ آپ کے سمجھانے سے کوئی لعان سے باز نہ آیا تو آخر فرمایا کہ واللہ مین تم دونون کو صاف فیصل حکم دونگا پھر وہ علامات بیان کیے کہ ایسا بچہ پیدا ہو تو اُسکا اور ایسا ہو تو جسکے ساتھ قذف ہی اُسکا ہی پس وہی قذف والے کی صفت پر پیدا ہوا۔ ازانجملہ سیاق امام احمد از ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہ ہم لوگ جمعہ کے آخر وقت مسجد مین بیٹھے تھے تو انصار مین سے ایک مرد نے کہا کہ اگر ہم مین سے کوئی اپنی جورو کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اگر اُسکو قتل کر ڈالے تو تم اُسکو قتل کر دوگے اور اگر زبان سے نکالے تو تم اُسکو کوڑے سے حد قذف لگاؤگے اور اگر سکوت کر جاوے تو غیظ و غصہ کے ساتھ کڑے واللہ اگر مین نے خیریت سے رات گذار کر صبح کی تو ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھونگا ابن مسعود رض کہتے فرمایا کہ پھر اُسنے پوچھا کہ یا رسول اللہ اگر ہم مین سے کسی نے اپنی جورو کے ساتھ بیگانہ مرد کو دیکھا اگر قتل کیا تو قتل کرینگے اور اگر بولا تو حد مارینگے اور اگر سکوت کیا تو غصہ مین گھٹتا ہی اے اللہ پاک میرے اِسمین حکم فرما دے ابن مسعود رض نے فرمایا کہ پس آیت اللعان نازل ہوئی سو یہی مرد پہلا وہ تھا جو اِس بلا مین مبتلا ہوا۔ رواہ مسلم ایضاً۔ اقول یہ مراد نہین کہ آیت اترنے کے بعد مبتلا ہوا بلکہ اُسکی دعاء کی قبولیت ظاہر کی حتی کہ جب مبتلا ہوا تو آیت نازل ہوئی اور اِسمین صریح نکتہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت قلبی کا ہی کہ ایک ارتباط قلبی عالم الغیب سے ایسا تھا کہ جو نازل ہونے والا تھا اُسنے اُسکے دل مین

پہلے سے عکس ڈالدیا فافہم - اور یہ واقعہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کا مذکور ہوا - دوسرا اسی قسم کا ... رضی اللہ عنہ
واقع ہوا اور بہت ہی قریب ہین دونون واقعہ ہوسے اور قصہ یہ ہی کہ جو امام احمد نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ...
آیا عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا کہ تو مجھے پوچھ دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اگر ایک ... اپنی جورو کے
ساتھ کسی مرد کو ملوث پاکر اُسکو قتل کر ڈالا تو قاتل قتل کیا جاوے یا کیا کیا جائیگا - عاصم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسائل کو عیب رکھا (یعنی سوالات کرنے سے احکام نازل ہو کر مفروض ہو جاوینگے
اور جیسے یہود نے انکو پورا نہ کیا ویسے ان احکام مین بے ادبی سے بربادی ہی اور یہ وجہ قرآن وحدیث مین صحیح ہی) پھر عاصم سے
عویمر رضہ نے ملاقات کرکے پوچھا کہ تم نے کیا کیا تو عاصم رضہ نے کہا کہ تجھ سے مجھے بھلائی نہ پہنچی مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا تھا آپ نے مسائل کو عیب رکھا تو عویمر رضہ نے کہا کہ واللہ مین تو ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر
پوچھونگا پس عویمر رضہ وہان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا تو آپ کو اس شان مین پایا کہ آپ پر وحی اتری ہی - سہل
بن سعد رضہ نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر رضہ و اُسکی جورو کو بلا کر دونون مین لعان کرادیا پھر عویمر رضہ نے کہا کہ یا
رسول اللہ اگر مین اس عورت کو اب لیجاتا ہون تو مین نے اسپر جھوٹ بہتان باندھا پس عورت کو جدا کردیا قبل اسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اُسکا حکم فرمادین پھر متلاعنین جورو اور مرد مین یہی سنت ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عورت کو
دیکھو کہ اگر ایسا بچہ لاوے کہ جو اسحم ادعج العینین عظیم الیتین ہی تو مین نہین دیکھتا مگر یہی کہ عویمر رضہ نے اس عورت پر سچ کہا اور اگر ...
ایسا بچہ لاوے جو احیمر گویا دحرہ ہی تو مین نہین دیکھتا مگر یہی کہ عویمر رضہ نے جھوٹ کہا پھر اس عورت کے ویسا ہی بچہ ہوا جو بری ... وہ وجہ
مین آپ نے علامت فرمائی تھی - رواہ البخاری ومسلم وبقیۃ الجماعۃ الا الترمذی - اور بخاری رحہ نے دوسرے طریق سے سہل بن سعد رضہ
سے اُسکو روایت کیا جسکے آخر مین ہی کہ پس عویمر رضہ نے اُسکو جدا کردیا سو یہ سنت ہوگئی کہ دونون متلاعنین مین تفریق کیجاوے اور وہ
عورت حاملہ تھی سو عویمر رضہ نے اُسکے حمل سے انکار کیا سو اس عورت کا بیٹا اُسی عورت کی طرف نسبت سے پکارا جاتا تھا پھر میراث
مین یہ سنت جاری ہوئی کہ یہ لڑکا مان کا وارث ہوتا ہی اور مان اس سے وہ میراث پاوے جو اللہ تعالے نے اسکے لیے مفروض
فرمائی ہی - قال المترجم اس میراث کی سنت سے معلوم ہوا کہ مراد سنت سے یہ نہین کہ بطریق سنت یہ حکم ہی بلکہ مراد طریقہ شرعی ہی جو سنت
سے مشروع ہوا ہی پس حاصل یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرع کردی کہ دونون متلاعنین مین تفریق کردیجاوے خواہ وہ
مرد طلاق دے یا نہ دے بلکہ یہ تفریق طلاق بائن ہوگی اور میراث کا مسئلہ بھی فقہاء مین اسیطرح معلوم ہی جیسے حدیث مین صحیح ہی
از انجملہ حدیث ابو یعلی موصلی کی جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اول لعان جو اسلام مین واقع ہوئی یہ تھی
کہ شریک بن سحماء کو ہلال بن امیہ نے اپنی جورو کے ساتھ قذف کیا پھر عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین لے گیا تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار گواہ یا تیری پیٹھ پر حد قذف ہی تو ہلال رضہ نے کہا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالے جانتا ہی کہ مین صادق ہون اور ضرور
اللہ تعالے آپ پر حکم نازل فرماویگا جو میری پیٹھ کو حد قذف سے بری کرے سو اللہ تعالے نے آیۃ لعان نازل فرمائی والذین یرمون
ازواجہم الآیہ - پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال رضہ کو فرمایا اشہد باللہ انک لمن الصادقین فیما رمیتہا بہ من الزنا - یعنی گواہی دے
اللہ تعالے کے ساتھ کہ تو صادقین سے ہی اس چیز مین سے جو تو نے رمی کی اس عورت کو زنا سے یعنی جس ...

[illegible] کاذبین سے ہی پس اسیطرح چار شہادات ادا کین پھر پانچوین مین کہا کہ ولعنة الله علیک ان کنت من الکاذبین فیما رمیتہا بہ من الزنا یعنی اپنے آپ کو بیان کرکے کہ اور لعنت اللہ تعالی کی تجھپر اگر مین کاذبین سے ہون اس نسبت مین جو سے مین نے اس عورت کو زنا کی ہی ۔ پس ہلال نے ایسا کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو بلایا یعنی ہلال زنو کی جگہہ کھڑے ہونے کو کہا پس فرمایا کہ کھڑی ہو کر شہادت دے اللہ تعالے کے ساتھ کہ انہ لمن الکاذبین فیما رماک بہ من الزنا ۔ یعنی ہلال کاذبین سے ہی اس بات مین جس سے تجھکو رمی کی زنا سے سو اُسنے ایسی ہی چار شہادات ادا کین پھر پانچوین مین اُس عورت سے کہا کہ وغضب اللہ علیک ان کان من الصادقین فیما رماک بہ من الزنا ۔ یعنی تجھپر اللہ تعالے کا غضب ہی اگر یہ مرد صادقین سے ہو اس بات مین جس کے ساتھ تجھے رمی کی زنا سے ۔ سو جب چوتھی یا پانچوین باری تھی تو کچھ سکتہ مین رہی حتی کہ لوگون نے گمان کیا کہ شاید یہ اب اقرار کریگی پھر بولی کہ مین اپنی قوم کو آئندہ دن کے لیئے فضیحت نہ کرونگی پھر وہ شہادت بھی پوری کردی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون مین تفریق کردی اور فرمایا کہ دیکھو اگر یہ عورت ایسا بچہ لاوے جو اجعد احمش الساقین ہی تو وہ شریک بن سحماء کا ہی اور اگر لاوے اُسکو ابیض سبط قصیر العینین تو وہ ہلال بن امیہ کا ہی پھر اس عورت کے وہ بچہ اجعد احمش الساقین یعنی گھونگروالا پتلی پنڈلیون والا ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ نہ ہوتا جو اِن دونون کے حق مین کتاب اللہ تعالی سے نازل ہو [illegible] میری و اُس عورت کے شان ہوتی اقول اس حدیث شریف مین کئی امر ثابت ہوے اول تو ہلال بن امیہ کا معاملہ اول [illegible] اُسی سے متصل عویمر رضہ کا معاملہ ہوا ہی ۔ دوم آنکہ امام المسلمین یا قاضی کو چاہیے کہ شہادات ادا کرنے کو تلقین کرے ۔ سوم شہادت یون ادا کرے کہ اشہد باللہ انی من الصادقین فیما رمیتہا بہ من الزنا ۔ ایسے ہی عورت بھی انہ لمن الکاذبین فیما رمانی بہ من الزنا ۔ [illegible] کا قول ہی جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہی اور چہارم ایک امر عظیم یہ ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] متلاعنین کا معاملہ ولیکن اسرار حکمت الہی عزوجل سے اطلاع ایسے طور پر دی گئی کہ اگر اس شکل کا ہو تو فلان شخص [illegible] دوسری شکل کا ہو تو فلان شخص کا ہی پس جو اللہ تعالے نے فرمایا کہ اللہ یعلم ما تحمل کل انثی الآیہ یعنی حمل [illegible] شکل [illegible] سوا اللہ تعالے کے کوئی نہین جانتا تو یہ صحیح ہی اور یہان جو مذکور ہوا اُسکا علم اللہ تعالے نے اپنے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدیا تاکہ آپ کے واسطے معجزہ ہو اور مومنون کے واسطے طمانیت ہو کہ اللہ تعالے عالم الغیب [illegible] اصل حال و ذرہ ذرہ سے آگاہ ہی ۔ امر پنجم یہ کہ جو حکم شریعت شریف ہو اُسی کے اتباع موافق حکم [illegible] کسی کا علم کافی نہین ہی حتی کہ باوجود اِسکے کہ بچہ اُسی مکروہ شکل کا ہوا جس سے معلوم ہو [illegible] حکم دیا کہ جو کوئی اُسکو قذف کرے اُسپر حد قذف ماری جائیگی اور شاید بھید ایمین یہ ہی کہ عورت نے فضیحت [illegible] اللہ تعالے کا غضب اختیار کیا اور وہ آخرت کے لیے ہی تو ضرور ہی کہ دنیا مین اُسکی فضیحت نہ ہو جیسے منافقین سے ظاہری اسلام قبول کرلیا ویسے ہی منافقون کی غرض تھی کہ دنیا مین اُنپر جہاد نہ ہو اور جزیہ وغیرہ [illegible] اُنکی مراد پوری کردی کیونکہ اُنہون نے آخرت کا عذاب اختیار کرلیا ہی اسیطرح یہان بھی اگر عورت کو کوئی شخص قذف کرے تو اُسکے قاذف کو حد قذف ماری جاویگی جیسا کہ اول حدیث ابن عباس مین گذرا ہی ولیکن دیگر طرق مین اُسکا بیان نہین ہی لہذا شبہات سے حدود دور کرنے کے حکم مین اور نیز اس جہت سے کہ وہ فاعلہ ایسے فعل کی ہوئی کہ جس سے لعان واقع ہوا تھا وہ مرتکب

ہو یا نہ ہو تو اُسکی وجہ سے قاذف عادل کو حد مار کر ہمیشہ کے لیے عدالت ساقط کرنا نہیں ہو لیکن اگر دو ...
منصوص ثابت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے قذف کرنیو اسلے پر حد مارنے کا حکم دیا ہو تو پھر نصوص ...
حلال نہین ہو اور توجیہ مذکور اِس صورت مین ہو کہ ثبوت مین تامل ہو اور تمام کلام اِسمین فقہ سے متعلق ہو ...
بخاری مین ہو کہ ملاعن متلاعنین کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جاتے تھے کہ اللہ تعالے تو خوب جانتا ہو کہ تم دونون
مین سے ایک جھوٹا ہو سو کیا تم دونون مین سے کوئی توبہ کرنیوالا ہو۔ اور عبد الرزاق نے عمر بن الخطاب و علی بن ابی طالب و
ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ دونون متلاعنین کبھی مجتمع نہ ہونگے۔ اقول اِس سے بعضے آئمہ نے استخراج کیا کہ متلاعنین
کا پھر کبھی باہم نکاح نہین ہو سکتا لیکن ائمہ حنفیہ کے نزدیک اگر دونون مین سے کسی نے اپنی تکذیب کی تو مجتمع ہو سکتے ہین اور
یہ قول مخالف اِسکے نہین ہو جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم مذکورین سے مروی ہوا اسلیے کہ اُنکی مراد عدم اجتماع سے متلاعنین ہین تو
باہم ان دونون مین لعان اُسی وقت تک ہو کہ ایک اقرار و توبہ نہ کرے اور بعد اِسکے وے دونون متلاعنین نہین ہین تو یہ ہم نے
اختیار کیا کہ جب تک وے متلاعنین رہین تب تک اجتماع نہین جائز ہو۔ فافہم واللہ تعالی اعلم بالصواب

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ
جو لوگ لائے ہین یہ طوفان تمھین مین ایک جماعت ہین تم اسکو نہ سمجھو بُرا اپنے حق مین بلکہ یہ بہتر ہو

لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ
تمھارے حق مین ہر آدمی کو اُنمین سے پہونچتا ہو جتنا کمایا گناہ اور جس نے اُٹھایا ہو اسکا بڑا بوجھ

مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○
اُسکو بڑی مار ہو

یہان سے شروع ہو کر اٹھارہ آیات یعنی قولہ اولئک مبرءون مما یقولون الآیہ تک اِس افک کے بارہ مین ہین جو ام المومنین عائشہ
صدیقہ پر لگایا گیا تھا اور اِسمین حضرت ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہا کی برأت کاملہ و عفت عالیہ کا بیان ہو اور
اِس سے ظاہر ہوتا ہو کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کا مرتبہ کس قدر عظیم ہو کیونکہ قرآن اللہ تعالے کا کلام قدیم ہو اور یہ اُس کے
کلام قدیم مین سابق ہو کہ اسکے کلام پاک کو اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بی بی حضرت عائشہ رض کی عفت و طہارت مین
اُسکے بزرگان مومنین تلاوت کرینگے اور اِسپر تمام مومنون کا اجماع ہو کہ آیات مین جنکی برأت بیان ہو وہ ام المومنین عائشہ
صدیقہ ہین اور یہ متواتر شائع مستفیض مشہور ہو حتی کہ جو کوئی اب حضرت ام المومنین صدیقہ ہین بے ایمانی سے کلام کرے وہ کافر
ہو اور بعض فضائل ام المومنین عائشہ رض کے بیان ہونگے اور محصل قصہ افک کا یہ ہو کہ سفر کی منزل مین قضاے حاجت کے لیے
آپ واپس آئین کہ ہودج مین بیٹھین دیکھا کہ گلے کا ہار جزعی کا ٹوٹ گیا ہو تو اُسکے ڈھونڈھنے کو گئین یہان اتنے مین لشکر کوچ ہو گیا
آپ کا اونٹ مع ہودج کے ہانک دیا گیا لوگ گمان کرتے تھے کہ آپ ہودج مین ہین آپ جب واپس آئین تو نا چار اُسی جگہ بیٹھ گئین
اور لشکر کے پیچھے جو شخص سفر کیا گیا تھا وہ صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ تھے جو پیچھے جہاد مین شہید ہوے ہین یہ صبح کے وقت
روانہ ہوے جب لشکر کے مقام پر آئے تو پہچانکر انا للہ پڑھکر اپنا اونٹ بٹھایا اور خود اُتر کر پیدل ہو گئے اور حضرت ...

Marfat.com

[illegible] ہو کر لشکر مین پہونچے جب بہتان والون نے یہ دیکھا تو بہتان باندھا پس اللہ تعالے نے اس امتحان
مین بہتان [illegible] کو عذاب دیا اور بہتون کو ثواب دیا اور حضرت ام المومنین کا فضل عظیم ظاہر فرمایا بقولہ تعالے ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ
جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ افک بہتان اور دراصل افک کسی چیز کو لوٹ پوٹ کردینا چنانچہ ام المومنین
عفت کاملہ و دیانت و عقل و علم و شرف کی جہت سے مستحق ثناے عظیم تھین بجاے اسکے ان لوگون نے اُنکے لیے سخت فحش کا بہتان
لگایا اور افک ایسا بہتان کہ نہایت فحش و قبیح جھوٹ ہو و حاصل یہ کہ جو لوگ افک لائے ہین یعنی گروہ لائے ہین تم مین سے ایک
عصبہ ہی ۔ عصبہ جماعت تین سے دس تک بعض نے کہا کہ دس سے چالیس تک اور اول یہان اظہر ہی اور یہان مراد اس سے
عبد اللہ بن ابی منافقون کا سردار اور مسلمانون مین سے کہا گیا کہ حسان بن ثابت و مسطح بن اثاثہ اور مسلمہ عورتون سے حمنہ بنت
جحش جو ام المومنین زینب بنت جحش کی بہن تھین اور اصل مین عصبہ وہ جماعت جو کسی جہت سے آپس مین ایسی ملی ہون
کہ ایک دوسرے کے واسطے تعصب کرے اور شاید یہان یہ لوگ اس افک کی خبر مین باہم ایک دوسرے کے قول کی تائید
کرتے ہون ۔ اور منکم دلیل ہی کہ یہ لوگ مسلمان تھے اور عبد اللہ بن ابی منافق اگرچہ اس خبر کے فاش کرنے اور بنانے و ابھارنے
مین سب سے بڑھکر تھا مگر اُسکو خارج کردیا کیونکہ جب وہ اپنے نفاق سے داخل بوار جہنم ہی تو اُسکی ہدایت ایمانی داخل مشیت
نہین پس ایسے کام سے ممانعت اُس سے مقصود نہین ہی مگر مسلمانون مین سے جو لوگ اس منافق کی مکاری سے گرفتار ہوگئے
تھے اُنکو تنبیہ کردی اور اس سے ظاہر ہوگیا کہ وہ لوگ بوجہ نہ جاننے کے کفر سے بچ گئے ولیکن اُنکو عذاب سے بری نہین فرمایا اور
اب جو شخص بعد جاننے کے کہے وہ کافر اور اُسکے لیے عذاب عظیم ہی اور دنیا مین ادنی یہ ہی کہ مومنون کے نزدیک وہ خوار و بے اعتبار
ہوگا ۔ اور اُسکی عدالت ساقط وہ گواہی کے قابل نہین ہی اور باوجود اس عذاب کے اس عصبہ نے افک سے حضرت ام المومنین
و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صفوان بن معطل و خاندان صدیق اکبر رضی اللہ عنہم کے حق مین کچھ بھی برائی نہین پہونچائی لہذا فرمایا ۔
لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ یعنی اس افک کو تم اپنے حق مین بدخیال نہ کرو ۔ اسمین بڑی تسکین دی اور تنبیہ کی کہ جو کوئی دوسرے پر
بہتان لگاوے یا بُرا کہے یا گالی دے تو اس سے دوسرے کو کچھ بدی نہین پہونچتی بلکہ نیکیان پہونچتی ہین ۔ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ
بلکہ وہ تمھارے لیے تو بہتر ہی ۔ اللہ اکبر کسقدر بہتری ہوئی کہ اللہ تعالی کا کلام پاک قدیم آج تک مومنون کی زبان پر تلاوت کیا جاتا ہی
اور اُنکو اس سے دین کی کسقدر مسائل معلوم ہوے اور حضرت ام المومنین کی عفت کا یہ اعلی درجہ ظاہر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی جو افضل المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین مین رعایت عزت حرمت ہی پس جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب
مین یا آپ کی ازواج مطہرات یا آل اطہار کی جناب مین بدی کا خیال کرے نعوذ باللہ من ذلک تو وہ شخص بدتر شریر ہی اور
جو کوئی نیک اعتقاد رکھے وہ مومن ہی یہان سے شناخت خوارج و روافض کی ظاہر ہی کہ اپنے بد اعتقادات سے کسقدر آل و
اصحاب پر عیب لگاتے ہین جو آل و اصحاب کے حق مین بہتر اور خوارج و روافض کے حق مین بدتر ہی جیسے عصبہ کی نادانی سے
اثر ہوا ۔ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ اسمین سے ہر مرد کے لیے وہ ہی جو اُسنے کمایا گناہ سے ۔ یعنی
اہل افک نے اپنے گناہ کمائے تو ہر ایک نے جو کمایا وہ اُسپر ہی اور یہ اسواسطے کہ ہر ایک کی دلی بد اعتقادی اور زبانی فحش
[illegible] متفاوت ہین تو ہر ایک نے جسقدر بدی کمائی وہ اُسپر ہی ۔ وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ اور وہ شخص جس نے

Marfat.com

زمین سے تولی کبر کیا خواہ ایک ہو یا زیادہ ہوں جو کوئی ایسا ہو۔ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيمٌ [illegible]
کہ اصل میں متولی کبر الافک کا عبد اللہ بن ابی منافق ہے لیکن وہ مسلمانوں میں سے نہ تھا تو قولہ تعالیٰ [illegible]
شامل نہیں ہے اگرچہ مجازاً شامل ہے تو اُسنے اس افک کو گڑھا اور سکھلایا اور لوگوں کو جمع کیا اور اسکو [illegible]
کیا پھر اُسکے جماعت کے منافقین مثل اتباع شیطان کے اُسکے ساتھ تھے اُنکے فریب و دھوکے میں [illegible]
تو حقیقی مسلمانوں میں دو گروہ تھے بعضوں نے تو صریح جھٹلایا کہ یہ محض بہتان ہے اور عامہ مومنین اسی طرف تھے [illegible]
سنکر تحیر کیا اور سنتے رہے مگر جھٹلایا نہیں اور نہ تصدیق کی مگر تذکرہ کرنے لگے۔ چنانچہ حسان بن ثابت انصاری [illegible]
حمنہ بنت جحش سے بیہودگی سے بک بک کی سو یہی ایک دو اسیقدر ملزم ہیں وہ بھی اس منافق مردود کے فریب میں مبتلا ہوئے
قرطبی رحمہ نے کہا کہ علماء کے نزدیک اثار میں ہے کہ جنکو دنیا میں عذاب حد دیا گیا وہ حسان بن ثابت انصاری اور مسطح بن اثاثہ
اور حمنہ بنت جحش ہیں یعنی دو مرد ایک عورت ہے اور بعض نے کہا کہ عبد اللہ بن ابی و حسان و حمنہ ہیں ولیکن مروی قول
اول ہے ولیکن مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت [illegible] نہیں ہے اور بحث آخر میں آدیگی پھر اگر ان لوگوں کے بیان کی یہ وجہ ہے کہ مسلمانوں
میں سے بھی تھے تو شاید عبد اللہ بن ابی منافق کو حد ماری گئی ہو اور اگر اسکو نہیں ماری گئی تو علماء رحمہ نے اسکے وجوہ بیان کیے ہیں [illegible] حدود
کفارہ گناہ ہو جاتے ہیں اگرچہ انپر اعتماد نہیں ہو سکتا لیکن امید یہی ہے بخلاف منافقین کے کہ اُنکے واسطے سوائے عذاب
عظیم کے کچھ نہیں تو آخرت کا فائدہ نہ تھا اور دنیاوی ثبوت سیاست کے لیے تو یہ منافقین بوجہ بے ایمانی کے اپنے امور
میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے کہ ہم نے نہیں کہا تو اُنسے یہ قسم قبول کی گئی اور عدم ثبوت پر عذاب نہیں ہے بخلاف مومنوں
کے کہ اُنھوں نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور بامید عفو الٰہی کے عذاب دنیاوی اُٹھا لیا پس مترجم کی یہ تقریر تو شرعی اصل
پر تحقیق ہے اور یہ جو بعض نے زعم کیا کہ عبد اللہ بن ابی منافق کی تالیف قلبی کے لیے اور اُسکے بیٹے مومن صادق کے احترام
کے لیے اُسپر حد نہیں جاری کی بالکل خلاف شرع گفتگو ہے اور حدود الٰہی میں یہ نہیں جائز ہے کہ کسی کی تالیف قلبی یا کسی
کی رعایت احترام سے ترک کیجاوے بلکہ یہ گمان خود گناہ ہے۔ اور ایسے ہی معصیت وہ ہے جو بعضے ناصبی لوگوں نے گمان
کیا کہ متولی کبر الافک کے علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تھے جیسا کہ ولید بن عبد الملک و ہشام بن عبد الملک نے گمان کیا چنانچہ
مسند یعقوب بن ابی شیبہ میں ہے کہ ہشام بن عبد الملک کے پاس سلیمان بن یسار رحمہ آئے تو اُسنے کہا کہ متولی کبر افک کون تھا سلیمان
نے کہا کہ عبد اللہ بن ابی تھا۔ اُسنے کہا کہ تو نے جھوٹ کہا بلکہ تولی کبر کی علی رضہ نے کی سلیمان نے کہا کہ امیر المومنین [illegible]
کیا کہتا ہے اتنے میں محمد بن شہاب زہری وہاں آئے تو ہشام نے اُنسے پوچھا کہ کون متولی کبر ہوا زہری رحمہ نے کہا کہ عبد اللہ بن [illegible]
تو ہشام بولا کہ تو نے جھوٹ کہا وہ علی رضہ تھا تو زہری رحمہ نے کہا کہ تیرا باپ نابید ہو میں نے جھوٹ کہا [illegible]
وعروہ بن الزبیر و علقمہ بن وقاص و عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سب نے حضرت ام المومنین عائشہ [illegible]
ابن ابی منافق ہے بولا کہ پھر اچھا اسکا کیا جرم تھا تو زہری رحمہ نے فرمایا کہ مجھ سے خود تیرے [illegible]
وابوبکر بن عبد الرحمن بن الحارث نے حضرت ام المومنین سے روایت کی کہ [illegible]
ایسے ہی قصہ کو بخاری و طبرانی و ابن المنذر و ابن مردویہ و بیہقی نے ولید بن عبد الملک [illegible]

بھی ساتھ عداوت کی تھی یعنی مروانی خاندان والے حکام بوجہ اپنی بدگمانی کے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ رکھتے تھے بیہودہ کلمات سے پیش آتے رہتے لیکن فرق خارجیوں اور ناصبیوں میں یہ ہے کہ خوارج تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت سے منکر بلکہ مرتد و تکفیر کرتے ہیں جیسے روافض لوگ باقی تین خلفاء رضی اللہ عنہم کی نسبت کہتے ہیں برخلاف مروانیہ ناصبیوں کے کہ انکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت سے بھی انکار نہ تھا لیکن اِس باطل بدگمانی سے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت باشارہ آپ کے ہوئی اور اسی وجہ سے آپ نے قاتلون سے قصاص نہ لیا پس یہ وجہ عداوت کی تھی پس خلاصہ یہ کہ ایمانی راہ سے عداوت نہ تھی بلکہ دنیاوی معاملہ کی راہ سے عداوت تھی اور یہ بھی گناہ سخت ہے لیکن خوارج و روافض سے بڑا فرق ہے کہ یہ دونوں بدبخت فرقہ تو ایمانی راہ سے عداوت رکھتے ہیں فافہم۔ شیخ امام ابن کثیر رح نے کہا کہ واقعہ افک میں اصلی لعنت اُسپر ہے جسکا نام ابن ابی بن سلول منافق تھا کہ وہی اُسکو گھڑتا اور رفاش کرتا تھا یہانتک کہ بعضے مسلمانون کے ذہن میں بھی شک آگیا کہ شاید ہو اور بعض کے ذہن میں آگیا تو وے زبان سے بول اُٹھے اور یہ حال ایک مہینہ تک رہا یہانتک کہ قران مجید نازل ہوا اور اِس منافق کا سب جھوٹ و فریب کھل گیا اور اِسکا بیان احادیث صحیحہ میں ہے چنانچہ امام زہری رح نے سعید بن المسیب و عروہ ابن الزبیر و علقمہ بن وقاص و عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت کی کہ ان سب اکابر ثقات نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد کے لیے سفر کو جانا چاہتے تو اپنے ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جسکا نام نکلتا اُسکو اپنے ساتھ لیجاتے تھے (یعنی اُنکی تسکین کے لیے قرعہ ڈالتے تاکہ دوسری بی بیون کو ملال نہ رہے) چنانچہ ایک جہاد کا ارادہ فرماکر قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا پس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئی اور یہ واقعہ بعد نازل ہونے حکم حجاب کے تھا یعنی عورتون کے پردہ کرنے کا حکم نازل ہوچکا تھا اُسکے بعد یہ سفر و میرا جانا ہوا تو مین اپنے ہودج کے اندر ہی اونٹ پر سوار کیجاتی اور منزل پر اپنے ہودج کے اندر ہی اُتار دی جاتی یعنی ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر لادتے اور منزل پر ہودج کو اُتار دیتے اور مین ہودج کے اندر پردہ مین رہتی تھی بوجہ حکم حجاب کے بے پردہ نہین ہوسکتی تھی۔ پس ہم لوگ روانہ ہوے یہانتک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جہاد سے فارغ ہوے اور مدینہ کی طرف واپس ہوے اور ہم مدینہ کے نزدیک آگئے تو ایک رات کوچ کا حکم دیا تو جب مین نے کوچ کا حکم سُنا تو مین بھی اپنی ضرورت رفع کرنے کے واسطے چلی یہانتک کہ لشکر سے تجاوز کر گئی جب قضاے حاجت سے فارغ ہوچکی تو اپنے کجاوہ کی طرف واپس ہوئی یہان میرا ہاتھ اپنے سینہ پر آیا تو ناگاہ میرا ہار جزع ظفار کا کیسن ٹوٹ گرا ہے تو مین لوٹ گئی اور مین نے اُس ہار کو تلاش کیا سو مین تو اُسکی تلاش مین وہان جنگل مین تھی اور یہان جو لوگ میرا کجاوہ لادتے تھے وے آئے اُنھون نے میرا کجاوہ اُٹھا کر اُس اونٹ پر لاد دیا جسپر مین سوار ہوتی تھی اور وے لوگ یہی گمان کرتے تھے کہ مین اس ہودج مین ہون ام المومنین رض نے فرمایا کہ عورتین اُسوقت تک ہلکی ہوا کرتی تھین اُنپر گوشت نہین چڑھے تھے کیونکہ وے تو طعام سے علقہ کھایا کرتی تھین سو ان لوگون نے ہودج کے ہلکے ہونے کو کچھ خیال بھی نہین کیا اور اُٹھا کر اُسکو لاد دیا اور مین اُسوقت ایک چھوکری کم سن بھی تھی سو انھون نے اونٹ اُٹھایا اور روانہ ہوے اور مجھے وہ ہار اُسوقت ملا کہ یہ لوگ یہان سے کوچ کر چکے ہین تو جب مین منزل پر آئی تو یہان کوئی پکارنے والا اور نہ کوئی جواب دینے والا تھا تو مین نے اپنے اُترنے کی جگہ کو قصد کرکے تلاش کر لیا اور گمان کیا کہ قوم

Marfat.com

تھے مجھے ڈھونڈھینگے تو واپس میری طرف آوینگے سو مین اُسی جگہ بیٹھی تھی کہ آخر میری آنکھ جھپک گئی [illegible]
بن معطل السلمی لشکر کے پیچھے رکھا گیا تھا تو وہ موافق رسم کے جھٹپٹے وقت روانہ ہوا اور صبح کے [illegible]
مین تھی تو اُسنے ایک سوتے ہوئے آدمی کو دیکھکر میرے پاس آیا اور مجھے دیکھکر پہچان لیا کیونکہ اُسنے پردہ [illegible]
پہلے مجھے دیکھا تھا تو جب مجھے پہچانا تو اُسنے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا مین اُسکے استرجاع کی آواز سے جاگ [illegible]
اوڑھنی سے پردہ کر لیا واللہ تو اُسنے مجھ سے کچھ کلام کیا اور نہ مین نے اُسکی کوئی اور بات سنی سوائے استرجاع پڑھنے [illegible]
اُسنے اپنا اونٹ بٹھا دیا اور اُسکا پاؤن داب دیا تو مین اُس اونٹ پر سوار ہو گئی اور وہ پیادہ اُس اونٹ کی مہار تھامے [illegible]
یہانتک کہ ہم اُسوقت لشکر مین پہونچے کہ دوپہر کو شدت گرمی سے لوگ منزل پر اُتر چکے تھے پھر میرے بارہ مین بدگوئی مین جو [illegible]
ہو وہ ہوا اور والذی تولی کبرہ منہم وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول ہے (اُبَیّ بروزن ترتی اُسکے باپ کا نام ہے اور سلول اُسکی ماں کا
نام ہے یہ منافق اپنے باپ و ماں دونون کی طرف منسوب بولا جاتا ہے اور حضرت ام المومنین رض کو ابھی بہتان والون سے کچھ خبر
نہین ہے) پھر ہم لوگ روانہ ہو کر مدینہ مین آئے اور مین یہان آکر ایک مہینہ تک بیمار پڑی اور بہتان باندھنے والون کی باتون
مین لوگ بہے بہے پھرتے تھے مگر مجھے کچھ بھی اُسکا شعور نہ تھا لیکن مجھے اِس بات کا اپنی بیماری مین تردد تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مین وہ مہربانی نہین پاتی ہون جو اپنی بیماری کی حالت مین تسلی و دلدہی وغیرہ کی مہربانی پاتی تھی
صرف اسی قدر رہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکر سلام کرکے اتنا فرماتے ہین کہ تم کیسی ہو بس یہی بات مجھے متردد کرتی تھی
اور مجھے اِس بہتان کا کچھ بھی شعور نہ تھا یہانتک کہ مین نقیہ ہو جانے کے بعد مناصع کو نکلی اور میرے ساتھ مسطح کی ماں نکلی
اور مناصع ہمارے پیخانہ پھرنے کے مقام تھے اور ہم عورتین رات کو جاتے پھر دوسری رات کو جاتے اور یہ واقعہ قبل اِسکے
تھا کہ گھرون کے قریب پیخانہ بنائے جاوین اور ہمارا طریقہ وہی عرب اول کا طریق تھا کہ جنگلون مین پیخانہ پھرتے اور گھرون
مین پیخانہ بنانے سے ہم کو اذیت ہوتی تھی پس مین اور ام مسطح روانہ ہوئی اور یہ ام مسطح دختر ابو رہم ابن المطلب بن
عبد المطلب بن عبد مناف تھی اور اِس عورت کی ماں دختر صخر بن عامر کی خالہ ابوبکر الصدیق رض کی تھی اور اِس عورت کا
بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبد المطلب ہے پس مین اور یہ عورت ابو رہم کی دختر جو کہ مسطح کی ماں ہے جب اپنی حاجت سے
فارغ ہو چکی تو اپنے گھر کی طرف چلی پس ام مسطح نے ٹھوکر کھائی تو بولی کہ مرا ہوا مسطح تو مین نے اس سے کہا کہ تو نے بہت
بُری بات کہی بھلا ایسے شخص کو بُرا کہتی ہے جو جنگ بدر مین حاضر ہوا تھا وہ بولی کہ اے ہنتہ یعنی نادان اُسنے [illegible] نہین جو اُسنے
کہا ہے مین نے کہا کہ وہ کیا اب اُسنے مجھے اہل افک کی باتون سے آگاہ کیا تو میری بیماری پر دوسری بیماری [illegible]
جب مین گھر مین آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس آکر سلام کرکے پوچھا کہ تم کیسی ہو مین نے عرض کی کہ آپ
اجازت دیتے ہین کہ مین اپنے والدین کے پاس جاؤن - مجھے مقصود یہ تھا کہ مین والدین سے اِس خبر کی تحقیق [illegible]
کرون سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دیدی پس مین اپنے والدین کے [illegible] آئی اور مین نے اپنی [illegible]
کہا کہ اے مان لوگ کیا باتین کرتے ہین ماں نے کہا کہ اے بچی اُسکو اپنے اوپر گوارا کر لے بہت کم ہوا ہے کہ عورت [illegible]
پاس ہو جو اُسکو پیار کرتا ہو اور اُسکی سوتین ہون مگر [illegible] سوتین اُسپر بڑھ بڑھ کر [illegible] کرتی ہین [illegible]

Marfat.com

[illegible] بناتی ہین سو مین تمام رات روتی یہانتک کہ صبح ہوگئی نہ میرا آنسو تھما اور نہ آنکھ مین نیند کا نشان آیا پھر مین صبح تک بھی برابر روتی رہی - ام المؤمنین رض نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو بلایا اور اسامہ بن زید کو بلایا جب کہ آپ کو اعلام الٰہی عزوجل سے کوئی آگاہی نہ ہوئی سو آپ نے اِن دونون کو بلا کر میرے جدا کرنے کے بارہ مین پوچھا اور مشورہ لیا - ام المؤمنین نے بیان کیا کہ سو اسامہ بن زید رض نے تو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل کی برارت کو اور اپنے ایمان مین انکی محبت کو جانتا تھا مشورہ دیا کہ یا رسول اللہ آپ کی اہل خانہ ہین اور واللہ ہین تو سواے بہتری کے اور کچھ نہین جانتا ہون اور رہے علی بن ابی طالب تو انھون نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ پر اللہ تعالے نے تنگی نہین رکھی اور عورتین اُسکے سواے بہت ہین اور آپ اِس چھوکری سے دریافت کیجیے وہ سچی خبر آپ سے بیان کردیگی (معنی یہ ہین کہ یا رسول اللہ آپ دلتنگ متردد نہ ہون کچھ یہ تو ہے نہین کہ آپ کو اللہ تعالے نے دوسری عورت سے نکاح منع کیا ہو لہذا آپ دلتنگ نہ ہون ولیکن جدا کرنے مین جلدی ضرور نہین ہو اِس بات کو سچے لوگون سے تحقیق کر لیجیے چنانچہ بریرہ جو حضرت عائشہ رض کی آزاد کی ہوئی چھوکری وفادار اور ہردم کی ساتھ گھر مین رہنے والی ہو اِس چھوکری سے دریافت کیجیے یہ سچ تبلادیگی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ نہین بولیگی) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بلایا اور کہا کہ بھلا تو نے عائشہ سے ایسی کوئی بات دیکھی جو تیرے دل مین کھٹکی بریرہ نے کہا کہ قسم اُسکی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہو کہ مین نے تو عائشہ پر کوئی بات جسکا مین اُسپر نقص لگاؤن اِس سے زیادہ نہین دیکھی کہ وہ کم سن لڑکی ہو اپنے گھر کا آٹا گوندھا چھوڑ کر سو جاتی ہو گھر کی بکری آکر اُسکو کھا جاتی ہو (بخاری وغیرہ مین یہان یہ مضمون زائد ہو کہ پھر علی رض نے بریرہ کو کہا کہ ہم تجھ سے یہ بات نہین پوچھتے ہین کہ اِس قسم کی بات مین تجھے کچھ شک ہی اُسنے کہا کہ نہین پھر حضرت علی رض نے اُسکو جھڑکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے سچ سچ بول اُسنے کہا کہ سبحان اللہ بھلا یہ بات توبہ توبہ ہرگز نہین ہو) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسی روز آکر منبر پر کھڑے ہوے اور عبد اللہ بن ابی بن سلول کا استعذار چاہا اور کہا کہ اے گروہ مسلمین کے کون میرا اعذار کریگا ایسے شخص سے جسکی طرف سے مجھکو اپنے اہل کے بارہ مین ایذا پہونچی ہو سو واللہ مین نے تو اپنے اہل کے حق مین سواے بھلائی کے کچھ نہ جانا اور اِن لوگون نے ایسے مرد کو تہمت دی ہو جسپر سواے بھلائی کے مین کچھ نہین جانتا اور وہ نہین آتا کبھی میرے اہل کے یہان مگر میرے ہی ساتھ - تو سعد بن معاذ انصاری سردار اوس نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اِس مرد سے آپ کا اعذار کرونگا اگر وہ اوس کے گروہ مین سے ہوگا تو ہم اُسکی گردن مار دینگے اور اگر وہ ہمارے برادران خزرج مین سے ہوگا تو آپ ہم کو حکم دینگے تو ہم آپ کے حکم کی فرمانبرداری کرینگے پس سعد بن عبادہ کھڑا ہوا وہ سردار خزرج تھا اور تھا مرد صالح ولیکن اُسکو حمیت چڑھ گئی تو اُسنے سعد بن معاذ رض سے کہا کہ واللہ تو نے جھوٹ کہا نہ ہم اُسکو قتل کرینگے اور نہ تو اُسکو قتل کرسکتا ہو اور اگر وہ تیرے گروہ سے ہوا تو تجھے پسند نہ ہوگا کہ وہ قتل کیا جاوے پس سعد بن معاذ کے چچا زاد بھائی اسید بن حضیر رض نے کھڑے ہو کر سعد بن عبادہ سے کہا کہ قسم اللہ تعالے کی تو نے جھوٹ کہا اور ہم اُسکو قتل کرینگے اور تو مرد منافق ہو کہ منافقون کی طرف سے جھگڑتا ہو پس دونون گروہ اوس و خزرج جوش مین آگئے یہانتک کہ اُنھون نے باہم قتال کا قصد کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے اور برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو دھیما کرتے تھے یہانتک کہ سب خاموش ہوگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہوگئے - ام المؤمنین رض نے فرمایا کہ اور مین اُس دن بھی برابر روتی

Marfat.com

اور میرا آنسو نہ تھمتا تھا اور نہ مجھے نیند آتی تھی اور میرے والدین جانتے تھے کہ یہ رونا میرا کلیجہ چاک کر [illegible]
میرے پاس بیٹھے تھے اور میں روتی تھی کہ ایک عورت نے انصار میں سے اجازت چاہی اور میں نے اسکو اجازت دی [illegible]
ساتھ بیٹھکر رونے لگی ہم لوگ اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے اور جب [illegible]
مین کہا گیا جو کہا گیا تھا تب سے کبھی نہیں بیٹھے تھے اور ایک مہینہ ہو چکا تھا کہ آپ کو میرے بارہ مین کچھ وحی نہیں [illegible]
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھکر حمد و ثنا پڑھی پھر فرمایا کہ ای عائشہ مجھے تیری طرف سے ایسی ایسی خبر پہنچی [illegible]
تو اس سے بری ہی تو عنقریب اللہ تعالے تیری برارت ظاہر کردیگا اور اگر تجھ سے کچھ گناہ سرزد ہو گیا ہی تو اللہ تعالی سے استغفار کرلے
اور اس سے توبہ کرلے کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرکے توبہ کرتا ہی تو اللہ تعالے اسکی توبہ قبول فرماتا ہی جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اپنا کلام ختم کرچکے تو میرے آنسو تھمے حتی کہ اب مجھے ایک قطرہ بھی نہیں محسوس نہیں ہوتا تھا تو مین نے اپنے باپ سے
کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ کو جواب دو باپ نے فرمایا کہ مین نہیں جانتا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دون تو مین نے
مان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیدے مان نے کہا کہ واللہ مین نہیں جانتی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو کیا جواب دون مین نے خود کہا کہ واللہ مین جان چکی کہ تم لوگون نے اس خبر کی طرف اپنے کان لگائے ہین حتی کہ تمھارے نفوس
مین یہ خبر جم گئی ہی اور تم نے اسکی تصدیق کرلی ہی سو اگر مین تم سے کہون کہ مین بری ہون اور اللہ تعالی جانتا ہی کہ مین بری ہون
تو تم میری تصدیق نہ کروگے اور اگر مین ایسے امر کا اعتراف کرلون حالانکہ اللہ تعالے جانتا ہی کہ مین اس سے بری ہون تو تم میری بات
کی تصدیق کروگے پس واللہ مین نہیں پاتی اپنے و تمھارے مثل مگر وہی جو یوسف کے باپ نے کہا کہ فصبر جمیل واللہ المستعان علی
ما تصفون - ام المومنین نے کہا کہ مین کم عمر چھوکری تھی کہ بہت قرآن نہیں پڑھتی تھی تو مین نے یوسف کے باپ کا نام ڈھونڈھا مجھے
یاد نہ آیا تو مین نے ابو یوسف یعنی یوسف کا باپ کہدیا - بیان کیا کہ پھر مین نے کروٹ بدل لی اور اپنے بچھونے پر لیٹ رہی اور مین
جانتی تھی کہ اللہ تعالے جانتا ہی کہ مین بری ہون اور اللہ تعالی مجھے میری برارت کے ساتھ بری فرمادیگا ولیکن واللہ مین یہ گمان بھی نہیں
کرتی تھی کہ میری شان مین کوئی ایسی وحی آتریگی کہ وہ تلاوت کیجاوے اور مین تو اپنے آپ کو اس سے کہین حقیر جانتی تھی کہ اللہ تعالے
میرے بارہ مین ایسا کلام کرے جو تلاوت کیا جاوے ولیکن مجھے یہی امید تھی کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کوئی خواب دیکھین جس سے
اللہ تعالے میری برارت فرماوے ام المومنین نے کہا کہ واللہ نہیں جھکے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس سے اور
نہ اہل بیت مین سے کوئی نکلا تھا یہانتک کہ اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تو آپ پر وہ بے تابی چھا گئی
جو وحی کے وقت آپ پر چھا جاتی تھی حتی کہ سخت جاڑے مین آپ سے مثل موتی کے عرق کی بوندین ٹپکنے لگتی تھین بوجہ ثقل اس
قول کے جو آپ پر نازل فرمایا جاتا تھا پس آپ کو کپڑا اوڑھا دیا گیا اور واللہ آپ سے یہ کیفیت رفع [illegible] اور مین [illegible]
کہ میرے والدین کی جان اس خوف سے نکل نہ جاوے کہ اللہ تعالے وہ نازل فرمادے کہ جس سے تحقیق [illegible]
کہتے ہین پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کیفیت رفع ہوئی تو آپ مسکراتے تھے اور پہلا کلمہ آپ [illegible]
ہو تجھے ای عائشہ کہ اللہ تعالے نے تیری برارت نازل فرمائی پس مین اسوقت نہایت [illegible]
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو کھڑی ہو تو میری زبان سے یہی نکلا کہ واللہ نہیں [illegible]

Marfat.com

...یہ کرونگی اور نہ تمھارا شکریہ کرونگی اور مین تو سوائے اللہ تعالی کے کسی کی حمد وثنا نہ کرونگی صرف اپنے اللہ تعم
کی کہ اسی نے میری برارت نازل کی اور تم نے تو اس افک کو سنا پھر نہ تم نے انکار کیا اور نہ اسکو متغیر کیا۔ اور اللہ تعم
نے نازل فرمایا ان الذین جاءو بالافک دس آیات تک۔ پس جب اللہ تعالے نے میری برارت نازل فرمائی تو ابوبکر رضہ جو کہ
مسطح بن اثاثہ کو نفقہ دیتے بوجہ اسکی قرابت کے اپنے ساتھ تو ابوبکر رضہ نے کہا واللہ اب مین کبھی اسکو کچھ نفقہ نہ دونگا بعد ازانکہ
اسنے عائشہ رضہ کے حق مین کہا جو کہا پھر اللہ تعالے نے نازل فرمایا ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربی تا قولہ
واللہ غفور رحیم۔ تو ابوبکر رضہ نے کہا کہ ہان واللہ مجھے بہت محبوب ہے کہ اللہ تعالی میری مغفرت کرے پس مسطح کو جو نفقہ دیتے تھے
پھر اسکو دینے لگے اور کہا کہ واللہ کبھی اس سے موقوف نہ کرونگا ام المومنین رضہ نے بیان کیا کہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بی بی زینب بنت جحش سے میرے بارے مین پوچھنے کہ اے زینب تو نے کیا جانا اور کیا دیکھا تو زینب نے کہا کہ یا رسول اللہ مین تو
اپنے کان وآنکھون کو بچاؤنگی سو مین نے تو واللہ سوائے بہتری کے کچھ نہین جانا ہے (یعنی جو کانون سے نہین سنا اور نہ آنکھون سے
دیکھا مین کسی طرح اسکو نہین بیان کرونگی یہ تعریض اپنی بہن حمنہ بنت جحش پر ہے جس نے افک مین شرکت کی تھی) عائشہ رضہ نے
کہا کہ حالانکہ زینب ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مین میرے ساتھ تلا اوپری کیا کرتی تھی ولیکن اللہ تعالی نے
اسکو اسکے تقوی کے ساتھ محفوظ رکھا اور چلی اسکی بہن حمنہ بنت جحش کہ وہ اپنی بہن کے واسطے محاربہ کرنے لگی تو وہ بھی انھین
لوگون مین ہلاک ہوئی جو افک مین ہلاک ہوئے اور عائشہ رضہ نے فرمایا کہ اور وہ مرد جسکے ساتھ افک کرتے تھے کہتا کہ سبحان اللہ
قسم اسکی جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ مین نے کبھی کسی عورت کا دامن نہین اٹھایا ہے (یعنی بطور حرام) پھر وہ مرد بعد اسکے
اللہ تعالے کی راہ مین شہید ہوا۔ رواہ احمد والبخاری ومسلم وغیر واحد من الائمة الثقات۔ اور بعض روایات صحیح بخاری وغیرہ
مین بعض اور زائد مین اور بات یہ ہے کہ ابن شہاب زہری تابعی رح رحمہ اللہ نے ائمہ ثقات تابعین سے انکی احادیث کو مختصر کرکے
جمع کردیا ہے اور دیگر طرق سے ہر ایک سے علیحدہ بھی مروی ہے ازانجملہ روایت ہشام بن عروہ مین بعد بیان ابتدا سے حال
کے جب کہ ام مسطح سے پیخانہ جانے مین ام المومنین نے یہ خبر سنی ہے یون ہے اور ام المومنین نے کہا کہ مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ والدین کے گھر جاؤن تو آپ نے غلام کے ساتھ مجھے بھیجا جب مین پہونچی تو مین نے
ام رومان یعنی والدہ کو نیچے درجہ مین پایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بالاخانہ پر قرآ [illegible] ہے ام رومان نے کہا کہ اے بیٹی
تو کیسے آئی پس مین نے یہ خبر بیان کی تو مین نے دیکھا کہ جو صدمہ مجھے پہونچا ہے وہ ام رومان کو نہین پہونچا۔ اور اسمین ہے
پھر مین نے پوچھا کہ کیا میرے باپ کو یہ خبر پہونچی ہے فرمایا کہ ہان اور مین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر
پہونچی ہے فرمایا کہ ہان تو میرے آنسو اشد ہے اور مین نے رونا شروع کیا اور اوپر سے ابوبکر رضہ نے میری آواز سنی تو اترآئے
اور میری ماں سے پوچھا کہ اسکا کیا حال ہے تو کہا کہ اسکو وہی خبر پہونچی ہے جو اسکے بارہ مین بیان کیجاتی ہے تو ابوبکر رضہ رونے
لگے اور فرمایا کہ اے لڑکی مین تجھے قسم دلاتا ہون کہ تو اپنے گھر واپس جا پس مین وہان سے اپنے گھر واپس چلی آئی اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین آئے تھے اور میری خادمہ سے میرا حال پوچھا تھا تو اسنے
کہا کہ قسم ہے رسول اللہ مجھے تو اسمین کوئی بات عیب کی نہین معلوم ہوتی سوائے اسکے کہ وہ لڑکی ہے سو جاتی ہے تو

Marfat.com

بکری آکر خمیر یا گوندھا آٹا کھا جاتی ہے پس آپ کے بعض اصحاب نے خادمہ بریرہ کو جھڑکا کہ رسول اللہ صلی [illegible]
حتی کہ جھڑکی مین اُسکو بُرا بھلا کہا تو وہ بولی کہ این یہ بات کیسی سبحان اللہ پس قسم ہے اللہ عز وجل کی کہ مین [illegible]
اِسکے کچھ نہین جانتی جو سنار کھرے سرخ سونے کو جانتا ہے اور رانک کی خبر اِس مرد کو پہونچی جسکے حق مین کہا گیا [illegible]
قسم ہے اللہ تعالے کی کہ مین نے کبھی کسی عورت کا دامن نہین کھولا۔ ام المومنین نے بیان کیا کہ پھر وہ شخص اللہ تعالے [illegible]
درجہ شہادت سے فائز ہوا اور بیان کیا کہ پھر جب صبح ہوئی تو میرے مان باپ میرے پاس آئے اور برابر [illegible] رہے یہانتک
کہ نماز عصر پڑھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور آیندہ وعظ و توبہ کی نصیحت اور پھر [illegible] آیات
کہ بہ مثل سابق بیان کیا ہے۔ اور اِسکے بعد مذکور ہے کہ عائشہ رض فرماتی تھین کہ زینب بنت جحش کو اللہ تعالے نے اُسکے دین کی
وجہ سے محفوظ رکھا کہ اُسنے سوا اے بہتری کے کچھ نہین کہا اور رہی اُسکی بہن حمنہ بنت جحش تو وہ ہلاک ہونے والون مین ہلاک ہوئی
اور افک مین جن لوگون نے کلام کیا وہ مسطح بن اثاثہ و حسان بن ثابت اور منافق عبد اللہ بن ابی تھا اور یہ منافق ہی اِس خبر کو
گڑھکر جمع اور فاش کرتا تھا اور یہی ہے جس نے تولی کبرہ کیا اُسنے اور حمنہ بنت جحش نے۔ کما فی صحیح البخاری تعلیقاً۔ اور امام احمد نے
من طریق عمرہ عن عائشہ رض روایت کی کہ اور جب آیات برارت نازل ہوئین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہوکر
ذکر کیا اور آیات تلاوت فرمائین پھر جب اُترے تو دو مرد اور ایک عورت کے لیے حکم کیا کہ دے حد القذف مارے گئے۔ اُسکو
ابن ماجہ و نسائی و ترمذی و ابو داؤد نے بھی روایت کیا اور ابو داؤد کی روایت مین اُنکے نام حسان و مسطح و حمنہ واقع ہوئے
ہین۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ پس معنی قولہ تعالی ان الذین جاء و بالافک یعنی جھوٹ و بہتان و افترا لائے۔ عصبۃ منکم تم مین سے
ایک جماعت ہین۔ لاتحسبوہ شرا لکم۔ اے آل ابوبکر اِس افک کو اپنے حق مین بدتر مت خیال کرو۔ بل ھو خیر لکم۔ تمھارے لیے
دنیا و آخرت مین بہتر ہے دنیا مین تو زبان صدق ہے اور آخرت مین رفعت منزلت ہے اور کسقدر اظہار شرافت کہ اللہ تعالی کو اعتنا عظیم
دربارہ ام المومنین صدیقہ رض ہے کہ قرآن پاک مین آپ کی برارت نازل فرمائی جو زبان مومنین پر تلاوت ہے اور سینون مین محفوظ
ہے لہذا حضرت عائشہ رض کی وفات کے وقت جب ابن عباس رض حاضر ہوے تو کہا کہ اے ام المومنین بشارت ہو کہ تم زوجہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو چاہتے تھے اور سواے آپ کے کسی کنواری سے نہین نکاح کیا اور آپکی
برارت آسمان سے نازل ہوئی۔ ابن جریر وغیرہ نے محمد بن عبد اللہ بن جحش سے روایت کی کہ زینب بنت جحش و عائشہ صدیقہ نے
تفاخر کیا تو زینب نے کہا کہ مین وہ ہون کہ میری تزویج آسمان سے ہوئی ہے اور عائشہ رض نے کہا کہ مین وہ ہون کہ اللہ تعالے نے
میرا عذر آسمان سے قرآن مین نازل کیا۔ پھر زینب نے کہا کہ اے عائشہ جب تم صفوان بن معطل کے اونٹ پر سوار ہوئی ہو تو تم نے
کیا کہا تھا۔ کہا کہ مین نے کہا حسبی اللہ ونعم الوکیل۔ زینب رض نے کہا کہ تم نے مومنون کا کلمہ کہا تھا۔ اور ابن کثیر رح نے لکھا
کہ اکثرین اِس قول پر ہین کہ والذی تولی کبرہ منہم۔ وہ عبد اللہ بن ابی منافق ہے چنانچہ حدیث متقدم ہے یہ منصوص ہے [illegible] یہی
حضرت مجاہد و بہتون نے بیان کیا ہے اور مترجم کہتا ہے کہ یہ بھی حدیث بخاری مین گذرا کہ [illegible] حمنہ بنت جحش [illegible]
حسان کا ذکر نہین ہے۔ اور لکھا کہ ضعیف قول یہ بھی کہا گیا کہ وہ حسان بن ثابت ہین مگر یہ قول غریب ہے [illegible]
کی روایت مین اُسکی دلالت نہ ہوتی تو اُسکا مجھے ذکر کرنا بھی بیفائدہ تھا کیونکہ حسان منجملہ اِن لوگون [illegible]

...ن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اشعار کہتے جبین آپ کے فضائل بیان کرتے اور مشرکون کے
... دور کرتے تھے ولیکن مسروق رح سے روایت ہو کہ مین حضرت عائشہ رض کی خدمت مین حاضر تھا کہ اتنے مین حسان بن ثابت نے
... ہو گئے تھے اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دی اور حکم دیا کہ اُسکے لیے گدی بچھادی جاوے جب حسان چلے گئے
... مین نے عرض کیا کہ آپ اُسکو آنے کی اجازت دیتے ہین اور اللہ تعالے نے فرمایا کہ والذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم۔ تو فرمایا کہ اندھے
ہو جانے سے بڑا کون عذاب ہو امید ہو کہ اللہ تعالے اُسکے حق مین یہی عذاب عظیم کردے پھر فرمایا کہ یہ حسان رض ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے بدگوئی کافرون کی دور کیا کرتا تھا۔ اور ابن جریر نے عامر شعبی سے روایت کی کہ ام المومنین عائشہ فرماتی تھین کہ مین حسان
بن ثابت کے شعر سے بہتر شعر نہین سنا اور جب مین نے اُسکو پڑھا تو حسان کے لیے جنت کی امید کی اور شعر وہ ہو جو اُسنے سفیان بن الحارث
بن عبد المطلب کی ہجو کا جواب دیا بقولہ ہجوت محمدا فاجبت عنہ + وعند اللہ فی ذاک الجزاء + فان ابی ووالدہ وعرضی + لعرض
محمد منکم وقاء + تو کہا گیا کہ اے ام المومنین کیا یہ لغو نہین ہو فرمایا کہ نہین اور لغو تو وہ ہو جو عورتون کے نزدیک شعر بازی ہوتی ہو (یعنی
شاعرون کے فحش اشعار عورتون کے بارہ مین کسی عورت کے پاس بغرض فساد پڑھے جاتے ہین) پھر کہا گیا کہ یا ام المومنین اللہ تعالے
نے تو فرمایا ہو کہ والذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم تو فرمایا کہ ارے کیا اُسکو عذاب عظیم نہین پہونچا کیا اُسکی آنکھین نہین جاتی رہین
کیا تلوار سے کتع نہین کیا گیا۔ مراد آپ کی وہ ضرب تلوار ہو جو صفوان بن معطل سلمی نے حسان کو ماری جب اُسکو خبر پہونچی کہ حسان
اس بارہ مین کہتا ہو اور قریب تھا کہ حسان کو قتل کرڈالے۔ کذا فی تفسیر الحافظ اور خطیب نے سراج مین نقل کیا کہ بعد نزول آیات
کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات تلاوت فرمائین اور منبر سے اتر کر عبد اللہ بن ابی منافق و مسطح و حسان و حمنہ کو حد القذف
ماری اور لکھا کہ حافظ ابن عبد البر نے استیعاب مین لکھا کہ ایک قوم نے اس امر سے انکار کیا ہو کہ حسان بن ثابت نے افک
مین خوض کیا ہو اور اسمین محدود ہوا ہو اور یہ بھی عائشہ رض سے مروی ہوا کہ انھون نے حسان کو اس سے بری کردیا انتہی کلامہ
مترجم کہتا ہو کہ محدودین کے نام سواے ایک روایت ابو داؤد کے وارد نہین ہین ولیکن صحیح کی بعض روایات شاہد ہو کہ حسان
او مسطح اسمین شریک تھے ولیکن یہ ہو سکتا ہو کہ دراصل خبر کے جمع کرنے والے و فاش کرنے والے عبد اللہ بن ابی و اُسکے
اتباع منافقین تھے اور شاید کہ یہ دو ایک آدمی اُسکو بطور تذکرہ کے نقل کرتے ہون بوجہ اِسکے کہ نادانی سے اُسکو آسان خیال
کیا تھا ولیکن جس نے تذکرہ سنا اُسنے یہ گمان کیا کہ یہ دونون بھی قائل ہین ناقل نہین ہین اور شاہد اسپر حسان کے اشعار
قصیدہ مدح عائشہ مین ہین جنکا بعض صحیح مین موجود ہو سے حصان رزان ما تزن بریبۃ + وتصبح غرثی من لحوم الغوافل + یعنی
عفیفہ کاملہ ہو جس کی نسبت کوئی ریب کا گمان بھی نہین ہوتا اور وہ کسی غافل از بدی کی غیبت نہین کرتی چونکہ غیبت اُسکا
گوشت کھانا ہو جسکی غیبت کرے تو کہا کہ ایسے گوشت سے وہ بھوکی رہتی ہو سے حلیلۃ خیر الناس دینا ومنصبا + نبی الھدی والمکرمات
الفواضل + پاک بی بی ہو افضل الخلق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو دین و منصب رسالت مین سب آدمیون سے بہتر ہین۔
عقیلۃ حی من لوی بن غالب + کرام المساعی مجدھا غیر زائل ۔ حی لوی بن غالب کی عقیلہ عورت صاحب عزت پائدار ہی۔ مھذبۃ
قد طیب اللہ خیمہا + وطہرہا من کل شین وباطل + ہر برائی و بدی سے پاک ہو اللہ تعالے نے اُسکو پاکیزہ و طاہر کرکے بیان کیا ہو
فان کان ما قد قیل عنی قلتہ + فلا رفعت سوطی الی اناملی + جو خبر میری طرف سے آپ کو پہونچی اگر مین نے کہی ہو تو اللہ تعالے

Marfat.com

مجھے اتنی مہلت نہ دے کہ اپنا کوڑا لے سکون یعنی یہ خبر جو میری طرف سے پہونچی مین نے اُسکو ہرگز [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و نصرت پر زندہ ہون تو مذمت کیونکر کرتا چنانچہ کہا ہے فکیف وودی ما حییت [illegible] آل
زین المحافل سے لہا رتبہ عال علی الناس فضلہا ٭ تقاصر عنہا سورۃ التطاول ٭ مترجم کہتا ہے کہ بالجملہ اتفاق [illegible]
دو مرد اور ایک عورت کو حد قذف ماری گئی ولیکن یہ تعیین کہ وہ حسان و مسطح و حمنہ تھے درجۂ ہفتم کی اتری [illegible]
اول درجہ حدیث صحیح کا جو صحیح بخاری و مسلم دونون کی ہو دوم صحیح بخاری سوم صحیح مسلم چہارم جو شرط بخاری [illegible]
مسلم ہو ششم جو دیگر صحاح مین صحیح ہو ہفتم جو حسن ہو اور یہ سب سے آخری درجہ ہے پس یہان نام اُسی آخری درجہ کی حدیث
حسن مین مذکور ہین اور یہ اسقدر قوت نہین رکھتی کہ مقابلہ قطعی خبر صحیح کی ہو اور ظاہر یہ کہ محدود والقذف منافقین مین سے
بعض ہوے جو اس خبر افک کو کہتے تھے اور قائل تھے اور یہ لوگ نہین جو ناقل کے طور پر تذکرہ کرتے تھے ولیکن چونکہ تذکرہ
کی معصیت مین تھے تو ہر ایک نے جو کیا وہ کمایا ہے اور عذاب عظیم متولی کبر نے پایا ہے پس جو صحیح مین نام حمنہ و حسان و مسطح کا ہے
یہ بوجہ تذکرہ کے مداخلت کی ہے اور جسنے نظر غور سے دیکھا وہ اسی معنی کو صاف سمجھتا ہے فافہم واللہ تعالیٰ اعلم - اور دوسری
روایات بخاری مین مصرح ہے کہ متولی کبر وہ منافق عبد اللہ بن ابی تھا اور اسمین حسان مسطح و حمنہ کا ذکر نہین ہے پس معنی
یہ ہین کہ اسی منافق مردود کی موافقت کرنے والے یعنی انکار نہ کرنے والے یہ لوگ تھے اور جن روایات مین ام المومنین
عائشہ رضہ نے والذی تولی کبرہ منہم - مین ان لوگون کے ہونے سے انکار نہین کیا وہ اسی معنی مین کہ جس نے موافقت کی
اہل افک کے بڈھے سردار سے یعنی اُسپر انکار نہ کیا تو اُسکے لیے عذاب عظیم ہے اور یہ معنی اس قولہ تعالیٰ والذی تولی کبرہ کے
عائشہ رضہ وغیرہ سے مروی ہوے ہین فافہم فان ہذا ہو الحق واللہ تعالیٰ اعلم - پھر مومنون کو خطاب کیا

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ

کیون نہ جب تمنے اُسکو سنا تھا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردون نے اور عورتون نے اپنے لوگون پر بھلا خیال اور کہا ہوتا

اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ

صریح طوفان ہے کیون نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد پھر جب نہ لائے شاہد

فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا

وہ لوگ اللہ کے ہان وہی ہین جھوٹے اور جو کبھی نہوتا اللہ کا فضل تمپر اور اُسکی مہر دنیا

وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اور آخرت مین البتہ تمپر پڑتی اس چرچا کرنے مین کوئی آفت بڑی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ام المومنین عائشہ صدیقہ و صفوان بن معطل کی تسلی و طمانینت و عظم منزلت بیان [illegible]
اور اہل افک کی مذمت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مومنون و مومنات پر نصیحت فرمایا [illegible]
جنمین علوم بہت ہین اور جب اُسپر عمل ہو تو شیطان کو مومنون کے درمیان فساد [illegible]
پر قابو کا موقع نہ ہو اور واضح ہو کہ علم یقینی ہر چیز کا اللہ تعالیٰ کو مسلم ہے اور [illegible]

Marfat.com

[illegible] یعنی گمان غالب مین پس مومن کے واسطے دوسرے مومن کے حق مین نیک ظن کرنا انتہاے نیکی ہے کیونکہ یقین [illegible] سے باہر ہے جبتک کہ اللہ تعالے آگاہ نہ فرماوے لہذا ہم نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین جنتی ہونے کا ہمکو [illegible] سوا ے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے جنکے واسطے خاص خاص بشارت ہے تو اُنکے واسطے قطعی یقین ہے پس ظن کا درجہ انتہاے وسعت ہے اور اس سے یقین کی طرف تو دعوی کرنا اللہ تعالی کی جناب مین بے ادبی ہے کہ علم الغیب کا دعوی کیا جیسے بدگمانی کا یقین کرنا اپنی طرف سے دوطرح سے بدتر ہے ایک تو دعوی علم غیب اور دوم جسکے حق مین بدگمانی ہے اُسکی معصیت ہے۔ اب جاننا چاہیے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی افک مین تین فرق ہین ایک تو افک باندھنے والے منافقین جنھون نے افک بناکر خبر اڑائی تو اُنکے واسطے عذاب عظیم کی وعید فرمائی دوم حضرت صدیقہ وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وصفوان رضہ وجنکے حق مین اس سے بدگوئی لاحق ہوتی تھی تو اُنکے لیے بہتری وثواب عظیم کا وعدہ فرمایا اور سوم درمیانی لوگ جنھون نے اسکو سنا اور اُنکے سامنے تذکرہ ہوا تو وے تین حال سے خالی نہین یا تو انھون نے تکذیب کی جھٹلایا اور یا سنکر خاموش رہے یا خود بھی اس خبر کو نقل کیا ولیکن نقل کرنے والے بنابر تتبع روایات کے حمنہ بنت جحش وحسان بن ثابت ومسطح بن اثاثہ ہین اور یہ نہین ہوا کہ انھون نے تصدیق کی ہو ولیکن نقل کرنے مین متولی کبر کے مخالف نہین ہوے جس نے اس افک کو بناکر اڑایا تھا اور غرض اسکی یہی تھی کہ شائع ہوجاوے تو جس نے نقل کیا وہ اُسکی مقصود کا معاون ہوگیا پس اللہ تعالی نے تیسرے فریق یعنی مومنون کو تو طرح سے زجر بلیغ فرمایا ازانجملہ قولہ تعالی۔ لَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ یہ کیون نہین ہوا کہ جب تم لوگون نے افک کو سنا تھا ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَٰتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا گمان کیا مومنون ومومنات نے بمقابلہ اپنے نفوس کے خیر کا یعنی اہل ایمان وتصدیق جو آخرت کا یقین رکھتے اور اللہ تعالے کی معصیت کبیرہ سے بہت ڈرتے اور ظاہر وباطن مطیع الٰہی ہین اپنے نفوس پر قیاس کرتے کہ ایسا فعل وے کرتے پس اگر اُنکی ذات سے یہ فعل بعید ہوتا تو ام المؤمنین کے حق مین بہت ہی بعید تھا۔ چنانچہ محمد بن اسحق نے اپنے باپ یسار مدنی سے اُسنے بنو النجار کے بعض لوگون سے روایت کی کہ ابوایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کی بی بی ام ایوب نے ابوایوب رضہ سے کہا کہ کیا تم نہین سنتے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق مین لوگ بات کہتے ہین حضرت ابوایوب رضہ نے فرمایا کہ کیون نہین سنتا اور یہ ضرور کذب وافترا ہے اور اے ام ایوب کیا تو ایسا کرتی ام ایوب رضہ نے کہا کہ واللہ نہین تب ابوایوب رضہ نے کہا کہ پھر عائشہ تو واللہ تجھ سے بہتر ہے اور پاکیزہ طاہرہ ہے وقد رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن المنذر وغیرہم۔ اور واقدی رح نے اسکو ابوایوب رضی اللہ عنہ کے آزاد کیے ہوے افلح رضہ کے واسطہ سے ابوایوب رضہ سے [illegible] اسناد سے روایت کیا ہے۔ یہ تو تفسیر الشیخ الحافظ رح مین ہے اور خطیب رح نے سراج مین اسکو یون نقل کیا کہ ابوایوب رضہ نے [illegible] ام ایوب سے کہا اور بی بی رضہ نے جواب دیا ولیکن یہ بیان نہین کیا کہ کس محدث نے اسطرح روایت کیا ہے اور ظاہر [illegible] ہے کہ ام ایوب رضی اللہ عنہا سے کسی مرد نے قرابت ابوایوب رضہ مین سے یہ ذکر کیا ہو یا یہ قصہ ابی بن کعب رضہ کا ہے چنانچہ [illegible] رح نے [illegible] کیا کہ کہا جاتا ہے کہ ابی بن کعب رضہ نے ایسا کہا ہے۔ بالجملہ اس مومنہ بی بی رضہ نے کہا کہ اے مرد اگر بجاے صفوان [illegible] کے تو ہوتا تو کیا تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کی طرف گمان بد پیدا ہوتا اُسنے کہا کہ ہرگز نہین تو کہا [illegible] بجاے عائشہ رضہ کے مین ہوتی تو رسول اللہ صلعم کی خیانت نہ کرتی تو عائشہ رضہ تو مجھ سے بہتر ہے اور صفوان تجھ سے

Marfat.com

بہتر ہی۔ بعض علماء نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ یہ کیون نہ ہوا کہ جب ہی تم نے افک کی گفتگو سنی تھی [illegible]
نے ام المومنین رضہ کے حق مین اپنے دلون سے نیک گمان کیا۔ وَقَالُوا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ اور [illegible] کہا کہ [illegible]
صریح بہتان ہی۔ یعنی ای مومنین و مومنات تم پر واجب تھا کہ جب ہی تم نے افک سنا ہی اپنے دل مین ام المومنین کی [illegible]
پر نیکی رکھتے اور زبان سے فوراً اس خبر کو رد کرتے یہ کہکر کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہی تو کیون ایسا واقع نہین ہوا۔ اِس کلام مین [illegible]
توبیخ ہی اور بلاغت کے حکم سے جو واقف ہو وہ انتہاے درجہ کا زجر دیکھتا ہی اسطرح کہ ندا و خطاب نہین رکھا بلکہ پہلے تو [illegible]
خطاب کیا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ تم لوگون سے خطاب ہی پھر بطریق غائب کلام کیا کہ ظن المومنون الخ جسمین اظہار خشم ہی کہ یہ تمھاری
حرکت اِس لائق ہی کہ تم قابل خطاب نہ ہو لہٰذا ظننتم نہین فرمایا اور اِسپر مومنون و مومنات کی تصریح سے ملامت کی مومن ہو کر یہ حرکت
[illegible] شان ایمان کہ اپنی مان ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارہ مین تم خاموش رہو اور اِس سے بڑھکر یہ کہ برابر [illegible]
اِس سے بڑھکر یہ کہ سعد بن عبادہ منافقون کی طرف سے مجادلہ کرے حالانکہ بات یہ بہتان اور وہ بہتان بھی کھلا ہوا باطل کیونکہ جس طرح
واقع ہوا وہ تو کچھ ریب و مکر نہ تھا بلکہ ام المومنین رضی اللہ عنہا صاحبہ ظاہر طور پر صفوان بن معطل کی راحلہ پر ٹھیک دوپہر کو تمام لشکر عظیم
کے سامنے تشریف لائین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف رکھتے تھے سو اگر اِسمین کچھ بھی ریب کی بات نعوذ باللہ مِن ذٰلک
ہوتی تو کیون اِسطرح ہوتا بلکہ خفیہ پردگی ہوتی تو یہ ایسا ہی صاف کھلا ہوا بہتان ہی جسمین ذرہ برابر بھی گنجایش وہم کو نہ تھی۔ لَوْلَا
جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ یہ لوگ کیون نہین لائے اِس افک پر چار گواہ۔ یعنی اہل افک اپنے قول پر کمان چار گواہ لاتے
تھے جنکی گواہی سے یہ بات سچی ثابت ہوتی۔ اور اگر سچے تھے تو گواہ کیون نہین لاتے فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ
عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ سو جب وے گواہ نہین لائے تو اللہ تعالے کے حکم مین تو یہی جھوٹے بہتان باندھنے والے ہین
پھر کیونکر اہل اسلام اُنکی باتون کو بدون تردید کے سن سکتے ہین۔ بعض مفسرین نے کہا کہ ایسا ہی مومنین و مومنات نے کیا یعنی
اہل ایمان نے نیک ظن کیا یعنی جو اُنکی وسعت مین تھا وہ پورا انتہاے درجہ کا اعتقاد نیک کیا اور منافقون کی نسبت صاف
کہا کہ یہ اُنکا بہتان صریح ہی وہ اِسپر چار گواہ کیون نہین لائے اور جب نہین لائے تو وے اللہ تعالے کے نزدیک کاذب ہین۔
واضح ہو کہ یہان دو سوال ہین۔ اول یہ کہ ظن کے معنی غالب گمان کے ہین تو جب کسی امر مین غالب گمان یہ ہو کہ ایسا نہین ہی
تو اُسکے ساتھ مغلوب گمان یہ کہ شاید ایسا ہو تو اِس صورت مین مثلاً ظن و غالب گمان یہ ہوا کہ خبر افک کا واقعہ نہین ہی تو لازم
آیا کہ مغلوب گمان یہ بھی ہو کہ شاید ہو تو پھر ہٰذا افک مبین۔ یہ کھلا ہوا افک ہی کیونکر کہہ سکتے تھے۔ جواب اِسکا مترجم نے ترجمہ
مین ظن کے معنی تحقیق کرکے دیدیا اور یہان بھی جواب کا اشارہ کر دیا کہ مراد ظن سے یہان انتہاے اعتقاد ہی جس [illegible]
کا دعوی تو نہین کر سکتے ہین اِسکے بعد جو مرتبہ ہی وہ مراد ہی تو انتہاے درجہ جو وسعت مین ہی اُسکے موافق اعتقاد [illegible]
جو اِسکے خلاف خبر ہو وہ کھلا ہوا افک ہی۔ سوال دوم یہ کہ اہل افک نے قذف کیا اور قذف کا حکم [illegible] ہوا کہ چار گواہ [illegible]
تو حد قذف ماری جاوے۔ جواب یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صریح مروی ہی کہ یہ واقعہ اول ہوا [illegible]
اتری ہی اور یہ اصح اِس باب مین ہی اور اِسپر دلائل ہین از انجملہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
سے چار گواہون کا مطالبہ نہین کیا اور از انجملہ یہ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان لوگون کا [illegible]

آپ کو [illegible] باطل ہین نہ ہوتا اور ایسے ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ و دیگر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اُسکو قذف قرار دیتے - از انجملہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جو کہا کہ ہم قاذف کو قتل کردینگے یہ کیونکر فرماتے اور اس سے ان علماء کے کلام کو قوت ہوتی ہے جنہون نے کہا کہ افک کے معاملہ مین کسی کو حد نہین ماری گئی ہے اور اُسکے متعلق کلام آئندہ آویگا انشاء اللہ تعالیٰ - بالجملہ خلاصہ جھڑکی یہ ہے کہ تم مومنین و مومنات ہو کر جب تم نے یہ افک کی خبر سُنی تو مومنون و مومنات کی طرح کیون نہین کہا کہ دل سے حد بھر یقین کرتے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا بالکل پاک ہے اور زبان سے کہتے کہ یہ خبر تو کھلا ہوا بہتان ہے کیون بہتان باندھنے والے اپنے صدق پر چار گواہ نہین لائے اور جب نہین لائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم مین تو یہ لوگ کاذب ہین پھر تم نے بدکارون کی بات کیون سُنی - **وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ** - اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر دنیا و آخرت مین نہوتا یعنی یہ نہ ہوتا کہ مین نے رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مومن امت پر حکم دیدیا ہے کہ دنیا مین اُنکو نعمت توبہ کے واسطے مہلت ہے اور توبہ قبول ہے اور اُنپر ترحم ہے اور آخرت مین عفو ہے - **لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ** - تو تم کو پہونچتا اس معاملہ مین جسمین تم نے خوض کیا اور داخل ہوئے ہو عذاب عظیم مین یعنی اگر تم پر رحمت و فضل مشیت الٰہی مین جاری نہوا ہوتا تو یہ معاملہ تمہارا افک مین پڑنا اور اسکو رد نہ کرنا اور ام المومنین حلیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین نیک گمان نہ کرنا ایسا تھا کہ اس سے تم کو عذاب عظیم پہونچتا - یہ بہت زجر بلیغ ہے اور ترحم بواسطہ پیغمبر نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے کہ دنیا مین توبہ قبول کی اور آخرت مین بخشدیا - واضح ہو کہ اہل سنت والجماعۃ اسی نکتہ کی وجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین اور آپ کے آل و اصحاب سب مظاہر ظہور رحمت کے نمونہ ہین یہ کہتے ہین کہ اسلام مین جو مبتدع فرقہ مانند معتزلہ و روافض وغیرہ کے ہین جبتک یہ لوگ صریح کفر کرکے اسلام سے خارج نہ ہو جاوین تب تک اُنکی تکفیر نہ کیجاوے کیونکہ ممکن ہے کہ آل و اصحاب جنکی شان مین یہ لوگ بدزبانی کرتے ہین شاید وہ لوگ بوجہ مظاہر رحمت ہونے کے ان لوگون سے عفو و تجاوز کرین پس اگرچہ یہ لوگ عذاب اُٹھاوین لیکن نہ دائمی بلکہ کسی وقت جہنم سے خارج کیے جاوین اور اگرچہ یہ لوگ وبال اپنے اعمال کے پاوین لیکن نہ کافرون کیطرح دائمی بلکہ آخر ادنی درجہ مین رکھے جاوین اگرچہ موافق اپنے اعتقاد کے دیدار حق عزوجل سے محروم رہین لیکن اہل دیدار کے دیدار سے فیض اُٹھاوین واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اور یہ ہمنے اسواسطے کہا کہ جو انمین سے ایمان سے خارج نہوا ہو اُسکے حق مین یہ امید ہے کیونکہ جیسے ام المومنین عائشہ رضی کے افک مین اصل منافق تھے جیسے عبداللہ بن ابی وغیرہ تو اُنکے واسطے رحمت نہین ہے بلکہ جن مسلمانون نے افک مین خوض کیا اور اسکو اول بار سُنتے ہی رد نہین کیا چنانچہ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ تفضل و رحمت دنیا و آخرت مین اُنکے واسطے ہے جسکے پاس ایمان تھا کہ جسکے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ نے اُسکی توبہ قبول فرمائی جیسے حسان و مسطح و حمنہ اور جو ماسوائے اِنکے منافقین لوگ مانند ابن ابی بن سلول اور اُسکے ساتھیون کی اصل افک بنانے والے تھے تو وے اس آیت مین مراد نہین ہین کیونکہ اُنکے پاس ایمان و عمل صالح سے کچھ نہین جو اُنکی توبہ قبول ہو - مترجم کہتا ہے حاصل یہ کہ یہ اول زجر کے متعلق ہے یعنی تم مومنین و مومنات کیسے ہو کہ تم نے افک کو سنکر رد نہ کیا آخر تک پھر فرمایا کہ اگر فضل الٰہی تم پر نہوتا تو عذاب عظیم پاتے پس یہ فقط مومنین و مومنات کے متعلق ہے اور رہا ابن ابی بن سلول و اُسکے لواحقین تو وے منافقین و منافقات ہین نہ مومنین و مومنات تو وے اس فضل مین شامل نہین ہین - یہان سے معلوم ہوا کہ اول جو عذاب عظیم مذکور

Marfat.com

ہو اِ بقولہ تعالے والذی تولی کبرہ منہم لہ عذاب عظیم۔ تو وہ قطعی منافقین کے واسطے ہو اور مومنین
ولیکن بحکم قولہ لکل امرء منہم ما اکتسب من الاثم۔ البتہ اُنکو شامل رہا کیونکہ بعض نے اِس افک نفاق
تو اُنکی توبہ قبول فرمائی ولیکن دنیا مین اُنکو پاک کردیا اور رہے عامہ مومنین مین سے وہ لوگ جنہون
رہے تو اُنکو بیان جھڑکی دی اور صرف آنکی توبہ پر وندامت وعاجزی پر اُنکو عفو کیا فافہم۔ فی السراج
کہ جس مومن نے یا مومنہ سے کوئی شخص دوسرے مومن یا مومنہ کا عیب کرے یا طعنہ دے تو وہ اسکو قبول نہ کرے اور
اپنے بھائی یا بہن ایمانی کے واسطے نیک گمان رکھے اور عیبی کے قول کو رد کردے جبکہ خلاف شرع ہو خطیب نے کہا
تو یہ ہو کہ کاش اُسی قدر پر اکتفا ہو کہ جو سنا ہی اُسکو سنکر خاموش رہے اور فاش نہ کرے۔ اور حدیث
ان یحدث بکل ما سمع۔ آدمی کے جھوٹ بولنے والا ہوجانے کو یہی کافی ہو کہ جو سنے اُسکو بیان کرنا شروع کردے۔ علماء
کہا کہ آیت مین دلیل ہو کہ آدمی کے درجہ ایمان وعفت کو ایسی خبر زائل نہین کرتی جو مخل ہو اگرچہ وہ لوگون مین شائع ومشہور ہو
اور قول ابو ایوب رضی اللہ عنہ سابق مین مذکور ہوچکا کہ باوجود اسقدر شیوع خبر افک کے اُنھون نے بی بی سے کہا کہ عائشہ
قسم اللہ تعالے کی تجھ سے بہتر وطیب وطاہر ہین۔ قال المترجم اور مین نے اسی واسطے کہا کہ حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ کی تفصیل
تو بدلیل قطعی ثابت ہو اور واقعہ افک مین اِن لوگون کا خوض کرنے والون مین داخل ہونا ایک منفرد خبر ہو گرچہ تعجب ہے
لہذا پچھلے زمانہ کے تاریخ کہنے والون وگفتگو کرنے والون مین مشہور ہوگئے اور عجیب اسمین یہ تھا کہ یہ لوگ کیسے اِسمین خوض کرنے
لگے آنکی ذات سے تعجب ہو تو ایسی خبر منفرد سے اگرچہ اب وہ شائع ہو ہم قطعی یقینی بات سے انکار نہین کرسکتے ہین وعلی ہذا یہ
خبر کہ انکو حد القذف ماری گئی بالکل اونی درجہ کی خبر سے ثابت ہو اور بالکل خلاف ہو کہ ہم اِس خبر کے اوپر اعتماد کرکے قطعی کو
چھوڑ دین لہذا عبارات بعض علماء جو بصیغہ جزم اُنکے نام ذکر کرتے ہین یہ عبارات متسمح ہین اور قابل اعتبارات نہین ہین خصوص
بوجہ سوال مذکور کے جو ہم نے تحت قولہ تعالے ہذا افک مبین ۔ ذکر کیا ہو کیونکہ بعد نزول آیات کے انکا محدود القذف ہونا ضروری
نہ تھا بلکہ جبکہ گواہ نہ تھے تو اسی وقت ہر ایک افاک قاذف محدود ہوتا اور تفصیل اُسکی گذر چکی ہو ہم اعادہ نہین کرتے بالجملہ مومنون
پر گناہ ثابت کیا کہ اہل افک کی بات رد نہین کی اور اِنکو ماخوذ نہ کیا اور بات مین خود پڑ گئے کما قال تعالے

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ

جب لینے لگے تم اُسکو اپنی زبانون پر اور بولنے لگے اپنے مُنہ سے جس چیز کی تمکو خبر نہین اور تم سمجھے ہو اسکو

هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ

ہلکی بات اور یہ اللہ کے ہان بہت بڑی ہی اور کیون نہ جب تمنے اُسکو سنا تھا کہا ہوتا ہمکو نہین لائق کہ منہ پر لاوین

بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝

یہ بات اللہ تو پاک ہی یہ بڑا بہتان ہی

اِذْ یعنی تم کو عذاب پہونچتا اسوقت کہ۔ **تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ** تم تلقی کرتے تھے افک کو اپنی زبانون سے
وسعید بن جبیر نے کہا یعنی بعض تمھارا بعض دیگر سے روایت کرتا ایک کہتا کہ مین نے اسکو فلان سے سنا اور فلان

[illegible] کرنا۔ حاصل انکو لیقی تھا بعض کی زبان پر ایسے کلام قبیح کو القا کرتا تھا اور دوسرا اسکو خوض سے تلقی کرتا تھا [illegible] بیان کو بفتح التاء وکسر اللام وضم القاف ہو از ولق یلق بمعنی کذب اور صحیح بخاری مین ہو کہ ام المومنین صدیقہ رضی اسکو [illegible] پڑھا کرتی تھین لیکن یہ روایت خبر واحد ہو اور معنی یہ ہین کہ اہل افک کی خبر کذب محض کو تم اپنی زبانون پر جاری کرتے تھے یا [illegible] بے کتب کہ بولتے تھے شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ قرارت اولی متواتر اور جمہور کی قرارت ہو۔ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ اور اسکو اپنے منہ سے کہتے تھے۔ اگر کہا جاوے کہ کلام تو منہ ہی سے ہوا کرتا ہو تو خالی تقولون کافی تھا۔ جواب یہ کہ ایک تو بات پہلے [illegible] مین معلوم ہوتی ہو اسکو زبان سے تعبیر کیا جاتا ہو اور دوم قلب مین علم نہین ہوتا ولیکن زبان سے نقل ہوتی ہو تو یہ قول اہل افک [illegible] لوگ زبان سے نقل کرتے تھے لہذا فرمایا وتقولون بافواہکم۔ مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ یعنی اپنے منہون سے تم کہتے وہ بات جسکا علم کچھ بھی تم کو نہ تھا۔ یہ اس نادانی سے کہ تم نے اس کلام کی حالت پر نظر نہ کی۔ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا اور تم اسکو آسان خیال کرتے تھے جسمین کچھ گناہ ہی نہین ہو۔ وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ حالانکہ وہ اللہ تعالی کے نزدیک عظیم تھا۔ واضح ہو کہ جس کلمہ کے گناہ کو اللہ تعالے عظیم فرماوے اسکو قیاس مین کون لاوے یہ صریح ہو کہ حضرت ام المومنین کی نسبت ایسا کلمہ اللہ تعالی کے غضب شدید کا باعث ہوا اور یہین سے سمجھ لینا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب کی جناب مین جو کوئی گستاخی کرے اسپر کس قدر اللہ تعالی کا غضب ہوگا نعوذ باللہ من ذلک۔ اور صحیحین مین حدیث ہو کہ آدمی ایک کلمہ بولتا ہو جسکو آسان خیال کرکے زبان پر روان کرتا ہو اور وہ ایسا ہو کہ اللہ تعالے اسپر خشم فرماتا ہو مگر بولنے والا نہین جانتا کہ کہانتک پہونچا حالانکہ وہ اس کلمہ سے جہنم مین اسقدر دور چلا جاتا ہو جس قدر آسمان و زمین کے درمیان دوری ہو۔ بالجملہ یہان کبیرہ گناہ فرمائے اول تلقی اس افک کی اپنے زبانون کے ساتھ اور دوم بدون تردید و انکار کے اسکو بیان کرنا دوسرے سے سوم اسکی طرف دوسرے کے کان لگانا اور وہ اللہ تعالی کے نزدیک عظیم ہو تو اگر کلمہ ترحم سابق نہ ہوتا تو تم کو اسپر عذاب عظیم اس حالت مین پہونچ گیا ہوتا۔ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا اور یہ کیون نہین ہوا کہ جب تم نے اسکو سنا تو تم کہا ہوتا کہ کیا ہم سے ہمکو لائق ہو کہ ہم اسکو زبان سے نکالین یعنی قذف کا کلمہ تو کسی ایک مسلمان کے حق مین نہین جائز اور کبیرہ گناہ ہو و لیکن نہ جہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر رسول کی زوجہ پر ایسی بدگوئی سے اللہ تعالی کا غضب ہو تو کہان خاتم الانبیاء والمرسلین سید اولاد آدم و افضل الخلق اجمعین صلی اللہ علیہ وسلم پس اللہ تعالی جل جلالہ کو اسپر غضب اشد شدید ہو [illegible] بڑی گستاخی ہوئی پس اگرچہ تم مین سے عامہ مومنین قریب سب کے منکر تھے صرف بعض ہی شامل تھے اور وہ بھی ناقل تھے [illegible] نقل بھی کلام ہوتا ہو تم نے یہ کیون نہین کہا کہ ہم اسکو زبان سے بھی نہین نکال سکتے ہین۔ سُبْحَانَكَ سبحان اللہ [illegible] تو پاک ہو۔ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ یہ افک تیرے رسول علیہ السلام کی پاک بی بی پر تو بہت بڑا بہتان ہو [illegible] ہوکہ جب کسی پاک بزرگ کی شان مین ملحدین یا کفار یا مشرکین یا ذکر دار آدمیون کا بیہودہ کلام سنے تو لائق نہین کہ اسکو [illegible] نقل کرکے چھوڑ دیوے بلکہ اسطرح نقل کرے کہ ہم تو اسکو کہہ نہین سکتے یہ کلام فلان فرقہ کا ہو اور محض بہتان ہو جیسے خوارج [illegible] ہوکہ بیان کرتے ہین یا جیسے رافضیون نے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اہانت بیان کی ہو اور محض بہتان [illegible] علی کی گردن مین رسی ڈال کر کھینچی گئی اور فاطمہ کے لات ماری کہ محسن کا اسقاط ہوگیا اور نعوذ باللہ سے منبر

کسی شنیع کا قصد کیا گیا اور ام کلثوم اول زوج ہیں جو اہل بیت میں سے غصب کی گئی اور مانند اسکے [illegible]
بہتان باندھے ہیں جیسے روئین تہراتے ہین اور مومن کی شان نہین کہ انکو زبان سے نکالے اور [illegible]
یہ محض بہتان کذب ہین جو شیطان کی پیروی کرلے و اون نے ائمہ اہل بیت طیبین طاہرین رضوان اللہ علیہم [illegible]
ہین اور ظاہر یہ کیا کہ یہ خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے اوپر عیب ثابت کرین ولیکن اہل ایمان تو اللہ تعالے کے کلام پر [illegible]
ہین اور جب منافقون کی زبان سے ایسا سنتے ہین تو کہتے ہین کہ سبحانک ہذا بہتان عظیم - یہ سب بہتان سخت [illegible]
برابر بھی اسمین سچ نہین ہی کیونکہ اللہ تعالے نے انکو پاک ظاہر کردیا ہی انکے حق مین کسی طرح کوئی عیب لاحق ہی نہین ہو سکتا [illegible]
راہ خدا مین شہید ہونا عیب نہین ہی اور اللہ تعالے کی راہ مین قید ہونا عیب نہین ہی اور خبردار اے مرد خدا تو وساوس شیطانی مین
نہ آئیو کیونکہ شیطان و اسکے مطیع منافقون کے مکائد ایسے سخت ہوتے ہین کہ جیسے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہم پر منافقون نے [illegible]
کیا اور ایسے جوڑ بند بنائے کہ بعضے سچے مسلمان اسمین پریشان ہوگئے ولیکن اللہ تعالے نے وحی فرماکر منافقون کے مکر شیطانی
کو میٹ دیا اور مسلمانون کو کسقدر جھڑکی دی کہ تم نے سنتے ہی کیون نہین کہا کہ یہ سب کھلا بہتان ہی اسکی طرف توجہ کیون کی اور
کیون اسکو زبان پر لائے کیونکہ طہارت ام المومنین کی تو ظاہر تھی کہ اللہ تعالے نے اپنی قدرت سے اپنے حبیب مصطفی صلی اللہ
علیہ وسلم کی پاک بی بی بنادیا تو طیبہ و طاہرہ کو بنایا ایسے ہی ہم کو اللہ تعالی کی شان صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم مین صاف
معلوم ہی کہ دوسرے پاکیزہ مومنین طیبین طاہرین تھے تو منافقین و ملحدین جو کچھ بیان کرین سب بہتان عظیم ہی اسمین تو کچھ غور و خوض
کی جگہ ہی نہین ہی لہٰذا اللہ تعالے نے آئندہ کے لیے ہمکو نصیحت فرمائی

یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ

اللہ تمکو سمجھاتا ہی کہ پھر نہ کرو ایسا کام کبھی اگر تم یقین رکھتے ہو ۔ اور کھولتا ہی اللہ تمہارے واسطے پتے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اور اللہ سب جانتا ہی حکمت والا

یَعِظُكُمُ اللّٰهُ یعنی اب تم کو اللہ تعالے منع فرمائے دیتا ہی - **اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا** کہ کبھی تم سے پھر ایسے
مثل واقعہ واقع نہ ہو - **اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ** اگر تم ایمان والے ہو اللہ تعالے کی آیات عظمت و قدرت پر اسکے کلام پر
ایمان لائے ہو اور جو اسنے کیا وہ اپنی حکمت سے کیا اور بدون اسکے اختیار و مرضی کے کچھ نہین واقع ہو سکتا [illegible] رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت زوجہ طیبہ طاہرہ ہی اور سا اللہ تعالے کا رسول اشرف الخلق صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو اسنے ازل سے [illegible]
رسول و اولیاء برگزیدہ کیے ہین اور تم اسکے رسول پر ایمان لاتے ہو کہ افضل الخلق اجمعین سب سے اشرف و اعلی و افضل [illegible]
ہی اور اسکے فیض برکت سے اکمل و احسن اسکے اصحاب رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اور اولئک ہم المومنون حقا اور جلے شان [illegible]
موصوف ہین اور اللہ تعالے نے دین محمدی تمام دینون پر غالب کردیئے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ [illegible]
اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جلد ترمحل رضوان و رحمت مین بلالیا اور خلفاء رضی اللہ عنہم کو بھی اکابر [illegible]
عرصہ مین بلالیا رضی اللہ عنہم اجمعین پس جو ایمان لایا ہی وہ اپنے صدق اعتقاد کے ساتھ شیطان کے [illegible]

Marfat.com

[illegible] نور الٰہی ہو وہ احمق نہین ہو کہ ایسے بہتان کو سچ اعتقاد کرے بلکہ وہ اسطرف سواے دور و مردود
[illegible] بھی نہین کرتا کیونکہ اسکے نور آفتاب کے سامنے تو یہ روسیاہ منافق کا فریب صاف معلوم ہوتا ہو پس اللہ تعالیٰ
[illegible] نصیحت فرماتا ہو کہ آئندہ کبھی ایسے معاملہ کے مثل معاملات مین نہ پڑنا اور برابر یہی کرنا کہ جب سنو تو کہو کہ یہ خارجی
[illegible] رافضی کا بہتان عظیم ہو نعوذ باللہ ذرہ برابر بھی سچ نہین ہو۔ واضح ہو کہ اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ و اسکے قرآن و اسکے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان نہ رکھا اور اس طرف سے غافل ہو کر شیطانی مکاید جو خوارج و روافض کا ایمان
ہین انکی طرف توجہ کی تو ایمان سے تو اسنے غفلت کی پس اب نور نہین جس سے نظر آوے تو ضرور ہو کہ وہ بھی اس ورطہ مین
پڑ جائیگا اور نہایت خراب بات ہو کہ وہ ایسا کر کے گمراہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ مین اپنی آیات بیان فرمائی
ہین انکو سمجھو اور انکے اشارات و معانی کو غور کر دتا کہ تم کو ظاہر ہو کہ یہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا فیض برکت آپ کی
اولاد مومن اس امت کو کس قدر عظیم پہونچا ہو کہ آپ کے واقعہ کے مثل واقعات سے جو منافق وغیرہ بناتے ہین وہ کیسے اللہ
کی نصیحت پر عمل کر کے بچتے ہین پس اگر تم مومن ہو کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے کلام پاک پر ایمان لائے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی عزت و حرمت و تعظیم و برکت پر یقین اعتقاد رکھتے ہو تو ایسے بہتان قبیح جب کبھی منافقون سے سنو فوراً یہی جواب
دو کہ یہ بہتان عظیم ہو۔ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ اور اللہ تعالیٰ تو اپنی آیات تمہارے لیے بیان فرمائے دیتا ہو یعنی
احکام شرعی بیان فرماتا ہو۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہو جو ہوا اور جو ہونے والا ہو اور اللہ
یعنی اسکی حکمت کاملہ ہو۔ ف۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آیات اتارین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا
اور آگاہ فرمایا کہ وہ سب خلق سے پاکیزہ اور اشرف رسول ہو اور اسکے اہل و آل و اصحاب خیر الامہ ہین لوگون نے کہا کہ
ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تو دکھلایا کہ صفوان بن معطل اپنی و تمام مومنون کی مان زوجہ حضرت خیر البشر
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اونٹ پر سوار کر لایا ہو پس اہل ایمان نے تو صفوان کے ہاتھ چومے اور کہا کہ یہ تیری قسمت
تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مان کی خدمتگزاری کرنا تیرے حصہ مین رکھا اور ہم سب محروم رہے اور یہ الہام الٰہی عزوجل ہی
اور شیطان نے اپنے مطیعین منافقین کے دل مین وحی کی کہ یہ کچھ اور معاملہ ہو نعوذ باللہ من ذالک پس یہ لوگ مومنین
نہ تھے اور بعضے مومنین نے اسمین غور کیا تو انپر بھی منافقون کی سیاہی کی چھینٹ پڑی کیونکہ غور کرنا تو جب ہی ہوا کہ خالص
اعتقاد مین کچھ میل آیا ورنہ پھر غور کرنے کی گنجایش کہان سے آئی کیونکہ صریح تو معلوم ہو کہ حق یہ ہو پھر جو کچھ اسکے سواے ہو سب باطل
ہو پس خلاصہ یہ کہ جب دعویٰ کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پر ایمان لائے تو انکے سامنے ایک امتحان پیش کر دیا جسمین صرف
[illegible] مان کو اسکا بیٹا اپنے اونٹ پر سوار کر کے خدمت کرتا ہوا لایا ہو صرف اتنی بات پر متزلزل ہو گئے حالانکہ اسکی کون وجہ
تھی کہ یہ فحش نعوذ باللہ ہو پس یہ نمونہ ہو کہ شان الٰہی اسطرح ظہور کرتی ہو اور جو کچھ اعتقاد کے ہین وہ حق بات چھوڑ کر باطل مین
توجہ کرنے لگتے ہین اسیطرح بعد زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتدعہ فرقہ خوارج و روافض پیدا ہوے پس انکو صحابہ رضی اللہ عنہم
کے معاملات ایک صورت پر دکھلا دیے تو جنکے دل مین ایمان جانا تھا انھون نے اللہ تعالیٰ کی آیات یقینی سے نظر ہٹا کر
[illegible] باطل کی قیل و قال کو غور کرنا شروع کیا تو گویا یہ کہ آیات قطعیات مین ابھی غور کی جگہ باقی ہو پس گمراہ ہو گئے اور اہل حق نے

اِس ظاہری صورت معاملہ کو نیک صورت دیکھکر کچھ شک نہین کیا جیسے صفوان رضی اللہ عنہ کے [illegible]
مومنون نے کچھ بھی سوائے نیک کے نہین خیال کیا کیونکہ قطعاً طہارت ام المومنین کے ظاہر ہے کہ رسول [illegible]
طاہر و مطہرہ بنائی گئی ہین تو انہین کسی طرح کا زیب تو ممکن نہین تھی پھر صفوان بن معطل کے بہت تعجب کی [illegible]
ہوئی کہ خود اسقدر مسافت پیدل چلا اور اپنی مان کو سوار لایا اسیطرح اہل ایمان کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملات مین [illegible]
آیات و حفظ حرمت صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان و یقین تھا پھر جو معاملہ انہین ظاہر ہوا کچھ نہین [illegible]
اِسکے ہو جو اللہ تعالے نے اُنکے واسطے رضوان اکبر مقرر رکھا ہے اور اللہ تعالے علیم حکیم ہے پس انھون نے قطعیات سے [illegible]
شیطانی وہمیات کو مردود کر دیا اور بیوقوف لوگ جنکے دلون مین ایمان نے جگہ نہین پائی تھی متزلزل ہو گئے اور بہت سے فرقے
خوارج و روافض وغیرہ پیدا ہو گئے اور قرآن مجید کے بیشمار قطعیات کو چھوڑکر روایات کے معنی کو وہمیات شیطانیات پر منطبق
کرکے اپنے اعتقادیات بنا لیے پس خبردار کہ بہت سے صورت معاملات و وہمیات کو خواہ معارف الٰہیہ مین ہون خواہ معاملہ صحابہ
مین ہون خواہ معاملہ صحابہ مین ہون خواہ معاملات شرعیہ مین ہون ہرگز ان وہمیات کو نہ لیوے اور کسی طرح اپنے ایمان و قطعیات
سے منہ نہ موڑے اور جس نے سمجھ لیا اُسکے قلب مین نور ایمان ہے اور جس نے نہ سمجھا اُسکے دل مین وسوسۂ شیطان ہے ربنا فانصرنا علی
القوم الکافرین ۔ ف ـــــ عرائس البیان مین ان آیات سے اشارہ استنباط کیا کہ اہل ایمان تو حدیث و قرآن پر ٹھہر جاتے
ہین اور وہان اپنی رائے کو دخل نہین دیتے ہین پس جیسے مدارک شرعیہ مین عقل کے معالم مین وہم کی رسائی نہین ہے اور وہم کی لنگڑی
رفتار کو اہل عقل دیکھکر ہنس دیتے ہین کہ وہم نے کیون اپنی حد سے زیادہ ایسے مسند شرف کی طرف جانا چاہا جہان اسکے واسطے
کچھ مجال ہی نہین ہے ایسے ہی خوب جاننا چاہیے کہ معارف الٰہیہ مین عقل بمنزلہ وہم کے ہے پس جہان اللہ تعالے نے عقل کو ٹھہرا دیا
ہے عقل کو لازم ہے کہ وہین ٹھہرے اور اسی پر اعتقاد جزم کرے اور اسکی خوبی یہ ہے کہ اپنے غور سے بات کو سمجھ جاوے اور اس سے
زیادہ تجاوز نہ کرے اور دعوی چھوڑ دے کہ سب دعاوی باطل ہین کیونکہ شان الٰہی عزوجل ہر مدعی کے دعوی و وصف سے پاک
ہے لہذا عارف شیخ حسین رحمہ اللہ اپنی مناجات مین کہا کرتے کہ الٰہی مین تیرے تسبیح و پاکی اس سے بیان کرتا ہون جو کفار و مشرکین
تیری شان مین بیان کرتے ہین اور اس سے بھی بیان کرتا ہون جو تیرے اولیا تیرے وصف مین بیان کرنے مین پھر جان

و فواحش پسند کرنے والون کی مذمت فرمائی ۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا

جو لوگ چاہتے ہین کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والون مین انکو دکھ کی مار ہے [illegible]

وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ

وآخرت مین اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے اور کبھی نہوتا اللہ کا فضل تمپر اور اُسکی مہربانی اور یہ کہ [illegible]

رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ ع ۱۰

نرمی کرنیوالا ہے مہربان تو کیا کچھ ہوتا

اِس آیت مین اللہ تعالے نے قذف و بہتان کا اور مومنون کے درمیان عیوب کا ہی پھیلانا چاہنے والوں [illegible]

[illegible] يُحِبُّوْنَ جو لوگ یہ پسند کرتے ہین کہ - اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فاحشہ یعنی زنا اور قول
[illegible] فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ایسے بندون کے درمیان جو اللہ تعالے پر ایمان لائے ہین - لَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ تو ان لوگون کے لیے عذاب الیم ہی - فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ دنیا مین اور آخرت مین - حضرت علی کرم اللہ
وجہہ نے فرمایا کہ جو کوئی فاحشہ کو کہے یعنی تہمت زنا کی لگاوے اور جو شخص چاہے کہ یہ بات لوگون مین مشہور ہو جاوے دونون شخص
گناہ مین برابر ہین - حاصل آنکہ منافق یا کافر جو یہ بات چاہے کہ مومنون مین بدنامی مشہور ہو خواہ اسطرح چاہے کہ مومن مرد یا عورت پر
[illegible] کی تہمت دے یا اسطرح چاہے کہ جسنے تہمت دی ہی اِس تہمت دینے والے کا قول لوگون مین مشہور ہو جاوے یا اور کسی طرح
چاہے تو ایسے شخص کے لیے دنیا و آخرت مین عذاب الیم ہی - خبردار کوئی مومن مرد یا عورت اسکے مرتکب نہ ہو ورنہ اپنی جہالت سے اسکو
عذاب الیم اٹھانا ہوگا - وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور اللہ تعالے جانتا ہی کہ جو بندون کے واسطے مصلحت ہی اور
تم کو تمہارے نفوس کا علم نہین ہی - مترجم کہتا ہی کہ اسمین لطیف اشارت ہی کہ جن نفوس کے اندر خواہش اس امر کی ہو کہ مسلمانون کے
درمیان خصلت فاحشہ منتشر ہو ان نفوس مین ایسا امر مرتکز ہوا کہ اسپر دنیا مین عذاب الیم اور آخرت مین عذاب الیم ہوگا پھر اگر خواہش
کے درجہ سے بڑھکر ہو تو اور زیادہ عذاب ہی اور اگر کوئی خود ہی اس خصلت فاحشہ کا مرتکب ہو تو اس سے پاک ہونا عذاب الیم کے ساتھ
ہی کیونکہ اعمال نیک و بد ہر شخص کے اسکے ساتھ لازم ہین اور انھین کے موافق اسکے لیے جزا و ثواب ہی اور نفس کے واسطے صفات ہین
جنکو اللہ تعالی ہی جانتا ہی اور اسی کا فرمان حق ہی کہ تم نہین جانتے ہو وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ اور اگر نہ ہوتا
اللہ تعالے کا فضل تم پر اور اسکی رحمت یعنی تو تم اسکے عذاب و وبال مین فوراً گرفتار کیے جاتے اور تمہارا عذر نادانی کا قبول نہ ہوتا - ولیکن
تم پر اسکا فضل و رحمت ہی وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ تعالے بالتحقیق بڑا مہربان رحیم ہی - لہذا فوراً تم کو
عذاب مین ماخوذ نہین فرمایا اور تم کو تنبیہ و تادیب کر دی اور توبہ و استغفار کا موقع دیا آیندہ کبھی ایسے معاملات مین اسامت کرو
[illegible] اہل اسلام کے واسطے ہی اور جو فرقہ گمراہ ہو گئے یا کافر و مشرک ہین انکا حکم دوسرا ہی کہ انکے واسطے قبر و برزخ و قیامت
تک [illegible] کا عذاب الیم ہی بخلاف اہل ایمان کے کہ جسکے حق مین اللہ تعالے نے نیکی چاہی ہی اس سے دنیا مین مواخذہ
کر لیا جاتا ہی کہ آخرت کے واسطے گناہون سے پاک اٹھایا جاوے - بالجملہ اس آیت مین یہ بھی ممانعت ہی کہ ایک مسلمان دوسرے
مسلمان کی [illegible] عیب جوئی نہ کرے مثلاً کوئی شخص مفلس ہی یا وہ سلائی وغیرہ سے اپنی بسر اوقات کرتا ہی تو نہین چاہیے کہ
[illegible] اسکی عیب جوئی کرے اور ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ - لا تؤذوا عباد اللہ
ولا تعیروہم - مت ایذا دو اللہ تعالے کے بندون کو اور مت انکو عار دلاؤ - ولا تطلبوا عوراتہم - اور انکے پردہ کی باتون کو
[illegible] فانہ من طلب عورۃ اخیہ المسلم طلب اللہ عورتہ حتی تفضحہ فی بیتہ - کیونکہ جس نے اپنے بھائی مسلمان کے پردہ کی
[illegible] تلاش کیا تو اللہ تعالے اسکے پردہ کی بات نکالتا ہی حتی کہ اسکو اسکے گھر مین فضیحت کر دیتا ہی - واضح ہو کہ پاکیزگی اللہ تعالے
کا فضل ہی جسکو چاہتا ہی عطا فرماتا ہی لہذا اتباع شیطان سے منع فرمایا
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ
[illegible] ایمان والو [illegible] مت چلو قدمون پر شیطان کے اور جو کوئی چلیگا قدمون پر شیطان کے سو وہ

Marfat.com

يَأۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِؕ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنۡكُمۡ
یہی بتاویگا بیحیائی اور بری بات اور اگر نہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اسکی مہر تو نہ سنورتا تم میں ایک

وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ
ولیکن اللہ سنوارتا ہی جسکو چاہے اور اللہ سب سنتا ہی جانتا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا - اے ایمان والو جو اللہ تعالیٰ و روز قیامت پر ایمان لائے ہو اور صراط مستقیم سے واقف اور نفوس کے تاریک بن ہونے سے واقف ہوچکے ہو۔ لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ مت پیروی کرو خطوات شیطان کی یعنی شیطان کے طریقہ و راہون و اسکی باتون و وساوس کی پیروی مت کرو۔ فَاِنَّهٗ يَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ کیونکہ شیطان تو حکم دیتا ہی فحشاء و منکر کا۔ پس جس امر کو اللہ تعالے نے فحش و منکر فرمایا ہی وہ راہ ضلالت و شیطان ہی اور جو اسپر چلا اسنے شیطان کے قدم کی تبع کی۔ بالجملہ قولہ تعالے یخرجہم من الظلمات الی النور۔ دلیل ہی کہ سب ظلمات بن ہین اور وہی نور کی طرف آنا ہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کی اور کتاب الٰہی عزوجل کو فہم سالم و عقل کامل کے ساتھ پیشوا بنایا۔ یہ آیات نہایت جامع ابواب ہین اور معارف و اسرار بھی صراط مستقیم کے چلنے والون کے واسطے اسمین مندرج ہین اور اول تو تصحیح نیت و حفظ عقائد کی نصیحت ایسے طور پر گذری کہ سواے عقائد حقہ اہل سنت کے جملہ عقائد بدعت و ضلالت دور ہوگئے اور اب ایسے اعمال سے منع فرمایا جو اتباع قدم شیطان ہین۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ خطوات الشیطان یعنی عمل شیطان۔ عکرمہ نے کہا یعنی نزغات شیطان۔ قتادہ رح نے کہا کہ جو گناہ ہی وہ خطوات شیطان سے ہی۔ مترجم کہتا ہی گویا اشارہ ہی کہ شیطان کے قدم کی چال راہ معصیت پر واقع ہوئی تو جو کوئی معصیت کا مرتکب ہوا اسنے راہ شیطان پر قدم اٹھایا۔ لہذا ابو مجلز رح نے کہا کہ معصیت مین نذر ماننا خطوات شیطان سے ہی۔ بالجملہ قلب کو خلاف حق عزوجل کے خیالات باطلہ و اوہام واہیہ سے روکے اور جب دل مین ایسے خیالات نہ ہون تو افعال کا صدور بھی نہ ہوگا اور شیطان بسا اوقات حواس پر قابو پاتا ہی چنانچہ روایت ہی کہ ایک شخص نے عبد اللہ بن مسعود رضہ سے پوچھا کہ مین نے حرام کرلیا ایک طعام کہ اُسکو کھاؤن اور وہ طعام بیان کردیا تو فرمایا کہ یہ نزغات شیطان سے ہی تو اپنی قسم کا کفارہ دیدے اور اس طعام کو کھا۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید اس شخص نے یہ گمان کیا کہ میرے حرام کرنے سے وہ حرام ہوگیا تو اُسکو بتلادیا کہ یہ نزغہ شیطان ہی وہ تیرے حرام کرنے سے حرام نہین ہوا بلکہ تجھپر اسیطرح حلال ہی ولیکن یہ تحریم متضمن قسم ہی لہذا قسم کا کفارہ دیکر تیرا جی چاہے اُسکو کھا ولہذا علماے حنفیہ نے کہا کہ اگر ضرورت یا فساد دیگر نہ ہو تو بہتر ہی کہ اسکو نہ کھاوے اور اگر یہ ضرورت ہو کہ اُسکو کھاوے یا اسنے اعتقاد کیا کہ میرے حرام کرلینے سے وہ مجھپر حرام ہوگیا تو قسم توڑدے اور اسکو کھاوے اور قسم کا کفارہ دیدے۔ ابن ابی حاتم نے سلیمان تیمی تابعی رح سے روایت کی کہ ابو رافع نے کہا کہ مین اپنی بیوی پر غصہ ہوا تو وہ بولی کہ وہ یہودیہ ہو یا نصرانیہ ہو اور اسکے ہر مملوک آزاد ہین اگر تو اپنی جورو کو طلاق نہ دے۔ پھر مین عبد اللہ بن عمر رضہ کی خدمت مین آیا یعنی بیان الحال اور اسکو پوچھا تو اُنھون نے فرمایا کہ یہ نزغات شیطان سے ہی اور یہی زینب بنت ام سلمہ نے کہا جو اسوقت مدینہ مین سب عورتون سے زیادہ فقیہہ تھی اور یہی جواب عاصم بن عمر نے کہا۔ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اور اگر تم پر اللہ تعالے کا فضل و اسکی رحمت نہ ہوتی مَا زَكٰى مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا تو کبھی کوئی ...

[illegible] نہ کرے تو کبھی کوئی بھی تم مین شرک وفسق وفجور اور اخلاق ردیہ کے میل کچیل سے پاک
[illegible] وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ولیکن اللہ تعالے جسکو چاہتا ہی تزکیہ فرماتا ہی۔ پس ظاہر ہو کہ ام المومنین عائشہ
[illegible] خالق عزوجل سبحانہ اپنی قدرت وارادت سے اصلی طیبہ طاہرہ کرکے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی بنایا
[illegible] کی قدرت واختیار مین ہی اور اُسنے تزکیہ کیا تو ممکن نہین کہ خلاف اسکے واقع ہو۔ ایسے ہی جن مومنون کو اُسنے
[illegible] شیطان کا تسلط کچھ نہین ہوا اور بعض نے اتباع خطوات شیطان مین کچھ گناہ کمایا ولیکن اللہ تعالے نے
[illegible] سے اُنکو توبہ کی توفیق دیکر معاف کردیا۔ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالے خوب سنتا ہی اپنے بندون
کی توبہ وعجز والحاح کو اور خوب جانتا ہی کہ کون مستحق قبول توبہ وہدایت ہی

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْٓا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ
[illegible] والے تم مین اور کشائش والے اس سے کہ دیوین ناتے والون کو اور محتاجون کو اور وطن چھوڑنے والونکو
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ
اللہ کی راہ مین اور چاہیے کہ معاف کرین اور درگزر کرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے اور اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
بخشنے والا ہی مہربان

مفسرین نے کہا کہ نزول اس آیت کا حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے موافق بعض دیگر خالص اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حق مین ہی چنانچہ حدیث متقدم مین بھی اسکا بیان گذرا ہی۔ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ منافقین نے جب افک
ام المومنین کی خبر فاش کی تو بعضے لوگون نے مسلمانون مین سے بھی منہ سے اُسکو نکالا ہی جب اللہ عزوجل نے اسکو ارتکاب گناہ
عظیم قرار دیا اور خشم فرمایا تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سے کچھ لوگون نے جنمین ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے قسم
کھائی کہ ان مسلمانون مین سے کسی پر کچھ صدقہ نہ کرینگے اور نہ صلہ رحم کرینگے۔ اور علمائے مفسرین نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم
کھائی کہ مسطح بن اثاثہ کو کبھی نفقہ نہ دینگے اور وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خالہ کا بیٹا تھا اور یتیم تھا جسکو انھون نے پرورش کیا پھر جب
اسنے حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارہ مین بہتان منافقین کے کلام کو زبان سے نکالا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان
لوگون سے کہا کہ تم جہان چاہے جاؤ نہ تم مجھ سے اور نہ مین تم سے۔ یہ امر مسطح سے سرزد ہوا اس امر کے واسطے کافی تھا کیونکہ قرابتی
[illegible] اپنے حق مین زیادہ ناگوار ہوتی ہی اور یہان تو خصوصیت خشم الٰہی عزوجل تھی تو مسطح نے کہا کہ مین آپ کو اللہ تعالے و اسلام
[illegible] قسم دیتا ہون کہ ہم کو کہین نہ نکالو کہ ہمارا کچھ گناہ اول سے نہین ہی تو ابو بکر رض نے فرمایا کہ تو نے خشم الٰہی نہین کمایا اور
[illegible] مسطح نے کہا کہ مین بہتان باندھنے والا نہین ہون ولیکن حسان کے قول سے عجب مین آکر کچھ اسمین سے مجھ سے
[illegible] رضی اللہ عنہ نے عذر قبول نہ کیا اور کہا کہ تم جاؤ کہ اللہ تعالے نے تمہارا عذر قبول نہین کیا پس وے نکلے نہین
[illegible] کیونکہ وہ اہل ایمان اُنسے بوجہ اُسی کے کراہت کرتے تھے اور بعض اصحاب نے قسم
[illegible] سے منفعت وصلہ رحم نہ کرینگے پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا يَأْتَلِ

Marfat.com

خود ازالیہ یعنی قسم ہے اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ تم مین سے صاحبان فضل و منت وَالسَّعَةِ [illegible]
تم مین سے اہل فضل و گنجایش والے۔ اَنْ يُؤْتُوا اُولِي الْقُرْبٰى کہ وے نہ دینگے اہل قرابت [illegible]
رضی اللہ عنہ کیونکہ اُنکا خالہ زاد بھائی تھا۔ وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ [illegible]
مین ہجرت کرنے والون کو یعنی دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم جنکی نسبت مساکین ومہاجر تھے۔ شیخ ابن کثیر لکھتے ہین کہ [illegible]
ام المومنین رض کی برأت نازل فرمائی اور اہل ایمان کے نفوس مطمئن ہوئے اور اہل نفاق کا فتنہ مردود ہوگیا [illegible]
لوگون کی توبہ قبول کرلی جو منافقون کے فریب مین پھنس گئے تھے اور نازل فرمایا کہ وے مومنین جنھون نے [illegible]
کے ساتھ ناخوشی اختیار کی تھی بعد قبول توبہ کے رجوع کرین اور اپنا احسان نہ روکین خواہ یہ مسلمان جسے تعریض ہوئی تھی اُنکے قرابتی
ہون یا اُنکے نزدیک مساکین ومہاجر فی سبیل اللہ ہون۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اقارب ومساکین ومہاجرین پر احسان [illegible]
تھے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے خود توبہ قبول کرلی تو اہل فضل کو حکم دیا کہ قسم نہ کھاوین یعنی قسم تحلیل کردین وَلْيَعْفُوْا اور چاہیے
کہ عفو کرین وَلْيَصْفَحُوْا اور چاہیے کہ منہ پھیر کر درگذر فرماوین۔ پھر صریح خطاب ملاطفت فرمایا۔ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ
بھلا کیا تم کو یہ پسند نہین کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے مغفرت فرماوے۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور شان الٰہی یہ کہ وہ غفور رحیم
ہے۔ تو اُسی کی صفت پاکیزہ سے اُسکے بندے متصف ہون۔ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر الصدیق رض کو
بلایا اور یہ آیت پڑھی جب پہونچے قولہ الا تحبون ان یغفر اللہ لکم۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیون نہین اور ہم تو اے رب عزوجل تیری
مغفرت کے آرزومند ہین اور ابوبکر رض نے فوراً وہان سے آکر مسطح وا ُسکے ساتھ والون کو طلب کیا اور کہا کہ جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا
مجھے بسر وچشم خوشی سے منظور ہے اور مین نے جو تمھارے ساتھ کیا تھا وہ اُسوقت کیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ تم پر ناخوش ہوا تھا اور جب
اُسنے تم کو بخشدیا تو اب آؤ مرحباً مرحباً پھر جو نفقہ مسطح وغیرہ کے واسطے تھا اُسکا دو چند جاری کردیا اور کہا کہ واللہ ابھی اسکو نہین [illegible]
روکونگا۔ علماء نے کہا کہ اقسام مجاہدات مین سے یہ بہت سخت ہے کیونکہ وہ تو طرفین سے ضرب تلوار ہے اور یہ نفس کے ذریعہ [illegible]
ہونا پڑتا ہے اسی واسطے یہ زیادہ سخت ودشوار ہے۔ پھر اگر کہا جاوے کہ قسم۔ تو جواب یہ کہ بالاجماع اگر ایسی قسم ہو کہ اُسمین معصیت ہو [illegible]
توڑکر کفارہ دینا واجب ہے پس جب اللہ تعالیٰ نے منع کردیا کہ قسم نہ کھاوین یعنی قسم توڑ ڈالین تو واجب ہوگیا کہ اُسکو [illegible]
یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک الآیہ کی تفسیر مین آویگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ ف۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ الا [illegible]
ولکن اللہ یزکی من یشاء الآیہ۔ بندون کی تطہیر گناہون سے صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سابق وعنایت ازلی [illegible]
سبب نہین ہین کیونکہ جیسے گناہ معلولات ہین ویسے ہی توبہ وغیرہ افعال بھی معلولات ہین اور آدمی تو حادث ہے تو معلول کی [illegible]
معلول سے نہین ہوسکتی بلکہ علت قدیم البتہ غیر معلول ہے لہذا فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس یعنی افضل المرسلین صلی اللہ [illegible]
اصحاب وامت کو افضل الامۃ قرار دیا کہ تم سب سے بہتر پیدا کیے گیے ہو اور یہ ظاہر ہے کہ سب سے بہتر [illegible]
وارادت پر رکھا ورنہ اعمال صالحہ تو اُنکے اخراج کے بعد ہوئے ہین اور شار الٰہی عزوجل اُنکے حق مین [illegible]
کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولو فضل اللہ علیکم۔ اور یہ نہین فرمایا کہ لو صلوتکم وجہادکم وحسن تجارکم وغیرہ [illegible]
اہل ایمان سمجھ جاوین کہ نماز وغیرہ سب نتائج اسی فضل الٰہی کے ہین جو اُنکے واسطے سابق ہو چکا ہے [illegible]

[illegible] کی ان ڈکمان کو چاہیے کہ مریدون و پڑھنے والون مسکینون پر ترحم و عفو کی نگاہ رکھیں اور اسد تعالے غفور رحیم ہی اسی خلق کا [illegible] رکھین چنانچہ اسد تعالے بڑے بڑے گناہ حتی کہ شرک و کفر و جو رو بیٹے کا بہتان سب بخشدیتا ہی۔ پس عفو تو یہ ہی کہ جو لغزش واقع ہوئی اُس سے اعراض کرین اور صفح یہ کہ بعد لغزش کے پھر وقت امتحان کے جو واقع ہوا اُس سے عفو کرین بعض مشائخ نے کہا کہ عفو تو یہ ہو کہ چشم پوشی گذشتہ کی ہو اور صفح یہ کہ آیندہ کے واسطے تادیب نہ کرینگے۔ جوزجانی رحمہ نے کہا کہ صفح یہ کہ جو مکروہ بات ہو اُس سے چشم پوشی کرین۔ یہانتک تو اسد تعالے نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کی برارت اور اہل ایمان ہین سے برارت کرنے والون کی مدح کی اور خاموش مومنون پر اُنکی خاموشی رکھنے اور اہل افک کی تکذیب نہ کرنے پر سخت اعتراض اور بعضے مسلمانون کی باتین نقل کرنے پر جھڑکی اور مذمت پھر دنیاوی مواخذہ لیکر اُنکی توبہ کی قبولیت و ترحم کا بیان فرمایا اب اسکے بعد منافقون و مشرکون و اہل کفر کے واسطے عظیم عذاب آخرت کو بیان فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ

بیشک جو لوگ عیب لگاتے ہین قیدوالی بیخبر ایمان والیون کو انکو پھٹکار ہی دنیا مین اور آخرت مین اور انکو

عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا

بڑی مار ہی جسدن بتادینگی اُنکی زبانین اور ہاتھ اور پاؤن جو کچھ

يَعْمَلُونَ ۝ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ

کرتے تھے اُسدن پوری دیگا انکو اللہ انکی سزا جو چاہیے اور جانینگے کہ اللہ

هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝

وہی ہی سچا کھولنے والا

إِنَّ الَّذِينَ جو لوگ کہ يَرْمُونَ زنا کی تہمت دیتے ہین الْمُحْصَنَاتِ عفیفہ عورتون کو۔ الْغَافِلَاتِ جو کہ زنا سے غافل ہین [illegible] دلون مین اُسکا خیال بھی نہین گذرا۔ الْمُؤْمِنَاتِ ایمان لانے والیان ہین اللہ تعالے و اُسکے رسول پر۔ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تو وے لعنت کیے گئے دنیا و آخرت مین۔ ف۔ ان الذین۔ صیغہ مردون کے واسطے ہو اور ان اللاتی عورتون کے لیے ہو۔ لیکن علماء نے قذف مین اتفاق لیا کہ عورت اگر کسی کو تہمت زنا کی لگادے تو بھی ویسی ہی ہی جیسے مرد تہمت لگادے تو ان الذین کا حاصل یہ کہ جو لوگ مرد ہون یا عورتین ہون۔ یرمون صیغہ مضارع ہو۔ المحصنات محصنہ عورتین۔ اور حد قذف مین گذرا کہ خواہ محصنہ عورت کو قذف کرے یا مرد محصن کو قذف کرے بلا اجماع [illegible] تہمت کرنے والے کو حد قذف ہی اور گواہی ہمیشہ کے لیے رد کیجاوے ولیکن اگر توبہ کرین تو اللہ تعالے کے نزدیک توبہ قبول ہوجاویگی اور یہان فرمایا کہ دنیا و آخرت دونون مین ملعون ہین پس یہ منافقون کے لیے ہی یا جیسے بعض نے کہا کہ [illegible] قذف کرنے والے کے حق مین جو توبہ نہ کرے یا کہا جاوے کہ یہ خاص ام المومنین حضرت عائشہ رضہ کے قاذف پر ہی اور صیغہ جمع [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات امہات المومنین کے حق مین ہی تو وے لوگ جو امہات مومنین رضی اللہ عنہن مین سے کسی کو قذف [illegible] کی تو بھی قبول نہین ہی اور واضح ہو کہ آیہ قذف جو پہلے گذری اُسمین یہ ہی کہ ان الذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعۃ

تشہد ا ر ا لخ - تو وہاں فقط محصنات کو قذف کرنا اور اُسکی سزا انہی کو دے - گواہی کا ہمیشہ کے لیے مردود کیا سوائے اُنکے جو توبہ کریں - اور یہاں ایک بات تو یہ کہ استثنا نہیں ہی بلکہ لعنت دنیا و آخرت کی یہاں ہی یعنی لعنوا فی الدنیا الخ - یعنی ملعون کردیے گئے دنیا و آخرت مین تو ظاہر یہی ہی کہ اُنکے واسطے توبہ نہیں کیونکہ بعد لعنت کے دنیا و آخرت مین محل توبہ نہیں ہی مگر اُنکا بلا خلاف یہ حکم اُنکے حق مین ہی کہ جو نفاق یا کفر پر مرنے والے ہین [illegible] کرنے والے و توبہ نہیں کرنے والے ہین اور دوسری بات یہ کہ محصنات کی دو صفتین زائد مین یعنی محصنات غافلات مومنات یس غافلات یعنی اس محش سے غافل اسطرح ہین کہ اُنکے دلون مین زنا کا خطرہ کبھی نہ گذرا اور نہ وے زنا کا رہی سے واقف ہین تو یہ انتہا ہے نزاہت و کمال طہارت ہی جو خالی محصنات مین نہیں ہی کیونکہ ممکن ہی کہ عورت اپنے دین و غیرت حرمت کے لحاظ سے اپنے آپکو پاک و طاہر رکھے اور آلودہ معصیت نہ ہو اگرچہ اسکا نفس یو سواس شیطانی اُسکو خطرہ دلادے بخلاف غافلات کے کہ وے اس خطرہ سے بھی غافل ہین لہذا بعض نے تفسیر کی کہ قلوب اُنکے پاکیزہ ایسے سلامت کے ساتھ ہین کہ بالکل سیدھے سادے بھولی [illegible] واقف ہی نہیں ہین جیسے بعضے مرد ایسے ہی ہوتے ہین کہ اُنکے دلون مین یہ خطرات ہی نہیں گذرتے ہین - اور مومنات سے توضیح کی ایمان کے ساتھ سلامتی کے ہی اور فائدہ یہ کہ محصنات غافلات اگر کافرہ یا مشرکہ ہو تو اگرچہ اُنمین صفت ہی لیکن بوجہ کفر کے اُنکے قذف کرنے والے کو یہ سزا نہیں کہ وہ دنیا و آخرت مین ملعون ہو - اور لعنت کے دو معنی ہو سکتے ہین ایک یہ کہ رحمت الٰہی سے محروم دما ہوس جیسے شیطان ہی تو اس صورت مین ضرور ہی کہ یہ قذف کرنے والا کافر محض ہوگا اور دوم معنی یہ کہ اہل ایمان کی زبان پر پھٹکا را ہوا اور حد قذف مارا ہوا اور سب مومنون کے مجمع مین برادری سے نکالا ہوا اور عدالت و گواہی سے خارج کیا ہوا ولیکن ضرور ہی کہ آخرت مین اسکے واسطے لعنت یعنی عذاب ہو کیونکہ یہ امور مذکورہ تو اسکے حق مین دنیا مین ہین اور اسپر اجماع ہی کہ مومن نے اگر گناہ سے توبہ کی اگرچہ وہ کفر و شرک ہو آخرت کے عذاب سے بچ گیا تو معلوم ہوا کہ یہ اُسی کے واسطے ہی جو نفاق یا شرک پر مرا ہو اور آیندہ کلام آیت کا اُسی کے واسطے شاہد ہی اور پہلے معلوم ہوچکا کہ اہل ایمان جو افک مین پھنس گئے یا افک کو رد نہیں کیا تھا اُنکو تو جھڑکی و ملامت کی اور اسقدر پر چھوڑ دیے گئے تھے - الحاصل کلام یہان دو وجہ سے ہی اول یہ کہ محصنات غافلات مومنات - سے مراد فقط ام المومنین صدیقہ رضی خاص ہین یا اُنکے ساتھ دیگر ازواج مطہرات شامل ہو کر خاص ہین یعنی یہ حکم فقط ازواج مطہرات کی تہمت کرنے والے پر ہی یا ازواج مطہرات کی تعمیم سے تمام مومنہ عورتون کو شامل ہی - وجہ دوم یہ کہ قذف کرنے والا جو دنیا و آخرت مین ملعون کیا گیا وہ خاصکر ابن ابی بن سلول منافق ہی یا مراد وہ مع دیگر منافقین کے ہی یا یہ منافقین مع مشرکین کہ و تمام منافقین و کافرین کے - یا عام اسقدر کہ ہر ایک قذف کرنے والے کو شامل ہی خواہ وہ مسلمان ہو یا منافق ہو یا مشرک ہو - واضح ہو کہ محصنات مومنات کی صفت غافلات بھی عریانی جیسا کہ مذکور ہوا تو کیا شرط ہی کہ محصنہ غافلہ کو جب قذف کرے تو وہ ملعون ہی اور اگر محصنہ ہو غافلہ نہ ہو تو اُسکے قذف کرنے والے کو یہ عذاب نہین [illegible] محصنہ عفیفہ تو ہی مگر اسقدر حد کو نہیں پہونچی کہ اُسکو کبھی زنا کا خیال ہی نہ آوے - اور مترجم کہتا ہی کہ غافل لغت مین [illegible] کے مقابل کو کہتے ہین تو ظاہر یہ ہی کہ غافلہ وہ عورت ہی جو زنا کی طرف مائل نہ ہو اور نہ اُسمین ایسے حرکات ہون جو زنا کی طرف [illegible] کرنے مین تو وہ بھولی بھالی سیدھی سادھی ہوئی - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المؤمنات لعنوا الخ - یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے وعید عذاب ہی ایسے شخص کے واسطے جو مومنہ محصنہ غافلہ کو تہمت [illegible]

[illegible] الال ہی یعنی جو عورت کہ سچے دل سے ایمان لائی اور مومنہ ہوئی اکثر یہی ہو کہ ایسی عورت غافلہ ہوتی ہی زناکاری
[illegible] اور اطوار سے غافل ہوتی ہی برخلاف اسکے جو فسق و فجور وغیرہ مین گرفتار ہی وہ چاربانگ ہوشیار ہوتی ہی اور اُسکو
[illegible] اُسکی مذمت و اُسپر عذاب وغیرہ کا یقین نہین ہی اور مومنہ تو اسپر ایمان رکھتی ہی اور آخرت پر اُسکو یقین ہی تو مومنہ کا اکثر
یہی حال ہی کہ وہ غافل ہوتی ہی اور جب مومنہ کا یہ حال ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیبیان یعنی امہات المومنین ازواج
مطہرات سب مومنہ صالحہ عفیفہ ہو[ن] سب سے بڑھکر اس صفت سے متصف ہین خصوصًا ام المومنین جو انوار رحمت و آیات کرامت کے
نزول کا سبب ہین یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کہ جنکی برکت سے یہ اللہ تعالے کا کلام قدیم نازل ہوا ہی اور علما رح
نے بالکل یک جہت اجماع کیا ہی کہ جس کسی نے بعد ازین حضرت عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہا کی شان مین کچھ رمی کی تو
کافر مردود ہی۔ اب رہین اور بیبیان یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج مطہرات تو آیا امین سے کسی کا قذف کرنے والا
بھی قطعی کافر ہی یا نہین تو اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ اگرچہ وہ کافری درجہ پر ہی لیکن کافر بالکل نہ ہوگا اور دوسرا اصح قول
یہ کہ وہ سب ازواج مطہرات بھی مثل ام المومنین صدیقہ کے ہین تو اُنکے رمی سے بھی کافر ہوگا۔ اب رہا یہ کہ یہ آیت کریمہ خاص ام المومنین
عائشہ رض کے واسطے ہی تو بعض علما اسی طرف گئے ہین چنانچہ ابن ابی حاتم نے (بسند صحیح) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ
یہ آیت خاصۃ حضرت عائشہ رض کے حق مین نازل ہوئی ہی۔ یہی قول سعید بن جبیر و مقاتل بن حیان رحمہما اللہ تعالی کا ہی اور شیخ ابن
جریر رح نے بھی قول ام المومنین عائشہ رض سے ذکر کیا چنانچہ اپنی اسناد (صحیح) کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے
روایت کی کہ ام المومنین صدیقہ رض نے فرمایا کہ جب مجھے تہمت لگائی گئی جو لگائی گئی تو مین بالکل غافل تھی پھر اسکے بعد
مجھے اسکی خبر پہونچی ہی اور کہا کہ پھر اس حال مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس بیٹھے تھے کہ یکایک آپ پر وحی نازل
ہوئی اور کہا کہ جب آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کو ایک بیہوشی سبات کی سی طاری ہو جاتی تھی پس آپ کو اسی وقت وحی
ہوئی کہ آپ میرے پاس بیٹھے تھے پھر بعد وحی کے آپ ٹھیک بیٹھ گئے اور چہرہ مبارک سے عرق پوچھتے جاتے تھے اور فرمایا کہ خوش
ہو اے عائشہ تو مین نے کہا کہ بحمد اللہ لا بحمدک۔ آپ کے شکریہ سے نہین بلکہ اللہ تعالے ہی کے شکریہ سے۔ پھر آپ نے پڑھا
ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المومنات تا قولہ تعالے اولئک مبرؤن مما یقولون لھم مغفرۃ و رزق کریم۔ شیخ ابن کثیر
نے کہا کہ شیخ ابن جریر رح کا استدلال اس سے تمام نہین کیونکہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ سبب نزول حضرت عائشہ مین
اور یہ بیان نہین کہ یہ حکم آپ ہی کے حق مین ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن جریر رح کا استدلال تو ظاہر ہی بدلیل اسکے کہ محصنات
غافلات ہی کے واسطے نزول ہی۔ اور ام المومنین نے اپنے آپ کو غافل بیان کر دیا کہ جب مجھے تہمت لگائی گئی جو لگائی گئی تو مین غافل
تھی یعنی مجھے زنا و اُسکی طرف خیال بھی نہ تھا اور خبیث منافقون نے تہمت لگائی۔ تو اللہ تعالے نے اسی مومنات غافلات
کے تہمت لگانے والون کو لعن فی الدنیا والآخرہ بیان فرمایا ہی۔ اور حق یہ ہی کہ جو شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ام المومنین نے اپنی حالت
کا بیان فرمایا کہ کامل مصداق اس آیت کریمہ کے ہین اور آپ ہی کی برکت سے نزول ہوا ولیکن یہ نہین فرمایا کہ یہ میرے ہی واسطے
ہی اور کسی کے واسطے نہین ہی پس صحیح یہ ہی کہ حضرت ام المومنین کے واسطے تو نزول ہی ہی اور آپ کے ساتھ اورون کو بھی
شامل ہی مراد ابن عباس رض کی بھی یہی ہی کہ خاصۃ حضرت ام المومنین عائشہ کے حق مین نازل ہوئی۔ یعنی سبب نزول

خاصہ آپ ہی ہیں اور دیگر ازواج طاہرات کوئی سبب نزول نہیں ہیں یعنی آنکہ آیت کا نزول کچھ انکے [illegible]
حقوق یہ ہیں بلکہ نزول تہمت لگانے والوں کے روسیاہ و دنیا و آخرت ہونے کے واسطے ہوا در بسبب نزول خاص
ہیں۔ مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن جریر رح نے شاید غافلات سے مراد وہ غفلت لی جو حضرت صدیقہ رض نے ایسی [illegible]
بہتان سے غافل تھیں اور وے بدبخت مجھے تہمت لگاتے تھے تو اللہ تعالے نے غافلات سے ام المومنین [illegible]
آنکہ جس نے اس عفیفہ صالحہ مومنہ غافلہ کو تہمت لگائی وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہی مع عذاب عظیم کے [illegible]
سبب نزول کی وجہ سے ہو گی تو حکم عام ہونے میں مانع نہیں ہو گی فافہم۔ قول دوم ضحاک و ابو الجوزاء و سلمہ بن نشیط نے فرمایا کہ
آیت کا مخصوص بازواج طاہرات امہات مومنین رضی اللہ عنہن ہی اور دوسری عورتوں کو شامل نہیں ہی۔ چنانچہ عوفی [illegible]
ابن عباس رض سے اس آیت میں روایت کی کہ محصنات غافلات مومنات سے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات
ہیں جنکو منافقوں نے تہمت لگائی تھی تو اللہ تعالی نے ان منافقوں پر لعنت وغضب کو واجب کر دیا اور اللہ تعالے کے غضب میں
پھنس گئے پس یہ آیت کریمہ تو ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تھی پھر اسکے بعد نازل ہوا قولہ تعالے والذین یرمون المحصنات
ثم لم یاتوا باربعۃ شہداء تا قولہ فان اللہ غفور رحیم پس اللہ تعالے نے امتی محصنات کے قذف کرنے والے پر حکم حد [illegible] و توبہ کا
نازل فرمایا پس توبہ تو قبول ہوگی ولیکن گواہی ہمیشہ مردود رہوگی۔ اور شیخ ابن جریر رح نے بسند مرسل سعید [illegible] کا نام
نہیں لیا گیا ہی جس نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ ابن عباس رض نے سورہ نور کی تفسیر بیان کی جب اس آیت پر پہونچے
ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المومنات الآیہ تو کہا کہ یہ ام المومنین عائشہ و دیگر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی شان میں ہی اور آیت مبہمہ ہی اور انکے قذف کرنے والوں کے لیے توبہ نہیں ہی پھر پڑھا قولہ تعالے والذین یرمون المحصنات
ثم لم یاتوا باربعۃ شہداء تا قولہ الا الذین تابوا من بعد ذلک و اصلحوا الآیہ۔ پس کہا کہ اللہ تعالے نے عام عفیفہ مومنات کے قذف
کرنے والوں کے لیے اس آیت میں توبہ رکھی ہی اور امہات مومنین کے قذف کرنے والوں کے لیے توبہ نہیں رکھی ہی [illegible]
نے قوم میں سے قصد کیا کہ اٹھکر حضرت ابن عباس رض کے سر کو بوسہ دیں کہ جس خوبی سے سورہ نور کی تفسیر بیان کی۔ شیخ ابن کثیر رح
نے لکھا کہ ابن عباس رض نے جو یہ کہا کہ یہ آیت مبہمہ ہی تو معنی یہ کہ عام ہی ہر محصنہ کے قذف کی تحریم [illegible] قذف کرنے والے [illegible]
میں لعنت ہی۔ اور مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک واللہ اعلم معنی مبہمہ کے یہ ہیں کہ اسمیں توبہ کی تصریح نہیں رکھی ہی بلکہ [illegible] امہات
مومنین کے قذف کرنے والے پر دنیا و آخرت میں لعنت و عذاب عظیم واجب ہی برخلاف اسکے یعنی امہات [illegible]
عورتوں کے قذف میں جو آیت ہی وہ مبہمہ نہیں بلکہ مصرحہ ہی کہ قذف کرنے والے کو اسّی کوڑے مارے جاویں اور گواہی [illegible]
لیکن اگر توبہ کریں تو قبول ہو گی فافہم۔ اور عبد الرحمن بن زید رح نے کہا کہ یہ آیت حضرت عائشہ رض کے حق میں ہی [illegible]
کہ مسلمات عفیفہ عورتوں کے حق میں بہتان کرے تو اسکے واسطے وہ ہی جو اللہ تعالے نے بیان کیا [illegible]
قال المترجم ام شاید یعنی پیشوا ہو تو حاصل یہ ہوگا کہ وے سب عورتوں کے واسطے [illegible]
ام المومنین ہو تو یہ بھی معنی ہونگے کہ دیگر محصنہ عورتوں کے حق میں قذف سے [illegible]
حضرت عائشہ رض ام المومنین تھیں تو انکے واسطے فضل عظیم ہی کہ انکے [illegible]

[illegible] دیا کیا کہ آیت عام ہے اور یہی صحیح ہے یعنی ام المومنین صدیقہ رض و دیگر ازواج مطہرات و انکے ساتھ مین تمام عفیفہ
[illegible] کو قذف کرے انکے قاذف کا یہی حکم ہے کہ جو یہان مذکور ہے اور مترجم کہتا ہے کہ اس صورت مین ظاہر ہوگا کہ قذف کرنیوالے
[illegible] ہے ولیکن [illegible] کہ اس صورت مین قولہ لعنوا فی الدنیا والآخرۃ کے معنی یہ کہ ملعون کر دیے گئے دنیا و آخرت مین جب کہ
[illegible] اور کہا کہ اس قول کا اعتقاد اس حدیث صحیح سے ہے کہ جو ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ
[illegible] نے فرمایا کہ اجتنبوا السبع الموبقات - تم لوگ پرہیز کرو سات چیزون ہلاک کرنیوالیون سے - قیل وما ہن یا رسول اللہ
[illegible] وہ سات ہلاک چیزین کیا ہین یا رسول اللہ - قال الشرک باللہ - فرمایا کہ شرک کرنا اللہ تعالے کے ساتھ - والسحر - اور
جادو - وقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق - اور مارڈالنا کسی جان کو جسکو اللہ تعالے نے محرم کیا ہے الا بحق یعنی بقصاص یا بجہاد جو بحق شرع
ہو - واکل الربا - اور سود کھانا - واکل مال الیتیم - اور یتیم کا مال کھانا - والتولی یوم الزحف اور پیٹھ پھیرنا کافرون سے لڑائی کے روز
وقذف المحصنات الغافلات المومنات - اور زنا کی تہمت دینا عورتون محصنہ غافلہ مومنہ کو - رواہ البخاری ومسلم - اور حذیفہ رض نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ محصنہ عورت کا قذف کرنا سو برس کے اعمال ہدم کر دیتا ہے - رواہ الطبرانی - مترجم کہتا ہے کہ روایت
[illegible] ابن عباس رض جو پہلے گذری اسمین تصریح تھی کہ یہان جو آیت قذف ہے یہ پہلے اتری پھر اسکے بعد قولہ ان الذین یرمون المحصنات ثم لم
یاتوا باربعة شہداء الآیہ اتری ہے اور ظاہر کلام واللہ اعلم اسی کو چاہتا ہے کہ یہ آیت مخصوص بازواج طیبات طاہرات ازواج رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہے بمعنی آنکہ ازواج مطہرات مین یہ صفات ہین محصنات غافلات مومنات - تو عموم یہان اگر ہے تو اسی معنی کی راہ
ہے حتی کہ جب یہ بات متحقق ہو کہ کسی عورت مین یہ صفات جمع ہین تو اسکے قذف کرنے والے کا بھی یہی حکم ہے جیسے کہ صحیحین کی حدیث
ابوہریرہ ابھی گذری ہے پس یہ صفات تو بالقطع ازواج مطہرات مین متحقق تھے اگرچہ انکو شرف اس امر کا بھی حاصل تھا کہ وے
خاتم المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کی ازواج مطہرات تھین ولیکن آیت کریمہ مین ملعون ہونے قاذف کا حکم صرف محصنات غافلات
مومنات پر منحصر رکھا گیا ہے ولیکن دوسری عورتون مین ان صفات کا تحقق جس دلیل سے ہو وہ موجود نہین ہے مگر اسطرح کہ جیسے حضرت مریم
بنت عمران کی نسبت فرمایا بقولہ ان اللہ اصطفاک وطہرک الآیہ - تو طہارت مریم رض کی معلوم ہوگئی اور جیسے حضرت سیدۃ النساء بضعۃ
رسول اللہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالے عنہا حتی کہ علماء کو راجح یہ قول معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ رض عائشہ رضی اللہ عنہا سے افضل ہین اگرچہ
عائشہ رض ماں ہین اور ایسے ہی اہل بیت کی عورتین ولادت کے ساتھ جنکی تطہیر معلوم ہے غرضکہ [illegible] سے معلوم ہوا پس انکے قذف کرنے
[illegible] تو نہین وعذاب واجب ہے اور جب کسی عورت کے واسطے کوئی دلیل قائم نہ ہو تو اسمین یہ صفات رائے وعقل سے ثابت
نہین [illegible] مین وہ حکم ہے کہ الذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا الخ آیت مین مذکور ہے - اگر کہا جاوے کہ پھر مترجم کی اس تحقیق سے حاصل
[illegible] جواب یہ کہ تعلیم دو فائدے ہین اول یہ کہ جو شخص قذف کرتا ہے بہت بڑا گناہ ہے وہ قذف سے بہت پرہیز کرے کیونکہ
[illegible] عورت مومنہ کے حق مین واقع ہوا جو خالی محصنہ ہے تو خیر دنیاوی عذاب حد القذف کے ساتھ اسکی توبہ آخرت کو اسطے
[illegible] اگر اسکا قذف کرنا ایسی عورت کو واقع ہوا کہ وہ دراصل محصنہ غافلہ مومنہ ہے خواہ معلوم ہو جاوے اسطرح کہ ایسے عورتون مین سے
[illegible] دلیل شرعی موجود ہے خواہ نہ معلوم ہو جیسے اسوقت مین کوئی عورت ایسی ہو تو قاذف کو علاوہ عذاب دنیاوی کے آخرت کی توبہ
[illegible] ہر چند اسنے توبہ کی مگر وہ اللہ تعالے کے نزدیک قبول نہ ہوگی لہذا احادیث صحیحین مین اجتناب کی تاکید شدید فرمائی

اور یہی قیود لگادیے ہین کہ محصنات غافلات مومنات ہون فائدہ دوم یہ کہ ظاہر قرآن وسبب نزول واقوال ائمہ
ہو جاتا ہی اور خلاف مرتفع ہوگیا فافہم واللہ تعالی اعلم بالصواب - اور واضح ہو کہ مترجم کے نزدیک یہان چند فائدے ہین
فائدہ اول نصرانی جو اسوقت موجود ہین کہتے ہین کہ عیسی پسر یوسف نجار ہی - اگر اُسنے حضرت عیسی بن مریم رسول اللہ
حضرت مریم کو بہتان کیا پس ملعون فی الدنیا والآخرہ ہین جیسے یہودی کہتے تھے وقد قال تعالی وبکفرہم وقولہم علی مریم بہتانا
حضرت مریم پر بہتان عظیم لگاکر کافر مانند یہود کے ہین - فائدہ دوم فرقہ شیعہ روافض مین سے قاضی شوستری نے لکھا کہ ان
ام کلثوم اول عورت ہی جو چھین لی گئی - مترجم کہتا ہی کہ مین اصلی واقعہ بیان کرون اسکے بعد اس شخص کے اس سخت کلام کا حال
واضح ہو کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب نے حضرت اسد اللہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی بیٹی ام کلثوم کے ساتھ نکاح کیا جو لایت حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اور باہم الفت ومحبت کی جو ان بزرگون مین تھی کوئی انتہا نہین جان سکتا اور اس طیبہ طاہرہ کو شرف واعزاز کے ساتھ
خلافت حقہ کا درہ التاج بنایا - یہان سے رافضی کی بنیاد گری پڑی ہی تو ان لوگون نے یہ بنایا کہ حضرت عمر رض نے ام کلثوم کو چھین لیا مین پہلے
بیان کرچکا کہ ام کلثوم ذریت طیبہ طاہرہ سے ہین تو یہ بہتان ہوا محصنہ غافلہ مومنہ پر بدلیل قطعی پس یہ روافض جنکا یہ قول ہی بدلیل آیت کریمہ کے
ملعون دنیا وآخرت ہین اور زمخشری نے لکھا کہ اگر تو تمام قرآن مین غور سے دیکھے اور گناہ کرنے والون کے لیے جو جو عذاب فرمائی ہی اسکا
اندازہ کرے تو تجھے کسی گناہ پر یہ شدت وسختی نہ معلوم ہوگی جو شدت وسختی کہ اللہ تعالے نے دربارہ افک ام المومنین عائشہ رض فرمائی ہی کہ سبے
بڑھکر آیات وعید شدید وعتاب وزجر غلیظ اس افک کے بارہ مین نازل فرماءین اور اگر بالفرض فقط یہی تین آیات ہوتین تو کافی تھین کہ بہتان
کرنے والون کو دنیا وآخرت مین ملعون قرار دیا ہی اور حکم قطعی کردیا بقولہ لعنوا فی الدنیا والآخرۃ - ملعون کردیے گئے دنیا وآخرت مین
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ اور انپر عذاب وہ ہی کہ جسکی صفت عظیم ہی يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ اس دن کہ گواہی دینگی
انپر خود اُنکی زبانین یعنی بحکم قولہ انطقنا اللہ الذی انطق کل شئی - ان بہتان کرنے والون کی زبانین صدق واقعی کے ساتھ خود بولینگی کہ اُسنے
یہ بہتان کا کلمہ کہا تھا - وَأَيْدِيهِمْ اور انپر اُنکے ہاتھ گواہی دینگے وَأَرْجُلُهُمْ اور اُنکے پاؤن بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ جو وے کرتے تھے یعنی
جو کام دنیا مین ہاتھ وپاؤن سے کیے ہین ہاتھ وپاؤن خود شہادت دینگے - اور اللہ تعالے نے فرمایا ولا یکتمون اللہ حدیثا یعنی کوئی بات اللہ تعالی
سے چھپا نہین سکینگے - ابن عباس رض سے روایت ہی کہ جب مشرکین دیکھینگے کہ جنت مین کوئی داخل نہین ہوتا سواے اہل صلوۃ کے تو کہینگے کہ آؤ ہم بھی
کفر وشرک وغیرہ سے منکر ہوجاوین پس انکار کرینگے تو اُنکے منہون پر مہر کردی جائیگی یعنی خود اختیاری نہین رہینگے اور آنکی زبانین وہاتھ وپاؤن
انپر گواہی دینگے اور اللہ تعالے سے کوئی بات چھپا نہین سکینگے - رواہ ابن ابی حاتم - اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو کافر کو اسکا عمل پہنچایا جائیگا سو وہ منکر ہو کر جھگڑا کریگا تو اس سے کہا جائیگا کہ تیرے
پڑوسی خود تجھپر گواہ ہین تو کہیگا کہ انھون نے مجھپر جھوٹ کہا ہی پھر کہا جائیگا کہ یہ تیرے اہل وکنبہ کے لوگ تجھپر شاہد ہین تو کہیگا کہ انھون نے
مجھپر جھوٹ باندھا ہی تب کافرون سے کہا جائیگا کہ اچھا تم قسم کھاؤ تو قسم کھا جائینگے پھر اللہ تعالی آنکو خاموش فرما دیگا پس انپر انکے ہاتھ وپاؤن
گواہی دینگی پھر وے دوزخ مین داخل کردیے جاوینگے - رواہ ابن ابی حاتم والطبرانی وابو یعلی وابن مردویہ - اور انس بن مالک رض سے
مرفوع مین ہی کہ کافر کہیگا کہ اے رب کیا تونے مجھے ظلم سے محفوظ نہین کیا ہی ارشاد ہوگا کیون نہین بیشک تجھے ظلم سے امن دیا گیا
پھر مین اپنے اوپر سواے اپنی ذات کے کسی کی گواہی روا نہین رکھتا ہون حکم ہوگا کہ اچھا آج تیرے اوپر تیرے نفس

Marfat.com

... اعمال ہین اسکے منہ پر مہر کر دیجائیگی اور اسکے ارکان و جوارح سے کہا جائیگا کہ بولو پس دے اسکے تمام افعال
... گویائی کی قوت بحال کر دیجائیگی تو وہ اپنے اعضاء و ارکان سے کہیگا کہ تم پر لعنت و بربادی ہو کہ مین تو تمھارے ہی
... کرتا تھا - قد رواہ مسلم والنسائی وابن ابی حاتم اور آیت صریح سے یہ بات ثابت ہی کہ جوارح و اعضاے گواہی دینگے - قتادہ رح نے
... تیرے بدن ... ایسے موجود ہین جنپر کوئی تہمت نہین ہو سکتی تو انکی نگہداشت رکھیو اور اللہ تعالی سے ظاہر و باطن خوف
... کوئی چیز پوشیدہ نہین ہو اندھیرا اسکے حضور مین اجالا ہی اور پوشیدہ اسکے نزدیک علانیہ ظاہر ہی پس جسکو مرکوز ہو کہ وہ ایسے حال
... اللہ تعالے کے ساتھ اسکا گمان نیک ہو تو یہی کرے اور قوت و طاقت نہین مگر بحق عز و جل ذکرہ ابن کثیر رح - بالجملہ جو کچھ جس
کسی نے کیا ہی وہ قیامت مین اسکے روبرو ہی پس جس نے دنیا مین اللہ تعالے سے استغفار کیا اور توبہ کرلی وہ تو بچ گیا اور جس نے توبہ
نہین کی اسکو قیامت مین بدون ظلم کے ان سب اعمال قبیحہ کو لادنا ہوگا - **يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيهِمُ اللّٰهُ** اس روز اللہ تعالے انکو بھرپور
دیگا **دِينَهُمُ الْحَقَّ** انکا سچا حساب یعنی جو واقع مین ہی ٹھیک ٹھیک برابر بدون زیادتی کے - **وَيَعْلَمُونَ اَنَّ اللّٰهَ
هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ** اور جان جاوینگے کہ اللہ تعالے وہی حق مبین ہی یعنی جب اسکو معائنہ کرینگے اور جو قران مجید کلام حق
مین تھا وہ حق نظر آویگا تو جان جاوینگے کہ اللہ تعالے وہی حق ہی اپنی ذات و صفات مین ثابت ہی اور مبین ہی یعنی اشیاء کو بحق ظاہر
کرنے والا ہی - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ان اللہ ہو الحق یعنی وعدہ اللہ و وعید الہی و اسکا حساب سب عین عدل ہی اسمین ظلم نہین ہی
خطیب رح نے لکھا کہ اللہ تعالی حق ہی کہ اسنے اس جزاء کو محقق کر دیا جسمین بہتان کرنے والے شک کرتے تھے - اللہ تعالے نے
ام المومنین عائشہ رض کے واقعہ افک مین مفصل و مجمل اور مختصر و مطول ایسی وعید فرمائی ہین کہ جو مشرکون و بت پرستون کے حق مین
اہتمام وعید نہین کیا اور یہ تو اسی وجہ سے کہ یہ افک ایک امر عظیم ہی - اور ابن عباس رض یوم عرفہ کو بصرہ مین تھے اور تفسیر قران ایسے
پوچھی جاتی تھی حتی کہ یہ آیات بھی پوچھی گئین تو کہا کہ کوئی گناہ ہو جب مرتکب اس سے توبہ کرے تو اسکی توبہ قبول ہو گی سواے
اس شخص کے جس نے افک ام المومنین عائشہ رض مین کلام کیا - اقول ظاہر مراد ابن عباس رض کی یہ ہی کہ کفر و نفاق و شرک سے
... لیکن اس افک کا قصاص اس سے دنیا مین لے لیا جائیگا اور ایسے ہی جس نے افک کیا وہ امر الہی مین اسی لائق ہی
حتی کہ اصلی منافق ایمان لانے والا نہین ہی - خطیب رح نے کہا کہ اللہ تعالی نے چار کی چار سے برارت کی ہی ایک تو یوسف علیہ السلام
کی برارت زبان شاہد کی ساتھ کما قال تعالے وشہد شاہد من اہلہا الآیہ - دوم موسی علیہ السلام کی برارت اس پتھر کے ساتھ
جو انکے کپڑے لیکر بھاگا تھا کما قال تعالی فبراہ اللہ مما قالوا الآیہ - سوم برارت مریم رض انکے بیٹے عیسی علیہ السلام کے بولنے کے
ساتھ فرمائی - چہارم برارت ام المومنین عائشہ رض کے اہل افک کے قول سے قران مجید کے ساتھ فرمائی یعنی ان آیات قرآنیہ کے ساتھ جو
... جبرئیل علیہ السلام کے افضل البشر سرور عالم محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائین جو صفحہ روزگار پر مثل آفتاب
... کے روشن پائدار اور تلاوت ابرار مین باقی ہین گویا اورون کی برارت تو ایک وقت مین اظہار کرامت و معجزہ سے
... اور پچھلون کو ایسے موقعہ کے معائنہ کی نوبت نہین آئی اس سے کہین بڑھکر زوجہ رسول اللہ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
کی ... ایسے معجزہ سے فرمائی جو دائم ہر شخص کو معائنہ ہی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوام معجزہ سے مکرم فرمایا کہ ہر زمانہ مین
ہر شخص کو قران معائنہ ہی ویسے ہی برارت آپ کی زوجہ طاہرہ مطہرہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ایسے ہی معجزہ سے فرمائی جو دائم

پاک اور ہوا ور جب آیات کو معائنہ کرو تو ظاہر ہو کہ کسقدر اللہ تعالے نے حرمت رسول اللہ صلی [illegible]
کو معدن و دجان کر دیا لہذا بعض علماء نے کہا کہ ام المومنین عائشہ و دیگر ازواج رسول اللہ صلی اللہ [illegible]
جو مرد و قذف کرے اُسکے لیے توبہ نہین ہی اور اللہ تعالے نے تطہیر ام المومنین کی [illegible]

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ [illegible]

گندیان ہین گندون کے واسطے اور گندے واسطے گندیون کے اور ستھریان [illegible]

وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ أُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

اور ستھرے واسطے ستھریون کے وہ لوگ بے لگاؤ ہین ان باتون سے جو کہتے ہین [illegible]

وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ

اور روزی ہی عزت کی

یہ کلمہ جامعہ سرقدری دو قوع امر ہی کہ اَلْخَبِيْثٰتُ خبیثہ عورتین لائق ہین لِلْخَبِيْثِيْنَ خبیث مردون کے لیے وَالْخَبِيْثُوْنَ اور یون ہی خبیث مرد لائق ہین لِلْخَبِيْثٰتِ خبیثہ عورتون کے لیے۔ یہ موافق اسکے کہ اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ہی کہ اشکال کو اشکال کے ساتھ ملاتا ہی یعنی ہمجنس کو ہمجنس سے ملاتا ہی اور یہی صورت جانب پاکیزگی مین ہی کہ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ پاکیزہ عورتین لائق ہین پاکیزہ مردون کے لیے وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اور پاکیزہ مرد لائق ہین پاکیزہ عورتون کے لیے۔ اگر کہا جاوے کہ کبھی اُسکے خلاف ہوتا ہی چنانچہ لوط علیہ السلام کی جورو کافرہ تھی جواب یہ کہ اُسوقت کے شریعت مین اللہ تعالے کی قدرت اُسپر جاری تھی جیسے اُسوقت بھی یہودیہ یا نصرانیہ کافرہ سے نکاح جائز ہی ولیکن شرط یہ کہ زانیہ نہ ہو تو خبث اُسمین یہی ہی اور خصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب وسبب جبکہ منقطع نہین تو طیب ہو کر دنیا و آخرت دونون مین خبیث فرد ہی اور کبھی اسکے خلاف بوجہ خاص حکمت و مصلحت کے بعض افراد مین واقع ہوتا ہی ولیکن خبث و پاکیزگی کا ادراک بہت مشکل ہی یہان اللہ تعالی نے تنصیص کر دی کہ ام المومنین عائشہ رضہ طیب ہی اور اوپر فرمایا کہ محصنات غافلات مومنات نے ہر این خبث سے اور رسول اللہ صلی اللہ [illegible] کے اطیب ہونے مین کچھ شبہہ نہین ہی اور یہ بھی ثابت ہی ہوا کہ ام المومنین صدیقہ مع دیگر ازواج مطہرات کے طیبات سے ہین اور جنتی ہین بدلیل [illegible] آیات کے۔ پھر طیب مردون کے لائق عورتون کے مانند طیبات ہی ہین خواہ طیبات عورتین ہون یا کلمات طیبات ہون لہذا علماء رحمہم اللہ نے اس علم الٰہی سے دونون باتین ثابت کر دین۔ ابن عباس رضہ نے کہا کہ خبیثات قول یعنی کلمات خبیثہ کو اختصاص ہی خبیث مردون سے اور خبیث مردون کو اختصاص ہی کلمات خبیثہ سے۔ اور طیبات کلمات کو طیبین مردون سے اختصاص ہی اور طیبین مردون کو کلمات طیبات سے اختصاص ہی اور کہا کہ نزول اسکا حضرت عائشہ رضہ و اہل افک کے حق مین ہی اور یون ہی مجاہد و عطاء و سعید بن جبیر و شعبی و حسن بصری و حبیب بن ابی ثابت و ضحاک سے مروی ہی اور اسی کو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا اور وجہ اسکی یہ ہی کہ قبیح کلمات انھین کے لائق ہین جو قبیح ہین اور کلمات طیبات انھین لوگون کے لائق ہین جو طیبین ہین اور تفسیر اول کہ اسکے ساتھ [illegible] یعنی اللہ تعالی ایسا نہین کرتا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر طیب سے زیادہ اطیب ہین پس فرد ہی اگر شرع حال [illegible]

Marfat.com

[illegible] ابن ابی حاتم [illegible] ابن زید سے مروی ہے کہ عائشہ رض کو جب اہل افک نے بہتان کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت
عائشہ رض کی برأت [illegible] عبد اللہ بن ابی ابن سلول وہی منافق خبیث تھا اور وہی اولی تھا کہ اسکے لیے خبیثہ جورو ہو اور یہ منافق
[illegible] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطیب تھے پس اولی ہین کہ آپ کے لیے طیبہ جورو ہو پس عائشہ رض طیبہ ہین اور اسی
[illegible] انکے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطیب زوج ہون - اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ - یہ طیب عورتین
[illegible] ان باتون سے بری ہین جو یہ خبیث لوگ کہتے ہین - لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ان پاکیزہ عورتون و مرد
کے واسطے مغفرت و رزق کریم ہے ف ——— اس کلام مین اول تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ و جملہ ازواج مطہرات کی تطہیر
منصوص ہے بلکہ جسقدر مملوکہ عورتین تھین مانند ماریہ و ریحانہ وغیرہا کے انکی بھی پاکیزگی معلوم ہے - دوم مغفرت و رزق کریم سے وعدہ
[illegible] معلوم ہے - سوم [illegible] ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کو ایسے چند امور سے فخر حاصل تھا جو سوا آپ کے اور کسی کو ازواج
مطہرات امہات المومنین مین سے نہین دیے گئے تھے ازانجملہ یہ کہ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین
صدیقہ [illegible] کی صورت ایک پارہ حریر مین لاکر دکھلائی اور کہا کہ یہ آپ کی زوجہ ہے دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی - اور آسمان کو
[illegible] ازانجملہ یہ کہ سوائے ام المومنین صدیقہ رض کے آپ نے کسی باکرہ بی بی سے نکاح نہین کیا - ازانجملہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ام المومنین صدیقہ رض کی باری کے روز اس شان سے انتقال کیا کہ آپ کا سر مبارک ام المومنین کی گود مین سینہ سے
لگا ہوا تھا - ازانجملہ یہ کہ آپ ہی کے حجرہ مین دفن ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم - ازانجملہ کسی بی بی کے ساتھ ایک لحاف مین ہونے مین
وحی نہین آتی تھی [illegible] ام المومنین صدیقہ رض کے ساتھ ایک لحاف مین ہونے کی صورت مین بھی وحی کا نزول ہوتا تھا - ازانجملہ
یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے محبت زیادہ تھی - ازانجملہ یہ کہ آپ کی برارت آسمان سے نازل ہوئی بوحی قرآنی جو تلاوت
کیجاتی ہے - ازانجملہ آپ دختر ہین صدیق اکبر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بعد آپ کے افضل امت ہین اور ازانجملہ یہ کہ
آپ طیبہ طاہرہ مطہرہ ہین اور مغفرت و رزق کریم آپ کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وعدہ فرمایا گیا ہے - آپکے
فضائل [illegible] و مناقب جلیلہ صحاح احادیث مین بہت کثیر ہین - یہانتک کلام الٰہی عزوجل برارت ام المومنین مین ایک عجیب
[illegible] کے ساتھ ختم ہوا - ف ——— فی اشارات العرائس فی قولہ تعالے الخبیثات للخبیثین - خبیثون کے لیے ہر خبیثہ
[illegible] جیسے خبیثہ کے لائق خبیث ہی ہین اور اسمین اشارات سے ایک یہ کہ ہواجس نفسانی و وساوس شیطانی انھین لوگون
کے دلون مین پیدا ہوتے ہین جو خبیث ہین یعنی طاہر و پاک دل کے نہین ہین اور ان ہواجس کے لائق بھی ایسے ہی لوگ
ہین [illegible] الہامات الٰہی و صدق و معارف پیدا ہوتے ہین عارفین کے دلون مین اور ایسے علوم و عرفان کے لائق بھی وہی
ہین [illegible] و عیوب و اخلاق رذیلہ کے لیے نفس ہے اور علوم و اخلاق محمودہ کے لیے قلب و روح ہے - شیخ عبد العزیز مکی رح
نے [illegible] کہ خرافات و مزخرفات واسطے خبیث آدمیون کے ہین اور خبیثون کے لائق بھی یہی ہے تو دنیا انکے واسطے اور ردے
[illegible] ہین - اور طیبات آخرت و اسکی کرامات واسطے پاکیزہ مردون طالبان آخرت کے ہے اور ان مردان خدا کے واسطے
[illegible] ایسے ہی طالبات پاکیزہ [illegible] انھین لوگون کے لیے ہین جو پاکیزہ از ہوسات دنیا ہین اور جو لوگ
[illegible] پاکیزہ [illegible] ہین وہی لائق قرب و طاعات ہین - قال المترجم بالجملہ ہر ایک کے واسطے اسکا جفت ہر قسم سے ہے

Marfat.com

اور یہ تنبیہ ہے کہ آدمی جب اپنے آپ کو طالب دنیا پاوے تو یہ دلیل ہے کہ اسکا نفس خبیث ہو کر اسپر [illegible]
دل سے انبعاث مزخرفات کا ہو تو پاکیزگی میں فرق ہے اور یہ اسوقت ہے کہ وساوس شیطانی کو موقع [illegible]
کا موقع بھی اسی وقت ہے کہ محل وسوسہ موجود ہو اور جبتک کہ اسکا مادہ نہ ہو تب تک موقع وسوسہ نہیں [illegible]
مادہ وسوسہ کے واسطے قابل تا دم مرگ موجود ہے اور اس سے چھٹکارا ممکن نہیں ہے الا بحفظ عصمت حق عز وجل اور [illegible]
فان کنت فی شک مما انزلنا الیک الخ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری عز وجل کے کلام کے [illegible]
شک کرتا اور نہیں پوچھتا ولیکن یہ محل تفکر ہے کہ یہ منزلت رفیع سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور باقی لوگوں کو اس سے [illegible]
چاہیے حسبی اللہ ونعم الوکیل۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ

اے ایمان والو مت جایا کرو کسی گھروں میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک نہ بول چال کر لو اور سلام کرلو

أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا

اس گھر والوں پر یہ بہتر ہے تمہارے حق میں شاید تم یاد رکھو پھر اگر نہ پاؤ اسمیں کوئی تو اسمیں نہ جاؤ

حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝

جب تک پروانگی نہ ہو تمکو اور اگر تمکو کہے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اسی میں خوب ستھرائی ہے تمہارے اور اللہ جو کرتے ہو جانتا ہے

لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

نہیں گناہ تمپر اسمیں کہ جاؤ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا اسمیں کچھ چیز ہو تمہاری اور اللہ کو معلوم ہے

مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۝

جو کھولتے ہو اور جو چھپاتے ہو

اللہ تعالیٰ نے زنا و قذف سے زجر کے بعد آداب شرعیہ سکھلائے جس میں تطہیر و تزکیہ ہے اور حاصل یہ کہ آدمی کبھی اپنے گھر میں
داخل ہوتا ہے خواہ اسکی ملک ہو یا کرایہ پر ہو یا عاریت ہو ولیکن خود اسمیں اپنی جورو کے ساتھ ہو اور اگر اسمیں ماں یا بہن یا اور کوئی
ذی رحم محرم ہو تو اسکا حکم یہ نہیں ہے خلاصہ یہ کہ اسکا بیت وہ ہے جسمیں سکونت اسی کی ہو۔ اور اگر ایسے بیت میں جاوے جو اسکا
مسکونہ نہیں ہے تو اگر کسی کو پاوے تو سلام کرے اور اگر نہ پاوے تو جب تک اجازت نہ ہو تب تک داخل نہ ہو اور اگر کہا جاوے
کہ اسوقت لوٹ جاؤ یا مانند اسکے کہ مثلاً ہم کو فرصت نہیں ہے تو واپس ہو جانا چاہیے اور اگر غیر مسکونہ گھر ہو اور اسمیں تمہارا [illegible]
ہو تو وہاں بلا اجازت کے داخل ہو سکتے ہو چنانچہ فرمایا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے ایمان لانے والو
لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ مت داخل ہو اپنے بیوت کے سوائے دوسرے بیوت میں۔ اپنے [illegible]
خود یا اسکی جورو میں رہتی ہوں خواہ مکان اسکی ملک ہو یا کرایہ پر ہو یا مانگے کا ہو بس جس مکان کو کرایہ پر دیا یا [illegible]
بلا اجازت نہیں داخل ہو سکتا اگرچہ مکان اسی کا مملوک ہے۔ حاصل یہ کہ سوائے اپنے مسکونہ بیوت کے دوسرے [illegible]
جاؤ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا یہانتک کہ استیناس کر لو۔ وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا اور بیوت کے رہنے والوں [illegible]

[illegible] وسلام کرنا اور اسمین یہ دلیل نہین کہ کون مقدم ہوا اور کون موخر ہو کیونکہ دونون کے درمیان حرف الواو ہی جو واسطے آیا ہی یعنی اِن دونون کو جمع کرو۔ مقاتل بن حیان نے اِس آیت مین کہا کہ زمانہ جاہلیت مین جب آدمی دوسرے [illegible] ملتا تو اجازت نہین مانگتا بلکہ اسپر ہجوم کرتا اور کہتا کہ مین آگیا یا اِسکے مانند کوئی کلمہ کہدیتا اور آدمی کبھی اپنے اہل کے ساتھ [illegible] حالت پر ہوتا کہ اسکو یہ آنا بہت شاق گذرتا اور جب ملاقات ہوتی تو سوا اے صبح اچھی یا شام اچھی ایسے الفاظ کے کوئی تحیہ سلام نہ تھا پس اللہ تعالیٰ نے اِس سب کو بدل دیا اور بجاے اِسکے پردہ وعفت کیا اور میل کچیل و پلیدی سے پاک کردیا چنانچہ فرمایا یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اہلہا۔ اور روایت ہی کہ انصار کی ایک عورت نے شکایت کی یا رسول اللہ مین اپنے گھر مین ایسے حال پر ہوتی ہون کہ نہین چاہتی کہ مجھے کوئی دیکھے خواہ باپ ہو یا بیٹا ہو اور لوگ میرے اہل وعیال مین سے برابر اِسی حال پر میرے پاس چلے آیا کرتے ہین پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسی آیت سے اسکو جواب دیا پھر شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ استیذان وسلام مین سے اول استیذان کرے پھر داخل ہوکر سلام کرے۔ اقول یہان تین قول ہین ایک یہی جو شیخ ابن کثیر رح نے کہا اور یہ اِس صورت مین اظہر ہی کہ گھر بڑا ہو کہ سلام کی آواز نہ پہونچے اور کوئی متنبہ نہ ہو۔ دوم یہ کہ اول سلام کرے پھر اجازت چاہے اور دلائل اِسکے بہت ہین اور آگے آتے ہین۔ اور یہ بھی اکثرون کا قول ہی۔ سوم اِن دونون قول کو جمع کیا اِس طرح کہ اگر استیناس ہو اور کسی آدمی کو اہل خانہ سے پاوے تو اول سلام کرے اور اگر نہ پاوے تو اول اجازت مانگے و مترجم کہتا ہی کہ اگر وہ مکان چھوٹا ہو اسطرح کہ سلام کی آواز ان لوگون کو پہونچ جاویگی تو یہی چاہیے کہ اول سلام کرے اور یہ قول احسن ہی اور معنی استیناس کی جو آیت مین مذکور ہی استعلام ہین یعنی اہل خانہ کو آگاہ کردینا جیسے قولہ تعالے۔ فان آنستم منہم رشدا یعنی اگر تم آگاہ ہو الخ۔ اور خلیل رح نے کہا کہ اِسکے معنی استکشاف کے ہین جیسے قولہ آنست نارا ای ابصرت۔ مین نے دیکھا الخ والواحدی رح نے کہا کہ جماعت مفسرین اِسطرف ہی کہ قولہ حتی تستانسوا بمعنی حتی تستاذنوا ہی یعنی استیناس بمعنی استیذان ہی اور شیخ ابن کثیر رح وقرطبی وغیرہ نے یہی قراءت ابی بن کعب وابن مسعود وابن عباس وسعید بن جبیر سے حکایت کی۔ اور ابن وہب نے امام مالک رح سے نقل کیا کہ استیناس میرے علم مین واللہ اعلم بمعنی استیذان ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہر مراد واللہ اعلم یہ ہی کہ پہلے اہل خانہ کو کسی طریقہ سے آگاہی دیدو اور انکو معلوم ہو جاوے بذریعہ آہٹ وغیرہ کے پس سلام کرکے اجازت آنے کی طلب کرو۔ پھر کلدہ بن الحنبل نے روایت کی کہ صفوان بن امیہ نے فتح مکہ کے روز مجھے چھوارے وچھوٹی ککڑیان دیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلاے وادی پر تھے پس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا اور مین نے نہ سلام کیا اور نہ اجازت چاہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوٹ اور کہہ کہ السلام علیکم کیا مین آؤن اور یہ اُس وقت کہ صفوان بن امیہ مسلمان ہوچکا تھا رواہ احمد وابو داؤد والترمذی والنسائی۔ اور ربعی رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ بنو عامر مین سے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی آپ اپنے گھر مین تھے تو کہا کہ کیا مین گھس آؤن پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خادم کو فرمایا کہ باہر جاکر اِس شخص کو استیذان سکھلادے کہ کہے السلام علیکم کیا مین اندر آؤن۔ یہ بات اُس شخص نے سن لی اور کہا کہ السلام علیکم کیا مین اندر آؤن پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسکو اجازت دیدی۔ رواہ احمد والبخاری فی الادب وابو داؤد والبیہقی۔ عمرو بن سعید ثقفی سے روایت ہی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تو کہا کہ مین گھس آؤن یا ہم گھس آوین پس حضرت صلعم

Marfat.com

نے ایک عورت لخادمہ سے جسکو روضہ کہتے تھے فرمایا کہ تو جاکر اسکو سکھلا دے یہ اچھی طرح اجازت کا طریقہ
کہے کہ السلام علیکم کیا مین اندر آؤن - یہ بات اُس شخص نے سن لی اور کہا کہ السلام علیکم کیا مین اندر آؤن
رواہ ابن جریر رح - یہ روایات استیذان کی تفسیر کرتی مین کہ استیناس و سلام دونون کے جمع کرنے کا طریقہ
پھر اجازت چاہے - اور اجازت دینا بھی صریح ہو چنانچہ مجاہد سے روایت ہے کہ ابن عمر رض کا دھوپ کی گرمی
ایک قریشی عورت کے خیمہ کی طرف آئے اور کہا کہ السلام علیکم کیا مین اندر آؤن اُسنے جواب دیا کہ ادخل بسلام یعنی سلامت
داخل ہو - تو ابن عمر رض نے پھر دوبارہ اجازت چاہی اس عورت نے پھر وہی جواب دیا اور ابن عمر رض اپنے دونون پاؤن بدلتے
لیتے تھے یعنی کبھی اس پاؤن پر ٹیک دیتے اور کبھی دوسرے پاؤن پر بوجہ تکان و گرمی کے - تو اس عورت سے کہا تم
ادخل تو اُسنے کہا کہ ادخل تب داخل ہوے یعنی یہ تو سمجھ گئے تھے کہ عورت اجازت دیتی ہے لیکن وہ تکلف کے ساتھ ادخل
تھی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا نوح اہبط بسلام الآیہ - اور مراد عورت کی یہ کہ سلامتی و عافیت کے ساتھ داخل ہو لیکن یہ بھی معنی تھے
کہ سلام کرکے داخل ہو لہذا دوبارہ ابن عمر رض نے سلام کرکے اجازت چاہی - ذٰلِكُمْ یہ استیذان خَيْرٌ لَّكُمْ تمہارے لیے بہتر ہے
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ شاید تم نصیحت حاصل کرو - فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا پھر اگر تم اس بیت مین کسی کو نہ پاؤ یعنی
کوئی مستانس نہ ملا جسکو سلام کرکے اجازت مانگو یا کوئی اُسمین نہین ہے یا کسی نے اجازت نہ دی - فَلَا تَدْخُلُوهَا تو تم اس بیت
مین مت داخل ہو - حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ یہانتک کہ تم کو اجازت حاصل ہو جاوے - وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا
اور اگر تم سے کہا جاوے کہ تم لوٹ جاؤ تو تم واپس ہو جاؤ - هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ یہ تمہارے حق
مین بہت پاکیزہ ہے اور جو تم کرو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے - پھر استیذان تین مرتبہ ہے پس اگر اجازت دیدی جاوے تو خیر ورنہ واپس ہو جاوے
جیسا کہ صحیح بخاری مین ثابت ہے اس سے معلوم ہوا کہ تین مرتبہ کے بعد اگر اجازت نہ ملے تو گویا کہا گیا کہ واپس ہو جاؤ - چنانچہ ابو موسیٰ
نے حضرت عمر بن الخطاب رض سے اجازت مانگی تین مرتبہ مگر اجازت نہین دی گئی تو واپس ہوگئے پھر عمر رض نے کہا کہ کیا مین نے آواز
عبد اللہ بن قیس کی نہین سنی تھی جو اجازت مانگتے تھے جاکر اجازت دو کہ آوے تو لوگون نے تلاش کیا مگر وہ چلے گئے تھے پھر
جب دوبارہ آئے تو عمر رض نے فرمایا کہ کیون تم لوٹ گئے تو کہا کہ مین نے تین مرتبہ اجازت مانگی و لیکن اجازت نہین ملی اور مین نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب تم مین سے کوئی تین مرتبہ اجازت مانگے پھر اُسکو اجازت نہ دیجاوے تو وہ واپس جاوے
عمر رض نے کہا کہ یا تو تم اسکے گواہ لاؤ ورنہ مین تمھین اینا ردونگا پس ابو موسیٰ رض ایک گروہ انصار کے پاس گئے اور اپنے حضرت
عمر رض کا مقولہ نقل کیا تو انصار کہنے لگے کہ ہم مین سے چھوٹا یہ گواہی تیرے لیے دیدیگا پس ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اُنکے ساتھ
کھڑے ہوگئے اور عمر رض کو اسکی خبر دیدی تب عمر رض نے کہا کہ مجھے بازارون کے پھرنے نے اس سے غافل کر دیا - مین
مین تجارت کے لیے بازار مین چلا گیا تو اس حدیث سے غافل رہا - اور عمر رض نے ابو موسیٰ رض کو متہم نہین رکھا
سے آیت کریمہ کی تفسیر مین زیادتی ہوتی ہے تو چاہا کہ یہ تمام مین مشہور ہو جاوے پس خبر قطعی ہو جاوے
ابن ابی شیبہ نے ابو ایوب رض سے روایت کی کہ مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ قولہ تعالے حتی تستانسوا و تسلموا علی اھلھا
کو تو جان لیا پھر استیناس کیونکر ہے فرمایا کہ آدمی تسبیح یا تحمید یا تکبیر پڑھے اور کھنکھارے تاکہ اہل خانہ اجازت

اور [illegible] رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت مرفوع ہی کہ استیناس یہ کہ خادم کو آواز دے تاکہ استیناس پاوین گھروالے
[illegible] رواہ الطبرانی - ابن امام احمد نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ سے استیذان
[illegible] کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ پس سعد نے کہا کہ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین سنایا یہانتک کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار سلام کیا اور سعد رضہ نے تین بار جواب دیا مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین سنایا پس حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم واپس ہوے تو سعد بن عبادہ آپ کے پیچھے چلے اور پہونچکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون آپ نے
جو سلام کیا وہ میرے کان میں پہونچا اور مین نے بھی آپ کو جواب دیا ولیکن سنایا نہین اور میری آرزو یہ تھی کہ آپ کے سلام بہت سے
جمع کرلون اور بہت سی برکت پاؤن - پھر سعد آپ کو اندر لے گئے پس سعد نے زبیب آپ کے سامنے پیش کیے تو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسمین سے کھائے اور بعد فراغ کے فرمایا کہ تمھارا کھانا نیکون نے کھایا اور تم پر ملائکہ نے درود بھیجا اور روزہ دارون نے
تمھارے یہان روزہ کھولا - کذا رواہ احمد - اور ابوداؤد ونسائی نے قیس بن سعد سے روایت کی کہ رسول اللہ علیہ وسلم ہمارے یہان
ملاقات کو تشریف لائے پس دروازے پر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ پس سعد بن عبادہ نے خفی جواب دیا - قیس نے کہا کہ مین نے
اپ سے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت نہین دیتے ہو باپ نے کہا کہ ٹھہرو وہ ہم پر بہت سے سلام کرین پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ پس سعد رضہ نے خفی جواب دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا السلام علیکم
ورحمۃ اللہ پھر سعد نے خفی جواب دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوے اور سعد پیچھے لپکے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ
مین آپ کا سلام سنتا تھا اور خفی جواب سلام اسواسطے دیتا تھا کہ آپ ہم پر بہت سے سلام فرماوین پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد کے
ساتھ لوٹ آئے اور سعد نے آپ کو نہلایا اور ایک خمیصہ زعفران یا ورس کے رنگی ہوئی اوڑھائی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دونون ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ اللھم اجعل صلاتک ورحمتک علی آل سعد بن عبادۃ - الٰہی اپنی صلوٰۃ اور رحمت کر آل سعد بن عبادہ پر
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طعام مین سے کچھ کھایا پھر جب تشریف لیجانا چاہا تو سعد نے حمار جسپر قطیفہ کسی ہوئے تھی پیش کیا
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوے اور سعد نے کہا کہ اے قیس تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو جا - قیس نے کہا کہ
پھر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار ہو لے مین نے انکار کیا تو فرمایا کہ یا تو سوار ہو لے یا لوٹ جا پس مین لوٹ گیا ابن کثیر
نے کہا کہ یہ حدیث کئی وجہ سے روایت کی گئی پس حدیث قوی جید ہی واللہ اعلم - پھر واضح ہو کہ [illegible] چاہنے والے کے لیے چاہیے کہ
دروازے کے سامنے نہ کھڑا ہو بلکہ داہنے یا بائین ہووے چنانچہ ابوداؤد نے عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب کسی قوم کے دروازے پر آتے تو دروازہ کو اپنے منھ کے مقابل نہین کرتے بلکہ داہنے یا بائین طرف ٹھہرتے اور کہتے کہ السلام
علیکم السلام علیکم اور یہ اسوجہ سے تھا کہ اسوقت دروازون پر پردے نہ تھے - انفرد بہ ابوداؤد - اور ابوداؤد نے ہذیل سے روایت
کی کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر آیا استیذان چاہا اور دروازہ پر کھڑا ہوا یعنی بالکل مواجہہ مین تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ یون نہین ہٹ کے کھڑے ہو استیذان تو نظر ہی کی جہت سے ہی - وقد رواہ ابوداؤد الطیالسی عن سعد رضہ - اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ اگر کوئی مرد بغیر تیری اجازت کے تجھپر جھانکے پس تو نے اسکو کنکری مارکر
آنکھ پھوڑ دی تو تجھپر کچھ گناہ نہوگا - پھر اجازت چاہنے والا اپنا نام معروف تبلادے چنانچہ جماعت نے جابر رضی اللہ عنہ سے
محدثین ۱۲

روایت کی کہ مین رسول اللہ صلعم کے پاس آیا دربارہ قرضہ کے جو میرے باپ پر آتا تھا پس مین نے دروازہ بجایا تو آپ نے [illegible]
تو آپنے فرمایا کہ مین ہون مین ہون گویا اسکو مکروہ رکھا۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ کراہت اسی وجہ سے ہی کہ مین کہنے [illegible]
جب تک کہ صاف اپنا نام و نسب یا وہ کنیت جس سے معروف ہو نہ بتلاوے کیونکہ ہر شخص اپنے آپ کو مین ہون کہتا ہی تو استیذان
سے مقصود نہ حاصل ہوگا اور وہ استیناس ہی جسکا حکم آیت مین ہی۔ ابن ابی حاتم نے ام ایاس رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ مین چار
عورتون مین تھی سب نے ام المومنین عائشہ رض سے اجازت طلب کی اصطلاح کہ ہم آوین تو ام المومنین نے کہا کہ نہین تم مین سے ایک
کہا کہ آپ کی گوئیان آپ سے اجازت آنے کی چاہتی ہی پس مین نے کہا کہ السلام علیکم کیا مین آؤن تو فرمایا کہ آؤ پھر قولہ تعالیٰ یا ایہا
الذین آمنوا لاتدخلوا بیوتا الآیہ پڑھی۔ پھر اگر گھر ان یا بہن کا ہو تو بھی اجازت لینا چاہیے چنانچہ کردوس نے ابن مسعود رض سے روایت کی
کہ تم اپنی ماؤن وبہنون کے پاس جانے مین اجازت لے لیا کرو۔ اور ہذیل بن شرحبیل نے ابن مسعود رض سے روایت کی کہ تم پر لازم
ہی اپنی ماؤن سے اجازت لینا۔ ابن جریج رح نے اپنی اسناد سے ابن عباس رض سے روایت کی کہ تین آیات ہین جنسے لوگ منکر
ہوگئے ہین اول قولہ تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ اور اب لوگ کہتے ہین کہ اکرم اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہی جسکا گھر بڑا محل ہو۔
دوم ادب سے کل سے منکر ہوگئے ہین تو عطار رح نے کہا کہ کیا مین اپنی بہنون کے پاس جانے مین جو میری پرورش مین ایک ہی
گھر مین یتیم ہین اجازت لیا کرون ابن عباس رض نے فرمایا کہ ہان پھر مین نے کرر کہا تاکہ مجھے صورت اجازت کی حاصل ہو جاوے مگر ابن عباس
نے انکار فرمایا اور کہا کہ کیا تو چاہتا ہی کہ انکو ننگے دیکھے مین نے کہا کہ نہین تو فرمایا کہ پھر اجازت لے۔ تب بھی مین نے مکرر سوال کیا تو فرمایا کہ
کیا تجھے پسند ہی کہ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے مین نے کہا کہ ہان تو فرمایا کہ پھر اجازت لے۔ ابن جریج نے کہا کہ مین نے عطار رح سے
پوچھا کہ کیا مرد اپنی جورو کے پاس جانے مین اجازت لے۔ فرمایا کہ نہین۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اس روایت کے معنی یہ لیے جاوین کہ اجازت
لینا واجب نہین ہی ورنہ اولی یہی ہی کہ عورت کو اپنے آنے سے آگاہ کردے اور اچانک اُسکے پاس نہ جاوے تاکہ اُسکو ایسی ہیات پر
نہ دیکھے جو اُسکو خود پسند نہ ہو کہ تو اُسکو ایسی ہیات پر دیکھے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بی بی زینب نام سے روایت ہی کہ عبد اللہ
بن مسعود رض جب قضاے حاجت کے بعد باہر سے گھر آتے تو جب دروازہ پر پہونچتے تو کھنکار دیتے یا تھوکتے تاکہ یکایک آکر ہم سے کوئی ایسی
بات نہ دیکھین جو انکو ناگوار ہو۔ رواہ ابن جریر و اسنادہ صحیح۔ اور ابن ابی حاتم نے ابو ہبیرہ رح سے روایت کی کہ عبد اللہ بن مسعود جب
گھر مین آتے تو استیناس کرتے پس بات بولتے اور آواز بلند کردیتے۔ مجاہد رح نے کہا کہ قولہ تعالیٰ حتی تستانسوا۔ کھنکار دینا تاکہ اسکو
امام احمد بن حنبل نے کہا کہ مستحب ہی کہ جب آدمی اپنے گھر مین آوے تو کھنکار دے یا جوتے کی آواز سناوے۔ اسی واسطے حدیث صحیح
مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کردیا کہ آدمی اچانک ادھر اُدھر سے آکر اپنے اہل کے پاس چلا جاوے اور دوسری حدیث
مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایکبار جہاد سے) وقت کو مدینہ مین پہونچ گئے تو میدان مدینہ مین اپنا اونٹ بٹھالیا اور فرمایا
کہ ہم شام کو داخل ہون یعنی شام ہوتے۔ تاکہ پریشان بال والی اپنی کنگھی کرلے اور جس عورت کا شوہر غائب تھا [illegible]
وہ استرہ لے لے۔ قتادہ رح سے روایت ہی کہ استیناس وہ تین مرتبہ استیذان ہی جس کو اجازت نہ دیجاوے وہ لوٹ جاوے
یعنے گویے زیر زبان بیان کرلے
اول بار استیذان تو اسلیے کہ لوگ سن لین۔ اور دوسرے بار اسواسطے کہ اپنے سامان سے درست ہو جاوین [illegible]
کہ پھر انکو پسند ہو تو اجازت دین یا انکار کرین۔ یہ خلاصہ تفسیر شیخ ابن کثیر رح ہے اور خطیب رح کی سراج مین [illegible]

Marfat.com

...متصل نہ ہوں بلکہ ہر دو کے درمیان کچھ وقت ہو پھر اگر آنے والا کوئی اجنبی ہو یا رشتہ دار غیر محرم ہو تو اجازت
... دروازہ بند ہو یا نہ ہو اور اگر آنے والا رشتہ دار محرم ہو پس اگر ساتھ رہتا ہو تو اسپر اجازت لینا واجب نہیں مگر کھنکار
... سے اشارہ کرنا بہتر ہے اور اگر ساتھ نہ رہتا ہو تو اگر دروازہ بند ہو تو بلا اجازت نہ آوے اور اگر کھلا ہو تو دونوں صورتوں میں سے اوجہ
یہ کہ اجازت لے لے۔ وقولہ تعالیٰ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا یعنی اگر گھر میں کوئی ہو اور اُسنے کہا کہ لوٹ جاؤ تو تم لوٹو۔ ھُوَ اَزْكٰى لَكُمْ۔
یعنی واپس پھرنا زیادہ پاکیزہ ہے بہ نسبت دروازوں پر کھڑے انتظار کرنے کے۔ کیونکہ اس سے کراہت پیدا ہوتی ہے اور دلوں میں ملال
آتا ہے خصوص جب کہ صاحب مروت اور اداب شایستہ سے مرتاض ہوں۔ جب معلوم ہوا کہ اس سے ممانعت صرف اسی وجہ سے ہے کہ ناگواری
و کراہت پیدا ہوتی ہے تو ایسے جملہ عادات سے پرہیز واجب ہے جس سے ناگواری پیدا ہوتی ہو جیسے زور سے کنڈی بجانا و زور سے دروازہ کھٹکانا
اور نام لیکر زور سے پکارنا اور مانند اسکے دیگر عادات جو غیر مہذب لوگوں میں ہوتے ہیں۔ ابو عبید محدث رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے کبھی
کسی عالم کا دروازہ نہیں بجایا۔ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اُسکو اجازت نہ دیجاوے تو دروازہ کے باہر نہ بیٹھے کیونکہ لوگوں کی ضرورتیں
ہوا کرتی ہیں اور اگر آدمی آیا اور اُسنے اجازت نہ مانگی اور دروازہ پر منتظر رہا تو جائز ہے۔ اور ابن عباس رض انصار رضی اللہ عنہم کے دروازوں
پر حدیث طلب کرنے جاتے تو دروازہ پر بیٹھ جاتے یہانتک کہ وہ خود نکلتا اور پکارتے نہیں تھے پس آدمی نکلتا تو کہتا کہ اے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے آپ نے مجھے خبر کر دی ہوتی تو ابن عباس کہتے کہ ہم کو تو علم طلب کرنے کا یوں ہی حکم ہے۔ پھر اگر دروازہ
پر کھڑا ہو کر انتظار کرے تو جب دروازہ بند ہو تو اُسکے سوراخ سے نہ جھانکے۔ کیونکہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے دوسرے کے گھر میں جھانکا تو اُنکو حلال ہوا کہ اُسکی آنکھ پھوڑ دیں۔ پھر واضح ہو کہ اگر کسی گھر میں آگ لگ جاوے
یا وہ گرتا ہو یا اُسپر چوروں نے ہجوم کیا یا کوئی ایسا امر منکر ظاہر ہوا جسکا میٹ دینا واجب ہے تو ایسی صورت میں بلا اجازت اُس مکان
میں داخل ہونا جائز ہے اور خطیب رح نے ذکر کیا کہ جب اجازت لینے کی آیت اتری تو پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ان مکانوں میں کیا حکم ہے
جو مکہ و مدینہ و شام کی راہوں پر بنے ہوئے ہیں۔ انمیں کوئی آدمی نہیں ہے تو نازل ہوا قولہ تعالیٰ۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ گناہ
اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ تم پر کچھ گناہ نہیں ہے اس بات میں کہ تم داخل ہو ایسے بیوت میں جو مسکونہ نہیں ہیں یعنی
بغیر اجازت لیے انمیں داخل ہو جیسے سرائے و رباط وغیرہ۔ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ انمیں منفعت ہے تمہارے واسطے یا انمیں اسباب تمہارا
ہے یعنی متاع کے دو معنی ایک تو تمتع سے یعنی انمیں جانے سے تمہاری کوئی منفعت ہے مثلاً وہاں اترنا اور سردی و گرمی سے بچاؤ یا مانند
اسکے۔ اور معنی دوم متاع اسباب جس سے تمتع حاصل کیا جاوے لہذا کہا گیا کہ یہ تاجروں کی دوکانیں ہیں جنمیں خرید فروخت کے واسطے
آدمی جاتا ہے چنانچہ ابن زید سے مذکور ہے۔ اور ابراہیم نخعی رح نے فرمایا کہ بازار کی دوکانوں کے واسطے اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ ابن
سیرین رح جب بازار کی دوکان پر آتے تو السلام علیکم کہکر داخل ہو جاتے۔ اور یہ حکم سابق سے استثنا ہے کیونکہ حکم سابق تو بیوت
غیر مسکونہ سب کو شامل ہے اور یہاں غیر مسکونہ کا استثنا کیا کہ انمیں بلا اجازت جاؤ۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ
اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو۔ یعنی خبردار کہ کوئی تم میں سے فساد کی نیت سے کہیں نجاوے۔ جابر بن زید
... کہ متاع سے اسباب مراد نہیں بلکہ سوائے اسکے کوئی حاجت ہو۔ نحاس رح نے کہا کہ یہ خوب و موافق لغت ہے۔ مترجم کہتا ہے
... قول بہ ضرورت ضعیف ہے اور اصح یہ ہے کہ نزول دونوں آیات کا دو قسم کے بیوت میں ہے ایک مسکونہ اور دوم غیر مسکونہ

Marfat.com

پس مسکونہ مین تین صورتین ہین اول اپنا مسکونہ جسمین اُسکی جورو رہتی ہو تو اسکا حکم ظاہر ہی اور دوم جو [illegible]
ہو پس اگر اسمین کوئی ہو تو تین مرتبہ اجازت چاہو اگر جواب نہ ملے تو واپس ہو اور اگر یہ جواب ملے کہ [illegible]
اور اگر اجازت ملے تو جاؤ اور اگر مسکونہ مین اسوقت کوئی نہ ہو تو بدون اجازت ملے مت جاؤ اور اگر [illegible]
ہی مگر اُسنے اجازت دیدی تو جاؤ - رہا غیر مسکونہ تو اُسکا حکم بیان فرمایا کہ اسمین اجازت کی ضرورت نہین [illegible]
حاجت متعلق ہو تو جاؤ اور جو کرو وہ اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہی - اس سے ظاہر ہوا کہ جس مکان مین کسی کا اسباب [illegible]
ہی اگرچہ وہ وہان نہ رہتا ہو اور ایسے ہی بازاری دوکانین بیوت مسکونہ مین لیکن اجازت کی ضرورت جب [illegible]
نہین ہی کہ تاجر نے دوکان لگائی اور عام اجازت دیدی کہ آؤ خرید و - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ جو گھر مہمانون کے واسطے مقرر کیا گیا
ہو جب مسافر کو اسمین ایک مرتبہ اجازت دیدی تو جب تک رہے یہی اجازت کافی ہی - اور شیخ سیوطی وغیرہ نے ذکر کیا کہ محمد
بن الحنفیہ و مجاہد و قتادہ نے کہا کہ یہ راستون پر مسافرون کے اترنے کے مکانات ہین کہ جب خالی ہو اُسمین کوئی نہ ہو تو بلا اجازت
اترو - ابن زید و شعبی نے کہا کہ یہ تاجرون کی دوکانین و بازاری دوکانین و مرابط ہین اور شعبی رح نے کہا کہ بازاری تاجر نے اسباب
لاکر بیوع کے واسطے لگایا اور لوگون کو کہا کہ آؤ - عطار رح نے کہا کہ مراد اس سے کھنڈل ہین جہان لوگ پائخانہ وغیرہ کے لیے جایا
کرتے ہین - اور محمد بن الحنفیہ سے مروی ہی کہ یہ مکہ کے مکانات ہین - مترجم کہتا ہی کہ ابو حنیفہ رح کا بھی قول ہی کہ بیوت مکہ کسی کے ملک
خاص نہین بلکہ لوگون کے عام شرکت ہی اور بعض نادانون نے اعتراض کیا کہ یہان تو اللہ تعالی نے غیر مسکونہ کی قید لگائی ہی اور
جواب یہ کہ غیر مسکونہ سے مراد یہ ہی کہ بالفعل اسمین کوئی ساکن نہ ہو حتی کہ اگر راستہ کے مسافر خانہ مین کوئی ساکن ہو تو دوسرے کو
بلا اجازت اُسکے کوٹھری مین گھس جانے کا اختیار نہین ہی پس مراد محمد بن الحنفیہ کے یہ کہ بیوت مکہ بھی اسی قسم سے ہین کہ اسمین [illegible]
خالی ہونے کی صورت مین ہر ایک کا ہی کچھ اجازت لینے کی ضرورت نہین ہی بوجہ عام اجازت کے جیسے راہ پر مکانات کا ہی - ف
اپنے مکان مین آوے تو اہل و اپنے اوپر سلام کرے اور مکان خالی ہو تو اپنے ساتھ ملائکہ پر سلام کرے اور اللہ تعالی کا ذکر کرکے
داخل ہو - پھر اللہ تعالےٰ نے غض بانظر کا حکم فرمایا -

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ
کہدے ایمان والون کو نیچی رکھین ٹک اپنی آنکھین اور تھامتے رہین اپنے ستر اسمین خوب ستھرائی ہی انکو

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝
اللہ کو خبر ہی جو کرتے ہین

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ کہدے مومنون سے يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ بند کرین اپنی نظرون سے [illegible]
اپنی بند کرین پس کل نظر حلال ہی سوائے بعض کے اور یہ وہی نظر ہی جو حرام ہو اور محرمات عورتون پر ہو لیکن جیسے [illegible]
مان و بہن وغیرہ کے دائمی محرمات ہین اُنکے چہرہ وغیرہ پر نظر جائز ہی کیونکہ وہ نفوس طیبہ مین محل شہوت نہین [illegible]
مین مان یا بیٹی سے نکاح نہین ہی بخلاف نجس فرقہ مجوس کے جو بیٹی وغیرہ سے عقد شہوت پیدا کرتے ہین [illegible]
نظرین جو حرام ہین بخلاف فروج کے کہ اسمین حفظ بعض کا نہین بلکہ کل ہی لہذا فرمایا - وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ

Marfat.com

[illegible] زبان عرب میں شرمگاہ آدمی کی خواہ مرد کی ہو یا عورت کی ہو۔ پس تمام فروج کا حفظ واجب ہے لیکن سورہ [illegible] مستثنی کیا فرمایا بعد الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین ۔ تو معلوم ہوا کہ یہان فروج کا حفظ کرنا ملامت سے [illegible] اور پھر اللہ تعالیٰ نے ملامت فرمائی اُس سے فروج کی حفاظت کرین اور جو تکہ جورو منکوحہ یا مملوکہ سے ملامت نہین فرمائی [illegible] نظر فرج مین یہ ہوا کہ نظر مباح ہے باستثناے بعض کے جو حرام کی گئی ہین تو انھین بعض نظرون سے چشم پوشی کا حکم [illegible] حرام ہین باستثناے بعض کے جو حلال کی گئی ہین تو اسیواسطے کل فروج سے حفاظت کا حکم دیا اور استثنا صرف منکوحہ [illegible] ابن عباس رض نے نظر مین کہا کہ یعنی نظر شہوات جنکو اللہ تعالیٰ نے مکروہ رکھا ہے۔ پس کل نظرون مین سے نظر شہوت نکالی اور نظر [illegible] سے بھی وہ نظرین شہوت کی جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہین کیونکہ اپنی جورو کیطرف نظر شہوت ممنوع نہین ہے ۔ اور حفظ فروج مین یہ معنی بھی [illegible] بھی کہ بجز اُسکے سامنے جسکو دیکھنا حرام ہے لہذا ابو العالیہ و ابن زید نے کہا کہ جہان قرآن مین حفظ فرج ہے تو زنا سے حفاظت [illegible] حفاظت ہے نظر غیر سے کہ اُسپر نہ پڑے ۔ اور ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مرد نہ دیکھے مرد کی شرمگاہ کو اور [illegible] عورت دیکھے عورت کی شرمگاہ کو اور نہ ایک کپڑے مین ایک مرد دوسرے مرد سے بدن سے بدن ملا کر لیٹیں اور نہ ایک کپڑے مین [illegible] عورت سے بدن ملاوے ۔ **ذٰلِكَ** یہ چشم پوشی کرنا اور فرج کی حفاظت کرنا ۔ **اَزْكٰى لَهُمْ** اُنکے لیے پاکیزہ تر و بہتر ہے کیونکہ [illegible] تہمت سے بچاؤ ہے شیخ شبلی رح نے اس آیت مین کہا کہ سر کی آنکھون کو محرمات سے بند کرین اور دل کی آنکھون کو سواے اللہ تعالیٰ کے غیر سے بند کرین ۔ **اِنَّ اللّٰهَ** بیشک اللہ تعالیٰ یعنی ملک الحق جسپر کچھ پوشیدہ نہین ہے **خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ** جو کرتے ہین اُس سے آگاہ ہے ۔ اُنکے تمام حواس و اعضاء اور اُنکی حرکات سے خواب آگاہ ہے دیکھتا و جانتا ہے تو چاہیے کہ اُسکو جانکر [illegible] و سکون خلاف شرع سے پرہیز کرین ۔ کذا فی الخطیب ۔ امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کو حکم ہے کہ جو اُنپر حرام کیا اُس سے نظر کو روکین اور آنکھ بند کرین پس کہین نہ دیکھین سواے اُسکے جسکو دیکھنا مباح کر دیا ہے اور محارم سے نظر بچا دین پھر اگر اتفاق سے بدون قصد کے کسی ایسے پر نظر پڑ گئی جو حرام ہے تو فوراً نظر کو اُس سے پھیر لے چنانچہ جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑنے کو پوچھا تو مجھے حکم دیا کہ اپنی نظر پھیر لون ۔ رواہ مسلم و احمد و ابو داؤد والترمذی والنسائی وقال الترمذی حدیث حسن صحیح ۔ اور بریدہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ اے علی نظر کے پیچھے نظر مت ڈال کیونکہ پہلی تو تیرے لیے ہے اور دوسری تیرے لیے نہین ہے ۔ رواہ ابو داؤد والترمذی ۔ [illegible] یعنی ایسے ہین کہ بلا قصد کے اچانک نظر پڑ گئی تو وہ آدمی کے واسطے مباح ہے اسکا مواخذہ نہین ہے اور جب اُسنے دوبارہ اول نظر کے پیچھے نظر ڈالی تو قصدی ہے اور مباح نہین ہے ۔ پھر نظر سے بچاؤ مین احتیاط یہ بھی ہے کہ ایسے مقامات پر نہ جاوے جہان نظر [illegible] جیسے ہندوستانی شہرون کے نس کی بازارین و میلہ چنانچہ امام ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ابو سعید خدری رض سے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایاکم والجلوس علی الطرقات یعنی خبردار بچو راستون پر بیٹھنے سے تو لوگون نے عرض [illegible] ہمارے مجلسین ضرور ہمکو ہین اُنسے چارہ نہین ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سے نہین ممکن ہے [illegible] صحابہ رض نے عرض کیا کہ راستہ کا حق کیا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ نظر کو بند کرنا اور اذی سے [illegible] کا جواب دینا اور معروف باتون کا حکم کرنا اور ممنوع سے روکنا ۔ الحدیث فی الصحیح ۔ بغوی رح نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ

روایت کی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کفالت کرو تم مجھ سے اپنی چھ باتون کی [illegible]
لیے جنت کی جب کوئی تم مین سے بات کرے تو جھوٹ نہ بولے اور جب اُسکے پاس کوئی چیز امانت ہو تو امین [illegible]
کرے تو اُسین خلاف نہ کرے اور اپنی نظرین بند کرو اور اپنے ہاتھون کو روکو۔ اور اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرو [illegible]
اِنمین سے ہر ایک بات کی توضیح وتفصیل ہو مثلاً بات کرنے مین جب کسی فاسق سے کوئی خبر سُنی ہو تو چاہیے کہ اُسکی تصدیق [illegible]
نہ کرے لقولہ تعالی ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا پس اِس بات کو پہلے پرکھ لے تب بیان کرے خصوصاً حدیث [illegible]
لوگ جو سنتے ہین کہدیتے ہین کہ یہ حدیث ہو اور علی ہذا امانت مین وہ مشورہ وعہد وداری کی بات داخل ہو جو کسی [illegible]
بحدیث المستشار موتمن۔ جس سے مشورہ لیا جاوے وہ امانت دار ہو پس نیک رائے دے اور راز کو چھپائے رکھے [illegible]
انشاء اللہ تعالی کہنا بہتر ہو پھر اگر حتمی وعدہ مین کسی عذر شرعی سے معذور ہو گیا تو امید عفو ہو۔ اور صحیح بخاری مین ہو کہ کون [illegible]
دیتا ہو اپنی دونون جبڑون کے بیچ کی چیز اور اپنی دونون ٹانگون کے بیچ کی چیز کی کفیل ہون مین اُسکے لیے جنت کا۔ اور [illegible]
نے عبیدہ سے روایت کی کہ ہر وہ چیز جسکے ساتھ اللہ تعالی کی نافرمانی کیجاوے تو وہ کبیرہ ہو۔ اللہ تعالی نے دونون کا رستے
ذکر کر دیے بقولہ قل للمومنین یغضوا من ابصارہم۔ چونکہ نظر داعی بفساد قلب ہو چنانچہ بعض سلف رح نے فرمایا کہ بری نگاہ سے
دیکھنا قلب پر ایک زہر آلودہ تیر ہو لہذا پہلے نظر بجور سے منع کر دیا پھر فرمایا ویحفظوا فروجہم۔ اور فرج کی حفاظت کرنا کبھی تو اسطرح
کہ اُسکو زناکاری سے روکے۔ اور کبھی اسطرح کہ اُسکو حرام نظر سے محفوظ رکھے چنانچہ مسند احمد وسنن کی حدیث مین ہو کہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت
رکھ سوائے اپنی جورو منکوحہ اور جورو باندی سے جو تیری مملوکہ ہو۔ اور آثار مین سے ہو کہ جو کوئی اپنی نگاہ کو محفوظ رکھتا ہو تو اللہ تع
اُسکے دل مین نور بصیرت دیتا ہو۔ اور امام احمد نے کہا کہ حدثنا عتاب حدثنا عبد اللہ بن المبارک آخر تک ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالی نہین کوئی مسلمان کہ اُسنے کسی عورت کی خوبصورتیون کو دیکھکر آنکھ
بند کی مگر یہ کہ اللہ تعالی اِس مسلمان کو بجائے اُسکے ایسی عبادت دیتا ہو کہ جسکی وہ حلاوت پاتا ہو۔ یہ حدیث حضرت ابن عمر وحذیفہ
وعائشہ رضی اللہ عنہم سے مرفوع مروی ہو لیکن اسانید مین ضعف ہو مگر بات یہ کہ روایت تو ترغیب مین ہو اور اسمین تسامح روا ہو اور
طبرانی مین ابو امامہ سے مرفوع روایت ہو کہ بند کرو اپنی نگاہون کو اور نگاہ رکھو اپنی فروج کو اور ٹھیک سیدھی رکھو اپنے دلون
کو یا کسیف کر دیے جاوینگے تمہارے چہرے۔ اور طبرانی رح نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر تو ابلیس کے تیرون مین سے ایک تیر ہو زہر کا بجھا ہوا جس نے اُسکو میرے خوف سے چھوڑ دیا تو اُسکے
بدلے اُسکو ایسا ایک ایمان دیتا ہون جسکی حلاوت اپنے دل مین پاتا ہو۔ ورواہ الحاکم عن حذیفہ وصححہ [illegible]
یعنی نور ایمان یا معرفت انکشافی واللہ اعلم۔ اور صحیح مین ابو ہریرہ رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
کہ لکھا گیا ہو آدمی پر اسکا حصہ زنا سے وہ اُسکو خواہ مخواہ پاویگا پس دونون آنکھون کا زنا نظر بجور ہو [illegible]
کانون کا زنا سننا اور ہاتھون کا زنا گرفت اور پانون کا زنا چلنا اور نفس تو تمنا کرتا اور خواہش کرتا ہو اور [illegible]
یا تکذیب کرتی ہو۔ والحدیث فی صحیح البخاری ومسلم۔ اور بہت سے سلف منع کیا کرتے تھے کہ مرد اپنی نگاہ کو [illegible]
موچھون والے طفل پر تیز کرے۔ اور بہت سے ائمہ صوفیہ نے اِسکو سختی سے منع فرمایا ہو اور ایک گروہ اہل [illegible]

...جاتا ہے اور ایک گروہ علماء نے اس فعل کے ممنوع ہونے میں سخت تشدد کیا ہے اور ابن ابی الدنیا نے ابو ...
...کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ہر آنکھ روتی ہوگی سوائے اُس آنکھ کے جو ایسی
...کو دیکھی جسکو اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے اور سوائے اس آنکھ کے جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں جاگتی رہی اور سوائے
...جس سے اللہ تعالےٰ کے خوف خشیہ سے مکھی کے سر کے برابر نکلا۔ قال المترجم یعنی خشیۃ اللہ عزوجل سے اُسکی آنکھ سے آنسو
جاری ہوئے اگرچہ مکھی کے سر برابر ہوں۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ

اور کہدے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں ٹک اپنی آنکھیں اور تھامتی رہیں اپنے ستر اور نہ دکھاویں اپنا سنگار

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ص وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا

مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے اور ڈال لیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر

لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ

اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے

اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ

یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے ہاتھ کے مال کے یا کمیروں کے

غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ

جو مرد کچھ غرض نہیں رکھتے یا لڑکوں کے جنھوں نے نہیں پہچانے عورتوں کے بھید

النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ط وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا

اور نہ دھمکاویں اپنے پاؤں سے کہ جان پڑے جو چھپا تی ہیں اپنا سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب ملکر

اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے ایمان والو شاید بھلا پاؤ

یہ آیت قرآن میں بے نظیر ہے اسمیں پچیس ضمیریں عورتوں کی طرف ہیں اور کسی آیت میں یہ شان نہیں ہے اور عورتوں کے واسطے صریح
...یا اشارہ سے منظم اخلاق اسمیں جمع ہیں حتی کہ جو مرد کہ نفس سے زیادہ مغلوب ہو جاتا ہے اسکے واسطے بھی تنبیہات ہیں اور شیخ
...نے ... آیت میں مومنہ عورتوں کے واسطے احکام ہیں جو اللہ تعالےٰ نے اُنکی پاکیزگی کے واسطے اور اپنے مومنین بندوں کی غیرت
کے واسطے اور مومنات کو مشرکات عورتوں سے ممتاز کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں اور شان نزول آیت وہ ہے جو
... مقاتل بن حیان نے بیان کیا کہ ہم کو روایت پہونچی واللہ اعلم کہ جابر بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا کہ اسماء بنت یزید انصاریہ
... جو ... واقع تھا موجود تھی کہ عورتوں نے اُسکے پاس آنا شروع کیا جو خالی دراز کرتے پہنے تھیں اور ازار
... اُنکے پیروں کی خلخال اور اُنکے سینہ و گیسو ظاہر ہوتے تھے (اقول یعنی ازاریں نہ ہونے سے پیروں کے خلخال ظاہر
... صرف سر سے گردن کے پیچھے ڈالے ہونے سے چاک گریبان سے سینہ ظاہر ہوتے اور اگلا سر کھلا ہونے سے

Marfat.com

اسکو ظاہر ہوتے تھے) پس اسماء نے کہا کہ یہ کیسی قبیح بات ہے پس قبل اس کے ہو [illegible]
علیم خبیر نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ اور کہہ دے [illegible]
ایمان لائی ہیں یا لاوے پس قیامت تک کی عورتوں کو یہ حکم شامل ہے۔ لطیفہ بیان یہ کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا [illegible]
کے واسطے قیامت تک یکسان ظاہر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پہونچانے والے اللہ [illegible]
علماء موجود ہیں پس ہر زمانہ میں یہ حکم اللہ تعالیٰ کا پہونچتا ہے کہ۔ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ [illegible]
یعنی بند کریں نظر اس سے جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر حرام کیا ہے یعنی شوہروں کے سوائے غیروں کو دیکھنا [illegible]
مومنات کو منع کیا پس مرد کو حلال نہیں کہ اجنبیہ عورت کو دیکھے ایسے ہی عورت کو حلال نہیں کہ اجنبی مرد کو [illegible]
عورت سے ہو ویسا ہی عورت کا تعلق مرد سے اور جیسا مطلب مرد کا عورت سے ویسا ہی مطلب عورت کا مرد [illegible]
کہا کہ جب عورت سامنے سے آتی ہے تو ابلیس اُسکے سر پر بیٹھکر اُسکو مزین کرتا ہے جو مرد اُسکو دیکھے اور جب [illegible]
پر بیٹھکر دیکھنے والے کے واسطے مزین کرتا ہے۔ اول حدیث مرفوع میں اس مضمون کا ثبوت بہت کچھ ہو [illegible]
اور یہ کہ شیطان اُنکی تزئین کرتا ہے اور در حقیقت وہ نظر بندی سے زائد نہیں ولیکن حکمت الٰہیہ یون ہی جاری ہے کہ جو اسکی نظر [illegible]
تزئین کے فتنہ میں پڑ جائیگا اور وہ باطل حکمت نہیں ہے کہ بازیگروں کے کرتب کی طرح ہر کس و ناکس [illegible]
اہل بصیرت کے کہ وہ بھی اشکال سے خالی نہیں ہے وقال تعالےٰ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ الآیۃ [illegible] اللہ تعالیٰ
نے نظر بند کر لینے کا حکم فرمایا اور مومنہ عورتوں کو مرد اجنبی پر نظر کرنے سے منع فرمایا اور نظر ہی پہلا پھندا ہے لہذا حکم فرمایا کہ اپنی نگاہیں [illegible]
سے بند کریں یعنی پھیر لیں۔ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ اور حفاظت کریں اپنی فروج کی۔ یعنی فرض ہے کہ فروج کی حفاظت
کریں۔ اور صحیح بخاری و سنن میں ہے کہ بہز بن حکیم کے دادا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم اپنے عورات یعنی [illegible]
کون باتیں کریں اور کون چھوڑیں یعنی شرم و پردہ کی باتوں میں عملدرآمد کیونکر ہے کون واجب و کیا جائز ہے تو آپ نے فرمایا کہ تو
حفاظت کر اپنی شرمگاہ کی سوائے اپنی منکوحہ سے و جو تیری مملوکہ ہو۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر لوگ بعض میں بعض مخلوط
ہوں تو فرمایا کہ اگر تجھ سے ہو سکے کہ اُسکو کوئی نہ دیکھے تو چاہیے کہ کوئی نہ دیکھے۔ میں نے کہا کہ پھر اگر کوئی ہم میں سے اکیلا ہو تو فرمایا
کہ پھر لوگوں سے اللہ تعالےٰ زیادہ احق ہے کہ اس سے حیا کیجاوے اس حدیث سے استنباط ہوا کہ آدمی کو نہ چاہیے کہ اپنی شرمگاہ
کو برہنہ کرے بے ضرورت اگرچہ تنہا ہو اور بعض نے خود دیکھنا بھی مکروہ جانا ہے۔ بالجملہ غیر کی نظر تو خصوص حرام ہے اور [illegible]
لکھا کہ بہت سے علماء اسطرف گئے ہیں کہ عورت کے لیے اجنبی مرد کو بغیر شہوت بھی دیکھنا نہیں جائز ہے کیونکہ [illegible]
اس حدیث سے بھی حجت لی کہ ام المومنین ام سلمہ رض نے فرمایا کہ میں اور میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
کہ اتنے میں عبداللہ بن ام مکتوم (جو کہ اندھے تھے) آئے اور یہ بعد اسکے کہ ہم کو حجاب کا حکم ہو [illegible]
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں اس سے پردہ کرو تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ اندھا نہیں کہ ہم کو نہ [illegible]
پہچانتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور کیا تم دونوں بھی اندھی ہو کیا اسکو نہیں دیکھتی [illegible]
حسن صحیح) اور دیگر جماعت علماء اسطرف گئے کہ بغیر شہوت کے اجنبی کو دیکھنا جائز ہے جیسا کہ صحیح مسلم [illegible]

[illegible] حبشہ اپنے حراب سے عید کے روز کھیلتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے
[illegible] تھین آپ کی آڑ سے دیکھتی تھین اور آپ دکھلاتے رہے کہ بس یا اور حتی کہ خود ام المومنین ہی تھک گئین اور وہاپس
[illegible] سے معلوم ہوا کہ اجنبی مرد کو بغیر شہوت دیکھنا جائز ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اول حدیث صریح قولی ہی اور دوم ایک خاص واقعہ
[illegible] اول مرجح ہی اور حق یہ کہ ممانعت نظر و پردہ صرف اسی جہت سے کہ شیطان کی تزئین سے شہوت کے فتنہ مین ابتلا نہ ہو پس
اگر شہوت کا خوف ہو تو بعض اسکی طرف نظر کہ جسپر مباح تھی ممنوع ہوجائیگی تو نظر نہ کرنا چاہیے اگرچہ شاید نظر کرنے سے اسکا گمان غلط
ہوتا اور شہوت نہ ہوتی۔ اور جب کہ شہوت سے امن ہو تو قیاس یہی کہ ممنوع نہ ہو اور صریح نص بھی نہین ہی اسلیے کہ من ابصارہن یعنی
بعض ابصارہن کیونکہ شوہر و ماں و باپ بیٹا بھائی کا دیکھنا بالاجماع جائز ہی پس بعض ابصار مراد ہین اور یہ ابصار شہوت مین غیر
ہین امن کی حالت مین نظر مباح ہوئی ولیکن یہ معلوم نہین ہو سکتا کہ نظر امن کون ہی لہذا اجنبیت پر ممنوع حکم کا مدار شرعی رکھا گیا
تاکہ آدمی نفس کے فریب مین نہ آوے پس صحیح بھی ہی کہ شرعاً عموماً ممنوع ہی اور غیر اجنبی پر جواز حکم کا مدار ہی یہانتک کہ جب غیر اجنبی
کی طرف بھی کسی کا نفس کی نظر بہ شہوت ہو تو وہ بھی ممنوع ہو جائیگی۔ اور رہا واقعہ حراب حبشہ تو وہ بعلم نبوت امن معلوم تھا واللہ تعالیٰ
اعلم۔ وتفسیر قولہ تعالیٰ ویحفظن فروجہن۔ یعنی فواحش سے فروج کو محفوظ رکھین بقول سعید بن جبیر۔ زنا سے بچاوین بقول مقاتل
اور ہر چیز سے جو حلال نہین ہی بقول قتادہ و سفیان ثوری۔ غیر کی نظر سے بچاوین جیسا کہ ابو العالیہ سے مروی ہی وَلَا يُبْدِينَ
زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا یعنی اپنی زینت مین سے کوئی چیز اجنبیون کے لیے ظاہر کرین سوا اسکے جو کہ
زینت مین سے ظاہر ہو یعنی اسکا چھپانا ممکن نہ ہو۔ خطیب نے لکھا کہ زینت دو قسم کی ہی ایک خفیہ و ایک ظاہر پس خفیہ تو مثل خلخال
و رنگ مہندی کا پانون مین اور بازو پر جوشن و کان کے بالے اور گردن کا طوق وغیرہ پس عورت کو روا نہین کہ غیر دن پر ظاہر
کرے اور غیر کو اسکی طرف نظر کرنا روا ہی یا مراد زینت سے یہ اعضاء بدن ہین جہاں زینت ہوتی ہی ولیکن زینت کے ذکر سے
مبالغہ ہی کیونکہ جب یہ زینت ظاہر نہ کرے تو زینت کے مقامات بدرجہ اولیٰ ظاہر نہ کریگی۔ اور زینت ظاہرہ مانند کپڑے وغیرہ
کے۔ اور قرطبی رح نے تفسیر مین کہا کہ زینت دو قسم کی ہی ایک پیدائشی مانند چہرہ وغیرہ کے اور دوسری مصنوعی مانند مہندی کے رنگ
و زیور وغیرہ کے۔ مترجم کہتا ہی کہ وعلیٰ ہذا دونون قسم مین سے بعض ظاہر و بعض پوشیدہ ہین چنانچہ مصنوعی مین سے سب کا پوشیدہ
رکھنا ممکن ہو سوا ہاتھ کے رنگ کے اور سوائے چہرہ کے بعض اوقات مین بوجہ اسکے کہ پیدائشی مین سے ہاتھ و چہرہ کا ظاہر کرنا
ضرور پڑتا ہی کیونکہ وہ ہاتھون سے چیزین لیویگی اور خصوص نکاح و گواہی و محاکمہ مین [illegible] اور راہ مین اسکو چلنا پڑیگا خصوصاً
وہ عورتین جو محتاج ہین پس عورت کو تو روا ہی کہ ان ضروری ظاہری زینت کو نہ چھپاوے ولیکن اجنبی مرد کو اسکا دیکھنا جائز ہی
یا نہین تو دو قول ہین ایک یہ کہ جائز ہی بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو اور اسی قول پر اکثر علماء ہین اور دوم یہ کہ نہین جائز ہی کیونکہ یہ
محل فتنہ ہی اور شیخ محلی رح نے کہا کہ اسی قول کو ترجیح دی گئی تاکہ باب فتنہ مسدود ہو۔ اقول قول اول مین شرط کی کہ فتنہ کا خوف
نہ ہو اور یہ مشکل ہی کیونکہ یہ صرف گمان سے معلوم ہوگا اور بسا اوقات نفس کے فریب مین آکر فتنہ مین پڑ جائیگا اور فرق دونون
قول مین یہ ہی کہ بنا بر قول اول کے جب اسنے نظر کی اور فتنہ شہوت ظاہر ہوا تو اول نظر مین معصیت نہین لیکن بعد اسکے اگر
دوسری نظر کرنا ہوگا بخلاف قول دوم کے کہ اسمین نظر ہی کرنا حرام ہی۔ جب یہ معلوم ہوا تو علماء مفسرین کے اقوال سنا چاہیے

شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ زینت ظاہر نہ کرین سوائے اُسکے جسکا چھپانا ممکن نہین ہی حضرت ابن مسعود رض نے کہا
یعنی بنا بر اِس وضع کے جو عرب کی عورتین پہنتی تھین چنانچہ مقنعہ جو زنانہ کپڑے پر ہوتا تھا وہ اور پیرون کی نیچے تو اُسکے
مین حرج نہین کیونکہ اُنکا اخفا ممکن نہین ہی۔ اور ابن مسعود رض کے قول کے موافق حسن بصری و ابن سیرین و ابو الجوزاء و ابراہیم
نخعی وغیرہم کا قول ہی اور سعید بن جبیر نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ الا ما ظہر منہا یعنی عورت کا چہرہ و دونون ہاتھ و انگوٹھی
قال المترجم اول تو زینت مصنوعی کا بیان ہی اور ابن عباس رض کا قول زینت خلقی و مصنوعی دونون کا ہی کیونکہ انگوٹھی زینت مصنوعی
مین ہوتا ہی اور مراد ہاتھ سے ہتھیلیان ہین۔ اِسی قول کے مانند ابن عمر و عطاء و عکرمہ و سعید بن جبیر و ابو الشعثاء یعنی جابر بن زید و
ضحاک و ابراہیم نخعی وغیرہم سے مروی ہی۔ یہان دو احتمال ہین۔ اول احتمال یہ کہ تفسیر اس زینت کی ہو جسکے ظاہر کرنے سے ممانعت
ہی چنانچہ عبد اللہ بن مسعود رض سے مروی ہی کہ قولہ تعالیٰ لا یبدین زینتہن مین کہا کہ زینت بالیان و جوشن و خلخال یعنی پازیب و گلے کا قلادہ ہی
اور اِسی اسناد سے دوسری روایت مین کہا کہ زینت دو ہین ایک وہ کہ جسکو سوائے شوہر کے کوئی نہ دیکھے انگوٹھی و کنگن اور دوسری
زینت وہ کہ اِسکو اجنبی بھی دیکھ سکتے ہین اور وہ کپڑون مین سے ظاہر ہین۔ اقول اِس سے ظاہر ہوا کہ ابن مسعود رض نے انگوٹھی کو بھی اُسی
زینت مین داخل کیا جسکو اجنبی نہ دیکھے تو گویا مراد یہ کہ کام کے وقت ہاتھ سے انگوٹھی اُتار دے۔ زہری رح نے کہا کہ جن لوگون کو اللہ
نے حلال نہین کیا اُنکے واسطے عورتین ظاہر نہ کرین سوائے کنگن و اوڑھنی و بالیون کے بدون اِسکے کہ بدن کھولین اور رہے عام
لوگ جو عورت کے محرمات بھی نہین ہین تو اُنکے واسطے فقط انگوٹھی ظاہر ہو سکتی ہی۔ اور مالک رح نے زہری سے روایت کی کہ فقط
انگوٹھی و پازیب۔ دوسرا احتمال یہ کہ تفسیر اِس زینت کی ہو جسکے ظاہر کرنے کی اجازت ہی پس معنی یہ کہ چہرہ و دونون ہتھیلیون کو ظاہر
کر سکتی ہین۔ اور یہی جمہور کے نزدیک مشہور ہی اور استیناس اُسکے واسطے اِس حدیث سے ہو سکتا ہی جو ابو داؤد نے خالد بن دریک سے
روایت کی کہ عائشہ رض نے فرمایا کہ اسماء بنت ابی بکر یعنی ام المومنین عائشہ رض کی بہن آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اُنپر
باریک کپڑے تھے پس آپ نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ ای اسماء عورت جب بالغہ ہو کر محیض تک پہونچے تو لائق نہین کہ اِس سے دکھلائی دے
سوائے اسقدر کے اور اپنے چہرہ و دونون ہتھیلیون کی طرف اشارہ کیا۔ ابو داؤد و ابو حاتم رازی نے کہا کہ یہ حدیث مرسل ہی اِسواسطے
کہ خالد بن دریک نے حضرت عائشہ رض سے نہین سنا ہی۔ واللہ اعلم۔ اقول مرسل ثقہ ہمارے و امام مالک کے نزدیک حجت ہی لیکن بات
اتنی ہی کہ اِسقدر کی اجازت ان لوگون کو ہی جنسے کچھ رشتہ ہو یا عموماً اجنبیون کو ہی۔ پھر اِس زمانہ مین تو عموماً ممانعت پر فتوی دیا جاوے
واللہ تعالے اعلم۔ اور واضح ہو کہ پازیب سے مراد وہ کہ جسکے جھنکار نہ ہو ورنہ عموماً ممنوع ہی واللہ تعالی اعلم۔ وَلْيَضْرِبْنَ
بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ یعنی اپنے سر دن و گردنون و سینون کو مقنعہ سے مستور کرین کیونکہ اُنکے جیب یعنی کرتہ کے
چاک جو سیدھے سینہ پر ہوتے تھے زیادہ کھلے ہوئے ہوتے تھے جس سے گردن و سینہ وار دگرد ظاہر ہو جاتا تھا اور خمار کو پیچھے کی
لٹکا دیتی تھین تو چاک کھلے رہجاتے تھے۔ امام ابن کثیر رح نے کہا کہ مراد یہ کہ چاک تنگ کرین اور اوپر سے اوڑھنی سے ڈھکین
تا کہ سینہ وغیرہ چھپ جاوے پس خلاف اِس شعار کے ہو جاوے جو زمانہ جاہلیت کا تھا کیونکہ اِس زمانہ کی عورتین پردہ نہ کرتین
بلکہ اِس زمانہ مین عورت کھلا سینہ مردون مین پھرتی بلکہ اکثر گردن و گیسو و کان کی بالیان ظاہر کرتی تھی پس اللہ تعالے نے مؤمن
عورتون کو حکم دیا کہ اپنے حالات و ہیات کو پوشیدہ کرین کما قال تعالے یا ایہا النبی قل لازواجک و بناتک و نساء المؤمنین

...ذلك ادنی ان یعرفن فلا یؤذین الآیہ اور بیان فرمایا کہ ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن خمر جمع خمار وہ چیز جس سے سر ڈھانپا جاوے اسکو لوگ مقنعہ کہتے ہین - سعید بن جبیر نے کہا کہ مضبوط ڈھنکا رکھین اوڑھنیاں اپنے چاک پر یعنی تا کہ گردن و سینہ کچھ دکھلانے نہ دے بخاری رح نے حضرت عائشہ رض سے روایت کی کہ ام المومنین نے فرمایا کہ اللہ تعالے اگلی ہجرت کرکے آنیوالی عورتون پر رحم فرماوے کہ جب یہ آیت اُتری کہ ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن تو انھون نے اپنے مروط پھاڑین اور اُسکی اوڑھنیان بنائین - دوسری روایت مین فرمایا کہ اپنی ازارون کے کنارے پھاڑ کر اُنکی اوڑھنیان بنائین - اور ابن ابی حاتم نے صفیہ بنت شیبہ سے روایت کی کہ ہم لوگ ام المومنین عائشہ رض کے پاس تھے پس ہم نے قریش کی عورتون و اُنکے فضائل ذکر کیے تو ام المومنین نے فرمایا کہ ہان قریش کی عورتون کے واسطے فضیلت ہے اور مین نے تو اللہ کتاب الٰہی کی تصدیق کرنے و ایمان لانے مین انصار کی عورتون سے افضل نہ دیکھا کہ سورۂ نور نازل ہوئی ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن تو اُنکے مردون نے واپس ہو کر اُنکو سنایا جو نازل ہوا مرد اپنی جورو اور بیٹی و بہن کو سناتا تھا اور ہر قرابت دار عورت کو اللہ تعالے کا حکم بتلاتا تھا تو عورتون مین سے کوئی باقی نہ رہی مگر آنکہ اُسنے اُٹھکر اپنے مرط کو پھاڑ کر اُس سے اوڑھنی کر لی یہ تصدیق و ایمان بکتاب الٰہی عز و جل تھا پھر صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز مین یہی اوڑھنیان سر و لنبے پر اوڑھے تھین گویا اُنکے سرون پر کوے ہین رواہ ابو داؤد ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ﴾ اور ظاہر نہ کرین اپنی زینت کو سواے اپنے شوہرون کے - یہان سے سواے عام ظاہری زینت کے باقی زینت کا بیان ہے یعنی سواے ما ظہر منہا کے جو زینت رہے تو وہ کس کے سامنے ظاہر کرنا جائز اور کس سے پردہ کرنا لازم ہے تو وہ زینت خفیہ ہے کہ کسی قرابتی و رشتہ دار کے سامنے بھی ظاہر نہ کرین سواے چند لوگون کے از انجملہ شوہر ہے پس شوہر ہی کے واسطے تو زینت تھی پس شوہر کو روا ہے کہ جورو کا تمام بدن دیکھے حتی کہ فرج و مقعد بھی ولیکن یہ کراہت رکھتی ہے - ابن عباس رض نے کہا کہ اپنا مقنعہ نہ اُتارے مگر شوہرون کے لیے - ﴿أَوْ آبَائِهِنَّ﴾ یا اپنے باپ دادون کے سامنے - ﴿أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ﴾ یا اپنی شوہرون کے باپون کے سامنے ﴿أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ﴾ یا اپنے بیٹون کے سامنے یا اپنے شوہرون کے بیٹون کے سامنے یعنی شوہر کا بیٹا جو دوسری جورو سے ہو تو اُسکا سوتیلا بیٹا ہوا - ﴿أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ﴾ یا اپنے بھائیون کے سامنے یعنی جو ماں یا باپ یا دونون کی طرف سے بھائی ہو یا ان بھائیون کے بیٹے ہون - واضح ہو کہ اخوان شرع مین وہی ہین جو ماں باپ کی اولاد یا فقط ماں کے پیٹ سے یا فقط باپ کے نطفہ سے ہو اور جیسے ہندوستان مین چچازاد بھائی یا ماموں زاد بھائی یا خالہ زاد بھائی ہوتا ہے یہ سب شرع مین اس حکم مین اجنبی ہین کیونکہ اُنسے نکاح جائز ہے باستثناء اسکے کہ مثلاً چچا کے بیٹے کو اُسکے سگے بھائی کی بیٹی بیاہی ہو اور اس سے لڑکی ہوئی تو اگرچہ اُسکے چچازاد بھائی کی دختر ہے لیکن بوجہ اسکے کہ اُسکی سگی بھتیجی کے پیٹ سے ہے تو اس سے پردہ نہین ہے ایسے ہی قولہ ﴿أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ﴾ یا اپنی بہنون کے بیٹون کے سامنے - مراد بہنون سے وہی ہین جو اُسکی ماں کے پیٹ سے یا باپ کے نطفہ سے یا دونون کے نطفہ سے ہون - بالجملہ عورت کے باپ کو اور اُسکے شوہر کے باپ سگے خسر کو اور عورت کے بیٹے کو اور عورت کے شوہر کے بیٹے کو اور عورت کے بھائی حقیقی کو خواہ اخیافی ہو یا علاتی ہو یا سگا ہو اور ان بھائیون کے اولاد کو اور عورت کی بہن کے بیٹون کو خواہ [illegible] یا سگی ہو ہر ایک کے بیٹے کو یہ روا ہے کہ یہ لوگ زینت خفیہ کو دیکھین ولیکن ناف سے گھٹنے تک نہ دیکھین خطیب نے کہا کہ ان لوگون کے حق مین دو وجہ سے آسانی ہے ایک یہ کہ اُنکی آمد و رفت کی اور ساتھ رہنے کی ضرورت

ہر دم اُنکی طرف سے فتنہ کا خوف نہین ہی کیونکہ طبایع مین نفرت جمی ہوئی ہی کہ مرد اپنی بہن یا خالہ وغیرہ [illegible]
ہوتے ہین - مترجم کہتا ہی کہ ایمان و سلامت طبیعت اُسی تک ہی ولیکن حدیث صحیح مین آیا کہ یہود و نصاریٰ [illegible]
فاسد ہو جائیگی حتی کہ انمین جو کوئی ایسا ہوا ہی کہ اُسنے اپنی ماں کے ساتھ فجور کیا تو اِس امت مین بھی ہو گا [illegible]
کرے - پس یہ زمانہ ایسے فتنہ کا واللہ تعالیٰ اعلم معلوم ہوتا ہی پس لازم ہی کہ اِس زمانہ مین ایسے فتنہ و فساد سے پرہیز کرے
اہل علم اِس بارہ مین احتیاط کا فتوی دین اور احادیث اِس بارہ مین بھی ہین کہ عورت کسی مرد کے ساتھ تنہائی اختیار [illegible]
وہ اِسکا باپ ہو کیونکہ شیطان کی طرف سے فتنہ ہی بالجملہ اِن لوگون سے عورتون کو اجازت ہی کہ زینت کو نہ چھپا دین اور [illegible]
ہی کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما امہات مؤمنین ازواج خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ماؤن کی طرف نظر کرتے تھے اور
یہ اِس وجہ سے کہ امہات مومنین کے حق مین جو آیت ہی اُسمین ابناء بعولتہن - نہین ہی اور امہات مومنین کے واسطے تمام مومنین سے
خصوصیت ہی بدلیل قولہ تعالیٰ لستن کاحد من النساء الآیہ - اور واضح ہو کہ شوہر کے پسر مین پسر کا پسر چاہے جسقدر نیچا ہو داخل
ہی اسیطرح دخترون کی اولاد بھی داخل ہی پس ابناء بعولتہن - مین ابناء جمع شامل ہی ابن و بنت دونون کو اور آباء مین باپ کا
باپ اور ماں کا باپ چاہے کسیقدر اونچا ہو داخل ہی اور بھائیون کے بیٹے و بہنون کے بیٹے کے ساتھ بیٹون کی اولاد بھی داخل ہی
پھر واضح ہو کہ چچا و ماموں آیت مین مذکور نہین ہین اور ابن المنذر نے بسند جید اِس آیت مین عکرمہ رح سے روایت کی کہ اِس مین
چچا و ماموں مذکور نہین کیونکہ یہ دونون عورت کی ہیات کو اپنے بیٹون سے بیان کرینگے اور کہا کہ عورت چچا و ماموں کے سامنے اوڑھنی
نہ اُتارے - جلال رح نے شعبی کا بھی یہی قول ذکر کیا - کرخی رح نے کہا کہ مستحب یہ ہی کہ عورت اپنے چچا و ماموں سے اِس جہت سے
اپنے کو مستور رکھے کہ اپنے بیٹون سے اُسکا حلیہ نہ بیان کرین اور جمہور کا قول یہ ہی کہ چچا و ماموں کا بھی وہی حکم ہی جو دیگر محارم کا ہی
کہ مثل دوسرون کے اُنکو بھی نظر جائز ہی پھر چار قسم اور بیان فرمائین جنکو نظر حلال ہی - اَوْ نِسَآئِهِنَّ یا اپنی عورتون سے مراد
اپنی عورتون سے مسلمہ مومنہ عورتین ہین پس مسلمات عورتون سے زینت ظاہر کرے اور اُس سے خارج ہوئین مشرکہ و کافرہ عورتین کہ
اِن عورتون کے سامنے اپنی زینت کو ظاہر نہ کرے تاکہ وہ عورت کافرہ اپنے مردون سے اُسکا حلیہ و وصف نہ بتلاوے اور یہ بات
اگرچہ تمام عورتون سے غیر مطمئن ہی ولیکن کافرہ عورتون سے زیادہ مضر و سخت ہی کیونکہ وہ تو دینی کتابون مین مذکور ہی مسلمہ عورت
تو وہ معتقد ہی کہ یہ بات حرام ہی پس وہ اِس بات سے باز رہیگی - اور حدیث صحیح مین ہی کہ عورت دوسری عورت کے ساتھ اِس طرح
بے پردہ نہ ہو کہ وہ اِسکا حلیہ اپنے مرد سے اسطرح بیان کرے گویا وہ اِسکو دیکھ رہا ہی - رواہ البخاری و مسلم عن ابن مسعود مرفوعا - اور
حارث بن قیس سے روایت ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رض کو لکھا کہ اما بعد مجھے خبر پہونچی ہی کہ مسلمانون کی [illegible]
کچھ عورتین حمامات مین مشرکون کی عورتون کے ساتھ داخل ہوتی ہین لیا یہ آپ کی جانب سے ہی حالانکہ [illegible]
واسطے جو اللہ تعالیٰ و روز قیامت پر ایمان لائی کہ اُسکی عورت یعنی شرمگاہ کو کوئی دیکھے سوا اُسکی ملت کی [illegible]
سعید بن منصور - مجاہد رح نے کہا کہ نسائہن یعنی مسلمہ عورتین اور نہین مشرکہ عورتین تو ذمیہ اِسکی ہم [illegible]
عورت کو حلال نہین کہ کسی مشرکہ عورت کے سامنے بے پردہ ہو - رواہ سعید بن منصور وغیرہ [illegible]
الرحمان عورت کی دائی کوئی عورت یہودیہ یا نصرانیہ ہو - ولیکن ابن ابی حاتم نے عطا رح سے روایت [illegible]

ساتھ ہین ... اہل عورتون کی وا ایمان یہود یہ ونصرانیہ عورتین تھین - ابن کثیر رح نے کہا کہ اگر روایت صحیح ہو یہ بطریق ضرورت یا
الا ... تھا پھر امراد دائی سے خدمت کرنے والی ہو واللہ تعالیٰ اعلم - اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُھُنَّ ؕ - اور وہ کہ جس کے
مالک ہوئی ہین عورتون کے داہنے ہاتھ یعنی اسکو بھی دیکھنا جائز ہی جو کہ ان عورتون کی ملک ہو - ظاہر آیت تو باندیون و غلامون سب کو شامل
ہی خواہ مسلمان ہون یا کافر ہون اور یہی قول ایک جماعت کا ہی اور کہا گیا کہ یہ قول ام المومنین عائشہ وام سلمہ اور ابن عباس ومالک
کا ہی اور سعید بن المسیب رح نے کہا کہ تم آیۃ النور پر مغرور نہ ہو کیونکہ اس سے صرف باندیان مرادین اور غلام مراد نہین ہین - یہ قول حضرت
ابن مسعود و مجاہد و عطاء و حسن وابن سیرین و شعبی کا ہی اور شعبی کراہت کرتے کہ غلام اپنی سیدہ کے بال دیکھے - یہی قول امام ابو حنیفہ و ابن
جریج کا ہی بیہقی و ابو داؤد نے انس رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک غلام کو حضرت سیدۃ النساء فاطمہ رض کے
واسطے لائے اور حضرت سیدہ پر ایک اوڑھنی تھی جس سے سر ڈھکتین تو پاؤن کھل جاتے اور پاؤن ڈھکتین تو سر کھل جاتا جب
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو فرمایا کہ تجھپر کچھ مضائقہ نہین کہ یہ تو تیرا باپ و تیرا غلام ہی - ابن عساکر کی تاریخ مین اُسکا نام عبداللہ
بن مسعدہ فزاری ہی - اور خدیج حمصی کا حال بیان کرنے مین لکھا کہ یہ شخص کالا کالا تھا اُسکو حضرت سیدۃ النساء نے پرورش کرکے آزاد کردیا تھا
اقول یہ معلوم ہی کہ جو وقت ہبہ کیا ہی وہ طفل نابالغ تھا جسکو بعد پرورش کے حضرت سیدہ رض نے آزاد کردیا پس اس سے کوئی حجت
نہین ہو سکتی ہی - امام احمد نے حضرت ام سلمہ رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے کسی کا مکاتب
ہو اور اُسکے پاس اتنا ہو کہ اُس سے اپنا مال کتابت ادا کردے تو چاہیے کہ اس سے پردہ کرے رواہ ابو داؤد - اَوِ التّٰبِعِیۡنَ
غَیۡرِ اُولِی الۡاِرۡبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ یا رجال مین سے تابعین بے حاجت والے لوگ ابن عباس رض نے کہا کہ
وہ مغفل ... آدمی جسکو عورت کی خواہش نہ ہو - مجاہد نے کہا کہ ابلہ آدمی - عکرمہ نے کہا کہ مخنث جسکا آلۂ تناسل کھڑا نہین ہوتا اور یہی
قول بہتیرے سلف کا ہی - اور صحیح بخاری مین روایت ہی کہ ایک مخنث آتا جاتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مین اور لوگ اسکو
غیر اولی الاربہ مین شمار کرتے تھے اور دوسری روایت مین ہی کہ ایک روز وہ کہ رہا تھا کہ اے عبداللہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر طائف فتح کرے
تو تم غیلان کے دختر لیجیو کہ وہ چار بٹون سے اگوڑی وآٹھ بٹون سے پچھوڑی ہوتی ہی تو آپ نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رض سے کہا کہ
یہ تمہارے گھر مین نہ آیا کرے - متفق علیہ - اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَظۡہَرُوۡا عَلٰی عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ ۪ یعنی طفل
کہ جو چھوٹے ہونے کے عورتون کے احوال نہین سمجھتے اور نہ انکی نرم باتین و حرکات و سکنات ... اتصف ہین تو ایسے طفل کو عورتون
کے پاس جانے مین مضائقہ نہین ہی پھر جب سمجھنے لگے تو منع کردیا جاوے - اور صحیحین مین روایت ہی کہ آپ نے لوگون کو عورتون کے
پاس جانے سے منع کیا تو لوگون نے شوہر کے بھائی یعنی دیور کو پوچھا تو فرمایا کہ دیور تو موت ہی - یعنی دیور سے سب سے زیادہ فتنہ
برپا ہونے کا احتمال ہی - وَ لَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِہِنَّ ؕ اور نہ مارین اپنے پاؤن یعنی مثلاً پیرون مین جھانجھ و خلخال
پہنے ہون تو اپنے پاؤن نہ مارین - لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِہِنَّ ؕ تاکہ جان لیا جاوے جو اپنی زینت سے
چھپاتی ہین ... جاہلیت مین عورت راستہ مین چلتی اور اُسکے پاؤن مین ٹھوس خلخال ہوتی تو اُسکی آواز نہ نکلتی تب وہ زمین پر اپنے
پاؤن مارتی تو اُسکی جھنکار سنتے تو اللہ تعالیٰ نے مومنہ عورتون کو ایسی حرکات سے منع کردیا - یون ہی جب کسی عورت کے کوئی
زینت چھپی ہوئی ہو اور وہ ایسی حرکت کرے جس سے وہ ظاہر ہو جاوے تو اسیطرح ممنوع مین داخل ہی - اور اسی قسم سے ہی

کہ عورت کو خوشبو وعطر لگانا ممنوع ہی جسکی خوشبو مردون کو پہونچے چنانچہ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے [illegible] وسلم نے فرمایا کہ اگر عورت عطر لگا کر کسی مجلس پر گذرے تو ایسی ایسی ہی یعنی زانیہ ہی رواہ ابو داؤد والنسائی [illegible] ابو داؤد کی روایت ابو ہریرہ مین ہی کہ انکو ایک عورت سے خوشبو عطر کی پہونچی تو پوچھا کہ تو اس مسجد سے آئی ہی بولی [illegible] تونے نماز ہی کے لیے خوشبو لگائی تھی بولی کہ ہان فرمایا کہ مین نے اپنے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] کرتا اللہ تعالے نماز ایسی عورت کی جس نے اس مسجد کے واسطے خوشبو لگائی یہان تک کہ واپس جاکر وہ غسل کرلے جیسے جنابت [illegible] ہوتا ہی۔ رواہ ابن ماجہ اور ابی اسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکلے اور [illegible] عورتین مردون کے ساتھ خلط ہوگئین تو مین نے سنا کہ آپ نے عورتون کو فرمایا کہ پیچھے ہو کیونکہ تم کو درمیان راہ گھیرنا نہین چاہیے تم پر لازم ہی کہ راہ کے کنارون پر ہو پس عورت دیوار سے مل چلی حتی کہ اسکا کپڑا دیوار سے اٹک جاتا تھا۔ رواہ ابو داؤد۔ پھر چونکہ اللہ تعالے کے اوامر ونواہی ہر باب مین اگرچہ آسان ہین لیکن بندہ ضعیف اپنے مخاصمہ نفس وشیطان کی وجہ سے کب انکو پورا ادا کرتا اور رعایت کر سکتا ہی تو ضرور ہوتا ہی کہ اسمین تقصیر واقع ہو لہذا اللہ تعالے نے فرمایا۔ **وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا** اور توبہ کرو اللہ تعالے کی طرف سب کے سب مرد وعورت۔ **أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ** اے ایمان والو۔ تم کو خطاب ہی۔ ہر ایک تقصیر سے خواہ بد نظری مین ہو یا کسی اور بارہ مین ہو **لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** امیدوار ہو کر کہ تم کو فلاح حاصل ہو توبہ کی صفت یہ کہ آدمی اس گناہ سے جسمین ہی بالکل الگ ہو جاوے اور گذشتہ پر نادم ہو اور آیندہ عود نہ کرنے پر عزم کرلے۔ بعض نے کہا کہ ہر بار جب گناہ یاد آوے توبہ کرے اور اکثر علماء کے نزدیک یہ لازم نہین ہی۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اے لوگو تم توبہ کرو اللہ تعالی کی طرف کہ مین تو ہر روز اپنے رب سے سو مرتبہ توبہ کرتا ہون۔ ابن عمر سے روایت ہی کہ ہم نے مجلس مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ سو بار شمار کی یعنی استغفار۔ اور فضائل توبہ بہت کثیر ہین۔ ف مسائل نظر کے بنا بر مذہب امام ابو حنیفہ کے موافق حسب ذیل ہین۔ عن العالمگیریہ۔ مسائل نظر چار قسم ہین ایک مرد کی نظر مرد کی طرف دوم عورت کی عورت کی طرف سوم عورت کا مرد کو دیکھنا چہارم مرد کا عورت کو دیکھنا۔ بیان قسم اول یہ کہ مرد کو مرد سوائے ناف سے گھٹنے تک کے باقی سب دیکھ سکتا ہی۔ ناف سے نیچے بال جمنے کی جگہ تک بھی ظاہر الروایہ مین ستر ہی۔ گھٹنے کا ستر کم پھر ناف سے بال تک پھر مقام شرم سب سے زیادہ سخت ہی۔ قسم دوم جہان [illegible] مرد کو مرد دیکھ سکتا ہی وہان وہان عورت کو عورت دیکھ سکتی ہی یہی اصح ہی یہ کافی مین ہی۔ عورت کو روا نہین کہ شہوت سے دوسری عورت کا پیٹ دیکھے السراجیہ عفیفہ عورت صالحہ کو نہ چاہیے کہ بدکارہ عورت کو اپنے آپ کو دیکھنے دے۔ [illegible] عورت کو حلال نہین کہ مشرکہ باندی کے سامنے سوائے اپنی باندی مشرکہ کے یا مشرکہ عورت کے سامنے کپڑے اتارے۔ السراج عورت اجنبی مرد کو [illegible] تک دیکھ سکتی ہی جہانتک مرد کو مرد دیکھ سکے بشرطیکہ شہوت سے امن ہو کمافی الاصل لمحمد رح اور صحیح یہ کہ حرام ہی۔ مرد اپنی جورو کو سر سے پانو تک دیکھ سکتا ہی لیکن اولی یہ کہ کوئی دوسرے کے مقام شرم کو نہ دیکھے اور یہی حکم ایسی باندی کا ہی جس سے اسکو وطی حلال [illegible] ناجائز باندی ہو تو اسکی شرمگاہ کا دیکھنا حلال نہین ہی۔ بی بی کی باندی اسکے شوہر کے پانون [illegible] اگر [illegible] دونون ننگے ہو سکتے ہین جس مرد پر اسکی قرابتی عورت ایسی ہو کہ وہ ابدی حرام ہی تو اسکا [illegible] دیکھ سکتا ہی اور پیٹ وپیٹھ وناف سے نیچے گھٹنے تک نہین دیکھ سکتا ہی اور یہ ایسی صورت مین ہی کہ شہوت [illegible]

[illegible] سے بخوف ہو کبھی اجنبیہ آزاد عورت کا دیکھنا بوجہ ضرورت کے مباح ہوجاتا ہی۔ طفل جو بالغ نہو
[illegible] تک عورت ہی شہوت سے اُسکی طرف دیکھنا حلال نہین ہی لیکن نماز کے حکم مین عورتون سے آگے صف مین ہوگا
[illegible] ابو یوسف سے مروی ہی کہ ماں دلہن کے پاس جانے مین جب تک اجازت طلب نہ کرے تب تک نہ جاوے اور
غلام جس سے اپنی مولاۃ کے ساتھ کوئی قرابت محرمیت کی نہین ہی وہ مثل مرد اجنبی کے ہی کہ اُسکو سواے چہرہ و ہتھیلیون کے
[illegible] نہین دیکھ سکتا ہی خواہ وہ غلام نر ہو یا خصی ہو۔ اور جو غلام خصی ہین وہ جب تک حد بلوغ کی عمر کو نہ پہونچین تب تک
اپنی مالکہ کے پاس چلے جا سکتے ہین اور عمر بلوغ پندرہ سال تک مقرر کی گئی ہی۔ حسن بن علی مرغینانی رح نے انکار کیا کہ عورت
[illegible] یا مستحی غنہ نماز کے وقت اپنی فرج کو دیکھے جس عورت کا پردہ پھٹکر سوراخ فرج و مقعد ایک ہوگیا ہو مرد اُسکے
ساتھ وطی نہین کرسکتا مگر اس صورت مین کہ قطعی معلوم ہو کہ آلہ اُسکے مقعد کے سوراخ مین نہ پڑیگا۔ اپنی جورو یا باندی یا
غلام سے لواطت کرنا حرام ہی اسقدر مختصر ذکر کافی ہی۔ ف — فی اشارات العرائس قولہ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم۔ ابن
عطا رح نے کہا کہ ابصار سر کو محارم سے بچاوین اور ابصار قلوب کو ما سواے حق سے بند کرین۔ قولہ توبوا الی اللہ جمیعا ایہا
المؤمنون لعلکم تفلحون۔ مومن ہو کر توبہ کرے تو فلاح پاوے اور توبہ الی اللہ ہو یعنی تمام سے رجوع کرکے اللہ تعالی کی طرف جاوے
پھر اللہ تعالے کے واسطے سب طرف توجہ فرماوے اپنے واسطے کسی پر نگاہ نہ کرے۔ واسطی رح نے کہا کہ توبہ یہ ہی کہ کسی سے الفت
نہ رہے۔ شیخ یوسف نے کہا کہ جو فلاح چاہے وہ دوام توبہ کرے اور اُسکے صحیح ہونے اور تضرع و الحاح مین رہے کیونکہ تصحیح توبہ مین
رجوع بحق معرفت ایمانی ہی۔ شیخ نے کہا کہ لطیف اشارہ یہ ہی کہ اللہ تعالی نے مومنون سے توبہ کرنے کو فرمایا ہی تو جس نے شرک و
الحاد و فسق و فساد سے توبہ کی تو اُسکی توبہ صحیح ہوئی اور اُسنے اللہ تعالی کی طرف رجوع کیا پھر اگر اُسپر کوئی معصیت جاری ہوئی
تو غمناک ہوا اور اُسکو ندامت ہوئی پس توبہ ہوگئی کیونکہ یہ بھی توبہ کے تحت مین داخل ہی اور توبہ اُنکی نہین ہی جنکو معاصی مین غم و
رنج نہ ہو۔ یہ تو عوام کے واسطے ہی اور خواص کے واسطے یہ ہی کہ سب لوگ معرفت مین ہنوز وصول تک نہین ہین اس لیے
سب کو توبہ کا حکم دیا اور جو بڑے معالی درجات پر فائز تھے تو معلوم ہوا کہ ہنوز اصل نکرہت اور عدم معرفت کے میدان مین
ہین تو تنبیہ کی کہ اس معرفت پر مغرور نہ ہو اور اللہ تعالی کی طرف رجوع لاؤ کیونکہ یہ تو ایک ذرہ بھی نہین ہی اور یہی وجہ تھی کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو مرتبہ روز توبہ کرنے کا اظہار فرمایا۔ اور مین نے سنا کہ شیخ احمد خضرویہ نے ابو یزید بسطامی سے
کہا کہ مین توبہ کرنا چاہتا ہون اور قدرت نہین رکھتا تو ابو یزید نے فرمایا کہ ارے غرت تو اللہ تعالی ہی کے واسطے ہی اور
تو عزت چاہتا ہی اور واضح ہو کہ ہر توبہ چاہتی ہی کہ اس سے بھی توبہ ہو یہانتک کہ توبہ سے توبہ ہوکر دریاے فنا مین غرق ہو

پھر اللہ تعالی نے انکاح و عفت و کتابت کو بیان فرمایا۔

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ

اور بیاہ دو رانڈون کو اپنے اندر اور جو نیک ہون تمہارے غلام اور لونڈیان اگر وہ ہونگے مفلس

يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ

غنی کریگا اللہ اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا ہی سب جانتا اور آپ کو تھامتے رہین جنکو

Marfat.com

لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ

نہین ملتا بیاہ جب تک مقدور دے انکو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہین

مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ڰ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ

تمہارے ہاتھ کے مال مین تو انکو لکھا دیدو اگر سمجھو انمین کچھ نیکی اور دو انکو

اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَي الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا

جو تمکو دیا ہے اور نہ زور کرو اپنی چھوکریون پر بدکاری کے واسطے اگر وہ چاہین قید سے رہنا

لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِھْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ

کہ کمایا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا اور جو کوئی انپر زور کرے تو اللہ

بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ

انکی بے بسی پیچھے بخشنے والا مہربان ہے اور ہمنے اتارین تمہاری طرف

اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ

آیتین کھلی اور ایک دستور انکا جو ہو چکے ہین تم سے آگے

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ع ۸

اور نصیحت ڈر والون کو

حرام کاری جس سے نسب مین خلل ہوتا ہی اسکی مذمت کے بعد نکاح کی ترغیب دی جس سے ابقاے نسل صالح و کثرت اسلام و ایمان ہی اور حکمت آلیہ اس دنیا کے باقی رکھنے مین جس طرح ہو یہ توالد و تناسل بھی جاری ہی لہذا فرمایا۔ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى یہ حکم ہی نکاح کر دینے کا یعنی اجازت دینے کا ابن کثیر رح نے لکھا کہ ایامی جمع ایم ہی اور ایسی عورت جسکا شوہر نہو اور ایسا مرد جسکی جورو نہو اسکو ایم کہتے ہین خواہ اسنے پہلے نکاح کر کے جدا کر دیا ہو خواہ ہنوز وہ کوئی نکاح کیا ہو جوہری نے صحاح نے اہل زبان سے حکایت کیا ہی اور مرد کو ایم اور عورت کو بھی ایم کہتے ہین۔ انتہی اور ابو عمرو [illegible] کہا کہ ابن [illegible] نے اتفاق کیا ہی کہ ایم دراصل وہ عورت ہی کہ جسکا شوہر نہو خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو اور ابو عبید نے کہا کہ اکثر اسکا اطلاق عورت کے حق مین ہوتا ہی اور مردون مین اسکا اطلاق گویا مستعار ہی اور خطاب آیت مین انکو اکا ازادون مین [illegible] کے آقاؤن کو ہی۔ بعض معاصرین نے کہا کہ اسمین دلیل ہی کہ عورت آزادہ اپنا نکاح نہین کر سکتی ہی چنانچہ حدیث [illegible] روایت ہی کہ ایما امرأة نکحت بغیر اذن ولیہا فنکاحہا باطل باطل باطل اخرجہ ابوداؤد والترمذی یعنی جو کوئی عورت کہ نکاح کر لے بغیر اجازت اپنے ولی کے تو اسکا نکاح باطل ہی تین مرتبہ کہا۔ اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت [illegible] والترمذی۔ اسی سے امام شافعی وغیرہ نے کہا کہ بدون ولی کے نکاح ہی نہین ہو سکتا۔ اور امام ابو حنیفہ [illegible] آزادہ بالغہ مختار ہی کہ خود نکاح کرے لیکن اگر ولی سے اجازت نہ لی ہو تو درصورتیکہ غیر کفو [illegible] تو ولی نکاح فسخ کرا سکتا ہی بدلیل قولہ تعالی حتی تنکح زوجا غیرہ۔ یہانتک کہ وہ مین طلاق [illegible]

Marfat.com

رت ۔ ... دوسرے شوہر سے خود نکاح کر سکتی ہے اور قراءت مین تنکح ۔ مجہول نہین ہے یعنی آنکہ نکاح کر دیجاوے ۔ اور
نکاح کی ... نہ ہوتی تو مجہول قراءت ہوتی ۔ بہرحال آیت سے یہ استدلال کہ عورت مجبور ہے خود نکاح نہین کر سکتی جیسا کہ
ہمارے ... فاضل نے سمجھا محض نادانی ہے اسلیے کہ ایم تو مرد و عورت دونون ہین اسپر اتفاق ہے پھر اگر اس سے یہی دلیل ہے تو مرد
ایم بھی اپنا نکاح نہین کر سکتا ہے ورنہ یہ بالاجماع غلط ہے ۔ اور تمام بحث فقہ مین ہے ۔ یہ حکم تو آزاد مرد اور آزاد عورت کا ہے رہے مملوک
غلام باندی تو اُنکے واسطے حکم دیا ﴿وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ﴾ یعنی اور نکاح کر دو صالحین کو اپنے غلامون
و باندیون مین سے ۔ صالحین سے مراد جو کہ ایمان والے ہون یعنی صلاحیت بہ نسبت شرک و کفر کے ہے کیونکہ کافر فاسق ہے تو مومن صالح
ہے اور یہ ضرور نہین کہ وہ بڑا پرہیزگار ہو بلکہ وہ مومن ہو خواہ غلام ہو یا باندی ہو اور بعض مفسرین نے کہا کہ صالح سے مراد لائق یعنی
جو نکاح کے لائق اور اُسکے حقوق ادا کر سکتا ہو خواہ غلام ہو یا باندی ہو ۔ اور اسی صلاحیت مین سے ہے کہ غلام و باندی معتوہ
نہ ہو اور صغیرہ نہ ہو کہ اِس نکاح کے لائق نہین ہے ۔ پھر ممالیک مین تو صلاحیت ذکر فرمائی اور آزادون مین صرف ایامی کو ذکر کیا
قید صلاحیت کی نہین لگائی تو اُسکی وجہ یہ کہ ایامی منکم یعنی اپنون مین سے ایامی کو تو یہ خواہ مخواہ مومنین ہونگے بخلاف ممالیک
کے کہ وے کبھی مومن ہوتے ہین کبھی کافر ہوتے ہین لہذا انہین سے صالحین یعنی مومنین کی قید لگا دی اسواسطے کہ وہ ایمان
کی وجہ سے اپنے دین کی حفاظت چاہتا ہے اور آقاؤن کو بھی دین کی وجہ سے مومنین ممالیک بمنزلہ اولاد کے ہوتے ہین اسی واسطے حدیث
صحیح مین ہے کہ وے تمہارے بھائی تمہارے ہاتھون کے تحت مین ہین جو کھاؤ اسی سے اُنکو کھلاؤ اور جو پہنو اسی سے اُنکو پہناؤ اسیواسطے
صحابہ رضی اللہ عنہم حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمانہ خلافت مین اونٹ پر کچھ دور آپ سوار ہوتے اور کچھ دور غلام کو سوار کرتے اور خود
پیدل اُسکی نکیل تھامتے اور یہ اِس جانور اونٹ پر بھی شفقت تھی کہ دو آدمی اِسپر بوجھ نہ لادین اور اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ لم تکونوا
بالغیہ الا بشق الانفس ۔ جیسا کہ چودھوین پارہ مین گذرا اِس سے ظاہر ہے کہ مشقت کے وقت سواری ہے ۔ بالجملہ صحابہ رضہ مین یہ تھا کہ کھانے
پہننے مین غلام کو برابر رکھتے تھے یعنی مانند اولاد کے اور واضح ہو کہ بالاتفاق غلام کو خود اختیاری نہین ہے کہ جسطرح چاہے اپنا نکاح کر
اور نہ باندی مختار ہے لہذا اُنکے آقا اجازت دین یا خود نکاح کرا دین اور یہ بوجہ کم عقلی ان ممالیک کے ہے اسلیے کہ اُنھون نے غلامی جہاد
مین پائی جبکہ یہ کفر کی طرف سے لڑے اور وہ محض بدی ہے اور ایمان محض خیر کو چھوڑا تو انکی حماقت ظاہر ہے پس آقاؤن کو اُنکے
نکاح کر دینے کا حکم کیا حتی کہ جو مملوک بعد اس خطار کے صلاحیت پر ہو جاوے تو اسکے لیے آزاد کرنے کی ترغیب دے گئی جیسا کہ
آگے آتا ہے پس حاصل کلام یہ کہ اللہ تعالے نے اولیاء و سردارون کو حکم دیا کہ اپنون مین سے یعنی آزاد مومنون مین سے ایم مرد ہو
یا عورت ہو اُسکا نکاح کر دو یعنی بطریق ولایت کے نہ اِسوجہ سے کہ ایم عورت و ایم مرد خود نکاح نہین کر سکتے ہین کیونکہ باتفاق ائمہ
رحمہم اللہ تعالے مرد ایم جب کہ عاقل بالغ ہوشیار ہو خود مختار ہے پس مراد یہ کہ اے اہل ایمان تم اپنون مین سے مرد ایم و عورت ایم کا
نکاح کر دو اور اپنی ممالیک مین سے مومنون کا نکاح کر دو کیونکہ وے اپنے دین کی حفاظت چاہتے ہین تو تم ضرور انکا نکاح کر دو بخلاف
کافر مملوکون کے کہ وے دین سے بے پروا ہین لہذا جمہور علماء کے نزدیک آقا مختار ہے کہ مملوک پر نکاح کرنے کے واسطے جبر کرے
لیکن واجب نہین ہے ۔ واضح ہو کہ انکحوا صیغہ امر ہے اور وہ کبھی وجوب کے لیے ہوتا ہے اور یہ اصل ہے اور کبھی استحباب کے لیے
بقرینہ ہو پس بیان کلام ہے کہ یہ حکم کس قسم کا ہے بعض نے کہا کہ واجب ہے اور بعض نے کہا کہ مستحب ہے اور بعض نے بہت ہی نزول

Marfat.com

کیا کہ یہ امر مباح ہی شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ایک جماعت علمار کا مذہب ہی کہ نکاح واجب ہی
اقول قدرت مین سے یہ کہ مہر کی اور نان نفقہ کی اور حقوق ادا کرنے کی قدرت ہو تو واجب ہی اور
معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج الحدیث فی صحیح البخاری ومسلم یعنی اے گروہ شباب جو تم مین سے قدرت
وہ تزوج کرے کیونکہ نکاح خوب ڈھانپنے والا نظر کا اور بڑھکر محفوظ کرنے والا فرج کا ہی اور جسکو استطاعت
لازم ہو کر یہی اُسکے لیے خصی ہونا ہی - اقول بعضے صحابہ رض نے یہ درخواست کی تھی کہ ہم نصرانی راہبون کی طرح خصی ہو جاوین
تو انکو قطعی منع کیا اور ایک حدیث مین ہی کہ میری امت کا راہب ہونا جہاد ہی یعنی میری امت مین راہب وہ ہی کہ جس نے جہاد کو
مردانہ اختیار کیا - پھر اس حدیث مین ارشاد کیا کہ جسکو طاقت نکاح کرنے کی نہین وہ خصی نہین ہو سکتا بلکہ روزہ رکھنا اختیار کرے
بالجملہ اس حدیث مین قدرت والے کو نکاح کر لینے کا حکم دیا تو واجب ہوا اور سنن مین متعدد اسانید سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد مروی ہوا کہ لوگو نکاح کرو جننے والیان عورتون سے نسل بڑھاؤ کیونکہ مین تمھاری جہت سے اگلی امتون پر افتخار کرنیوالا
ہون - اور ایک روایت مین ہی کہ حتی کہ اُس بچہ سے جو پیٹ سے گر جاوے - اقول حدیث مین صریح دلیل ہی کہ بچے مومنون کی اولاد
بھی مومنین ہین - اقول اور امام ابو حنیفہ و مالک و جماعت ائمہ علمار اسطرف گئے کہ اگرچہ واجب نہین لیکن مستحب موکد و سنت موکدہ
قریب بوجوب ہی لیکن بشرط قدرت و طاقت - اور حدیث صحیح مین بعد ترغیب نکاح کے فرمایا فمن رغب عن سنتی فلیس منی یعنی جس نے میری
سنت سے بے رغبتی کی تو وہ مجھ سے نہین ہی - یہ کسقدر تاکید شدید ہی اور خطیب نے لکھا کہ حدیث مین ہی کہ جو میری فطرت چاہے تو میری
سنت اختیار کرے اور وہ نکاح ہی - اور لکھا کہ دوسری حدیث ہی کہ جسکے پاس اسقدر مال ہو کہ نکاح کر سکتا ہی پھر اسنے نکاح نہ کیا تو وہ
ہم سے نہین ہی - اور روایت ہی کہ جب تم مین سے کسی نے نکاح کر لیا تو شیطان سر پیٹ کر روتا ہی کہ واویلاہ اس آدمی نے اپنا دو تہائی
دین مجھ سے محفوظ کر لیا - احادیث اس بارہ مین بہت کثیر ہین - اقول اور ہمارے نزدیک متون مین مصرح ہی کہ جب توقان ہو تو نکاح
واجب ہی اور توقان کے معنی یہ کہ شدت سے مشتاق ہو جس سے خوف زنا ہو - اور حدیث مین مذکور ہوا کہ روزہ رکھے - بالجملہ اگر روزہ
رکھنے سے وجار نہ ہو یعنی شہوت نہ ٹوٹے تو کافور وغیرہ کھا کر شہوت نہین توڑ سکتا ہی بلکہ نکاح کرنا واجب ہی خواہ اسوقت آزادہ عورت
میسر ہو یا لونڈی میسر ہو - قول سوم مباح ہونے کا سو یہ امام شافعی رح کا قول ہی چنانچہ خطیب نے لکھا کہ یہ حکم جو آیت مین مذکور ہی امر مندوب
ہی اقول ظاہر اباحت کے معنی مین لیا کیونکہ ہمارے نزدیک توقان کے وقت واجب اور ماسوا اسکے مستحب یا سنت موکدہ ہی اور
خطیب نے لکھا کہ امر ندب ہی پس جسکی حالت توقان ہو اور سامان پاوے تو اسکے لیے نکاح کرنا مستحب ہی اور جو سامان نہ پاوے تو وہ
روزہ رکھکر اپنی شہوت توڑے چنانچہ حدیث صحیحین مذکورہ بالا مین گذرا پھر اگر اُسکی شہوت روزہ رکھنے سے نہ ٹوٹے تو اُسکو کافور وغیرہ
کے مثل چیزون سے نہین توڑ سکتا ہی بلکہ نکاح کرے اقول گویا اسوقت مین اُنکے نزدیک بھی واجب ہی - اور لکھا کہ جسکے پاس سامان نہ ہو
اور تائق نہین ہی تو اسکو بے سامانی مین نکاح کرنا مکروہ ہی - اگر سامان پاوے لیکن وہ بہت بڈھا ہی یا ایسی کوئی علت ہی تو بھی مکروہ ہی
اور اگر توقان نہ ہو اور کوئی علت بھی نہ ہو اور سامان بھی پاوے تو اس صورت مین نفل عبادت کے لیے تخلیہ یعنی تنہا رہنا نکاح کرنے
سے افضل ہی بشرطیکہ عبادت اختیار کرے اور اگر اسنے عبادت نہ اختیار کی تو اس صورت مین نکاح چھوڑنے سے نکاح کرنا افضل
اور مترجم کہتا ہی کہ نفل عبادت خود نفل ہی اور نکاح بلا خلاف سنت ہی تو اس قول امام شافعی رح کے سمجھنے کی

[illegible] ال ایسی ہو تک نہین کہ نکاح سنت ہو ولیکن سنت کی دو قسم ہین ایک وہ کہ بوجہ عبادت ہو اور دوم
[illegible] نکاح کی سنت امام شافعی رح کے نزدیک بوجہ عادت ہو تو وہ بمنزلہ نقل کے ہو کہ کرنے مین ثواب ہو ولیکن نفل چونکہ
[illegible] عبادت سے ہو اور یہ از قسم عادت تو نفل کو اپنی اصلیت کی راہ سے ترجیح ہوئی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک نکاح از قسم
[illegible] نہین ہو بلکہ وہ بھی از قسم عبادت ہو بلکہ عبادت کی قسم مین سے ایک اعلی قسم مجاہدہ کی ہو کیا تم نے نہین سنا کہ اغض للبصر و
احسن للفرج ہو جیسا کہ حدیث مین فرمایا - وقد قال تعالی وقدموا لانفسکم - اور وسیلہ ثواب واجبات ہو کیونکہ نفقہ زن و فرزند واجب
ہو اور وسیلہ عفت و دو تہائی دین ہو اور خود نصوص سنت متظافر ہین - اور حق یہ ہو کہ تقسیم سنت کی عبادت و عادت کی طرف تحقیق
سے بعید ہو اگرچہ ہمارے علمار نے بھی اس تقسیم کو ذکر کیا ہو اور صدر الشریعہ اصغر نے شرح وقایہ مین بھی وضو کے داہین طرف
سے شروع کرنے کی سنت کو مستحب کہنے مین بھی لکھا ہو ولیکن محقق ابن الہمام رحمہ اللہ نے کہا کہ حق یہ کہ تیامن بھی سنت ہو گویا اشارہ
کیا کہ یہ تقسیم غیر مرعی ہو اور مترجم کے نزدیک تفصیل و تحقیق یہ ہو کہ اہل ایمان کے صدق کے معنی یہ ہین کہ انکو اپنے واسطے کچھ اختیار
نہ رہے یعنی اپنی خوشی و اختیار سے وہ اپنے نفس کو اپنے اختیار سے خارج کر کے اپنے رب عز و جل کے اختیار مین دیدین اور اسی
حکم کے موافق اپنے نفس و بدن مین تصرف کرین کما قال تعالی ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ - تو جب
اللہ تعالی نے جنت قرب کے بدلے مومنون سے انکی جانین و اموال خرید لیے - پس مومن اپنے واسطے کوئی فعل نہین کرتا بلکہ
اللہ تعالی کے احکام کو نفس و جان و مال پر جاری کرتا ہو خواہ اسکو وہ اچھا معلوم ہو یا اسپر سخت گذرے اور جب یہ بات ہو تو
کل افعال عادت مین نہ احادیث مین ہو کہ جس نے دوستی کی تو اللہ تعالی کے واسطے اور دشمنی کی تو اللہ تعالی کے واسطے اور
دیا تو اللہ تعالی کے واسطے اور نہ دیا تو اللہ تعالی کے واسطے تو ایسے شخص نے ایمان پورا کر لیا - والحدیث فی سنن ابن ماجہ وغیرہ
تو نہین دیکھتا کہ نماز مین ستر عورت فرض ہو یا نفس کو اسقدر غذا دینا کہ مر نہ جاوے فرض ہو اور یہ بدون کمائی کرنے کے حاصل
نہین تو کمائی فرض ہو علی ہذا القیاس اور ظاہر ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکمل از اکملین و خیر الخلق اجمعین ہین تو جملہ افعال
آپ کے بالیقین واسطے اللہ تعالی ہی کے تھے پس نکاح بھی عبادت تھا اور پھر آپکے ساتھ اسقدر تاکید تو وہ عبادت مین سنت موکدہ
قریب بوجوب ہو - اور یون ہی داہین طرف سے نیک کام جو از قسم کرامت ہو شروع کرنا سنت ہو ولیکن واضح ہو کہ افعال دو قسم
کے اس راہ سے ضرور ہین کہ بعض تو خود باقیات صالحات ہین جیسے سبحان اللہ وبحمدہ ولا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ - و
مانند اسکے کہ حدیث معراج مین بعض کلمہ کی نسبت بیان ہو کہ وہ جنت کے اندر پودا لگایا جاتا ہو تو یہ عمل بذات خود باقی ہو اور بعض
افعال کے واسطے ہیأت خاص ہو جیسے نماز و روزہ و زکوۃ و قرات قرآن چنانچہ احادیث صحیحہ مین اسکا بیان موجود ہو اور تصریح بہت
طول ہو اور بعض اعمال خود باقی نہین مگر ثواب جس شان سے علم الہی مین ہو باقی ہو اور واضح ہو کہ کبھی ثواب اعلی ہو جاتا ہو اور
کبھی باقیات صالحات کا کلمہ اعلی ہو جاتا ہو اور اسکے واسطے کوئی راہ بندون کے ناقص گمان کو نہین ہو سوائے اس علم کے کہ فرض
و واجب و سنت موکدہ و سنت و مستحب و نفل و مباح - یہ درجات ہین پس فرض اول پھر واجب دوم علی ہذا القیاس - تو ہم
[illegible] راہ سے ہر فعل کی فضیلت کو پہچانتے ہین - پھر جو فعل ہر قسم کے افعال مین مشترک ہو وہ ہر قسم کے ساتھ اسی قسم کی عبادت
[illegible] تیامن جب کہ کپڑا پہننے مین ہو تو کپڑے پہننے کا جو مرتبہ ہو اسکے ساتھ مین اسکا شمار ہوگا اور جب وہ وضو مین ہو تو وضو کی

قسم سے ہوگا - اور تحقیق و تفصیل یہان طویل ہو واللہ تعالے ولی التوفیق وبیدہ نواصی التحقیق ہو واللہ [illegible]
سنت مؤکدہ ہو اور توقان کے وقت واجب ہو ہان وجوہ وعوارض دیگر سے کبھی یہ کام ترک کرنے کے لائق ہوتا ہو جب [illegible]
سے فتنہ ومعصیت پیدا ہو - اور یہ کچھ نکاح پر مخصوص نہین بلکہ مثلاً نمازمین جو سورتین مسنون ہین اُنکے پڑھنے سے عوام [illegible]
سورتون سے نماز کا جواز ہو تو امام کو یہ سورتین ترک کرنا چاہیئے - خطیب نے ذکر کیا کہ حدیث مروی ہو کہ جب [illegible]
سال گذر رہینگے تو میری امت پر حلال ہو جائیگا کہ تنہا گوشہ گیری پہاڑون کی چوٹیون پر اختیار کرین - اور ایک روایت مین [illegible]
پر ایک زمانہ آویگا کہ اُسمین سوا سے معصیت کے ذریعہ سے معاش نہین حاصل ہوگی تو جب یہ وقت ہو تو بلا نکاح تنہائی انکو حلال
ہوجائیگی - اقول مترجم کو معلوم نہ ہوا کہ خطیب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہان سے یہ روایت لکھی ہین اغلب کہ احیاء غزالی رح سے لکھی ہو [illegible]
اور مراجعت کرلینا چاہیئے بجانب تخریج عراقی رح تاکہ صحت معلوم ہو - بالجملہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو ظاہر اسکا یہ کہ عزوبت وتنہائی حلال
نہین مگر جب کہ معاش بدون ذریعہ معصیت کے حاصل نہ ہوسکے - اور یہ موید ہو کہ نکاح واجب ہو - پھر زہد وتنہائی کے بارہ مین صحیح بخاری
وغیرہ مین احادیث صحیحہ بھی ہین جنمین مذکور ہو کہ بہتر وہ افضل ہو جو بکریان لیکر اُنکے پیچھے پیچھے پہاڑون کے دردن اور مواقع [illegible]
جہان بارش سے سبزہ ہوتا ہو وہان جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور فتنون سے اپنے دین کو بچا لیجاوے - اور بعض احادیث مین
ہو کہ ایک وقت مین ایک قوم ہوگی کہ اُنکو رزق صرف بدکاری معصیت کے ذریعہ سے حاصل ہوگا اور صلاحیت کی روش پر نہین
ملیگا اور اصل حدیث کتاب الفتن مشکوٰۃ مین ہو وہان سے پوری آگاہی لینا چاہیئے - اور شک نہین کہ ایسی صورتون مین نکاح
سے ترک افضل ہو - پھر جیسے مرد کے حق مین بعض صورتون مین نکاح واجب ورنہ سنت موکدہ ہو سواسے عوارض کے تو اسیطرح
جو عورت زیادہ جوش سے مشتاق ہو اُسپر واجب یا نان نفقہ کی محتاج ہو یا بدکارون کے ہجوم ومکر سے خائف ہو اُسپر لازم ہو - پھر
مستحب ہو کہ جس عورت سے نکاح کرے وہ باکرہ ہو مگر آنکہ کوئی عذر ہو لقولہ علیہ السلام ہلا بکرا تلاعبہا وتلاعبک الحدیث یعنی
جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ارے تو نے باکرہ کیون نہین بیاہی کہ تو اُسسے کھلاتا وہ تجھے خوش کرتی - والحدیث فی الصحیح اور مستحب ہو
کہ عورت خوب جننے والی ہو بانجھ وغیرہ نہ ہو چنانچہ ابن کثیر رح کی تفسیر سے حدیث گذری ہو اور ایک روایت مین ہو کہ [illegible]
نکاح مین لا یو بڑھیا کو اور نہ بانجھ کو - اور بہت ضرور ہو کہ عورت صالحہ ہو چنانچہ حدیث مین ہو کہ دنیا تو متاع ہو یعنی چند روزہ تمتع ہو اور
بہتر متاع دنیا کی عورت صالحہ ہو - پھر اللہ تعالے نے نکاح کرنے پر ترغیب بلیغ ذکر فرمائی بعد اسکے کہ تم نکاح کردو اپنون سے ایامیٰ
کو اور اپنے ممالیک مین سے مومن ومومنہ کو بقولہ - اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اگر وے
فقیر ہوسے تو اللہ تعالیٰ اُنکو اپنے فضل سے تونگر کردیگا - خطیب رح نے لکھا کہ معنی یہ ہین کہ باہمی مناکحت مین [illegible]
فقر ہونا یا عورت کا فقیر ہونا یعنی مفلس ہونا کچھ مانع نہ ہو کیونکہ اللہ تعالے کے فضل پر بھروسا بہتر ہو بہ نسبت [illegible]
اپنے فضل سے غنی کرتا ہو - امام ابن کثیر رح کی تفسیر مین ہو علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رضہ سے اس آیت مین [illegible]
کی کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو نکاح مین ترغیب دی اور آزادون وغلامون سب کو اسکا حکم کیا اور انکو نکاح پر تونگری کا [illegible]
اور ابن ابی حاتم نے سعید بن عبد العزیز سے روایت کی کہ مجھے خبر پہونچی ہو کہ حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ لوگو تم اللہ تعالے کی حکم کی جو اُسنے نکاح کرنے مین دیا ہو فرمانبرداری کرو وہ اپنا وعدہ پورا فرماویگا [illegible]

اور ابن مسعود رضہ سے روایت ہی کہ تونگری تلاش کرو نکاح مین اور یہی آیت پڑھی - رواہ ابن جریر - اور بغوی رح
[illegible] صاحب معالم نے بھی اسکے مانند حضرت عمر رضہ سے ذکر کیا - اقول سیوطی رح نے ذکر کیا کہ قتادہ رح نے کہا کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ عمر رضہ
نے کہا کہ مین نے اس مرد کے مانند آدمی نہین دیکھا کہ جو تونگری کو نکاح کرنے مین نہین ڈھونڈھتا حالانکہ اللہ تعالی نے اسمین جیسا
وعدہ کیا پھر یہی آیت پڑھی - ثم قال الشیخ اور امام احمد رح کی حدیث ابوہریرہ رضہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
ہی کہ تین شخص ہین کہ اللہ تعالی پر انکی مدد فرمانا حق ہی ایک نکاح کرنے والا جسکی نیت عفاف ہی یعنی بدکاری سے عفت حاصل ہونا
اور دوم مکاتب جسکی نیت ادا ہی اور سوم اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرنے والا - وقد رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ - اقول
اور سیوطی رح نے ذکر کیا کہ عائشہ رضہ کی مرفوع روایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کہ نکاح کرو عورتون سے کہ وے تو تمھارے پاس
مال لاوینگی - رواہ البزار والدارقطنی ورواہ ابوداؤد فی مراسیلہ عن عروۃ مرفوعا - قال الشیخ اور صحیح البخاری رح مین وہ قصہ
مذکور ہی کہ ایک مرد کے ساتھ آپ نے ایک عورت کو بیاہ دیا حالانکہ اس مرد پاس سوائے ازار کے کچھ نہ تھا اور آپ نے اس سے
لوہے کی ایک انگوٹھی کو کہا مگر اسنے وہ بھی اپنے ملک مین نہ پائی اور باوجود اسکے کہ اسکے مفلسی کی یہ حالت تھی آپ نے اسکے ساتھ
اس عورت کو بیاہ دیا اور مہر اسکا اس مرد پر یہ رکھا کہ اس عورت کو جو کچھ قرآن اسکے پاس ہی وہ سکھلا دے - اقول معنی واللہ اعلم
اس حدیث مین یہ ظاہر ہین کہ مہر تلاش کر دیا جب کچھ اسنے نہ پایا تو مہر اسپر رکھا اور اسکا ادا یہ قرار دیا کہ عورت کو قرآن تعلیم کردے
اور یہ مراد نہین کہ خالی تعلیم قرآن کو ابتدائی مہر قرار دیا جیسا کہ امام شافعی رح وجماعت علماء نے کہا ہی اور حدیث مین خود اسکی
شہادت موجود ہی بالجملہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اجتہاد یہ کہ مہر مال ہونا چاہیے اور تعلیم قرآن مال نہین ہی ہان یہ ہوسکتا ہی
کہ مال کے عوض عورت کچھ متاع لے لے اور یہ بہتر ہی کہ مزدوری مین اسکو محسوب کر لیا فافہم - ثم قال الشیخ . بالجملہ فقر کا لحاظ
مناکحت مین نہ چاہیے اور اللہ تعالے کے لطف کرم سے یہ معہود ہو رہا ہی کہ مرد کو اسقدر رزق پہونچا دیتا ہی کہ جسمین اسکو اور
اسکی جورو کو کفایت ہو جاوے - اور یہ جو بہتیرے لوگ بیان کیا کرتے ہین کہ حدیث مین ہی کہ فقیرون کو نکاح مین لاؤ اللہ تعالے
تم کو تونگر کر دیگا تو اسکی کچھ اصل نہین اور مین نے تو آجتک اسکو کسی اسناد قوی یا ضعیف کے ساتھ نہین دیکھا - اور قرآن مجید
واحادیث صحیحہ وآثار مسندہ اس مطلب کے واسطے بہت کافی ہین کہ جنکے ساتھ ایسی بے سند روایتون کی حاجت نہین ہی
وللہ الحمد والمنۃ - انتہی کلامہ - خطیب نے لکھا کہ حدیث مین ہی کہ اس آیت مین تونگری تلاش کرو - اقول شاید حاصل معنی
احادیث کے یہ نکالے ہین واللہ اعلم اور لکھا کہ یہان بعضے اوہام معترض ہوتے ہین کہ بہت [illegible] ہی کہ آدمی بغیر نکاح کے تنہائی مین
تو آسودہ تھا جب نکاح کیا تو محتاج ہو گیا - خطیب رح نے جواب دیا کہ اللہ تعالے نے اس آیت مین تونگری کا وعدہ دیا ہی ولیکن
چاہیے کہ اللہ تعالے کی شرط کو نہ بھول جاوے جو اسمین اور اسکے نظائر مین ملحوظ ہی اور وہ اللہ تعالی کی مشیت ہی کیونکہ اللہ تعالے
علیم ہی اور حکیم وہی چاہتا ہی جو مقتضائے حکمت ہو - اقول خلاصہ جواب یہ ہی کہ اللہ تعالی نے جو یہان تونگر کرنے کا وعدہ دیا ہی اسکے
یہ معنی ہین کہ اگر اللہ تعالے چاہیگا تو تم کو تونگر کر دیگا - مترجم کہتا ہی کہ اسکی نظیر دوسری آیت یہ ہی ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ
من حیث لا یحتسب - یعنی جو اللہ تعالے کا تقوی کرتا ہی اللہ تعالے اسکے واسطے مخرج کر دیتا اور اسکو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہی
کہ جہان سے اسکا گمان نہ تھا - خطیب رح نے لکھا اسپر بھی بعضے اوہام اعتراض کرتے ہین کہ بہت فاسق کہ جس نے توبہ کی اور

Marfat.com

تقوی کیا اور پہلے تو کچھ تھا اب بالکل فنا ہو گیا اور بالکل مفلس مسکین ہو کر بیٹھ رہا۔ اور جواب ہوا اور خطیب رح نے اپنے جواب کی تائید ایک آیت سے لی کہ فرمایا وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء یعنی اگر تم مفلسی کو ڈرتے ہو تو عنقریب تم کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تونگر کر دیگا اگر اُسنے چاہا بیشک اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہے یعنی یہ کہ اسمین تونگر کرنا مشیت پر ہے کہ اگر چاہے تو تونگر کریگا وہ علم و حکمت پر مبنی ہے پس ایسے ہی یہان بھی تونگری مشیت پر ہے اور ہم عنہ کو یہ جواب بالکل پسند نہین آیا کیونکہ مشیت کی جو شرط قولہ وان خفتم عیلۃ فسوف الخ مین ذکر فرمائی تو یہ بات یون تھی کہ قبائل جہاد مین شرکت سے ڈرتے تھے کہ اگر ہم اسلام کے ساتھ ہو کر جہاد کرین تو بلندی عرب والون کی پیداوار سے ہمارا علاقہ ہو جائیگا ہمارے عیال بھوکے مر جاوینگے۔ اور تحقیق مقام یہ کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک جہان قید ہو وہان قید رہے اور جہان نہین ہی وہان نہین ہی تو قولہ وان خفتم عیلۃ الخ مین قید مشیت بقولہ ان شاء۔ اسی تک ہی بس باقی دونون آیتین یعنی ایک یہاں نکاح کی اور دوسری ومن یتق اللہ الخ کی اپنے حال پر بدون قید کے رہینگی۔ اور جواب صحیح یہ کہ جو کوئی نکاح کرے بیشک اللہ تعالیٰ اُسکو غنی کر دیتا ہی اور جو کوئی تقوی کرے بے شبہہ اللہ تعالیٰ اُسکو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہی جہان سے گمان نہ ہو اور وہ جو احمق وہم کرنے والے نے وہم کیا وہ اسی دائرہ کفر کی تاریکی مین ہی اگر وہ ایمان کے نور مین آتا تو اُسکو ذرہ برابر بھی کچھ تردد مخمصہ نہ ہوتا اور توضیح مقام و تحقیق مرام بتوفیق اللہ تعالیٰ یہ ہی کہ صریح آثار صحابہ رضی اللہ عنہم و احادیث صحیحہ دلیل ہین کہ یہان کوئی قید نہین ہی چنانچہ حدیث ابوہریرہ و حضرت ام المومنین عائشہ کو اور آثار حضرت ابوبکر و حضرت عمر و ابن مسعود رض وغیرہم کو غور کرو کہ کچھ بھی اسمین مشیت کی قید نہین ہی تو مطلقاً تونگری دینا صحیح ہی اب واضح ہو کہ نکاح مین معتبر صدق نیت تقوی و عفت ہی پس اللہ تعالیٰ نے مطلقاً نکاح پر وعدہ مستغنی کرنے کا نہین دیا بلکہ ایسے نکاح کرنے والون کو جو مومنین صالحین ہون یعنی نکاح سے غرض اُنکی عفت و احسان ہو نہ شہوت رانی و خواہش نفسانی پوری کرنا بدلیل قولہ انکحوا الایامی منکم۔ وقولہ والصالحین من عبادکم۔ اور بدلیل حدیث ابوہریرہ رض کہ جو نکاح کرنیوالا عفت کی نیت سے کرتا ہی۔ پس واللہ تو کسی نکاح کرنے والے کو نہ پاویگا کہ اُسنے عفت و بلکہ امنی کی نیت سے نکاح کیا پھر وہ محتاج ہو کر پریشان ہوا اور یہ بھی ہوش رہے کہ جو لوگ اہل عفت ہین اور زنا سے ڈرتے ہین علامت اُنکی یہ کہ فقط اُنکی نکاح کرنے مین صرف عفت پر مقصور ہوتی ہی اُنکو اسوقت یہ ہوس دل مین آتی ہی نہین کہ اب دیکھیے مجھے تونگری حاصل ہوگی یا دیکھیے کہان سے تونگری حاصل ہو کیونکہ جسکو یہ خیال ہی وہ نیت مین کذاب ہی ورنہ جو لوگ عفاف چاہتے ہین وہ اپنے نفس کے مکر سے خوفناک ہوتے ہین وے کبھی دعوی نہین کر سکتے کہ میری نیت ایسی صالح ہی کہ مین مستحق اس وعدہ کا ہون اور جو مدعی ہوتا ہی وہ مغرور منافق ہی جیسے مومن ہمیشہ خوف و امید مین اپنے رب عزوجل کی طرف الحاح مین رہتا ہی اور ڈرتا ہی اور سوا اپنے رب عزوجل کے کوئی چیز بادشاہ ہو یا آسمان ہو کچھ بھی اُسکی نظر مین نہین آتا برخلاف منافق کے کہ وہ اپنے مکر نفس مین مغرور ہوا اپنے آپ کو صفت کمال سے موصوف خیال کرتا ہی اور یہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی شان پاک سے اُسکے جاہل ہونے کی صریح دلیل ہی اب بلاشبہ یہ ہی کہ بیوقوف وہم کرنے والے نے کہا کہ فلان شخص نے نکاح کیا تھا وہ تونگر نہ ہوا بلکہ فقیر ہو گیا۔ جواب یہ کہ ہان وہ کیون تونگر ہوتا معترض نے کہا اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے تو وعدہ کیا ہی پھر وعدہ کیونکر ٹھیک ہوا۔ جواب یہ کہ اللہ تعالیٰ جنے اس فلان شخص سے وعدہ نہین کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مومن کو جو عفت کی نیت و صلاحیت کی نیت سے نکاح کرے اُسکے واسطے وعدہ فرمایا ہی

... الحاح کے ساتھ توبہ کرے اور اپنے ایمان کو درست کرے کیونکہ ہم بالیقین اور قطعی دلیل سے جانتے ... سے انکار نہین ہو سکتا کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین سب ملا کر کئی کرور ہونگے اور وے اس قران کے ہر حرف پر یقین رکھتے تھے اور انمین سے جس کسی نیک نیت نے نکاح کیا تو نگر ہوا انمین سے کسی سے بھی خلاف وعدہ ہونا ایکبار بھی مذکور نہین ہی تو ہم یہان یون کہ یہ فلان شخص تو سچا ہی کہ اُسکی نیت ٹھیک تھی اور اسکے اندر ایمان ضرور ہی اور اسکے قطعی یقینی جنتی ہونے کی گواہی اسکے کہنے پہ دین اور قرآن پاک مین تاویل کرین ہرگز نہین اور کیون یہ نہین کہ قرآن بلاشبہ ٹھیک ہی اور یہ فلان شخص اس قابل ہی کہ اپنے واسطے بہت عاجزی سے توبہ کرے ۔ وہی دوسری آیت ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا الخ ۔ تو وہ اس سے بھی زیادہ واضح ہی اور واللہ الذی لا الہ الا ہو کہ تقوی کے ساتھ بھی شان الٰہی ہی اور یہ محک صدق ہی پس جو شخص اس آیت کے وعدہ کو نہ پاوے وہ خوفناک ہو کر اپنی نفس کے مکر سے جناب باری تعالی مین الحاح و زاری کرے اور یہ جو لکھا کہ فسق سے توبہ کی اور تقوی کیا پھر مفلس ہو گیا ۔ مترجم کہتا ہی کہ یا للہ العجب یہ کہان سے معلوم ہوا کہ اُسنے ایسا کر لیا ہمارے پاس تو یہی قطعی دلیل ہی کہ اُسنے ہرگز کچھ نہ کیا کیونکہ تقوی تو قلب مین ہی اور یہ شخص مکار ہی جو ورع اظہار کرتا ہی وہ ہنوز دل کا چور ہی ۔ سچ توبہ کرے اور خالص تقوی اختیار کرے ۔ مترجم نے مقام آگرہ مین ایک مسجد کے محافظ متولی کو پایا کہ وہ سب انتظام مسجد کرتا تھا اور خود مسجد کے حجرہ مین حقہ پیا رہتا اور کبھی نمازین شریک نہ ہوتا اور نہ تنہا پڑھتا تھا چنانچہ ہم سب طلبہ نے اُسکو سمجھا بجھا کر توبہ کرائی اور وہ کچھ ڈرتا ہوا و فور کر کے شریک نماز ہوا دو چار روز گذرے تھے کہ دوسرے شہر مین اُسکا بیٹا ایک مقدمہ رشوت مین ماخوذ ہوا تو اس متولی مذکور نے نماز ترک کی اور گالی کے ساتھ کہا کہ یہ نماز کبھی مجھے نہ پھلی جب مین نے پڑھی تو مجھ پر آفت آئی ۔ نعوذ باللہ من ذلک ۔ اب کوئی سمجھدار ہی جو اس امر کو سمجھے کہ اُسکے دل مین توبہ و اعتقاد باحکام الٰہی و ایمان کیا تھا ورنہ بعد ایمان کے اور صدق ایقان کے نماز سے بیزاری اور اس فعل کو جو اُسکے بیٹے کے نامہ اعمال مین تھا اپنے اوپر لانا اور لا کر نماز پر ڈالنا کیا معنی ہین ۔ بالجملہ ممکن نہین ہی کہ متقی ہو اور وہ رزق سے محروم ہو ۔ اور ہمارے سچے خطیب پر اللہ تعالے رحم فرماوے اور مغفرت وسیع سے مالامال کرے انھون نے جو معترض وہمی کی مثال لے لی یہ تو قابل سماعت نہ تھی کیونکہ یہ بالکل ایسی مثال ہی کہ ایک شخص متقی با ایمان تائب مغفور مرا پھر وہ جہنم مین داخل ہوا تو وعدہ جنت کیونکر ہی اور اسکا جواب یہ دیدین کہ ہان مشیت الٰہی پر ہی چاہے جنت دے ۔ حالانکہ جواب صحیح یہ ہی کہ یہ مثال جس نے بنائی وہ کذاب محض جھوٹا احمق ہی کیونکہ جو اس صفت پر مرا ہی وہ اللہ تعالی جل جلالہ کے ... وعدہ کے موافق قطعی جنتی ہی اور جب وہ دوزخ مین گیا تو ہرگز اس صفت پر نہین تھا کیونکہ ہم تو اپنی ظاہری نظر پر اسکو موصوف با این صفات کہتے تھے اور حقیقی علم اُسکا اور اُسکے حال کا اللہ تعالے عالم الغیب والشہادۃ العلیم الخبیر کو ہی پس ہم کو معلوم ہو گیا کہ ہمارا گمان جو اُسکی نسبت تھا غلط نکلا یہی حال یہان ہی کہ ہم نے جسکو متقی خیال کیا وہ اللہ تعالے کے نزدیک متقی نہ تھا کیونکہ حدیث مین ہی کہ التقوی ھھنا یعنی دل کی طرف اشارہ فرمایا کہ تقوی تو یہان ہوتا ہی اور ہم دل کو کیونکر جان سکتے ہین ولیکن اثر و علامت ظاہری سے تو جب ... سے محروم ہی تو معلوم ہو گیا کہ متقی حقیقت مین نہ تھا اور اسیطرح جسکی نیت خالص نکاح سے حفظ عفت و صلاحیت کی جب ہم نے اسکو محتاج ایسا پایا کہ جس سے دین مین نقص ہی تو وہ کبھی خالص نیت والا نہ تھا ۔ فافہم واضح ہو کہ اللہ تعالی

نے نیک نیت سے نکاح والون کو غنی کرنے کا اپنے فضل عمیم سے وعدہ دیا ہی اور [illegible]
نہ ہو کہ مراد اِس سے دنیاوی دولت وثروت ہی بلکہ مراد اِس سے رزق حلال بعد ان دینی معرفت [illegible]
دونون نیک بندون کے دل مطمئن رہین اور یہ اللہ تعالے کا بڑا فضل عظیم ہی اور اکثر اِس سے زیادہ [illegible]
وَاسِعٌ عَلِيمٌ اور اللہ تعالے واسع الفضل آگاہ ہی۔ پس بقدر حاجت یا اُس سے زائد آسکے وسیع [illegible]
لیکن وہ علیم ہی کہ کون کس لائق ہی اور کیا اُسکے حق مین بہتر اور کیا موافق بحکمت الٰہی ہی۔ زمخشری نے ذکر کیا کہ [illegible]
ایک مرد تنگ حال تھا مین نے اسکو کئی سال کے بعد دیکھا کہ وہ خوش حال ہو گیا تو اُسنے مجھ سے بیان کیا کہ میرا حال
تو آپ کو معلوم ہی اور اِسوقت تک مجھے کوئی فرزند عطا نہین ہوا تھا جب پہلا فرزند ہوا تو مجھے فقیری سے کچھ آسودگی ہوئی
جب دوسرا ہوا تو اور بھی بہتری ہو گئی جب تین پورے ہوے تو اللہ تعالے نے مجھپر بہت خوبی جاری کر دی حتی کہ یہ حالت
عمدہ ہو گئی جیسے آپ دیکھتے ہین انتھی مافی الکشاف۔ پھر اللہ تعالے نے آزاد و مملوکون کے نکاح کے بعد ان لوگون کو بیان
کیا جو نکاح نہین پاتے ہین پس۔ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا اور چاہیے کہ عفت کی کوشش
کرین وے لوگ جو نکاح نہین پاتے ہین۔ ف۔ خواہ مرد ہون جیساکہ الذین صیغہ مذکر دلالت کرتا ہی۔ اور خواہ
عورتین ہون کہ وہ مردون کی ذیل مین شمار ہین۔ خواہ آزاد ہون تو نکاح نہ پانا اسوجہ سے کہ بالفعل نان نفقہ و مہر کی قدرت
نہین ہی اور عورت کوئی اِس بات پر راضی نہ ہوئی کہ۔ حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ تک انتظار کرے کیونکہ
بعد نکاح ہو جانے کے تب اللہ تعالے غنا دیتا ہی اور یہ لازم نہین کہ اِسقدر کثیر متمول ہو جاوے کہ مہر وغیرہ بھی ادا ہو سکے
بلکہ آسایش سے بسر اوقات ہی۔ یا عورت بوجہ بدصورتی یا دیگر اسباب فقر وغیرہ کے کسی نے اُسکو نکاح مین نہ لیا۔ خواہ وے
غلام و باندی ہون کہ بوجہ اُنکے آقاؤن نے اجازت نہ دی کیونکہ اجازت مین خرابی تھی۔ بہر حال اُنھون نے نکاح کو نہ پایا تو اُنکو
حکم فرمایا کہ کوشش کے ساتھ عفت رکھین۔ یہانتک کہ اللہ تعالے اُنکو اپنے فضل سے تونگری دیوے بعض نے زعم کیا کہ
ویسا ہی وعدہ اول اللہ تعالے کی مشیت پر تھا ورنہ یہان خود تونگری ہو جاتی اور یہ خیال واہی ہی اسواسطے کہ اسباب نکاح
نہ پانے کے ابتدائی ہین اور تونگری کا وعدہ بعد حصول نکاح و عفت کے ہی اور نکاح نہ پانا صرف فقیری پر منحصر نہین ہی جیساکہ ہمنے
اوپر بیان کر دیا اور حدیث مین ہی کہ اے گروہ شباب جو تم مین سے استطاعت پاوے تو وہ نکاح کرلے کہ وہ آنکھ کی نظر خوب روکنے
والا ہی اور فرج کا اچھا محافظ ہی اور جو کوئی استطاعت نہ پاوے تو اُسپر روزہ رکھنا چاہیے الحدیث۔ اور یہان ایک استنباط
لطیف شیخ ابن کثیر رح نے عکرمہ رح سے نقل کیا کہ اِس سے حرمت غیر منکوحہ کی شہوت سے عفت شامل ہی یعنی کسی عورت
کو دیکھکر خواہش ہوئی اور اُس سے نکاح نہین پاتا ہی پس اگر اُسکی جورو ہو تو اپنی جورو کے پاس چلا جاوے اور اپنی حاجت
پوری کرلے اور اگر اُسکی جورو نہ ہو تو آسمانون و زمین کے ملکوت کو دیکھے یہانتک کہ اُسکو اللہ تعالے غنی کرے [illegible]
نے غلامون و باندیون مین سے مومنین کے نکاح کر دینے کا حکم کیا تو بعد اِسکے اُنکو مکاتب کرنے پر آمادگی [illegible] تعالی
وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ یعنی جو لوگ کہ تمہارے مملوکون [illegible]
خواہ غلام ہون یا باندیان ہون کتابت چاہین۔ فَكَاتِبُوهُمْ تو تم اُنکو مکاتب کردو بعض کے نزدیک حکم [illegible]

[illegible] علمتم فیهم خیراً بشرطیکه تم اُمین خیر پاؤ۔ ف — واضح ہو کہ کتابت
[illegible] اپنے [illegible] دیدے کسی قدر مال پر کہ جب اُسکو ادا کرے تو آزاد ہی خطیب نے لکھا کہ
[illegible] کے غلام نے اپنے مولی سے کتابت چاہی اُسنے انکار کیا پس اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی تو
[illegible] اسکو سو اشرفی پر مکاتب کیا اور اسمین سے دس اشرفیان چھوڑ دین پس غلام نے سب مال ادا کر دیا اور جنگ
[illegible] کے [illegible] مین شہید ہوا۔ اول اسکے ثبوت مین تامل ہی پھر لکھا کہ کتابت مین چار باتین ہین ایک یہ کہ آقا خود مختار ہو
[illegible] اسکو مال کے طور پر کسی کے ساتھ احسان کرنے کا اختیار ہو اور اُسکو ولایت حاصل ہو یعنی مثلاً طفل یا بیوقوف نہ ہو
اور اگر بیماری میں جس سے مرگیا ہی کتابت کر دی تو یہ کتابت میت کے تہائی مال سے محسوب ہوگی۔ دوم یہ کہ مملوک قبول
کرے اور طفل یا مجنون نہ ہو اور اسکے ساتھ کسی آدمی کا حق لازم نہ ہو مثلاً آقا کی طرف سے وہ تجارت کرتا ہو اور اسپر غیرون
کا قرضہ لدا ہو تو اسکی کتابت صحیح نہین ہی۔ سوم باہمی کتابت کا ایجاب و قبول ہو جاوے خواہ لفظ کتابت کے ساتھ ہو یا کسی
دوسری لفظ سے ہو۔ چہارم عوض مالی ہو اور وہ صاف طور سے بیان ہو۔ اور بیان کیا کہ شافعی رح کے نزدیک کتابت مین قسط
ہونا رکن ہی پس بدون قسط ہونے کے فی الحال قرار پاوے تو نہین جائز ہی اور کم سے کم دو قسط ہون اور اسی پر صحابہ رض و تابعین
گذرے ہین پس ضرور ہی کہ عوض کی مقدار و صفت کو اور قسطون کی تعداد کو بیان کرے پس شافعی رح کے نزدیک ایک ہی قسط پر نہین
جائز ہی کیونکہ غلام بالفعل کچھ نہین رکھتا ہی تو فی الحال ادا کرنے کے قرار پر کتابت بیفائدہ ہوگی اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک
خواہ بالفعل ادا کرنے کی شرط ہی یا قسط ہو دونون طرح جائز ہی کیونکہ اللہ تعالے نے قسط کی شرط نہین رکھی ہی اول اور یہ جو خطیب رح
نے کہا کہ بالفعل غلام کی ملک مین کچھ نہین ہی تو جواب یہ کہ اُسکی بہت صورتین ہین کہ کتابت ہوتے ہی فوراً غلام مالک ہو جاوے
مثلاً غلام کا باپ یا بیٹا ایک مرد آزاد ہی کہ کتابت ہوتے ہی اُسنے ادا کر دیا یا غلام کو کسی شخص نے وعدہ دیا کہ جب تو مکاتب ہو جائیگا
اُسی وقت مین تجھے سب مال کتابت دیدونگا تو بیفائدہ کچھ نہین ہی۔ واضح ہو کہ اللہ تعالے نے کتابت کا حکم دیا بشرطیکہ مملوک
مین خیر معلوم ہو۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اللہ تعالی کی طرف سے کتابت کا حکم ہی کہ جب مملوک کتابت چاہین تو تم انکو مکاتب کر دو
بشرطیکہ تم انمین خیر جانو یعنی معلوم کرو کہ اسمین کوئی ہنر و حیلہ ایسا ہی کہ وہ مال کتابت ادا کریگا۔ انتہی پس صرف قدرت کافی ہی
اور بالفعل مال ہونا ضرور نہین ہی۔ اور بعض نے کہا کہ خیر سے مراد مال ہی۔ یہ قول مجاہد و حسن و عطار و ضحاک و طاؤس و مقاتل
سے مروی ہی اور یہ حضرت علی و ابن عباس سے مروی ہی اور ایک روایت ابن عباس رض سے یہ کہ خیر یعنی امانت و وفائے عہد
اور ایک روایت مین ابن عباس رض نے کہا کہ ان علمتم فیهم خیرا یعنی تم یہ جانو کہ تمہارا مکاتب تم کو ادا کردیگا۔ اور ایک روایت
مین کہا کہ تم جانو کہ تمہارے غلام کو کوئی حرفہ و ہنر و حیلہ ہی کہ جس سے وہ اپنی قوت بازو سے ادا کریگا اور اسکا بوجھ مسلمانون پر
[illegible] تو جاصل [illegible] اسکو ایسا نہ کرو کہ ایسے غلام کو مکاتب کرو جو اپنا بوجھ جا کر مسلمانون پر ڈالے اور اُنسے سوال کرکے ادا کریگا بلکہ
[illegible] کر خود حیلہ [illegible] سے کما کر ادا کریگا۔ نخعی رح نے کہا کہ خیر سے مراد دین و امانت ہی اور ایسا ہی حسن بصری سے مروی ہی۔ شیخ
ابن [illegible] نے لکھا کہ قولہ تعالے ان علمتم فیهم خیرا۔ بعض نے کہا کہ خیر یعنی امانت اور بعض نے کہا کہ صدق۔ اور بعض نے کہا کہ مال
اور بعض [illegible] کہا کہ حیلہ و کمائی۔ و یحیی بن ابی کثیر رح نے مرسل روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان علمتم فیهم خیرا

Marfat.com

فرمایا کہ یعنی بشرطیکہ تم انمین کوئی حرفہ جان لو اور انکو لوگون پر بوجھ کرکے مت چھوڑ [illegible]
نے کہا کہ مین کہتا ہون کہ جس شخص نے خیر کی تفسیر مال کے ساتھ کی اور یہ معنی لیے کہ تم ا[illegible]
نہین ہو اسواسطے کہ غلام تو خود اپنے آقا کا مال ہو تو ابھی اسکا مال کہان سے ہوگا تو معنی صحیح [illegible]
وصدق معلوم کرو - اور ابن عبد البر نے کہا کہ اِس سے انکار کیا جاتا ہو کہ یون بولا جاوے کہ تم [illegible]
ہو کہ تم انمین بہتری وصلاحیت ودین جانو اور یہ نہین بولتے کہ ہم اسمین مال جانتے ہین [illegible]
مترجم کہتا ہو کہ یہ بات تو ظاہر بدیہی ہو کہ بالفعل غلام کے واسطے مال نہین ہو تو انمین مال کہان سے [illegible]
کہ جن سلف سے خیر کے معنی مال کے مروی ہین انکی مراد حقیقی معنی نہین کہ بالفعل انمین مال معلوم کرو بلکہ غرض یہ کہ یہ معلوم کرو [illegible]
جو مال ضرور حاصل کرلادیگی گویا کہ مال موجود ہو پس مراد تاکید اس امر کی ہو کہ ایسی بات حرفہ وہنر کی موجود [illegible]
ہو اس جہت سے کہ یہ حرفہ مال لانے والا ضرور ہو - پس معلوم ہوا کہ اقوال مین اختلاف نہین ہو اور مراد خیر [illegible]
نزدیک وہ قدرت وحرفہ وہنر ہو کہ ضرور اس سے مال حاصل ہوگا بنظر غالب حال کے اور یہ نہ ہوگا کہ وہ لوگون [illegible]
اور یہی قول امام ابو حنیفہ ومالک وشافعی رح نے اختیار کیا ہو - پھر اگر آقا نے جان لیا کہ غلام مین خیر ہو اور غلام نے [illegible]
چاہی تو حکم ہو کہ اسکو مکاتب کردو - پھر کیا یہ حکم واجب ہو یا مندوب ہو تو حضرت عمر وابن عباس وعکرمہ وعطاء و[illegible]
بن دینار وضحاک سے مروی ہوا کہ واجب ہو اور اِسی کو ابن جریر نے اختیار کیا اور جمہور کے نزدیک مندوب ہو واجب
نہین ہو کیونکہ یہ غلام کے ہاتھ اُسکے نفس کو فروخت کرنا ہوا اور اجماع ہو کہ اگر غلام کہے کہ مجھے فلان شخص کے ہاتھ فروخت کرد[illegible]
تو فروخت کرنا واجب نہین یون ہی یہان بھی واجب نہین ہو - خطیب رح نے لکھا کہ جمہور وجوب کے قائل نہین ہین اگرچہ
غلام طلب کرے تاکہ ملک کا اثر ندارد نہ ہو بلکہ مندوب ہو جب کہ ایسا مملوک طلب کرے جو متدین امانت دار ہو اور کمائی پر قادر
ہو اور امانت اسواسطے معتبر ہو کہ ایسا نہ ہو جو پاوے وہ خرچ کرڈالے اور مدت تک یون ہی کمایا اور اڑاتا رہے اور مالک کو [illegible]
اور آخر غلام ندکور عاجز ہو کر رقیق ہوجاوے تو کچھ فائدہ اسکو آزادی کا نہ ہوا اور مولی کا مفت نقصان ہوا اور مملوک کی [illegible]
کی قدرت اِسواسطے معتبر ہو کہ وثوق ہو کہ وہ کماکر ادا کریگا اور جب یہ شرطین نہ ہون یا کوئی شرط ناقص ہو تو اس [illegible]
کردینا مباح ہو کیونکہ ایسی صورت مین عتق کی امید قوی نہین ہو - اور واضح ہو کہ مکاتب کرنا کبھی حلال مین گردہ نہین [illegible]
ایسے اسباب خود بخود پیدا ہوجاتے ہین کہ مملوک آزاد ہوجاوے - ہان اگر وہ مملوک کوئی بدذات شریر چور [illegible]
معلوم ہو کہ باوجودیکہ یہ حرفہ وہنر سے خالی ہو لیکن یہ بذریعہ چوری وبدکاری کے کماکر ادا کریگا تو ایسی صورت [illegible]
حرام ہو کیونکہ اس صورت مین اِسکو بدکاری کا قابو دیدیا - انتہی مانی السراج شیخ ابن کثیر رح نے لکھا [illegible]
نزدیک یہ حکم استحباب کا ہو وجوب کا نہین ہو بلکہ آقا کو اختیار ہو کہ جب غلام وباندی مملوک نے مکاتبت [illegible]
یہی شعبی رح وعطاء ومقاتل وحسن بصری سے مروی ہو - اور بخاری رح نے کہا کہ ابن جریج نے کہا کہ مین نے عطاء [illegible]
مین نے اپنے غلام کا مال جان لیا اور اُسنے مجھ سے کتابت مانگی تو کیا مجھ پر واجب ہو کہ مین [illegible]
کہ مین تو یہی جانتا ہون کہ واجب ہو - رواہ عبد الرزاق - اور عمرو بن دینار نے کہا کہ مین نے عطاء [illegible]

[illegible] ی بن انس نے مجھ سے بیان کیا کہ سیرین نے انس رضی اللہ عنہ سے کتابت
[illegible] رضہ نے انکار کیا پس سیرین رحمہ اللہ نے جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا
[illegible] کر دے پس انس رضہ نے انکار کیا تو عمر رضہ نے اسکو درہ سے مارا اور پڑھتے جاتے کہ فکاتبوہم
[illegible] انس رضہ نے سیرین کو مکاتب کر دیا۔ کذا ذکرہ البخاری تعلیقاً۔ وقال ابن جریر حدثنا محمد بن بشار حدثنا
[illegible] سعید عن قتادہ عن انس بن مالک یہ کہ سیرین نے چاہا کہ انس رضہ اسکو مکاتب کر دے پس انس رضہ نے اسکے
[illegible] رضہ نے فرمایا کہ تو ضرور اسکو مکاتب کریگا۔ ابن کثیر نے کہا کہ یہ اسناد صحیح ہے اور ضحاک سے مروی کہ یہ حکم واجب
[illegible] اور یہی امام شافعی رح کے دو قول مین سے اول قول تھا پھر شافعی نے جدید قول مین یہ اختیار کیا کہ حکم کتابت واجب
نہین [illegible] دلیل قولہ علیہ السلام لایحل مال امرء مسلم الا بطیب نفس۔ یعنی مرد مسلمان کا مال حلال نہین مگر بخوشی خاطر۔
اور ابن وہب رح نے مالک سے روایت کی کہ ہمارے نزدیک بات یہ ہے کہ غلام کے مالک پر یہ واجب نہین کہ جب غلام اُس سے
کتابت مانگے تو وہ اسکو مکاتب کر دے اور مین نے پیشواؤن مین سے کسی کو سنا نہین کہ اُسنے غلام کو مکاتب کرنے پر جبر کیا ہو
اور بات یہ ہے کہ یہ اللہ تعالے کی طرف سے لوگون کو حکم واجازت ہے اور واجب نہین ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ جو بخاری رح نے حضرت
عمر رضہ سے سیرین رضہ کا قصہ نقل کیا تو اسکے معنی یہ ہین کہ حضرت عمر رضہ نے انس رضہ کو اس امر مسنون مندوب سے خواہ مخواہ
انکار کرنے پر درہ مار دیا نہ اسوجہ سے کہ وہ واجب ہے بلکہ اسوجہ سے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم لوگون کے واسطے نمونہ [illegible] سنت
صالحہ جاری کرین اور حضرت انس رضہ کو بوجہ تمول کے اُسکی حاجت نہ تھی کہ سیرین کی کمائی سے گزارہ ہو۔ فافہم واللہ تعالے اعلم
شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ جو قول امام مالک کا مذکور ہوا ایسا ہی قول سفیان ثوری وابوحنیفہ وعبد الرحمن بن زید اور زید بن
اسلم وغیرہم کا ہے اور شیخ ابن جریر نے قول وجوب کو اختیار کیا جو کہ ظاہر آیت ہے انتہی۔ بالجملہ خلاصہ یہ کہ مکاتب کرنا غلام و [illegible]
کو جب کہ وہ درخواست کرے اور اسمین خیر معلوم ہو آقا کو مستحب مسنون ہے اور ابوحنیفہ رح کے نزدیک بوجہ عموم آیت کے یہ شرط
نہین کہ کتابت کے اندر اقساط ضرور ہون بلکہ چاہے اقساط ہون یا فی الحال ادا کرنا مال کتابت قرار پاوے دونون طرح صحیح ہے
بجز مال خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو کتابت صحیح ہے اور خطیب شافعی رح نے لکھا کہ واجب ہے کہ مال کتابت مین سے آقا کسی قدر مقدار کو
مال مقررہ مین سے قبل اسکے آزاد ہونے کے چھوٹ دیدے یا مال کتابت کی جنس سے یا دوسری جنس سے کچھ مال اسے
مکاتب کو خود بھی دیدے تاکہ اسکو تمول حاصل ہو اور ادائے کتابت پر معاونت ملجاوے [illegible] چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا وَآتُوهُم
اور تم دیدو ان مکاتبون کو مِّن مَّالِ اللَّهِ اللہ تعالی کے مال سے۔ الَّذِي آتَاكُمْ جو تم کو اُسنے دیا ہے۔ ف [illegible] یعنی
اللہ تعالی نے اپنے فضل سے تم کو مال دیا ہے اس مال سے تم ان مکاتبون کو کچھ دو یعنی تاکہ تمہاری استعانت سے دے لوگ
وہ مقدار ادا کرین جسکے ادا کرنے کے واسطے انھون نے التزام کیا ہے۔ خطیب نے کہا کہ اسی دینے کے معنی مین ہے کہ مقدار کتابت
مین سے کوئی مقدار چھوڑ دے بلکہ بہ نسبت مال دینے کے یہ بہتر ہے کہ مقدار کتابت سے گھٹا دے کیونکہ مال دینے سے مقصود
[illegible] کے آزاد ہونے مین اعانت کیجاوے ولیکن ممکن ہے کہ غلام اس نقد کو پا کر اپنی خواہشون مین صرف کر ڈالے اور آقا
کو اپنے حق مین نہ دے بخلاف اسکے جب مقدار کتابت مین سے گھٹا یا تو قطعی معاونت آزادی مین پائی گئی وا قول شاید

Marfat.com

کہ مراد مال اللہ الذی آتاکم سے وہ مال ہو جو مکاتب کے ذریعے سے اللہ تعالے نے
دیا اور مال کتابت سے کم کرنا دونون اسمین شامل ہین - پھر خطیب نے کہا کہ یہ گھٹانا
مین دینے کے - اول واضح ہو کہ جب آقا نے غلام کو مکاتب کر دیا پھر غلام سے مال کتابت
صورت مین حاکم اس غلام کو پھر رقیق کر دیگا اور مکاتب ہونا باطل کر دیگا - جب یہ معلوم ہوا
وقت جو کچھ تھوڑا بہت مال اس غلام کے قبضہ مین ہو وہ بھی آقا کے پاس لوٹ آویگا کیونکہ غلام جب
بھی آقا کی ملک مین آگیا پس اگر آقا نے اس سے پہلے مال اعانت جو صدقہ ہو دیدیا ہو تو وہ صدقہ غلام
پھر آقا کو واپس ملجائیگا اور صدقہ اپنا خود واپس لینا کراہت ہو لہذا دو وجہ سے بہتر ہو کہ مال معاونت
مرتبہ پر گھٹا دے ازانجملہ ایک وجہ تو یہ کہ وہ آزادی مین معاونت بہت قریب ہو اور دوم یہ کہ اگر غلام عاجز ہو
اپنے پاس واپس آنا لازم نہ آویگا - ولیکن اگر اول مین دینے سے یہ مقصود ہو کہ غلام اس مال کے ذریعہ سے تجارت کر کے مال کتابت
حاصل کر کے قسط ادا کرنے مین معاونت پاوے تو اس صورت مین اول دینا بہتر ہو چنانچہ روایت ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
اپنے غلام ابو امیہ نام کو مکاتب کیا اور یہ پہلا غلام ہو جو اسلام مین مکاتب کیا گیا تھا پھر یہ اپنی پہلی قسط لایا تو حضرت عمر رض نے
یہی اس غلام کو دیدی اور کہا کہ اسکے ذریعہ سے اپنے مال کتابت ادا کرنے مین استعانت حاصل کر تو اُسنے کہا کہ اے امیر المؤمنین
اگر آپ اسکو آخری قسط پر دیدیتے تو فرمایا کہ شاید مجھے وہ وقت میسر نہ آوے - یعنی مین اُسوقت تک زندہ نہ رہون تو مجھ سے اللہ تعالیٰ
کے ارشاد کی تعمیل رہجاوے - پھر کل مال کا چہارم گھٹا دینا بہتر ہو اُسکو نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہو اور اگر اسقدر پسند خاطر نہ ہو سکے تو
ساتوان حصہ کم کر دے اُسکو امام مالک نے حضرت ابن عمر رض سے روایت کیا ہو - اول یہ سب تو اس بنا پر ہو کہ آتوہم من مال اللہ - الخ
کا حکم صرف آقاؤن کو ہو یعنی آقا خود مکاتب کو مال دے اور امام ابو حنیفہ رح نے کہا کہ کچھ تخصیص آقاؤن کی نہین ہو بلکہ تمام مسلمانون کو ہو
یعنی تمام مسلمانون پر واجب ہو کہ مکاتبون کی اعانت کرین اپنے مال سے جو اللہ تعالے نے انکو دیا ہو اور جو اللہ تعالیٰ نے بیت المال
کر دیا ہو کقولہ تعالیٰ وفی الرقاب یعنی گردنون کے آزاد کرنے مین صرف کرو - اور یہی ارجح ہو واللہ تعالیٰ اعلم - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا
کہ قولہ تعالے اتوہم من مال اللہ الذی آتاکم - مفسرین نے اسمین اختلاف کیا ہو بعض نے کہا کہ یعنی کتابت مین سے کچھ طرح دیدو
پس بعض نے کہا کہ بقدر چوتھائی کے اور بعض نے بقدر تہائی کے اور بعض نے بقدر نصف کے اور بعض نے کہا کہ کتابت
مین سے کوئی جزو ہو کچھ محدود نہین ہو - اور دوسرے علماء نے کہا کہ نہین بلکہ مراد اس سے وہ مال ہو جو کہ اللہ تعالے نے
اموال زکوٰۃ سے انکا حصہ مقرر کیا ہو یعنی قولہ وفی الرقاب - یہی قول حسن بصری و زید بن اسلم و عبد الرحمن بن زید بن اسلم
بن حیان کا ہو اور اسی کو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہو - ابراہیم نخعی نے اس آیت مین کہا کہ یہ سب لوگون کو
آمادگی دلائی خواہ آقا ہو یا کوئی اور ہو اور یہی قول بریدہ بن الحصیب اسلمی کا ہو اور یہی قول قتادہ رح کا ہو اور ابن عباس
تفسیر مین فرمایا کہ یہ اللہ تعالے نے مومنون کو حکم کیا ہو کہ گردنین آزاد کرنے مین اعانت کرین - اور سابق مین حدیث
تین شخص ہین کہ اللہ تعالے پر انکی اعانت حق ہو ازانجملہ ذکر فرمایا ایسے مکاتب کو جو ادا کرنا چاہتا ہو - ابن ابی حاتم
عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث اپنے غلام ابو امیہ کو مکاتب کرنے کی مانند مذکورہ بالا کے لکھی اور اُسکے بعد کہا

Marfat.com

... غلام کو مکاتب کرتے تو اسکے ادائی اقساط سے کچھ کم نہین کرتے تھے بخوف اسکے کہ شاید وہ عاجز ہو کر ... پاس واپس آجائیگا لیکن جب اُسکی قسط آخری پہونچتی تو جس قدر چاہتے اُس سے گھٹا دیتے تھے - ابن ... نے کہا کہ وآتوھم الخ یعنی اُنکی مکاتبت مین سے گھٹا دو یہی قول مجاہد و عطاء و قاسم بن ابی بزہ و عبد الکریم ... کا ہی و محمد بن سیرین نے کہا کہ سلف رضہ کو مرغوب تھا کہ اپنے مکاتب کے مال کتابت مین سے کچھ چھوڑ دین - ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضہ سے مرفوع روایت کی کہ چہارم کم کردو - قال ابن کثیر مرفوع منکر ہی اور اشبہ یہ کہ حضرت علی رضہ کا قول ... - اور سیوطی رحہ وغیرہ نے ذکر کیا کہ ابن عمر رضہ مکروہ رکھتے کہ ایسے غلام کو مکاتب کرین جسکو کوئی حرفہ نہین آتا اور کہتے کہ ... لوگون کے میل کچیل سے کھلا دیگا - جمل نے حاشیہ جلالین مین لکھا کہ یہان حکم واسطے وجوب کے ہی - والحاصل اللہ تعالی نے والیان اسلام و اہل ایمان و آقاے مملوک سب کو حکم وجوب دیا کہ مملوکون کی گردنین آزاد کرنے مین معاونت کرین پس بیت المال سے جو حصہ مکاتبون کی گردنین آزاد کرنے کے لیے ہی وہ دینا واجب کیا - یہی قول امام ابو حنیفہ رحہ کا ہی اور احادیث و آثار سلف اُسکے موید ہین اور آیات حجت ہین واللہ تعالی اعلم پھر جب اللہ تعالے نے آقاؤن کو صالحین مملوکون کے نکاح کر دینے پر اور اُنکو آزاد کرنے اور اسلام بنانے پر تحریض فرمائی تو قطعی تہدید کے ساتھ منع کر دیا اس رسم سے جسکو جاہلیت کے زمانہ والے مشرک کافر کرتے تھے چنانچہ فرمایا وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ فتیات جمع فتاۃ بمعنی باندی اور فتی معنی غلام جیسا کہ حدیث مین ہی کہ تم مین کوئی نہ کہے کہ میرا عبد اور میری امت - بلکہ کہے میرا فتی اور میری فتاۃ - اور حدیث مین ہی کہ تم سب اللہ تعالی کے عبید ہو یعنی عبد فقط اللہ تعالی کا ہی اور تم سب اللہ تعالے کی اماء ہو یعنی عورتین سب اللہ تعالی کی لونڈیان ہین - بالجملہ غلام کو فتی کہو اور لونڈی کو فتاۃ کہو - چنانچہ اللہ تعالی نے خود یہان اسی بول چال کا اشارہ فرمایا اور معنی یہ کہ مت اکراہ کرو اپنی فتیات کو عَلَى الْبِغَاءِ زناکاری پر - دراصل فتی و فتاۃ تو جوان ہی - اور بغاء عورت کا زناکاری کرنا اور یعنی وہ عورت جو کسبی بدکار ہو - حاصل یہ کہ تم اپنی لونڈیون کو زبردستی مجبور نہ کرو بدکاری کر کے کمائی کرنے پر - إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا اگر یہ لونڈیان چاہین تحصن یعنی عفت کو - لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا تاکہ تم طلب کرو متاع حیات دنیا کو - یعنی اس لالچ پر کہ لونڈیون کی کمائی سے تم کو حرامکاری کی خرچی و کسب کا روپیہ ملے اور اگر اُسکے پیٹ رہجاوے تو اُسکا بچہ تم کو ایک غلام ملجاوے اور اگر کسی شریف کا نطفہ ہو تو وہ بہت سا روپیہ دیکر وہ بچہ تم سے لیجاوے اور تم کو اسمین تمہارے زعم ناقص پر سرداری و فخر ہو کہ فلان سردار کی اتنی لونڈیان کمائی کرتی مین پس اس لالچ پر تم اُنکو اکراہ مت کرو اگر وے عفت چاہین - اگر کہا جاوے کہ کیا اگر وے عفت نہ چاہین تو اُنکو زنا پر اکراہ جائز ہی - جواب یہ کہ نہین نہین بلکہ بات یہ ہی کہ زنا کرنا حرام اور زنا کرانا حرام تو لونڈیون سے زنا کرانا حرام قطعی ہی لیکن وے خود زنا کرین تو مالک پر کیا قصور ہی تو مالک پر قصور صرف اُسی قدر ہی کہ وے زنا نہ کرین اور مالک اُنکو زمانہ جاہلیت کے طور پر زبردستی کسب کرانے پر مجبور کرے تو قولہ لا تکرہوا یہان اکراہ کرنے سے منع کیا اور اکراہ اُسی وقت ہو سکتا ہی کہ جب لونڈی خود عفت چاہے ورنہ اکراہ نہین ہو سکتا کیونکہ جب لونڈی خود فجور کرے تو کسی کے اکراہ کرنے کے کچھ معنی نہین ہی ... نے کہا کہ قولہ ان اردن تحصنا کی شرط اس حالت کا بیان ہی جسپر زمانہ جاہلیت والے تھے کہ وے باندیون کو زبردستی ... مجبور کرتے تھے حالانکہ وے بیچاریان عفت چاہتی تھین - اور بعض نے کہا کہ یہ شرط اکثری حال کے طور پر ہی

کیونکہ اکثری حال یہی ہی کہ اکراہ جب ہی ہوتا ہی کہ ارادہ تحصن کا ہو۔ پس حاصل کلام یہان یہ ہوا
عورتون سے جماع حرام کیا پس اگر کسی کی لونڈی زنا کرے تو اسپر حد مارے اور چاہیے کہ غلام و باندی
زمانہ جاہلیت کی طرح انکی کمائی زنا کرا کر مت کھاؤ اور نہ انکو زناکاری پر مجبور کرو جب کہ وے عفت چاہین کیونکہ اگر
اور زنا کرین تو اُسکی حد زنا او پر مذکور ہو چکی ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ زمانہ جاہلیت مین جب کسی کی باندی ہوتی
کہ جا کر زناکاری کرے اور اسپر کچھ مال باندہ دیتا کہ دو روز یا چار روز مین اسکو دیا کرے پس جب اسلام آیا تو اللہ تعالے
اور فجور سب حرام کر دیے اور اس آیت کے سبب نزول مین بہت سے سلف رح نے ذکر کیا کہ ابن ابی بن سلول منافق کے حق مین ہی
کیونکہ اسکی لونڈیان تھین اور وہ اُنپر جبر و تعدی کرتا کہ اُنکے کسب سے دخرچی سے مال حاصل کرے اور انکی اولاد ہو تو غلام
پڑھین۔ انتہی اور خطیب نے سراج مین لکھا کہ اس منافق کی چھ باندیان تھین معاذہ و مسیکہ و امیمہ و عمرہ و اروی و قتیلہ۔ اور زمانہ
جاہلیت والے لونڈیون کی خرچی سے مال لیتے اور جب اسلام آیا تو معاذہ سے مسیکہ نے کہا کہ ہم جس حال مین پڑے ہین یہ بہتر
ہو تو بھی ہم نے بہت کچھ کر لیا ورنہ اب تو یہ وقت ہی کہ ہم اسکو چھوڑ دین۔ اور روایت ہی کہ دو باندیان آئین ایک نے اُسکو بُرد دیا
اور دوسرے نے دینار دیدیا اُسنے کہا کہ تم واپس جا کر پھر زناکاری کرو انہون نے کہا کہ ہم تو واللہ نہین کرینگے اللہ تعالی نے زنا حرام
کر دیا ہی اُسنے زبردستی مارا۔ قال المترجم واقعہ واللہ اعلم یہ کہ اللہ تعالی نے زنا حرام کیا اور اہل اسلام مرد و عورتین اسکی فحش و
قبیح ہونے سے بیزار ہوے اور جو عورتین کسبیان تھین وے خوار ہوئین کیونکہ زانیہ سے وطی کرنے والا مشرک کافر یا منافق اور
یون ہی زناکار مشرک و کافر کو بھی کوئی عورت نہ ملی سواے زانیہ یا مشرکہ کے۔ چونکہ ابن ابی بن سلول منافق تھا اُسنے دل سے
تو کچھ اعتقاد نہ کیا اور اس نجس نے زناکاری کی نجاست کو مرغوب رکھا اور موافق جاہلیت کے مال حرام کی ہوس مین اپنی لونڈیون
کو زناکاری کرنے کو کہا اور وے اسلام لائی تھین انہون نے انکار کیا تو اُسنے انکو مارا اور زبردستی مجبور کیا آخر وے خوف الٰہی
سے بہت پریشان ہوئین اور انہون نے پھر جو کچھ مارپیٹ کے بعد کمایا تھا لا کر منافق مذکور کو دیدیا اور انکار کیا کہ ہم اسکو ہرگز نکرینگے
اللہ تعالے نے زنا حرام کر دیا ہی اور انمین سے دو باندیون نے بذریعہ حضرت ابو بکر رض کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت
کی اور اپنے ایمان کی بربادی واس گناہ کرنے کا خوف عرض کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کے قبضہ سے نکال لینے کا حکم
دیا چنانچہ ابن کثیر رح نے سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہی اور صحیح مسلم مین جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ ابن ابی بن سلول کی
ایک باندی تھی اس سے کہتا کہ جا کر بغی کر کے ہمارے لیے کچھ لا اور وہ بُرا جانتی تو اُسپر زبردستی کیجاتی تھی پس اللہ تعالی نے یہ آیت
نازل فرمائی۔ ورواہ سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ وغیرہم اور بزار وغیرہ نے حضرت انس رض سے اسکے مانند روایت کی۔ اور صحیح مسلم
کی دوسری روایت جابر رض مین ہی کہ ابن ابی بن سلول منافق کی ایک چھوکری مسیکہ تھی اور دوسری کا نام امیمہ تھا دونون کو زنا
کاری پر مجبور کرتا پس دونون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی۔ شیخ السیوطی رح
نے آثار نقل کیے۔ چنانچہ بزار نے زہری سے روایت کی کہ ابن ابی منافق کی چھوکری معاذہ نام تھی اسکو زناکاری کے
لیے مجبور کرتا جب اسلام آیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اقول گویا معنی یہ کہ اسلام مین بعد ممانعت زنا کے ابن ابی نے
پر اکراہ کیا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور جابر رض کی روایت مین نام مسیکہ ہی اور جابر سے

[illegible] اسکو منافق مذکور زبردستی مجبور کرتا اور وہ انکار کرتی تھی - رواہ النسائی والبزار عن جابر نحوہ - وصحح
[illegible] روایت میں اعمش نے کہا کہ مجھ سے یہ حدیث بیان کی ابوسفیان طلحہ بن نافع نے تو شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ
[illegible] نے سنا اور طلحہ کی کتاب سے روایت نہیں کی جیسا کہ بعض نے وہم کیا حکاہ البزار - اور ابو داؤد وطیالسی نے
[illegible] روایت کی کہ ابن ابی منافق کی ایک باندی تھی جو جاہلیت میں زنا کیا کرتی تھی جس سے کئی اولاد ہوئیں جب
[illegible] نے کہا کہ اب تو زنا نہیں کرتی اُسنے کہا کہ واللہ اب میں نہیں بدکاری کرونگی تو اُسنے مارکر اُسپر زبردستی
[illegible] تعالے نے یہ آیت اتاری - اور بزار رح نے انس رض سے مانند روایت زہری رح کے روایت کی اور اُنہین
[illegible] اور عبد الرزاق کی روایت مین ہی کہ وہ بوجہ اسلام کے انکار کرتی اور منافق مذکور اُسکو مارتا تھا اور مانند
[illegible] ومقاتل وغیرہم سے مروی ہی - مترجم کہتا ہی کہ مجموعہ روایات سے معلوم ہوا کہ ابن ابی بن سلول منافقون
[illegible] بعد نزول آیات وحرمت زنا کے اپنی چھوکریون سے مال حاصل کرنے کے لیے اُنپر زنا کے لیے زبردستی
[illegible] اور زبردستی زنا کرایا جب اُنمین سے دو چھوکریون نے حضرت ابوبکر رض سے شکایت کی آپ نے حضرت صلی اللہ
[illegible] سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ منافق مذکور کے قبضہ سے نکال لے جاوین منافق مذکور نے لوگون
[illegible] فریاد کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا مال چھینے لیتے ہین - پھر اللہ تعالے نے یہ آیت اُتاری - ولا تکرہوا فتیاتکم
[illegible] البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیات الدنیا یعنی دنیاوی متاع کے واسطے اپنی چھوکریون کو حرامکاری کرنے
[illegible] پر مجبور نہ کرو اگر وے عفت چاہتی ہین یعنی کسی حال مین اُنکو اکراہ کے ساتھ مجبور نہ کرو مال کے لالچ سے خصوص
[illegible] کہ وے تحصن وعفت چاہتی ہین - اور مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک واللہ اعلم اس شرط کے معنی یہ ہین کہ
[illegible] نے عفت چاہی اور منافق نے اُنکو مال کے لالچ سے حرامکاری پر مجبور کیا تو اکراہ کی صورت پیدا ہو گئی اور
[illegible] یہ ہی کہ ایک نے اپنی باندی کو زنا کرنے پر اکراہ کیا پس اگر اُسنے ہاتھ پاؤن باندھے یا تلوار نکالی اور مجبور کر دیا تو وہ
[illegible] ہی اور اگر اُسنے ایسا نہ کیا صرف دھمکی دی اور اُسنے جاکر باہر اپنے اوپر قابو دیدیا تو وہ راضیہ ہی مجبورہ نہیں ہی اور اگر
[illegible] ارادہ مین عفت ہی اور آقا سے خبیث نے اُسکو مارکر مجبور کیا تو وہ مجبورہ ہی لہذا بیان فرمایا کہ لاتکرہوا فتیاتکم علی البغاء
[illegible] کو بغاء پر مجبور نہ کرو - ان اردن تحصنا - اگر اُنھون نے عفت چاہی اور عزم رکھا پھر تم نے زبردستی کی تو اُنکے عزم عفت
[illegible] اکراہ ہو جائیگا - وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور جس نے اُنکو
[illegible] تعالے نے اُنکے اکراہ کے بعد غفور رحیم ہی - یعنی جب اکراہ سے ان باندیون سے زنا صدور ہوا ہی تو اللہ تعالی اُنکے واسطے
[illegible] اور یہان سے یہ بھی نکلتا ہی کہ جس نے اکراہ کیا ہی اگر نادم ہو کر توبہ کی تو اسکے واسطے بھی مغفرت کی امید ہی اور ظاہر بوجہ اسکے کہ وہ
[illegible] بعد علم منصوص کے کرے تو گناہ سخت ہی - حاصل یہ کہ اللہ تعالی نے منافق مذکور کی چھوکریون کے حق
[illegible] کہ وے عفت چاہتی تھین اور اظہار فرمایا کہ اگر اُنھون نے ارادہ عفت کیا تو اکراہ کا تحقق ہوا اور رضی اللہ تعالی عنہ
[illegible] سے روایت ہی کہ اُنکا گناہ اُسپر ہی جس نے اُنکو مجبور کیا - یہی قول مجاہد وقتادہ وعطا خراسانی واعمش کا ہی
[illegible] نے کہا کہ مغفرت ورحمت تو واسطے اُنہین مجبورہ باندیون کے واسطے ہی - زہری رح نے کہا کہ جسپر یہ مجبور کی گئین

Marfat.com

وہ اللہ تعالی نے بخشدیا۔ زید بن اسلم نے کہا کہ مجبورہ باندیون کے واسطے اللہ تعالی کی مغفرت
اپنی تفسیر مین حکایت کیا۔ اور ابن مسعود رضہ نے بھی اس تفسیر کو صریح بیان سے اشارہ
ورحمت ہی اور انکا گناہ اسپر ہی جس نے انکو مجبور کیا۔ اور حدیث مرفوع مین ہی کہ
کیے جاوین۔ واضح ہو کہ اسپر اجماع ہی کہ زنا کی اجرت حرام خبیث ہی اور یہ جو بعض لوگون
جائز ہی یہ جہل ہی کیونکہ منصوص ہی کہ مہر البغی خبیث۔ زنا کی اجرت خبیث ہی وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ
اور ہم نے تمہارے جانب آیات واضحات نازل کر دیے ہین یعنی قران وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ
خبرین گذری امتون کے اور جو کچھ انکا حال ہوا جب کہ انھون نے اللہ تعالے کے حکمون سے مخالفت کی وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ
اور متقیون کے واسطے نصیحت ہی یعنی جس نے اللہ تعالی سے تقوی کیا اور محارم سے بچا بخوف الٰہی اسکے لیے نصیحت ہی
بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اس قران مین تمہارے درمیان کا حکم ہی اور اگلون کے انجام کار کی خبر ہی اور پچھلون کے
مین یہ کلام فیصل ہی کہ ہزل نہین ہی جس سرکش نے اسکو چھوڑا اللہ تعالے نے اسکی پیٹھ توڑی اور جس نے اسکے سوا ہدایت
اللہ تعالی نے اسکو گمراہ کیا۔ ف فی العرائس قولہ تعالے ان تکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ۔ تونگری و فقیری دراصل دونون
ایسے ہین کہ اللہ تعالے سے شاغل ہین بندہ کو غافل بناتے ہین مگر جب کہ تونگری بدل ہو اور اسی جہت سے حدیث مین ہی کہ الغنی غنی
النفس۔ تونگری بدل ہی بمال بعض مشائخ نے کہا کہ جس نے صحیح طور پر اللہ تعالی کی طرف اپنا محتاج ہونا جانا تو اللہ تعالی کے ساتھ مستغنی کیا
قولہ فکاتبوہم ان علمتم فیہم خیرا بعض مشائخ نے یہان سے اشارہ لیا کہ جب بندہ مومن اپنے نفس کے قیود سے رہا ہونا چاہے تو مشائخ کو چاہیے کہ
کہ اسمین خیر دیکھین اور وہ توحید و معرفت و توکل در ضا و قناعت و صدق عمل اور وفائے عہد ہی پس جن مریدین میں یہ باتین جمع ہون تو انکو
اجازت دیدین کہ استقلال کے ساتھ اپنے امور مین تصرف کرے اور حقوق اسلام ادا کرے اور منافع تجارات حیات دنیا کا و سے

پھر اللہ عزوجل نے اپنے کمال وجمال کیطرف اشارہ کیا۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ

اللہ روشنی ہی آسمانون کی اور زمین کی کہاوت اسکی روشنی کی جیسے ایک طاق اسمین ایک چراغ ہی چراغ دھرا

زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ

ایک شیشے مین شیشہ جیسے ایک تارا ہی چمکتا تیل جلتا ہی اسمین ایک درخت برکت کے سے زیتون ہی

لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ

نہ سورج نکلنے کی طرف نہ ڈوبنے کی طرف لگتا ہی اسکا تیل کہ سلگ اٹھے ابھی نہ لگی ہو اسکو آگ

يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ

اللہ راہ دیتا ہی اپنی روشنی کی جسکو چاہے اور بتاتا ہی اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

جانتا ہی

Marfat.com

[illegible] تفسیر یا تو بہت ظاہر ہی یا وہ بہت خفی ہی اور ہر صورت مین بے مثل اور بے مثال ہی [illegible] نور ایمان سے منور ہی اور آیت کریمہ مین اللہ تعالیٰ کے بے مثل و بے مانند اور تمام مخلوق کی [illegible] بیان ہی کہ وہان عقل و وہم عاجز ہین اور مومن کا دل ہی اپنے رب عزوجل کا عارف ہی [illegible] محروم ہین و اعوذ باللہ من الکفر والنفاق حتی یتوفانی اللہ تعالیٰ و اسئلہ الایمان للدوام و ہو بی قریب [illegible] تفسیر اسکی مترجم نے ائمہ مفسرین سے نقل کی تاکہ اہل ایمان اپنے اپنے نور کے مراتب پر فہم و نور پر نور [illegible] مین اللہ تعالیٰ التوفیق۔ فرمایا کہ۔ **اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** کلام کے ظاہر معنی یہ ہین کہ [illegible] نور ہی آسمانون و زمین کا۔ ف۔ نور کے کیا معنی ہین اور اللہ تعالیٰ کو نور کہہ سکتے ہین یا نہین تو بیضاوی [illegible] نے کہا کہ نور در اصل ایک کیفیت ہی کہ اُسکو باصرہ ادراک کرتی ہی یا نہین کرتی ہی اور اِس نور کے واسطے سے دیگر مبصرات [illegible] ادراک کرتی ہی جیسے وہ کیفیت جو آفتاب و ماہتاب سے اُنکے محاذی اجسام کثیفہ پر حاصل ہوتی ہی اور نور کے یہ معنی تو اللہ تعالیٰ پر نہین اطلاق ہو سکتے ہین مگر جب کہ مثلاً یہان مضاف مقدر ہو یعنی ذو نور السموات۔ صاحب ہی نور آسمانون و زمین کا یعنی خالق نور ہی خطیب نے کہا یعنی بطریق مجاز اطلاق کیا جاوے۔ مترجم کہتا ہی کہ اِسمین تو شبہہ نہین کہ نور کے یہ معنی اللہ تعالیٰ کے واسطے نہین بولے جاتے ہین ولیکن حجۃ الاسلام غزالی نے کہا کہ نور درحقیقت نام ہی ایسی چیز کا جو اپنی ذات مین ظاہر ہو اور دوسری چیزون کے ظاہر کرنے والی ہو پس اللہ تعالیٰ اِس صفت کے ساتھ موصوف ہی۔ اِس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اللہ پر نور کا اطلاق بطریق حقیقت صحیح ہی ولیکن معنی نور کے یہ ہین نہ وہ جو بیضاوی نے بیان کیے اور یہی تحقیق صحیح ہی اور خود قرآن پاک مین نور کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر موجود ہی اور احادیث صحیحہ مین بھی آیا ہی چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات مین اُٹھتے تو فرماتے اللھم لک الحمد انت نور السموات والارض ومن فیھن ولک الحمد انت قیوم السموات والارض ومن فیھن الحدیث۔ رواہ البخاری ومسلم۔ اور احادیث و آثار بہت ہین چنانچہ چند مذکور ہونگے۔ ولیکن چونکہ جوالیقی اور ایک گروہ فرقہ گمراہ مجسمہ کا کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ ایک جسم ہی نہ مانند اجسام کے اور نور ہی نہ مانند انوار کے۔ اور یہ قول گمراہی ہی لہٰذا علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے عوام کے خیال سے اُسکو منع کر دیا کہ اللہ تعالیٰ پر نور کا اطلاق کیا جاوے کیونکہ وے نور کے حقیقی معنی جو حجۃ الاسلام غزالی رح نے ذکر کیے ہین نہ سمجھینگے کیونکہ اُنکی نظرین نور کے معنی روشنی کے تبادر ہو رہے ہین اور عوام تو درکنار رہے دیکھو علامہ بیضاوی نے یہی معنی روشنی کے ذکر کیے لہٰذا اسلف نے بھی ایک نوع کی تاویل کر دی اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ اللہ نور السموات والارض۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی یعنی ہادی ہی آسمانون و زمین کا یعنی اہل سموات وارض کا ہادی ہی۔ اور ایک روایت مین مجاہد و ابن عباس سے [illegible] یعنی مدبر کرنے والا ہی آسمانون و زمین کے امر کا کہ اُنکے واسطے آفتاب و ماہتاب و ستارے پیدا کر دیے۔ ابن جریر نے انس [illegible] سے روایت کی یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ میرا نور ہدایت ہی اسی قول کو ابن جریر نے اختیار کیا۔ اقول شیخ محلی رح [illegible] تفسیر میں کہا یعنی منور کرنے والا ہی آسمانون و زمین کا خطیب نے لکھا کہ ابی بن کعب و حسن بصری و ابو العالیہ نے کہا یعنی [illegible] والا ہی آسمانون و زمین کا پس آسمانون کا زینت دینا سورج و چاند و ستارون سے ہی اور زمین کا زینت دینا انبیا و

علماء و مومنوں سے ہے۔ اور ضحاک کے قول میں بھی اسی کے مانند ہے سوائے [illegible]
آسمانوں کا ملائکہ کے ساتھ اور زمین کا انبیاء و علماء و مؤمنین کے ساتھ۔ مَثَلُ نُوْرِهٖ [illegible]
یعنی مثل اسکے نور کی مومن کے دل میں۔ ابی بن کعب نے فرمایا کہ وہ مومن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible]
اسکے سینہ میں قرآن دیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے مثل بیان فرمائی تو پہلے اپنے نور کو ذکر فرمایا اور [illegible]
ایسے بندہ کے مثل بیان فرمائی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لایا بقولہ مثل نورہ۔ یعنی مثل نور [illegible]
ایمان لایا ہے۔ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ جیسے مشکوٰۃ جس میں مصباح ہے۔ ابی بن کعب یوں ہی [illegible]
نورہ مثل نور من آمن بہ۔ پس وہ مومن ہے کہ جسکے دل میں ایمان و قرآن رکھا ہے۔ یوں ہی سعید بن جبیر [illegible]
عباس رضہ سے روایت کی کہ ابن عباس رضہ نے بھی یوں پڑھ دیا مثل نور من آمن باللہ۔ اور ضحاک رح نے [illegible]
والارض۔ یعنی نور بفتح نون و تشدید واو و فتح راء بصیغہ ماضی از تنویر یعنی منور کر دیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں [illegible]
یہی قرأت زید بن علی و ابو جعفر رحمہما اللہ تعالیٰ سے مروی ہے۔ ولیکن مطلب بہرحال ایک ہے کیونکہ مثل نورہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ
کی طرف راجع ہے۔ شیخ نے لکھا کہ سدی رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہو گئے آسمان و زمین۔ اور محمد بن اسحاق نے
سیرت میں حدیث روایت کی کہ ابتداء میں جب آپ سے اہل مکہ منحرف ہوئے اور آپ طائف کو گئے اور وہاں لوگوں نے
انکار کیا بلکہ آپ کو ایذا دی تو آپ نے دعا کی اور اپنی دعا میں فرمایا۔ اعوذ بنور وجھک الذی اشرقت لہ الظلمات وصلح
علیہ امر الدنیا والآخرۃ ان یحل لی غضبک او ینزل لی سخطک لک العتبی حتی ترضی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یعنی میں نے پناہ
لی تیرے نور وجہ کے ساتھ جسکے واسطے تاریکیاں جگمگانے لگیں اور جس پر امر دنیا و آخرت ٹھیک ہو گیا ہے اس بات سے کہ مجھ
پر تیرا غضب اترے یا تیری ناخوشی آوے تیرے ہی بارگاہ پر میری پناہ ہے یہانتک کہ تو راضی ہو اور کوئی قوت و طاقت نہیں
سوائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کے۔ اور ابن مسعود رضہ کہا کرتے کہ تمہارے رب عز و جل کے یہاں رات و دن نہیں ہے
اور نور عرش اسکے نور وجہ سے ہے۔ وعلی ہذا قولہ مثل نورہ کی ضمیر راجع بجانب حق عز و جل ہے اور ابن عباس رضہ نے کہا کہ مثل اسکے
ہدایت کی مومن کے دل میں۔ یا ضمیر راجع بجانب مومن ہو اگرچہ مذکور نہیں ولیکن سیاق کلام دلیل ہے [illegible] نور سموات و
میں نور ارض مومنین سے ہے تو مثل نور مومن کی کمشکوٰۃ فیہا مصباح۔ پس تشبیہ دی قلب مومن کو مشکوٰۃ [illegible] نورانیت
کے ساتھ یعنی جوہری قندیل کے ساتھ اور قرآن و ایمان کو زیت مصفّٰی کے ساتھ۔ اور ابن عباس رضہ [illegible]
ہے کہ مشکوٰۃ وہ جگہ قندیل کی جہاں بتی رکھی جاتی ہے اور یہی مشہور بھی ہے اسی واسطے کہا کہ فیہا مصباح [illegible]
روشن ہوتی ہے۔ اور عوفی کی روایت ابن عباس رضہ میں ہے کہ مشکوٰۃ وہ طاقچہ جس پر چراغ رہتا ہے [illegible]
اپنی طاعت کی بیان فرمائی سو اپنی طاعت کو نور کہا پھر اسکے متعدد اقسام بیان فرمائے [illegible]
معنی کئے اور یہ بھی مجاہد سے روایت ہے کہ مشکوٰۃ وہ لوہے کی چیز جس سے قندیل لٹکائی جاتی ہے [illegible] قول [illegible]
مشکوٰۃ وہ جگہ قندیل کی جہاں بتی رہتی ہے اسی واسطے کہا کہ فیہا مصباح کیونکہ مصباح وہ فتیلہ [illegible]
نے کہا کہ مصباح نور اور وہ سینہ کا قرآن و ایمان ہے۔ ہذا تلخیص ما فی تفسیر الحافظ [illegible]

[illegible] ایک مشکوۃ وہ طاق جس پر چراغ ہوتا ہی اور کہا گیا کہ اصل مین مشکوۃ وہ ظرف جسمین [illegible] ذکر کیا گیا کہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کہا کہ دلائل قران کیونکہ دلیل کو نور کہتے ہین اقول قران کو [illegible] انزلنا الیکم نور امبینا اور اولی معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے نور سموات وارض ہی اُسکے نور کے مثل ہر مومن [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین جیسے قندیل کے اندر موضع فتیلہ جس مین مصباح یعنی فتیلہ روشن ہی۔ [illegible] یہ نور مصباح چمک رہا ہی ایک آبگینہ مین یعنی جوہر صاف شفاف مین۔ حضرت ابی بن کعب اور ستون [illegible] کے قلب کی مثال ہی۔ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ اور یہ زجاجہ یعنی قلب مومن گویا کوکب [illegible] ہو کہ ابو عمرو اور کسائی نے دری بکسر دال و آخر ہمزہ پڑھا اور یہ بالضم بھی آیا ہی ولیکن فرا و زجاج ابو عبید نے [illegible] آخر ہمزہ سے انکار کیا۔ ماخوذ از درء بمعنی دفع ہی تو کوکب دری یعنی ستارہ مدفوع کہ زیادہ روشن ہوجاتا ہی یا بمعنی [illegible] تاریکی کو دور کرنے والا۔ پس حاصل یہ کہ وہ زجاجہ اپنے نور کے ساتھ گویا ایک کوکب روشن تاریکی دور کرنے والا ہی۔ [illegible] دری بضم اول بدون آخری ہمزہ کے منسوب بجانب در پڑھا یعنی یہ زجاجہ اپنے نور کے ساتھ صفائی و نور مین گویا [illegible] کا ہی۔ ابی بن کعب رضہ نے فرمایا کہ دری ہی یعنی روشن ہی اور قتادہ نے کہا صاف روشن ہی۔ يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ روشن کیا جاتا ہی درخت مبارک زیتونہ سے۔ یعنی اُسکے واسطے روغن جو پہونچتا ہی تو درخت مبارک زیتون کا تیل پہونچتا ہی۔ کہا گیا کہ اصل اِس مبارک کی اخلاص و توحید ہی۔ پھر اِس شجرہ مبارک زیتونہ کی صفت جس سے تیل پہونچتا ہی کہ جسکے ساتھ ایقاد ہی بیان فرمائی بقولہ۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ نہ وہ شرقیہ ہی اور نہ غربیہ ہی۔ یہان دو احتمال ہین۔ اول اینکہ یہ صفت زجاجہ منورہ کی ہی کہ نہ وہ شرقیہ ہی نہ غربیہ ہی اور یہ مفہوم خاص ہی کہ اصل معنی بہر تقدیر اُسی طرف راجع ہین [illegible] یہ کہ صفت شجرہ کی ہی اور یہی ظاہر کلام مفسرین کا ہی خطیب رح نے لکھا کہ یعنی یہ شجرہ نہ فقط شرقیہ ہی کہ اُسکو آفتاب وقت غروب کے نہ پہونچے اور نہ فقط غربیہ ہی کہ آفتاب وقت طلوع کے اُسکو نہ پہونچے بلکہ اِس درخت کو طلوع و غروب کے ہر وقت آفتاب پہونچتا ہی تو ہمیشہ وہ آفتاب کی مصاحبت مین [illegible] شرقیہ و غربیہ ہوا۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہر کلام اِسکو اس وجہ سے محتمل نہین کہ کلام مین لفظ فقط بڑھانے سے یہ معنی درست ہوتے ہین یعنی لا شرقیہ فقط و لا غربیہ فقط تو اِس توجیہ سے کہا جاوے بلکہ شرقیہ و غربیہ دونون ہی حالانکہ ظاہر کلام تو یہ ہی کہ نہ وہ شرقیہ ہی نہ غربیہ ہی یعنی دونون نہین ہی برخلاف تفسیر مذکور کے کہ اِس سے لازم آیا کہ وہ دونون ہی اور یہ جو لکھا کہ نظیر اُسکی یہ کہ فلان نہ اسود خالص ہی اور نہ ابیض خالص ہی [illegible] دونون ہین تو یہ نظیر صحیح نہین ہی کیونکہ دونون مین سے مراد یہ کہ اسود بھی اور ابیض بھی ہی اور یہ نہین کہ ابیض خالص [illegible] خالص بھی وہ دونون ہی اور یہان جبتک نقط زیادہ نہ کیا جاوے یہ معنی نہین ہوسکتے ہین اور یہ جو نظیر لکھی کہ یہ انار [illegible] بلکہ اِسمین دونون ہین تو مراد یہ تھی کہ نہ خالی کھٹا ہی اور نہ خالی میٹھا ہی بلکہ مختلط ہی اور یہان یہ معنی کلام کے [illegible] نہین ہی۔ بعض نے لکھا کہ کہا گیا کہ مراد یہ ہی کہ یہ درخت ایسے باغ مین ہی کہ جس نے اِسکو سب طرف سے [illegible] مغرب کسی طرف سے کھلا نہین ہی۔ یہ ابن جریر رح نے ابن عباس کا قول بیان کیا ہی ابن عطیہ رح نے [illegible] نہین ہوسکتی کیونکہ ایسے درخت کا پھل خراب ہوجائیگا۔ مترجم کہتا ہی کہ اگر یہ مقصود ہو کہ یہ درخت بے نظیر [illegible] ضرور کسی باغ کے درخت مین سے قرار دینے پر اصرار کرینگے نہین جو چیز بے مثال ہی اُسپر یہ تیزی جو اس

بیکار ہی اور خود حسن بصری نے فرمایا کہ یہ درخت دنیاوی درختون سے نہین ہی بلکہ یہ تو ایک مثل اللہ [illegible]
ہی اور دنیا مین ہوتا تو یا شرقی ہوتا یا غربی ہوتا - ثعلبی نے اسپر اعتراض کیا کہ قران مین تو صریح کہہ دیا کہ [illegible]
یہ اعتراض لغو ہی اور قران مین اسی زیتونہ کی توصیف لاشرقیہ ولاغربیہ بیان فرمائی ہی تو معنی یہ ہوئے کہ اسکے [illegible]
ملتی ہی کہ وہ بے مثل ہی نہ شرقیہ ہی نہ غربیہ ہی اسکا مثل کہین دنیا مین نہین مل سکتا ہی اور ظاہر ہی کہ ایمان کا مثل کہین [illegible]
ممکن نہین ہی اور اللہ تعالیٰ کے نور کا مثل کسی طرح نہین ہی اور عجب کہ لوگون کو اسمین تردد ہی - اگر کوئی اعتراض کرے [illegible]
علماے مفسرین سلف سے شرقی غربی ثابت کرنے کی روایات ہین تو جواب یہ ہی کہ انھون نے یہ قصد نہین کیا کہ وہ دنیاوی
درخت ہی بلکہ بیان کیا کہ ایسے مقام مین یہ درخت واقع ہی اگرچہ مفروض ہو جیسے کہین کہ ایک شہر ایسی ایسی صفت کا ہی نہایت
پر فضا حالانکہ وہ روے زمین پر سواے خیال کے کہین نہ ہو فافہم - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ لاشرقیہ ولاغربیہ یعنی وہ
شرق بقعہ مین نہین کہ اسکو چڑھتے دن مین آفتاب نہ پہونچے اور نہ غرب مین ہی کہ سایہ آفتاب قبل غروب کے کم ہو جاوے بلکہ وہ
وسط مین ہی کہ اول سے آخر تک اسکو آفتاب پہونچتا ہی تو اسکا روغن زیتون صاف معتدل روشن آتا ہی - ابن عباس رض نے کہا کہ
یہ درخت ایسے مقام فضا مین ہی کہ اسپر نہ کسی درخت کی چھانون پڑتی ہی اور نہ کسی پہاڑ کی اور نہ کسی غار کی اور نہ کوئی چیز اسکو
آفتاب سے آڑ ہوتی ہی - رواہ ابن ابی حاتم - اقول لطیف معنی بیان فرمائے ہین اور اسی کے مانند ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے
روایت کی اور ایسا ہی مجاہد و سعید بن جبیر سے مروی ہی اور سدی رح نے کہا کہ وہ نہ شرقی ہی نہ غربی ہی بلکہ وہ ایک پہاڑ کی چوٹی
پر ہی کہ تمام دن اسکو آفتاب سے کوئی چیز آڑ نہین ہی - شیخ نے لکھا کہ کہا گیا کہ مراد یہ کہ وہ درختون کے درمیان مین ہی نہ مشرق
کے واسطے کھلا ہی اور نہ مغرب کے واسطے کھلا ہوا ہی - اقول یہ معنی بھی کسی مقام کو پہونچتے ہین واللہ تعالیٰ اعلم - اور ابو العالیہ
نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ درخت ہر حال مین سرسبز و شاداب ہی اسکو تمازت آفتاب جہت شرق یا غرب
سے نہین پہونچتی بلکہ اعتدال ہی اور فرمایا کہ یہی حال مومن کا ہی کہ اسکو غضب الٰہی کا فتنہ کسی حال مین نہین پہونچتا بلکہ وہ جن بلاؤن
مین مبتلا ہوتا ہی اللہ تعالیٰ ہی اسکو ان بلاؤن مین ثابت قدم رکھتا اور ثواب عطا فرماتا ہی تو وہ چار صفتون مین رہتا ہی اگر اسنے
کلام کیا تو سچ کہا اور اگر حکم کیا تو عدل کیا اور اگر بلا مین مبتلا ہوا تو صبر کیا اور اگر عطا کیا گیا تو اسنے شکر کیا پس وہ لوگون کے
درمیان ایسے پھرتا ہی جیسے مردون کی قبرون مین زندہ آدمی پھرتا ہی - اور ابن ابی حاتم کی ایک روایت ابن عباس مین ہی کہ
کہا لاشرقیہ ولاغربیہ یعنی اسمین شرق و غرب نہین ہی - حسن بصری رح نے فرمایا کہ اگر یہ درخت زمین پر ہوتا تو شرقیہ یا غربیہ
ہوتا ولیکن یہ ایک مثل ہی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی بیان فرمائی ہی - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ قول تو وہی [illegible] کہ مراد یہ کہ
وہ ہموار زمین بلند پر ہی وہ جگہ بالکل صاف کشادہ اور آفتاب کے واسطے ظاہر ہی اسپر آفتاب پڑنے مین کوئی چیز [illegible]
اول سے آخر تک اسپر آفتاب پڑتا ہی تاکہ اسکا نتیجہ روغن صاف لطیف روشن ہی لہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا [illegible]
یُضِیۡٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡہُ نَارٌ یعنی ایسا لگتا ہی کہ زیت اسکا خود روشن ہو جاوے اگرچہ اسکو آگ [illegible]
اسکے روغن کی صفائی و نورانیت کا ہی - ابن عباس نے کعب احبار سے اسکی تفسیر پوچھی تو کہا کہ اقرب تھا کہ [illegible]
خود لوگون کے واسطے ظاہر ہو جاوین اگرچہ نہ بتلادین کہ مین نبی ہون - مترجم کہتا ہی کہ جب یہ کیفیت [illegible]

Marfat.com

[illegible] بین نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ نور پر نور ہے مجاہد و سدی نے کہا کہ آگ کا نور و روغن کا نور
[illegible] کا ایمان و اسکا عمل ہے - ابی بن کعب رض نے کہا کہ وہ پانچ نورون مین منقلب ہے اسکا کلام نور ہے
[illegible] نور ہے اور انجام اسکا قیامت مین جنت کی طرف نور ہے - سدی رح نے کہا کہ نور آتش
[illegible] دونون جمع ہوکر [illegible] ہوتے ہین اور کوئی بغیر دوسرے کے نہین ہوتا یون ہی نور ایمان و نور قرآن دونون ساتھ مجتمع
[illegible] يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اللہ تعالے اپنے نور سے جسکو چاہتا ہے ہدایت فرماتا ہے - اللہ تعالی قادر
[illegible] جس بندے کو چاہتا ہے اپنے نور سے ہدایت فرماتا ہے - امام احمد رح نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے اپنے خلق کو تاریکی مین پیدا کیا پھر ان پر اپنے
[illegible] جسکو اسکے نور سے اسدن ملا ہے اسنے تو راہ راست پائی اور جس نے نور سے نہ پایا وہ بھٹک گیا اسی واسطے تو مین
[illegible] علم اللہ تعالے کے علم پر - وقد رواہ البزار بمثلہ - وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ اور
لوگون کے واسطے اللہ تعالے مثل بیان فرماتا ہے - حاصل مثل یہ کہ اللہ تعالی نور سموات و ارض ہے یعنی خود ظاہر اور تمام مخلوقات
کا ظاہر کرنیوالا ہے اسکے نور کے مثل تو مومن کے دل مین جیسے جوہری قندیل کے اندر بتی کے مقام پر بتی کی ٹیم روشن ہو رہی ہے
اس سے قندیل جوہری مثل کوکب دری کے جگمگاتی ہے اسکے روشن کرنے کا روغن ایک درخت مبارک زیتونہ سے ہے مگر یہ درخت
[illegible] ہے بیمثل ہے اسکا زیت (روغن) خود اسقدر صافی ہے کہ گویا خود روشن ہے تو یہ جب اس نور کے ساتھ ملا تو وہ نور علی نور ہو گیا
اس نور کی ہدایت قادر مختار عز و جل جسکو چاہے دیتا ہے اور لوگون کے سمجھنے کے واسطے اللہ تعالے مثل بیان فرماتا ہے
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالی تو ہر چیز کا خوب دانا ہے - از انجملہ جو اس نور کے لائق ہے اور جو نہین لائق ہے ہر ایک
[illegible] پیدا کرنے والا اور خوب جاننے والا ہے قال الامام احمد حدثنا ابو النضر حدثنا ابو معاویہ حدثنا شیبان عن لیث عن عمرو
بن مرۃ عن ابی البختری عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القلوب اربعۃ - فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قلوب چار ہین - قلب اجرد فیہ مثل السراج یزہر - ایک قلب بالکل مجرد ہے اسکے ساتھ کسی چیز کا لگاؤ
نہین [illegible] مثل چراغ کے روشن ہے - وقلب اغلف مربوط علی غلافہ - اور ایک قلب ڈھنکا ہوا ہے وہ اپنے غلاف مین بندھا ہوا ہے
[illegible] وقلب منکوس - اور ایک قلب اوندھا ہے - وقلب مصفح - اور ایک قلب مصفح ہے - فاما القلب الاجرد فقلب المؤمن سراجہ فیہ نورہ - سو وہ قلب
[illegible] ہے وہ قلب مومن ہے اسمین اسکا چراغ وہ اسکا نور ہے - واما القلب الاغلف فقلب الکافر اور وہ قلب کہ اغلف ڈھنکا
[illegible] کافر ہے - واما القلب المنکوس فقلب المنافق عرف ثم انکر - اور وہ قلب جو اوندھا ہے تو وہ قلب
[illegible] انکار کیا - واما القلب المصفح فقلب فیہ ایمان ونفاق - اور وہ قلب کہ مصفح ہے تو وہ قلب ہے
[illegible] دونون ہین - ومثل الایمان فیہ کمثل البقلۃ یمدہا الماء الطیب - اور قلب مصفح مین ایمان کے مثل ایسے کہ
[illegible] پاکیزہ پانی سے - ومثل النفاق فیہ کمثل القرحۃ یمدہا الدم والقیح - اور اسمین مثل نفاق کے ایسی جیسے
[illegible] خون و کچ لہو کی - فاے المدتین غلبت علی الاخری غلبت علیہ - تو دونون بڑھاؤ مین جون سے
[illegible] قلب پر غالب آئی یعنی خواہ ایمان یا نفاق - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ اسناد جید ہے اور

Marfat.com

اصحاب صحاح ستہ نے اُسکو اخراج نہین کیا۔ اول چونکہ [illegible]
نقل کردیا ہی اور اسمین سے قلب اچھ ہوسے تفسیر آیت ہی کا [illegible]

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ [illegible]
اُن گھرونمین کہ اللہ نے حکم دیا اُنکو بلند کرنیکا اور جو آن اُسکا نام پڑھنے کا [illegible]

وَالْآصَالِ ۝ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ [illegible]
اور شام وہ مرد کہ نہین غافل ہوتے سوداگری مین نہ بیچنے مین [illegible]

الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ
نماز کھڑی رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرر کھتے ہین اُسدن کا جسمین [illegible]

وَالْأَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ
اور آنکھین کہ بدلا دے اُنکو اللہ اُنکے بہتر سے بہتر کامون کا اور بڑھتی دیوے اُنکو اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہی

مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝
جسکو چاہے بے شمار

واضح ہو کہ یہان دو وجہ ہین ایک یہ کہ فِي بُيُوتٍ متعلق با قبل ہی اور دوم یہ کہ متعلق ہا بعد ہی [illegible] کل
شیء علیم پر وقف نہوا اور دوم وجہ پر علیم پر وقف ہوگا۔ بیان وجہ اول یہ کہ فی بیوت یا تو صفت ہی یا حال ہی [illegible]
مبرد رح سے نقل کیا کہ یہ مصباح و زجاجہ و کوکب کا حال ہی یعنی درحالیکہ ہون یہ مصباح و زجاجہ و کوکب [illegible]
یہ کہ یہ تو ایک چیز ہی کیونکہ زجاجہ کے اندر مصباح ہی اور رہا کوکب تو اُسکے ساتھ تشبیہ ہی اور علاوہ اسکے کوکب کے بیوت مین ہونے
کے معنی ظاہر نہین ہین علاوہ برین معنی یہ کہ درحالیکہ یہ مصباح و زجاجہ و کوکب ہون ایسے بیوت مین [illegible]
مین ہونے سے تشبیہ نور کو دخل ظاہر نہین سوائے اِسکے کہ بیان واقع قرار دیا جاوے کیونکہ جسم مومن [illegible]
زینت ذکر الٰہی سے انھین بیوت مساجد مین بوجہ مرغوب ہوتی ہی لیکن اس صورت مین حال کی فرودت نہین بلکہ [illegible]
البتہ ہی اور صفت کی صورت مین مصباح و زجاجہ وغیرہ سے بہتر یہ کہ یوقد کے متعلق ہی جیسا کہ یہان [illegible] ظاہر ہوا [illegible]
یہ کہ نور الٰہی ایمان مصباح نور زجاجہ جوہری قلب مومن مین روشن ہی اُسکو نہ شرقی نہ غربی [illegible] اسلام [illegible]
یہ ایقاد ایسے بیوت مین ہی بس خلاصہ یہ کہ یوقد بزیت فی بیوت۔ یعنی اِس مصباح نور کو نور علی نور [illegible]
مین ایسے بیوت کہ۔ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ اذن دیا ہی اللہ تعالیٰ نے اُنکے بلند کیے جانے [illegible]
اور انمین نام اللہ ذکر کیے جانے کا۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ تو ہماری قرارت ہی اور دوسری قرارت کہ علیم [illegible]
اختیار کیا کہ فی بیوت متعلق ہی یسبح کے یعنی ان بیوت مین تسبیح پڑھتے ہین اور تقدیم فی بیوت [illegible]
ان بیوت مین معلوم ہوا اور بعض کے نزدیک فی بیوت خبر مبتدا محذوف ہی یعنی اللہ فی بیوت [illegible]
مشتاہی۔ حکیم ترمذی نے کہا کہ اخبار مین یہ معنی مروی ہین چنانچہ آیا کہ جو شخص مسجد مین [illegible]

[illegible] کیا چہ کہا کہ جب اللہ تعالی نے قلب مومن کے اور جو انہیں ایمان ہدایت وعلم
[illegible] حدیث طیب ہی مثل بیان فرمائی تو اللہ تعالے نے اسکا محل بیان فرمایا اور وہ مساجد
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض نے کہا کہ تمام بیوت اور بعض نے چارون مسجد کعبہ و
[illegible] کی تخصیص کی اور مترجم کہتا ہی کہ بمقتضاے تاویل مذکور اگر اجسام مومنین لئے جاتے تو
[illegible] اولی ہی کہ تخصیص نہین بلکہ جملہ مساجد ہین جو حق کے ساتھ بنائی گئی ہین اور انہین اللہ تعالے کا نام ذکر
[illegible] ان چارون مسجدون کے واسطے مزید فضل ہی اور جملہ بیوت مومنون کے اگرچہ ایسے ہین کہ انہین اللہ تعالی کا ذکر
[illegible] انکا بلند کرنے کا اللہ تعالی نے خاص حکم نہین دیا ہی پس اولی یہ کہ مساجد تمام مراد ہین - اور آیت سے معلوم ہوا کہ
[illegible] اللہ تعالے کے لیے ہین اور اللہ تعالے نے مساجد اٹھانے و بلند کرنے کا حکم دیا ہی اور انمین ذکر الٰہی ہی - ابن عباس رض
[illegible] زمین مین یہی بیوت ہین آسمانیون کے واسطے ایسے چمکتے نظر آتے ہین جیسے زمینیون کی نظر مین ستارے - اور ابن عباس رض
[illegible] انمین اللہ تعالی کی کتاب تلاوت کیجاتی ہی - اقول مراد یہ کہ تلاوت کتاب بھی ذکر الٰہی ہی ورنہ ذکر و تسبیح و نماز
[illegible] یہی راجح ہی اور قرطبی نے ذکر کیا کہ ہمارے بعض اصحاب نے اطفال کا تعلیم دینا مسجد کے اندر مکروہ جانا
[illegible] بچون کو کھیل وغیرہ سے احتراز نہین ہوتا تو انجام یہ ہوگا کہ مساجد کی نظافت مین ضرر ہو نچیگا - حالانکہ مساجد کی
[illegible] کے بارہ مین احادیث وارد ہوئی ہین - اقول عنقریب ذکر آویگا انشاء اللہ تعالے - بالجملہ حاصل یہ کہ ایقاد ایسی مساجد ہین
[illegible] اللہ تعالے نے بلندی کا اور انمین ذکر و تسبیح کا حکم دیا - يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ
[illegible] تسبیح پڑھتے ہین اللہ تعالے کے واسطے وقت غدو اور اصال - غدو اوقات اول روز کے اور اصال جمع اصیل کی اوقات
[illegible] علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ غدو سے نماز صبح اور اصال سے نماز عصر مراد ہی کیونکہ یہی دونون
[illegible] اول فرض ہوئی تھین تو انھین کو یاد دلایا - خطیب وغیرہ نے لکھا کہ اکثر مفسرین نے تسبیح سے مراد فرض نمازلی پس
[illegible] نماز صبح ادا کیجاتی ہی اور آصال مین نماز ظہر و عصر و مغرب و عشاء ہی کیونکہ اصیل کا لفظ انپر واقع ہوتا ہی - اقول اوقات
[illegible] صرف ایک وقت نماز فجر ادا ہوئی شاید اسی وجہ سے غدو واحد ہی ولیکن نماز چاشت ہوسکتی ہی لہذا ابن عباس رض
[illegible] آیت کی خوض کرنے والے جان لیتے ہین کہ نماز چاشت کا ذکر قران مین ہی - اور اوپر مذکور ہوا کہ ابن عباس رض نے
[illegible] نماز فجر و عصر [illegible] اور یہ بمانند قولہ قبل طلوع الشمس وقبل الغروب - اور حدیث مین ہی کہ من صلی البردین دخل الجنۃ
[illegible] کی نمازین پڑھین جنت مین داخل ہوا - اور ظاہر یہ کہ حدیث مین بردین سے مراد فجر و عشاء ہی واللہ اعلم -
[illegible] تسبیح کی نفی تحقیقی ذکر لیے جسمین نمازین فریضہ بھی داخل ہین - حاصل یہ کہ ان بیوت مساجد مین غدو و آصال
[illegible] اللہ تعالی کی تسبیح کرتے ہین رِجَالٌ مردان خدا یسبح کا فاعل ہی اور ابن عامر کی قرارت مین یسبح بصیغہ مجہول ہی تو
[illegible] یعنی بیوت مین جنمین اللہ تعالے کے واسطے تسبیح پڑھی جاتی ہی غدو و اصال مین - پھر رجال سے شروع
[illegible] تو آگاہ فرمایا کہ تسبیح پڑھتے ہین رجال - مردان خدا جنکی یہ صفت ہی کہ - لَا تُلْهِيْهِمْ
[illegible] وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ نہین لہو مین ڈالتی انکو کوئی تجارت

اور نہ کوئی بیع اللہ تعالے کی یاد سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوۃ دینے سے یعنی اللہ تعالے [illegible]
کی یاد و ٹھیک نماز پڑھنے و زکوۃ دینے سے کوئی تجارت و کوئی بیع نہ وہیں نہیں ڈالتی اور نہیں [illegible]
اسواسطے فرمائی کہ عورتون پر جمعہ و جماعات مین حاضر ہونا فرض نہیں ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ رجال [illegible]
اشعار ہی کہ اپنی نیت و عزم مردانہ سے اُنھون نے مسجدین آباد کین کقولہ تعالے۔ من المؤمنین رجال [illegible]
مومنون مین سے مرد ہین جنھون نے سچا کر دیا جو اللہ تعالے سے وعدہ کیا تھا اور رہین جو بیبیان تو اُنکی نماز [illegible]
مین چنانچہ عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کی نماز اپنی [illegible]
ہی بہ نسبت گھر کے پڑھنے کے اور عورت کی نماز مخدع کے اندر افضل ہی بہ نسبت کوٹھری کے پڑھنے کے۔ رواہ ابو داود [illegible]
ام سلمہ رض کی روایت مرفوع ہی کہ عورتون کی سب سے بہتر مسجد اُنکے گھرون کے قعر ہین۔ رواہ احمد۔ اور ابو حمید ساعدی [illegible]
رضی اللہ عنہا نے آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ مین آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہون فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تو میری [illegible]
مین نماز پڑھنا پسند کرتی ہی اور تیری نماز تیری کوٹھری مین بہتر ہی بہ نسبت تیرے حجرہ کے اور تیرے حجرہ مین تیری نماز [illegible]
تیرے نماز تیرے دار (احاطہ ۱۲) کے اور تیری نماز تیرے دار کی بہتر ہی بہ نسبت تیری قوم کی مسجد کے اور تیری نماز تیری قوم کی مسجد مین [illegible]
بہتر ہی تیری نماز سے میری مسجد مین۔ پس اِس عورت نے اپنے بیوت کی بالکل گوشہ مین اپنی ایک مسجد بنائی اُسی مین وہ نماز
پڑھا کرتی یہانتک کہ اُسنے وفات پائی رواہ احمد اور عورت کو مردون کی جماعت والی نماز مین آنا جائز ہی بشرطیکہ کسی مرد کو اپنی زینت
ظاہر کرکے یا خوشبو سے ایذا نہ پہونچائے چنانچہ ابن عمر رض سے مرفوع روایت ہی کہ لوگو اللہ تعالے کی لونڈیون کو اللہ تعالی کی مساجد
سے مت روکو۔ رواہ البخاری ومسلم اور بعض روایت مین زائد ہی کہ اور اُنکے گھر اُنکے واسطے بہتر ہین۔ رواہ احمد وابو داود
حضرت ابن مسعود کی بی بی زینب رض نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم مین سے مسجد مین آوے
تو خوشبو نہ چھووے رواہ مسلم اور حضرت ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہی کہ مومنون کی عورتین نماز فجر مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پیچھے حاضر ہوا کرتین پھر لوٹتین تو اپنی چادرون مین لپٹی ہوئی کہ اُنکو اندھیرے کی وجہ سے کوئی نہین پہچانتا
تھا۔ رواہ البخاری ومسلم اور نیز حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ اب جو عورتون نے نئی چالین نکالی ہین اگر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اس زمانہ تک ہوتے تو عورتون کو مساجد سے منع کر دیتے جیسے بنواسرائیل کی عورتین منع کر دی گئین رواہ البخاری
ومسلم۔ بالجملہ عورتون کے واسطے مسجدین گھر کی ہین اور مساجد مردون کے واسطے ہین جنکو تجارت و بیع اپنی جانب مشغول نہین کرتی
یعنی دنیا و اُنکی آرائشین و زینت و بیع و نفع کچھ اُنکو مانع و مشغول کرنے والی نہین بلکہ وے ذکر و نماز و زکوۃ کو یعنی اللہ تعالے کی
اپنی مراد و خواہش پر مقدم کرتے ہین۔ روایت ہی کہ حضرت ابن مسعود نے ایک قوم کو بازار مین دیکھا کہ جب اذان ہوئی
تو اُنھون نے اپنے اسباب بیوع چھوڑے اور نماز کو اُٹھ کھڑے ہوئے تو عبد اللہ بن مسعود رض نے کہا کہ یہی لوگ [illegible]
ہین جنکے حق مین اللہ تعالی نے فرمایا کہ رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ الآیہ۔ اور ایسی ہی روایت حضرت [illegible]
سے ہی رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر۔ اور ابن ابی حاتم نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو الدرداء [illegible]
مین نے اس درج پر قیام کیا باہم خرید و فروخت کرتا ہر روز مین سو دینار نفع حاصل کرتا ہر وقت مسجد [illegible]

[illegible] معاملہ نہین ولیکن مین نے یہ پسند کیا تھا کہ مین ان لوگون مین سے ہوجاؤن کہ جنکے حق مین اللہ تعالی نے
[illegible] تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ - اور سالم بن عبداللہ نے مدینہ کی بازار مین دیکھا کہ اذان ہوگئی اور لوگون نے متاع
[illegible] نماز کو چلے گئے - سالم نے دیکھا کہ امتعہ کے ساتھ کوئی نہین ہے تو سالم نے یہ آیت پڑھی لاتلھیھم تجارۃ ولا بیع الآیہ اور
[illegible] لوگ یہی ہین یہی قول سعید بن ابی الحسین وضحاک کا ہے کہ نماز مین وقت پر آوین - مطر الوراق نے کہا کہ لوگ خرید و
[illegible] لیکن جب کسی نے اذان سنی اور اُسکے ہاتھ مین ترازو تھی فوراً اُسنے چھوڑ دی اور نماز کو چلا گیا - ابن عباس نے
[illegible] کہ نماز مفروضہ سے مشغول تجارت نہین ہوتے - یہی قول مقاتل وربیع وسدی کا ہے اور مقاتل رح نے کہا یعنی نماز
[illegible] حاضر ہونے اور اُسکو موافق حکم کے ٹھیک ادا کرنے اور وقت کی حفاظت کرنے مین کوئی چیز اُنکو شاغل نہین ہوتی ہے -
يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ یہ مردان خدا ڈرتے ہین اُس دن سے کہ مضطرب ہونگے اُسمین
دل وآنکھین یعنی دلون کو اضطراب ہوگا کہ آج نجات ہوتی ہے یا بربادی ہوتی ہے اور آنکھین مضطرب ہوکر دائین بائین دیکھینگی پس
[illegible] کہ نامۂ اعمال کدھر سے آتا ہے - لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا تاکہ اللہ تعالی اُنکو ثواب دے بہتر اِس سے جو
اُنھون نے عمل کیا - کیونکہ عمل سے یہ ثواب موعود وفضل معہود بہت بہتر ہے پس اسکے امیدوار ہین کہ یہ اللہ تعالی دیوے - وَ
يَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ اور اُنکے لیے اپنے فضل سے بڑھا وے - وہ اسقدر ہے کہ جسکو نہ اُنھون نے دیکھا اور نہ کانون
نے سنا اور نہ کسی بشر کے قلب پر اُسکا خطور ہوا - وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور اللہ تعالی جسکو چاہتا
ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے - روایت ہے کہ ابن مسعود رض کی مجلس مین آپ کے پاس دودھ کوئی لایا تو آپ نے اہل مجلس مین سے
ایک ایک کرکے سب پر پیش کیا تو کسی نے نہ پیا کیونکہ ہر ایک روزہ سے تھا پھر ابن مسعود رض نے اُسکو لیکر پی لیا کیونکہ آپ روزہ
سے نہ تھے پھر یہ آیت پڑھی یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار الآیہ - رواہ النسائی وابن ابی حاتم - اسماء بنت یزید انصاریہ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب قیامت کے روز اللہ تعالی اولین وآخرین کو جمع فرمادیگا تو ایک پکارنیوالا ایسے پکاریگا کہ سب خلائق
سن لینگے پس حکم ہوگا کہ کھڑے ہوجاوین وہ لوگ کہ لاتلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ - پس وہ لوگ کھڑے ہونگے اور وے تھوڑے ہونگے پس جنت مین
بلاحساب داخل ہونگے پھر باقی خلائق کا حساب کیا جائیگا - رواہ ابن ابی حاتم و قد رواہ الحاکم وصححہ ورواہ ابن مردویہ عن عقبہ بن عامر - ف -
شیخ ابن کثیر رح کی تفسیر مین ہے کہ قولہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع - یعنی اللہ تعالی نے ان بیوت کی خبرداری کرنے اور
[illegible] ونالائق افعال واقوال سے پاک رکھنے کا حکم دیا ہے - علی بن ابی طلحہ نے کہا کہ ابن عباس رض نے فرمایا کہ اللہ تعالی
نے [illegible] یعنی مساجد مین لغو سے منع کردیا اور یہی عکرمہ وابو صالح وضحاک ونافع بن جبیر وابوبکر بن سلیمان وسفیان بن حسین
[illegible] کا قول ہے - اور قتادہ رح نے کہا کہ یہ مساجد ہین کہ اللہ تعالی نے ہم کو اُنکی تعمیر وآباد رکھنے وپاک رکھنے کا حکم
[illegible] کعب احبار کہتے تھے کہ توریت مین مکتوب ہے کہ زمین مین میرے گھر یہ مساجد ہین اور جو کوئی کہ اچھی طرح وضو
[illegible] میرے گھر کی زیارت کو آوے تو مین اُسکا اکرام کرونگا اور حق ہوتا ہے جسکی زیارت کو جاوے کہ ضرور اپنے زائر
[illegible] ابن ابی حاتم واضح ہو کہ مسجدون کے بنانے اور اُنکی حرمت وتوقیر کرنے اور اُنکو پاکیزہ رکھنے اور خوشبو سے
[illegible] وارد ہوئی ہین اور مین نے اُنکا [illegible]

Marfat.com

کرتا ہون اول بناے مسجد - پس امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ فرماتے کہ جو کوئی مسجد بناوے خالص اللہ تعالے کی رضامندی کے واسطے تو اللہ تعالے اسکے لیے
جنت مین بناتا ہی - رواہ البخاری ومسلم - اور ابن ماجہ نے حضرت عمر رضہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص مسجد بناوے جسمین اللہ کا
نام یاد کرتا ہی تو اللہ تعم اُسکے لیے جنت مین گھر بناتا ہی - نسائی رح نے عمرو بن عبسہ سے اُسکے مثل روایت کی ہی اور اسمین شرط
ہین اول مسجد حلال مال سے ہو اور حرام مال سے یا فخر وریا کے لیے نہو اور نہ کسی مسجد کی جماعت توڑنے کے واسطے ہو ورنہ وہ
مسجد ضرار کے بیان مین ممنوعات کا ذکر ہی وہان رجوع کرنا چاہیے - دوم گھرون کی مسجدین پس حضرت ام المومنین عائشہ رضہ نے روایت کی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ گھرون مین مسجدین بناوین اور اُنکو پاکیزہ وخوشبو رکھین رواہ احمد واہل السنن الا النسائی
اور سمرہ بن جندب رضہ سے اُسکے مانند مروی ہی رواہ احمد وابو داؤد - سوم ممانعت مسجدون کے نقش ونگار ورنگ کرنے کے لیے
بخاری رح نے لکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگون کے واسطے مکان مسجد بناوے جسمین وے جگہ پاوین حفاظت کی یعنی
سردی وگرمی وغیرہ سے اور خبردار کہ تو اُسکو سرخ یا زرد رنگے کہ لوگ فتنہ مین پڑجاوین - اور ابن ماجہ نے عمر رضہ سے مرفوع روایت کی کہ جس
قوم کے عمل خراب ہوے اُسی نے مسجدون پر نقش ونگار کیے - اسناد اُسکی ضعیف ہی - ابو داؤد نے ابن عباس رضہ سے روایت
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین مساجد کی تشییدؔ کا حکم نہین دیا گیا ہون - ابن عباس نے کہا کہ تم ضرور مسجدون کو
زخرف یعنی نقش ونگار کروگے جیسے یہود ونصاری نے زخرف کیا - انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ افتخار کرین لوگ مسجدون مین - اول معنی یہ ہین کہ مسجدون کے بنانے و اُنکے
زخرف بنقش ونگار کرنے وغیرہ امور مین باہم فخر کرینگے اور یہ مطلب نہین ہی کہ مسجدون مین بیٹھکر باہم فخر کرینگے کیونکہ یہ عربی زبان
کے خلاف مفہوم ہی - کیونکہ حدیث یہ ہی لاتقوم الساعۃ حتی یتباہی الناس فی المساجد - رواہ احمد واہل السنن سوے الترمذی
چہارم مسجدون مین باتین کرنا - بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے مسجد مین بھٹکے جانور کو ڈھونڈھا تو کہا کہ جو
میرا سرخ اونٹ مجھے لادے - تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے نہ ملے - مسجدین تو جس واسطے بنائی گئی ہین اُسی واسطے
بنائی گئی ہین - رواہ مسلم - مترجم کہتا ہی کہ اِس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی چیز آدمی کو پڑی پاوے تو بعض فقہا نے کہا کہ جامع مسجد
وغیرہ مین اُسکو اعلان کرے کہ کسی کی کوئی چیز گم ہوئی ہو تو بتلادے یا میرے پاس آوے ولیکن ظاہر یہ ہی کہ یہ حکم خلاف اِس
حدیث کے ہی کیونکہ جیسے بھٹکی چیز کو ڈھونڈھنا منع ہی ویسے ہی بھٹکے کا انشاد کرنا بھی منع ہی کیونکہ مسجدین اس واسطے نہین بنائی
گئین ہین اور حدیث مین یہی علت منصوص ہی - فافہم - عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مساجد مین بیع کرنے وخریدنے واشعار پڑھنے سے منع فرمادیا - رواہ احمد واہل السنن وقال الترمذی حدیث حسن
اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ مسجد مین کوئی فروخت کرتا
یا خریدتا ہی تو کہو کہ اللہ تعالے تیری تجارت مین نفع نہ دے اور جب تم دیکھو کہ کوئی مسجد مین بھٹکا ہوا جانور ڈھونڈھتا ہی
کہو کہ اللہ تعالے کبھی تجھکو واپس نہ دے - رواہ الترمذی وقال حسن غریب - مترجم کہتا ہی کہ ہمارے بعض علماء
کی مباح باتین کرنا مسجد مین مضائقہ نہین اور مترجم نے ترجمہ فتاوی مین کہا کہ یہی میرے نزدیک صحیح ہی لیکن

Marfat.com

[illegible] میرے نزدیک صحیح ہو کہ بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باتین کین جیسا کہ صحاح
[illegible] لیکن ہو[illegible] کے واسطے منع کرنا افضل ہو اور اُنکی باتین مکروہ ہین الا بضرورت - فافہم - ابن ماجہ وغیرہ سنے
ابن عمر رضی سے مرفوع روایت کی کہ چند باتین ہین کہ مسجدین نہین جائز ہین مسجد مین راستہ نہ بناوے اور اسمین ہتھیار
[illegible] نہ [illegible] - اور نہ کمان [illegible] کرے اور نہ تیر جھکاوے اور نہ کچا گوشت لیکر اسمین سے گذرے اور نہ اسمین حد مارے
[illegible] قصاص سے اور نہ اُسکو بازار بناوے - رواہ ابن ماجہ اور واثلہ بن الاسقع سے مرفوع روایت ہو کہ فرمایا
[illegible] اپنی مسجدون سے ایک طرف کرو اپنے اطفال کو اور اپنے مجنونون کو اور اپنی خرید و فروخت کو اور اپنے جھگڑون
[illegible] آوازین بلند کرنے کو اور اپنے حدود قائم کرنے کو اور اپنی تلوارین کھینچنے کو اور مسجدون کے دروازون پر طہارت
کی جگہین بناؤ اور جمعون کے دن اُنکو خوشبو کی دھونی دو - رواہ ابن ماجہ اور یہ دونون روایتین ضعیف ہین - اور شیخ
ابن کثیر رح نے ان امور کے احکام مفصل اسطرح بیان کیے کہ مسجدین مرور یعنی راہ تو بعض علماء نے اسکو مکروہ رکھا مگر بضرورت
اور اثر مین وارد ہو کہ ملائکہ ایسے شخص سے تعجب کرتے ہین جو مسجد مین اسطرح گذرے کہ نماز نہ پڑھے - اقول یہی ہمارے نزدیک
ہو - رہا برہنہ ہتھیار کرنا و قوس و تیر تو اسوجہ سے کہ مسجد مین اژدحام ہوتا ہو کسی کو نہ لگ جاوے اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حکم کیا کہ جب کوئی تیر لیکر گذرے تو اُسکے پھل کو پکڑ لے کہ کسی کو ایذا نہ پہونچے جیسا کہ صحیح مین ہو دوم شیطان
فتنہ باہم پیدا کرے تو ہتھیارون سے مسجد مین قتال کا خوف ہو - سوم خام گوشت تو ایسا نہ ہو کہ اُس سے پانی و خون ٹپکے جس سے
تلویث مسجد ہو جیسے حائضہ عورت کو ممانعت ہو اور یہی سبب اقامت حدود و قصاص کی کراہت و ممانعت کا ہو اقول اسمین کراہت
تحریمی ہونا چاہیے کیونکہ تلویث کا احتمال مزید ہو بشرطیکہ تلویث ہو - ورنہ ممانعت ضروری ہو - رہا یہ کہ بازار نہ بناوے تو اسمین
خرید و فروخت ممنوع ہو اسی واسطے جس اعرابی نے مسجد کے کونہ مین پیشاب کر دیا تھا اُسکو فہمایش فرمائی کہ مساجد اسواسطے
نہین بلکہ صرف اللہ تعالے کے ذکر و نماز کے لیے ہین - رہی اطفال کی ممانعت تو وہی بے احتیاط اسمین لہو و لعب کرینگے اور
خطر تلویث کا ہو اسی واسطے عمر رضی اللہ عنہ جب مسجد مین اطفال کو دیکھتے تو اُنکو درہ سے ہلکے مار دیتے - اور بعد عشاء کے مسجد مین
کسی کو نہ چھوڑتے اور ایسے ہی علت مجنونون مین ہو - اور رہے فیصلہ خصومات تو بہت سے علماء نے صریح منصوص بیان کیا کہ فیصلہ
قضاء کے لیے قاضی و حاکم کو مسجد مین بیٹھنا نہین چاہیے بلکہ سوائے مسجد کے دوسری جگہ ہو کیونکہ مسجد مین باہم مخاصمین مین اعادہ
ناجائز و نامناسب الفاظ اور گالی گلوچ وغیرہ کا بیان کرنا ہوگا اور آوازین بلند ہونگی - اقول ہمارے بعضے فقہاء نے جامع مسجد
[illegible] بیٹھنا قاضی کے واسطے مناسب جانا و لیکن حدود باہر ہون اور جن چیزون سے تلویث مسجد ہو وہ سب خارج ہون اور حق یہ
ہو کہ جامع مسجد مین بیٹھنا بلکہ جملہ مساجد مین بیٹھنا مکروہ ہو - مسجد مین آواز بلند کرنا مکروہ ہو - چنانچہ بخاری رح نے سائب بن
[illegible] سے روایت کی کہ مین مسجد مین کھڑا تھا کہ اتنے مین مجھے کسی نے کنکری ماری تو دیکھا مین نے کہ حضرت عمر بن الخطاب
[illegible] فرمایا کہ جا کر ان دونون کو میرے پاس لا - مین جا کر دونون کو لایا تو اُنسے فرمایا کہ تم دونون کون ہو یا کہا کہ تم
[illegible] ہو اُن نے کہا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہین فرمایا کہ اگر تم اس شہر کے ہوتے تو مین تم کو سزا دیتا تم رسول اللہ
[illegible] کی مسجد مین آوازین بلند کرتے ہو - نسائی رح نے ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے

ایک شخص کی آواز مسجد مین سنی تو فرمایا کہ تو جانتا ہی کہ تو کہان ہی - اِسکی اسناد صحیح ہی - [illegible]
بنانا تو یہ استنجا ر و ضو رکے واسطے مقامات ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے قریب [illegible]
وغیرہ کے واسطے پانی لیتے تھے - ر ہا جمعہ کے روز دھونی خوشبو کی کرنا - تو اُس روز لوگ بہت جمع ہوتے [illegible]
نے حضرت ابن عمر رض سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین خوشبو کی دھونی [illegible]
ہذا حدیث اسنادہ حسن - یہانتک امور مذکورہ کا بیان ہوا پھر احکام مسجد کی طرف رجوع ہی - پنجم فضیلت نماز [illegible]
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد کے گھر کی نماز و بازار کی نماز سے اُسکی جماعت کے اندر مسجد کی نماز [illegible]
ہی اور یہ اِسلیے کہ جب آسنے اچھی طرح وضو رکیا پھر مسجد کی طرف نکلا کہ سوا ے نماز کے کوئی چیز اُسکے نکلنے کا باعث نہین ہوئی [illegible]
اُٹھا دیگا ہر قدم پر اللہ تعالی اُسکے لیے ایک درجہ بلند کریگا اور ایک گناہ اِس سے کم کریگا اور جب اُسنے نماز پڑھی [illegible]
ملائکہ درود بھیجتے رہینگے جب تک وہ اپنی جاے نماز پر ہی اللہم صلی علیہ اللہم ارحمہ یعنی ملائکہ کہتے رہینگے کہ الٰہی اُسپر درود بھیج الٰہی [illegible]
رحم کر - اور برابر وہ نماز مین رہیگا جب تک کہ وہ نماز کا انتظار کرتا ہی - رواہ البخاری ومسلم - اور دارقطنی نے مرفوع روایت کی کہ
مسجد کے پڑوسی کی نماز نہین سوا ے مسجد کے اور سنن مین ہی کہ بشارت دیدے اندھیرون مین مسجد کے جانے والون کو [illegible]
کے روز پورے نور کی - ششم اداب - جب مسجد مین داخل ہو تو مستحب ہی کہ دایان پانون پہلے اندر کرے اور صحیح بخاری مین عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل ہوتے تو کہتے اعوذ باللہ العظیم و بوجہہ الکریم
وسلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم - جب کسی بندہ نے یہ کہا تو شیطان کہتا ہی کہ تمام دن یہ مجھ سے محفوظ ہوگیا - ابو حمید یا ابو اسید رض
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی مسجد مین داخل ہو تو کہے اللہم افتح لی ابواب رحمتک
یعنی الٰہی میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے - اور جب نکلے تو کہے اللہم افتح لی ابواب فضلک - الٰہی میرے لیے اپنے
فضل کے دروازے کھول دے - رواہ مسلم اور نسائی نے دونون صحابیون سے روایت کی - ابو ہریرہ رض کی مرفوع حدیث مین ہی
کہ جب کوئی تم مین سے مسجد مین داخل ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اور کہے اللہم اعصمنی من الشیطان الرجیم الٰہی
مجھے محفوظ کر دے شیطان مردود سے - رواہ ابن ماجہ وابن خزیمہ وابن حبان فی صحیحیہما - اور فاطمہ دختر حسین بن علی رضی اللہ عنہ [illegible]
اپنی دادی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد مین جاتے تو محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے پھر کہتے اللہم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اور جب مسجد سے نکلتے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
درود وسلام بھیجتے اور کہتے اللہم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک - اِس حدیث کو ترمذی وابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی
نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہی اور اِسکی اسناد متصل نہین ہی کیونکہ فاطمہ بنت حسین یعنی فاطمہ صغری نے اپنی دادی فاطمہ کبری کو نہین پایا
مترجم کہتا ہی یعنی اِس صورت مین لامحالہ کسی سے سنکر روایت کیا ہی اور مترجم کہتا ہی کہ ہمارے مذہب مین ثقہ کے [illegible]
ہی اور یہ اسناد اگرچہ منقطع ہی ولیکن فاطمہ صغری ثقہ ہین تو اُنھون نے ضرور کسی ثقہ سے سنا کہ فاطمہ کبری رضی اللہ عنہا [illegible]
[illegible] کر حدیث روایت کی پس اسناد صحیح ہی اور یہی امام ترمذی نے اختیار کیا کیونکہ حدیث حسن بیان کی اور حدیث حسن [illegible]
[illegible] فی اشارات العرائس قولہ تعالے اللہ نور السموات والارض الآیہ اللہ تعالی [illegible]

Marfat.com

[illegible] تھا تو کاف و نون کے اتصال و نور فعل خاص سے مشکوٰۃ
[illegible] تو نور ذات منور در صفت ہوا اور نور صفت روشن در نور فعل خاص
[illegible] ن مین جگمگایا اور نور کاف و نون کا زجاجہ فعل عام مین اور نور فعل عام کا مشکوٰۃ وجود
[illegible] وجودات کو دیکھتا ہی تو وہ نور کاف و نون دیکھتا ہی اور جب نور کاف و نون دیکھا تو
[illegible] مین شجرہ مبارکہ - کیونکہ اصل اسکی صفت ہی جسکی اصل ذات ہی جو ابتدا و انتہا سے پاک
[illegible] ظہور وجود کے مشرق ہی اور نہ قدم کے نزدیک عدم کی غرب سے ہی یکاد زیتہا یضیٔ - یعنی
[illegible] کہ ظہور اسکا صفات سے ہی تو جب نور صفات کا نور فعل کو پہونچ گیا تو نور علی نور ہو گیا پس اس
[illegible] ظہور نور صفت ہی اور دیدار نور صفت سے مشاہدہ نور ذات ہی اور جس نے نور ذات دیکھا تو عین العین
اور جس نے صفت کو دیکھا تو عین پایا اور جس نے فعل کو دیکھا تو عین الجمع پایا اور جس نے عین الجمع کو دیکھا تو اسنے خلق کو
[illegible] پایا اور جسکو استعداد نظر ہی اسکو اس سے انوار صفات و ذات ظاہر ہین جس سے مشاہدہ قدم معلوم ہی - یہدی اللہ
لنورہ من یشاء جسکو ازل مین اختیار کیا وہ تو اس مثال سے اس وجود جان کے آئنہ سے دیدار جمال قدم دیکھتا ہی - ویضرب اللہ
الامثال للناس - یہ لوگ صادقین ہین انھین کے لیے امثال ہین - واللہ بکل شیء علیم مربی انکی تربیت کا وہی ہی - اشارہ
دیگر مثل صورت مومن کے ہی کہ سموات ارکان سر ہین اور ارض جسم پس منور کیا سر کو نور باصرہ و سامعہ و شامہ و ذائقہ و بیان
سے - اور منور کیا جسم کو جوارح و اعضا و رگ و پٹھے و خون و گوشت سے پس اسنے نور فعل خاص ظاہر ہی اور اس سے دیدار نور
صفت جس سے دیدار نور ذات ہی ولیکن نور ذات کو کوئی مشابہت کسی نور سے نہین ہی کیونکہ وہ منزہ و مقدس ہی حالانکہ اسکے نور
سے آسمان و زمین و درخت و پہاڑ و پتھر و جواہرات و عرش و کرسی و ارواح و اجسام جمیع منور ہین اور وہ مشابہت و مثال وغیرہ سب سے
پاک ہی اور مقصود اس بیان سے یہی ہی کہ اسکو پاک منزہ جان لو اور سب اسی کے نور قدرت سے ظاہر مان لو اور یقین کرو
کہ وہ نور ظاہر ہوتا ہی حتی کہ نور سے سب چیزین ظاہر ہوتی ہین نہ تاریکی سے - مگر نور بھی اس سے ظاہر ہی تو اسکا ظہور اسقدر
بے انتہا ہی کہ کمال ظہور نور سے مخلوق کی نظر مستور و محجوب ہی - شیخ نے کہا کہ مثل نور صفات کے مصباح یعنی روشن ٹیم بالو سے ہے
اور روح کی قندیل سے یعنی گوہر کی قندیل سے اور قلب کی مشکوٰۃ سے کیونکہ روح قلب مین اور نور روح مین ہی اور معرفت قندیل روح
مین ہی اور یہ طاقچہ قلب ہی اور قلب سینہ مین ہی اور اسپر شقاوت و قہر کی راہ کسی جا[illegible] نہین ہی کیونکہ قلب تو صفت کی دو انگلیون
[illegible] جدھر چاہے پھیرے اور مروی ہی کہ القلوب بین اصبعین من اصابع الرحمن یقلبها کیف یشاء - اور الارواح فی یمین الرحمن
[illegible] مصباح اس زجاجہ جوہری مین کبھی گل نہین ہو سکتی ہی کیونکہ اسکی طرف حادث کو کوئی راہ نہین ہی اور کسی گناہ و
[illegible] نہین پہونچ سکتی ہی - ابن عطاء رح نے ذکر کیا کہ قلب مومن مین بارہ خصال ہین - ذہن و بیداری و شرح
[illegible] فہم و بصیرت و حیات قلبی و امید و خوف و حیا - جب تک یہ صفات اسمین ہین وہ عارف نور عرفان
[illegible] ہی اور کہا کہ لا شرقیہ و لا غربیہ نہ اسمین قرب ہی نہ بعد ہی پس نور الٰہی بعد سے قرب ہی اور قرب سے
[illegible] نہین ہی اور یہ کہ قرب و بعد اسکا ثابت ہی نہین ہی کیونکہ قرب و بعد صفات اجسام کدرہ ہی اور جب یہ

Marfat.com

عقل کی نسبت درست نہین مثلاً قرب ہی یا بعد ہی کوئی بھی

کہا یعنی نہ دنیاوی ہی نہ اخروی ہی یہ دونون تو مخلوقات ہین اور نور الٰہی خالق

اور نہ اخروی کرامات کی طرف میلان ہی - اور ابو علی جورجانی رح نے کہا کہ اللہ نور السموات

سب چیزون کو ظاہر کیا تو جب سب چیزون مین صفت ظہور ہی اور یہ ظہور اُسی خالق عز وجل سے

ظہور ہی اور اِسی پر جب یقین ہی تو مومن کے دل مین نور یقین سے چراغ روشن ہی تو اُسکے

تو وہ نور الٰہی سے تمام دیکھتا ہی اور اُسی کے واسطے فرشتہ ہوتا کوئی ہو سبب خضوع کرنے مین

قلب مین ہی اور اُسکا تیل زیت مبارک ہی نہین وہ توفیق و زہد و رضا بفعل ہی اور اِس سے نور علی نور ہو جاتا

علم یقینی ہی جس سے ثابت ہوا کہ ایمان اصل ہی اور وہ نور کبھی منطفی نہین ہوتا اگرچہ اعمال نہ ہون اور اگر اعمال

ہان قلب پر غلاف نہ ہونا چاہیے فافہم - جعفر بن محمد رح سے انوار بکثرت بیان کیے چنانچہ نور حفظ قلب

محبت و نور تفکر و نور یقین و نور تذکر و نور نظر بعلم و نور علم و نور قلب و نور حیا و نور حلاوت ایمان و نور اسلام و نور احسان

و نور نعمت و نور فضل و نور آلا و نور کرم و نور احاطہ و نور ہیبت و نور حیرت و نور حیات و نور انس و نور استقامت و نور استکانت و نور

عظمت و نور جلال و نور قدرت و نور حول و نور قوت و نور الوہیت و نور وحدانیت و نور فردانیت و نور ابدیت و نور سرمدیت و نور دیمومیت و نور ازلیت

و نور بقائیت و نور کلیت و نور ہویت - پھر ان انوار مین سے ہر ایک کے واسطے مردان خدا خاص ہین وہ انکا حال خاص ہی اور سب کا محل

ہی جو قولہ تعالیٰ اللہ نور السموات الآیہ مین مذکور ہی اور ہر بندہ کا شرب ایک نور سے اور کبھی دو یا زیادہ سے ہوتا ہی ولیکن سب کا مجموعہ کسی کے واسطے نہین

ممکن ہی سوائے ذات خاص حضرت سرورعالم محمد مصطفےٰ صلعم کے کہ آپ جامع انوار ہین - اور بندہ اِس نور کے ساتھ تصحیح عبودیت و محبت پر قائم

رہتا ہی تو وہ نور اور اپنے رب عز وجل کیطرف سے نور پر ہوتا ہی بعض مشائخ نے کہا کہ نور آسمان ملائکہ ہین اور نور زمین اولیا ہین - قولہ نور

علی نور مین کہا گیا کہ نور مشاہدہ غالب ہی نور متابعت پر اور مرجع غالب ہی نور تفرقہ پر - قال المترجم شاید مراد نور مشاہدہ سے وہ کہ متابعت مین مشاہدہ

ہوا ہی ورنہ متابعت غالب ہونا اظہر و مصرح ہی واللہ اعلم - کہا گیا کہ نور روح سے ہر باطن کو شعاع فردانیت پہونچتی ہی اور نور باطن سے قلب کو شعاع

وحدانیت اور نور قلب سے سینہ کو حقیقت ایمان اور اِس سے آداب اسلام پہونچتے ہین پھر جب نور حقیقت آیا تو وہ ان سب پر غالب ہوتا ہی اور

بندہ پر تغیرات نہین ہین - قولہ یہدی اللہ لنورہ من یشاء - اِن انوار کے ساتھ خصوصیت اکرام جنکے واسطے مشیت سابق ہو چکی ہی - قولہ و یضرب

الامثال للناس - عقلاء اولیاء جنکو فہم سے خصوصیت دی گئی ہی اور اسمین اشارت ہی کہ جنکو اِن مراتب سے خصوصیت

وہ کچھ اُنکی نماز و تسبیح کا اثر نہین ہی بلکہ نماز و تسبیح اُنکی محبوبیت ازلی کا اثر ہی اول اسوجہ سے کہ خصوصیت قبل

تھی اور وہ قدیم ہی اور وجود نماز و تسبیح کا حادث ہی - شیخ حسین رح نے کہا کہ اللہ نور السموات یعنی تمہارے

کہ تم نے پہچانا و پایا اور آخر مین فرمایا یہدی اللہ لنورہ من یشاء - پس اِسی نے ابتداء فضل

شیخ استاد نے قولہ تعالیٰ لا شرقیۃ و لا غربیۃ - مین اشارہ حیرت بیان کیا کہ اولیاء کی ہمتون کو سکون ترقی

ہی کیونکہ تمام عالم سے اُنھون نے انفصال کیا اور حق کی حقیقت وصول نہ پائی کیونکہ حق عز و جل

لحوق ہو یعنی اُسکی شان اتصال و انفصال سے پاک ہی اور بندہ مقرب اتصال کا غائب ہی تو وہ

Marfat.com

[illegible] ہی بعض مشائخ نے کہا کہ قلب مین اول نور مطالبہ ظاہر ہوا یعنی طلب [illegible] محاسبہ شروع کرتا ہی کہ احکام و نواہی حق عز و جل مین اسکا کیا حال ہی جب اُسنے اپنے معاصی سابقہ [illegible] حاصل ہوئی تو نور معاینہ سے وہ نفس کو ملامت کرتا اور ندامت کے گھونٹ پیکر دوام ندامت [illegible] سے پاک کرتا ہی تب وہ استقامت کے نور سے مشرف ہو جاتا ہی اور جب استقامت حاصل ہوئی [illegible] مراقبہ قلب پر آتا ہی پس دوام جانتا ہی کہ حق سبحانہ تعالےٰ اسپر مطلع ہی پھر نور حضور حاصل [illegible] لائح ہونے لگتا ہی اور ظہور اِسکا نور مکاشفہ ہی اور یہ تفکر آلاء اللہ ہی پس تجلی صفات ہوتی ہی پھر نور [illegible] ہوتا ہی اور نجوم اسکے قمر اور قمر بدر اور بدر آفتاب منور اسکے اسرار مین طلوع کرتے ہین نہ وہان [illegible] اسکے جوار مین ابر کا حجاب ہی تب انوار توحید کا ظہور ہی اور تب ہی خصائص تفرید سے انوار تجرید لائح ہوتے [illegible] اسکے بعد نہ عبارت ہی نہ اشارت ہی مجال بیان تنگ ہی زبان گنگ ہی لا شرقیہ و لا غربیہ عین حال ہی یہدی اللہ [illegible] من یشاء و ہو الکبیر المتعال۔ قولہ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیہا اسمہ۔ ان بیوت کو بلند کرو اور پستی ہمت ان [illegible] مین نہ رکھو اور باقیات صالحات کے انوار حاصل کرو وہ مشاہدہ ذات و صفات عالی ہمتی ہین اور مومن تو ہمت اقلیم [illegible] نہین لیتا اور عارف دنیا و عقبی نہین لیتا اور موحد کرامت و تقوی و قرب و حظ نہین لیتا۔ یعنی کرامت تقوی سے اُسکی ہمت [illegible] ہی پس تقوی بدرجہ اعلی اُسکو حاصل ہی لیکن اُسکی ہمت اس سے تجاوز کر گئی ہی اور کشف و کرامت پر عارف کی نظر نہین ہی۔ عقل ان بیوت مین اللہ تعالےٰ کا نام لے اور قلب وصف کو اور روح ذات کو و صفات کو یاد کرے۔ بعض نے کہا کہ اجسام کے لیے بیوت مساجد ہین کہ جسمانی تعلقات سے الگ ہو کر وہان داخل ہوتے ہین اور تطہیر شرط ہی پھر قلب کے واسطے [illegible] سے تطہیر لازم ہی پس قلوب کو بے پردہ کر دے اُنسے حوائج دور کرے اور ذکر مین مشغول کرے۔ اور حدیث صحیح مین اللہ تعالےٰ کا ارشاد اعلی و اجل یون بیان فرمایا کہ من شغلہ ذکری عن مسألتی اعطیہ افضل ما اعطی السائلین او کما قال۔ [illegible] میری یاد مشغول کرلے دعا و سوال سے جو مجھ سے کرتا تو مین اسکو دعا و سوال کرنے والون سے افضل دیتا ہون [illegible] ذکر مین اشتغال کیا اور قلب سے حوائج دور کر دیے تو اللہ تعالےٰ اُسکو افضل عطا فرماتا ہی۔ قولہ یسبح لہ فیہا [illegible] رجال لا تلہیہم الآیہ اہل معرفت کو اللہ تعالی نے مردون سے تعبیر فرمایا کہ اُنھون نے مردانہ ہمت سے پاکیزہ اسرار [illegible] اُسکی بارگاہ عزت کی جانب بچ کیا اُنکو کوئی چیز جسکو لوگ خوبصورت و مرغوب کہتے ہین اور نہ بدصورت و قبیح نہ آرام و [illegible] نہ گردن و [illegible] کوئی باز نہین رکھتی اور اِس تطہیر کے بعد جب دریاے کرم مین غرق ہوے تو یہ سمندر ہی کہ جسکو کوئی چیز [illegible] نہین کرتی [illegible] تمام معاملات دنیاوی کا برتاو کرتے ہین اور شہود سے اُنکو کوئی چیز مانع نہین ہوتی ہی۔ ان [illegible] ودیعت کے خزانہ اور اسرار کے صندوق ہین۔ شیخ نصرآبادی رح نے فرمایا کہ خالق عز و جل نے مخلوق کو [illegible] کے سواے اسباب پر کسی حال مین اُنکی نظر نہین ہی۔ شیخ جعفر نے کہا کہ مردون و عورتون کے درمیان [illegible] مرد ہین کیونکہ یہ عورت زن دنیا اُنکی چاہت مین سرگردان ہی اور وے اُسکی طرف نظر نہین کرتے [illegible] کوئی تحفت خوبی آرائش و زینت حتی کہ حقیقی آخرت و ثواب حقیقی جو فانی نہین ہی وہ کبھی اُنکو اللہ تعالےٰ ١١

Marfat.com

سے باز نہین رکھتا ہی۔ بعض نے کہا کہ اللہ تعالے نے ہر عمل کے واسطے [illegible] نہین کیا
واسطے عمل کیا اور کوئی چیز اُسکو یاد الٰہی سے مانع نہین ہوے اور جنکو مانع ہو وہ [illegible]
والابصار اس روز سے خائف ہین کہ جسمین خالص شہود ہوگا پس جو ہر نظر رکھنے کی استعداد [illegible]
کی طرف رہیگی اور مشاہدہ جمال وجلال قدم سے محروم ہونگے اور جنھون نے یہان [illegible]
ہی اور عارف کو مقلب القلوب سے خوف ہی جو دوسرے کو نہین ہی وقد قال علیہ السلام [illegible]
اِس گریہ کے واسطے شان ہی جس سے رحمت کا ہیجان ہی۔ لیجزیہم اللہ احسن ما عملوا الآیۃ۔ [illegible]
بلا حجاب امتحان ہی۔ شیخ حسین رح نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے قلوب وابصار کو تقلیب [illegible]
وغلاف رکھے ہین پس پردے تو انوار سے دور ہو جاتے ہین اور حجاب ذکر سے اُٹھتا ہی اور غلاف [illegible]
اور شیخ حسین رح نے فرمایا کہ جب تو نے جان لیا کہ وہ مقلب القلوب ہی اور نظرین اُسی کے قبضہ قدرت مین ہین [illegible]
کہ اللہ تعالے کے افعال مین سے جو نظر کرے وہ پہلے اپنی ہی اندر اُسکے افعال کو دیکھے کہ کیا ہوا اور خبردار ہو کہ [illegible]
وغفلت تو نہین کی ہی۔ ف۔ مترجم کہتا ہی کہ مجھے بہتر معلوم ہوا کہ اِس مقام کے اشارات تو شیخ محقق ابن العربی رح سے بھی عرض کرون چنانچہ قولہ تعالی اللہ
نور السموات والارض مین لکھا کہ نور وہ ہی کہ جو بذات خود ظاہر ہو اور اِس سے اشیاء دیگر کا ظہور ہو اور نور اللہ تعالی کے نامون مین سے ایک نام پاک
با عتبار شدت ظہور کے اور باعتبار اِسکے کہ تمام اشیاء اِسی سے ظاہر ہین ؎ خفی لافراط الظہور تعرضت ٭ لادراکہ ابصار قوم اخافش۔ یعنی شدت
ظہور کی وجہ سے وہ خفی ہی کہ جنکی نظرین چمگادڑ کی طرح ہین وے اُسکے ادراک کے واسطے متعرض ہین یعنی ادراک کا تعرض کرنا وصف خفا ہوا اور وہ تو
انتہاے ظہور ہی ؎ وحظ العیون الزرق من نور وجہہ ٭ کشدۃ حظ للعیون العوامش۔ چونکہ وجود اُسی کے وجود سے اور ظہور اُسی کے
ظہور سے ہی تو وہی نور سموات وارض ہی تو معلوم ہوا کہ سموات ارواح وارض اجساد کا وہی مظہر ہی اور وہی نور اور وجود ہی اور جملہ موجودات
کا ظہور وجود اُسی سے ہی۔ مثل نورہ مثل اِسکے ظہور کے عالم مین۔ کمشکوۃ فیہا مصباح۔ یہ اشارہ بدن کی جانب ہی کیونکہ وہ خود
تاریک ہی اور نور اُسکو روح سے ہی جسکی طرف مصباح سے اشارہ ہی اور شبکہ باہیر حواس سے ہی اور اِسکے اندر سے چمکتا نور کا جیسے
مشکوۃ بمصباح کی کیفیت ہوتی ہی اور زجاجہ وہ قلب جو منور بنور روح ہو اور دوسرون کا نورانی کرنے والا ہو جیسے قندیل خود
سے منور ہوتی ہی اور دوسری چیزون کو منور کرتی ہی اِسی واسطے صدق نقط قلب مومن پر ہی۔ اور زجاجہ کو کوکب دری سے تشبیہ
دی کیونکہ وہ غایت منور وبسیط وبلند مکان وکثیر الشعاع ہی جیسے قلب کا حال ہی اور وہ درخت جس سے یہ زجاجہ [illegible]
کیجاتی ہی وہ نفس قدسی ہی کہ جو پاکیزہ ومصفی کر دی گئی پس اِس نفس قدسی کو درخت سے اِسواسطے تشبیہ دی [illegible]
ہوئین اور اُسکی تو تین زمین بدن سے طرح طرح کی اُگی ہوئی ہین اور اُسکی شاخین فضاے [illegible]
ہین اور اِسکا وصف برکت کا اِسواسطے کہ اُسکے فوائد کثیر ومنافع جلیل ہین کیونکہ ثمرات اخلاق و [illegible]
ہین اور کمالات مین ترقی وحصول سعادت دارین وکمال اُسی کے ساتھ ہی اور ظہور انوار [illegible] ومعارف
ومکاسب واحوال ومواہب سب اِسی پر موقوف ہین اور زیتونہ سے خصوصیت اِسواسطے [illegible]
اور معارف بنوع ادہ ہین جیسے زیتون کہ وہ سب مغز خالص نہین ہی اور اِسواسطے [illegible]

Marfat.com

...ف کے پہونچتا ہی جیسے زیتون مین یہ لطیف روغن قابل مشتعل ہونے کے زیادہ ہی اور قولہ لا شرقیہ عالم اجساد اور شرق روح کے درمیان متوسط ہی کیونکہ عالم اجساد تو موضع غروب نور الٰہی ہی کہ اُسکو پردہ تاریکی ... اور عالم ارواح موضع طلوع نور ہی اور حجاب نورانی سے ظہور ہی اور وہ جسم سے لطیف تر اور روح سے کثیف تر ... یعنی اسمین استعداد فطری نور قدسی کی کافیہ ہی کہ وہ قوت سے فعل کی جانب نکلکر خود کامل ہوجاوے اور ... ولم تمسسہ نار اگرچہ عقل فعال سے اُسکو تنویر نہ پہونچے کیونکہ استعداد اعلیٰ وصفائی عمدہ ہی - نور علی نور - یعنی نور استعداد فطری پر کمال جو حاصل باشراق ہوا مضاعف ہی پس نور علی نور ہی - قال المترجم - اگر کہا جاوے کہ اصل نور ایمان ... جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کے اشارات سے معلوم ہوا تو جواب یہ کہ شیخ رح نے مخالفت نہین کی بلکہ نفس قدسی کے معنی وہی نفس مؤمنہ ہین ... کافرہ اور نفس مؤمنہ کو استعداد فطری ایمانی ہی فافہم قولہ تعالیٰ یہدی اللہ لنورہ من یشاء - یعنی نور سے جو ... ظاہر ... اور دوسرون کے واسطے مظہر ہی اللہ تعالیٰ اس نور کی توفیق اُنکو دیتا ہی جنکو سعادت ازلی نصیب فرمائی ہی - واللہ بکل شیء علیم - امثال کو بھی جانتا ہی اور جو اولیاء اُنکے کشف مین آنپر مکشوف فرماتا ہی - پھر اللہ تعالیٰ نور کی ہدایت جنکو چاہتا ہی - فی بیوت - ایسے مقامات مین کرتا ہی کہ اذن اللہ ان ترفع - اللہ تعالیٰ نے اُنکی عمارات بلند کرنے کا حکم دیا ہی - ویذکر فیہا اسمہ - اور اُنمین اپنے نام پاک ذکر کیے جانے کا یعنی بزبان دمجاہدہ وتخلق باخلاق الٰہیہ یہ سب مقام نفس مین ہین اور حضور ومراقبہ اور انصاف باوصاف یہ سب مقام قلب ہین اور مناجات ومکالمہ وتحقیق باسرار یہ سب مقام السر مین ہین اور مناجات مشاہدہ وتحیر بانوار یہ مقام روح مین ہین اور استغراق وفنا وغیرہ یہ سب مقام ذات مین ہین - یسبح لہ فیہا - تزکیہ نفس وتنزیہ قلبی وتوحید روحی وسری وتجرید وتفرید - رجال لا تلہیہم تجارۃ بندگان مردان مرد کہ دنیا لینے پر عقبی نہین دیتے اور عقبی لینے پر مشاہدہ نہین دیتے ولیکن اُنکی نظر صرف رب العزۃ عز وجل پر ہی اُنکے لیے حیات ارواح ومشاہدہ فضل ہی واللہ تعالیٰ اعلم - اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے نور علی نور حالت کے بعد کافرون کی اندھیریون کا بیان فرمایا -

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ

اور جو لوگ منکر ہین اُنکے کام جیسے ریت جنگل مین پیاسا جانے اُسکو پانی یہانتک کہ جب پہونچا اُسپر

لَمْ يَجِدْهُ شَيْــــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

اُسکو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اُسکو پورا پہونچادیا اُسکا لکھا اور اللہ جلد لینے والا ہی حساب

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّـجِّيٍّ يَّغْشٰـىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ

یا جیسے اندھیرے گہرے دریا مین چڑھی آتی ہی اُسپر ایک لہر اُسکے اوپر لہر اُسکے اوپر بدلی اندھیرے ہین

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا

ایک پر ایک جب نکالے اپنا ہاتھ لگتا نہین کہ اُسکو سوجھے اور جسکو اللہ نے نہ دی روشنی

فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝

اُسکو کہین نہین روشنی

ع ٥ ٦

اللہ تعالی نے مومنوں کے ایمانی نور اور انپر اعمال نور سے نور علی نور کی مثال بیان [illegible]
کے مثل سے آگاہ فرمایا کہ اہل ایمان کے بالکل مخالف حالت کافروں کی ہے یعنی [illegible]
علی ظلمۃ ہے یعنی اندھیرے پر اندھیرا بلکہ اندھیریاں ایک سے ایک بڑھکر تلے اوپر ہیں [illegible]
کفار دو قسم کے ہیں ایک وہ کہ جہل مرکب میں گرفتار ہیں اپنے کو دین پر تصور کر بیٹھے [illegible]
اندھیریوں میں ہیں۔ دوم وہ کہ دین و نور ایمان ہی کو نہیں سمجھتے ہیں پس اللہ تعالے نے اس [illegible]
بیان فرمائیں ایک مثل آبی دوم مثل آتشی۔ جیسے سورہ بقرہ کے اول میں منافقوں کے واسطے [illegible]
پانی کی چنانچہ وہاں مذکور ہوا اور جیسے سورہ رعد میں بھی ایک مثل آبی دوسری آتشی [illegible]
ہیں کہ ایمان و یقین و صدق و اخلاص اعمال کے ساتھ اللہ تعالی اپنے فیض سے قلوب [illegible]
مثل تو ان کافروں کی جو اپنے آپ کو دین و ہدایت پر سمجھتے اور لوگوں کو اپنی طرف بلاتے ہیں [illegible]
حق پر سمجھتے ہیں حالانکہ حقیقت میں وے کچھ نہیں ہیں چنانچہ فرمایا۔ وَالَّذِينَ كَفَرُوا یعنی جو لوگ اللہ تعالی کے [illegible]
سے و اُسکے رسول حق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کافر ہوئے یعنی منکر ہوئے۔ جب آپ سے منکر ہوئے تو اللہ تعالے سے منکر ہوئے کیونکہ
اللہ تعالیٰ قیاس و گمان و وہم سے باہر ہے صرف قرآن و رسول سے اُسکی معرفت اور اُنھی پر اعتقاد سے اللہ تعالی کا ایمان ہے [illegible]
سے انکار ہی چنانچہ آیت جہاد میں یہود و نصاری پر جہاد کرنے کو یوں فرمایا قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر الآیۃ پس یہود و
نصاری کو صریح فرما دیا کہ اللہ تعالے کا ایمان نہیں رکھتے ہیں تو حاصل یہ ہوا کہ جو لوگ اللہ تعالی سے منکر ہوئے یعنی درحقیقت منکر
ہیں اگرچہ بظاہر ایک نام اللہ تعالے کا لیتے ہیں مگر اس نام سے جو مسمی مراد لیتے ہیں وہ اللہ تعالے پر صادق نہیں مثلاً نصاری کہتے ہیں
کہ وہ اللہ جسکا عیسی بیٹا ہے حالانکہ اللہ تعالے عزوجل جو خالق مالک ہے وہ اس سے بالکل پاک ہے کہ اُسکا کوئی بیٹا ہو تو اللہ تعالی خالق
عزوجل کا اقرار نہیں ہوا صرف نام اللہ وہی لیا تو ایسا ہوا کہ جیسے ایک نام کئی آدمیوں کا ہو اور زید نے کہا کہ میرا باپ خالد ہے
اور دوسرے نے کہا کہ میرا باپ بھی خالد ہے حالانکہ دونوں بھائی نہیں ہیں بلکہ زید نے جو خالد نام لیا تو [illegible]
خوبصورت ہے مراد لیا اور دوسرے نے جو خالد نام لیا تو اپنے باپ حبشی بدصورت کا نام لیا ہے تو کافروں کے وہی نام لینے
سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ جسکا نام ہے اُسکو مانیں و برحق جانیں چاہے کوئی نام لیں تو درحقیقت اللہ تعالی پر ایمان ہے [illegible]
نام لیا و لیکن اسم کا مسمی وہ نہیں ہے تو مسمی حقیقی سے انکار رہا لہذا یہود و نصاری فی الحقیقت اللہ تعالی سے منکر ہیں [illegible]
کی بنیاد کفر پر ہے اللہ تعالے کی درگاہ کے لائق نہیں ہیں۔ اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ انکے اعمال [illegible]
بِقِيعَةٍ جو قیعہ میں ہوتی ہے۔ قیعہ جمع قاع کی وہ نرم ہموار زمین جس سے پہاڑ و جھیلیں وغیرہ دور ہوں [illegible]
اور بیابان ریگستان وغیرہ۔ اور سراب وہ ریگ جو اس چٹیل میدان میں قریب دوپہر کے [illegible]
يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً اُسکو پیاسا پانی گمان کرتا ہے۔ بعض نے کہا کہ سراب ریگ نہیں بلکہ [illegible] میدان میں
تیز چمک آفتاب کی پڑتی ہے اُسکو دور سے دیکھنے والا یہ گمان کرتا ہے کہ پانی بہتا ہوا ہے۔ پیاسا اس سے [illegible]
تکلیف و مشقت اٹھا کر اس پیاس میں اتنی دور اُسکے پاس جاکر پہونچتا ہے کہ سیراب ہوگا حَتّٰى اِذَا جَآءَهٗ [illegible]

Marfat.com

[illegible] مین پہونچا تو اسکو کچھ بھی نہ پایا یعنی اپنے مطلب ومراد کی کوئی چیز کچھ بھی نہ پائی - ف یہی
[illegible] کافر نے دنیا مین عمل کیا اور خیال کرلیا کہ مجھے کچھ حاصل ہوا ہے اور اسکو ثواب ملیگا - پھر جب بعد ان
[illegible] ان اعمال کا امیدوار ہوگا اور اس وقت کی امید حد سے زیادہ حاجت کے ساتھ ہوگی تو وہ ان اعمال
[illegible] ثواب نہ پائیگا تو اسکے حسرت وغم کی انتہا نہین ہے ایک تشبیہ اسکی ایسی پیاسے کے ساتھ قیاس کرو کہ ایک شخص جنگل
بیابان مین [illegible] پیاسا ہے اور پانی کی کہین امید نہین رکھتا اور اپنی جان جانے کے خوف کے ساتھ اسکو شدت سے پیاس
[illegible] ہے جس [illegible] پیاسا ہے اسنے دور سے یہ سراب دیکھی اور یقین کرلیا کہ وہ پانی جاری ہے اس آب روان سے سیراب
[illegible] اگرچہ کہ پیاس کی شدت سے قدم اٹھانا دشوار ہے ولیکن دیکھتے ہی اسکی جان مین جان آگئی اور اس امید پر اسنے
[illegible] قوت پائی کہ کسی طرح آخر اس دریاے روان تک پہونچ جاؤنگا تو یہ حلق کے کانٹے اور جگر کی سوزش رفع ہوجائیگی
[illegible] ہزار محنت ومشقت اسنے گرتے پڑتے اپنے آپ کو وہان پہونچایا - پیاس سے آنکھین بند - منہ مین کانٹے تاب وطاقت طاق
آخر بڑی امید پوری ہوئی کہ وہان پہونچا - آنکھ کھلی تو وہ ریگ روان جلتی آگ ہے یا شدت حرارت وشعاع آفتاب سے چمکتے
[illegible] پڑے ہیں - اسوقت اسکی حسرت وغم کی انتہا نہین ہے کہ امید مراد سے تو کچھ نہین اور اسپر مزید یہ کہ اب تو ایک جلتی آگ
مین پڑگیا - وَوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اور اللہ تعالے کو اسکے پاس پایا یعنی حاضر ناظر علیم پایا فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ پس
اللہ تعالے نے اسکا حساب وافی بھرپور دیدیا - وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اور اللہ تعالے کا حساب بہت سریع ہے
حدیث مین ہے کہ تمام خلق کا حساب بقدر اس دن کے آدھے کے ہوگا جو دنیا مین ہمارے شمار مین دن ہے - کما ذکرہ الجلال
اور مومن پر یہ حساب وقیام اسقدر آسان ہوگا جیسے ایک فریضہ نماز ادا کرنے کا وقت ہوتا ہے جیسا کہ صحیح حدیث مین وارد ہے
خطیب رح نے ذکر کیا کہ وجہ تشبیہ اسطرح پر ہے کہ کافر نے جو کام کیا اگر وہ نیک کامون مین سے ہے جیسے صدقہ تو وہ اسپر ثواب کا
مستحق نہین ہے حالانکہ اسنے اعتقاد کرلیا کہ مین اسپر ثواب کا مستحق ہون بلکہ مجھے ثواب ملنا واجب ہے اور اگر وہ بد کامون مین
سے ہے یعنی درحقیقت وہ بدکار ہے اگرچہ کافر نے اسکو اپنے نزدیک اچھا تصور کیا ہے تو وہ اس کار بد پر عذاب کا مستحق ہے
علاوہ کہ وہ معتقد ہے کہ مجھے ثواب ہے بہرکیف وہ اپنے افعال پر ثواب کا اعتقاد رکھتا ہے پھر جب وہ عرصہ قیامت مین آیا اور
اسکا گمان غلط نکلا اسنے ثواب نہ پایا بلکہ عذاب عظیم پایا تو اسکی حسرت شدید وناامیدی سخت ہوگی - اس کافر کی تشبیہ اس
پیاسے کے ساتھ ہے جو چٹیل میدان مین پانی کا محتاج ہے جب اسنے بیابان مین دور سے جھلکتا ہوا بہتا ہوا پانی دیکھا تو اسکی جان مین
جان آگئی اور جان لب وہان پہونچا دیکھا تو وہ سراب ہے جو مراد تھی وہ کچھ بھی نہین ہے تو ایسے ہی جب کافر قیامت مین سخت
محتاج اعمال نیک کا تھا جب اپنے اعمال سراب پر پہونچا تو انکو کچھ نہین پایا اور وہان اللہ تعالے کا عذاب پایا پس اللہ تعالے
نے اسکے حساب کو یعنی جزاے اعمال کو پورا دیدیا - بعض نے کہا کہ نزول آیت کا عتبہ بن ربیعہ کے حق مین ہے کہ اسنے زمانہ جاہلیت
مین ملک شام مین پہنکر عبادت اختیار کی اور دین حق کی تلاش کی ولیکن زمانہ اسلام مین کافر ہوگیا - ابن الخازن رح نے کہا
[illegible] کہ آیت تو سب کافرون کے حق مین عام ہے - انتہی ملخصا اور احسن تفسیر یہ کہ شیخ ابن کثیر رح نے دونون آیتون مین سے
[illegible] کو یہود ونصاری وغیرہ منافقون کے مثل قرار دی کہ اپنے اعمال کو کچھ سمجھتے ہین اور قیامت کے نام کو مانتے ہین

Marfat.com

ب ان اعمال کے ساتھ قیامت مین اللہ تعالی سے ملا تو اُسنے حساب مین اِس عمل کو کچھ نہ پایا کیونکہ [illegible]
نہ ہونے سے کچھ بھی قبول نہ ہوا چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلنٰہ ھباءً منثورا [illegible]
لائق آخرت نہ تھے تو اُنکو ریگ کی طرح اُڑا دیا گیا۔ کذا ایسی ہی تفسیر حضرت ابی بن کعب و ابن عباس [illegible]
وغیرہم سے مروی ہی۔ حدیث مین ہی کہ قیامت کو یہود سے کہا جائیگا کہ تم کیا تعبد کرتے تھے تو کہینگے کہ ہم عبادت [illegible]
کی یعنی اللہ کے بیٹے عزیر کی پس کہا جائیگا کہ تم نے جھوٹ کہا اللہ تعالے نے تو ہرگز کوئی فرزند نہین بنایا [illegible]
کہینگے رب ہم بہت پیاسے ہوے ہین ہم کو پانی پلا دیا جاوے تو اُنسے کہا جائیگا کہ کیا تم اِس پانی پر وارد نہین ہوتے [illegible]
مین ایسی معلوم ہوگی گویا سراب ہی پس وہان جاکر اُسپر وارد ہونگے اور سب اُسمین وہا دینگے۔ کما فی حدیث الطویل [illegible]
تو اِن لوگون کی ہی جنکو مانند یہود و نصاری وغیرہ کے جہل مرکب ہی۔ رہے وہ لوگ جنکو اکیلی جہالت ہی جیسے [illegible]
کی تقلید پر اڑے ہوے چلے جاتے ہین گونگے بہرے کانون کو بند کیے ہوے کسی طرح نہین سنتے ہین تو اُنکی مثال [illegible]
اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ لجہ بہت پانی جسکا گہراؤ نہ ملے اور لجی منسوب بلجہ اور قتادہ رحمہ نے فرمایا کہ لجی یعنی عمیق
یعنی جسکی تھاہ نہ ملے۔ یعنی یہ کہ یا مثال جیسے اندھیریان سمندر عمیق مین۔ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ اسکو ڈھانپے ہی موج مِّنْ فَوْقِهٖ
مَوْجٌ اسکے اوپر سے اور موج مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ اسکے اوپر سے سحاب ہی خطیب رحمہ نے کہا کہ ابو علی الطبرسی رحمہ
کے نزدیک کظلمات یعنی مانند صاحب تاریکیون کے یعنی اُس شخص کی جو تاریکیون مین پھنسا ہوا اور یہ تاریکیان بھی سمندر عمیق
مین ہین اقول حق یہ کہ صاحب وغیرہ لگانے کی ضرورت نہین بلکہ کافرون کے اعمال کی مثال ظلمات سے ہی۔ اور قولہ او کظلمات
مین کلمہ او۔ سے مراد اختیار ہی یعنی کافرون کے اعمال کی مثال خواہ سراب سے دیجاوے یا ظلمات سے کیونکہ اُنکے اعمال کچھ
لغو ہین لہذا اُنمین کچھ منفعت نہین ہی جیسے سراب مین سوائے ایک نمود بے بود کے کچھ نہین ہی اور چونکہ محض بے نور ہین لہذا انمین
سوائے اندھیرے کے کچھ نہین ہی اور خالی اندھیرا نہین بلکہ جیسے تہ پرتہ اندھیریان ہوتی ہین۔ اور شاید حرف او واسطے تقسیم کے ہی کیونکہ
کافرون کے اعمال دو قسم کے ہین بعضے اعمال تو صورت مین اچھے ہوتے ہین اگرچہ نیت کی راہ سے خراب ہون تو گویا جسم بلا
روح کے ہی پس ایسے اعمال تو مثل سراب کے ہین کہ ظاہر نمود مین بصورت خوب معلوم ہوتے ہین کہ ظاہر نظر سے آدمی اُسکے عمل نیک
ہونے پر فریفتہ ہوتا ہی اور باطن مین دیکھو تو بے روح ہی اور کافرون کے بعضے اعمال صورت مین بھی قبیح ہین جیسے شرک وغیرہ تو ایسے
اعمال مثل ظلمات کے ہین۔ حاصل یہ کہ اگر اعمال نیک ہون تو مثل سراب کے اور اگر بد ہون تو مثل ظلمات کے ہین۔ اور شاید
حرف او وقت کی تقسیم ہو چنانچہ دنیا مین اُنکا وجود مثل ظلمات کے ہی اور آخرت مین مثل سراب کے ہی مترجم کہتا ہی کہ [illegible]
او واسطے تقسیم کافرون کے ہی پس اول تو ان کافرون کی مثال ہی جنکی ظاہری صورت مثل سراب کے ہی [illegible]
خیال کرتے ہین کہ نصرانی بھی ایک پیغمبر کو مانتے اور آسمانی دین کو حق جانتے ہین حالانکہ اگر وہ اِس سراب [illegible]
کچھ بھی اصلیت نہین ہی اور نصرانی تو صرف ظاہری سراب ہی درحقیقت وہ کچھ مانتا نہین ہی پس نہ تو نصرانی یا یہودی [illegible]
اورون کے واسطے سراب ہی اور اِس گمراہ فرقہ کے اعمال و اعتقاد خود اسکے واسطے سراب ہین حتی کہ جب وہ ان اعمال [illegible]
مین پاویگا تو صرف سراب بیفائدہ ہوگا۔ اور دوسری مثال اُن کافرون کی جو مقلد کافر مانند بت پرستون [illegible]

[illegible] ہے انکی حالت کی مثال جیسے اندھیریان گہری بحر ظلمات مین جسکو موج ڈھانکے ہی اور موج کے اوپر سحاب ہی
[illegible] بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ تاریکیان بعض سے بعض بڑھکر ہین یا بعض کے اوپر بعض ہین - ف - تاریکیان ایک
[illegible] سحاب کی ہی اور معنی کلام کے ہذہ ظلمات بعضہا الخ - پس ہذہ مبتدا، اور ظلمات خبر ہی اور جائز ہی کہ ظلمات
[illegible] بعضہا الخ خبر ہو - یہ قول عوفی رح کا ہی اگر کہا جاوے کہ نکرہ کیونکر مبتدا ہوا جواب یہ کہ وہ تقدیراً موصوف ہی ظلمات کثیرہ
[illegible] الخ پس ظلمات کثیرہ متکاثفہ مبتدا ہوا اور باقی خبر ہی خطیب - اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا یعنی جب ان
[illegible] اپنا ہاتھ نکالا تو نہین لگتا کہ اسکو دیکھے - ف - یعنی اسقدر کثیف و شدید اندھیریان ہین کہ انکی وجہ سے ہاتھ نکالے
[illegible] سوجھتا - یہ مثال اس کافر کے قلب کی ہی جو مقلد جاہل مانند جہال عرب وغیرہ کے تھے کہ انکو پہچان نہین کہ انکو کون ہانکے
[illegible] جاتا ہی اور کون انکی مہار کھینچتا ہی اور کہان لیے جاتا ہی جیسے مثل ہی کہ جاہل کو کہتے ہین کہ کہان جائیگا جواب دیا کہ ان لوگون
کے ساتھ جاؤنگا تو کہا گیا کہ یہ لوگ کہان جائینگے کہا کہ یہ تو مین نہین جانتا - عوفی رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ یغشاہ
موج الخ سے مراد وہ غشاوت جو قلب و کانون و آنکھون پر ہی بمانند قولہ تعالی ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوہ الخ
و بمانند قولہ تعالے افرأیت من اتخذ الٰہہ ہواہ واضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوہ الآیہ - اور ابی بن
کعب رضی اللہ عنہ نے قولہ تعالے ظلمات بعضہا فوق بعض الآیہ کی تفسیر مین کہا کہ تہ بر تہ اندھیریان ایک پر دوسرے بڑھ
چڑھکر ہی یہ کافر پانچ اندھیریون مین پڑا لوٹتا پھرتا ہی اسکی باتین اندھیری اور اسکا عمل اندھیری اور اسکا مدخل اندھیری
و اسکا مخرج اندھیری اور اسکا انجام بروز قیامت بھی اندھیریون آگ کی طرف ہی - اسی کے مانند سدی رح و ربیع بن انس رض
سے مروی ہی ذکرہ الامام ابن کثیر - اس تشبیہ کی کیفیت مین کئی وجوہ بیان کیے گئے ہین ایک وجہ یہ کہ حسن رح نے فرمایا کہ اللہ تعالی
نے تین قسم کی اندھیریان بیان فرمائین ایک اندھیری سمندر کی اسپر موجون کی اندھیریان اور سحاب کی اندھیری پس
یون ہی کافر کی تین اندھیریان ہین اعتقاد کی تاریکی اور اقوال کی تاریکی اور اعمال کی تاریکی - وجہ دوم یہ کہ ابن عباس رض
نے کہا کہ کافر کے قلب و سمع و بصر کو تینون اندھیریون سے تشبیہ دی ہی - قال المترجم وجہ اول مین تو حقیقی اندھیریان موجود
ہین اور وجہ دوم مین کافر کے اعضاے ثلثہ کو تینون اندھیریون سے تشبیہ ہی فافہم - اور وجہ سوم یہ کہ کافر جانتا نہین ہی اور
نہین جانتا کہ مین جانتا نہین - اور اعتقاد یہ کہ مین جانتا ہون - پس یہ سب تینون جہالت کی باتین ہین انکو تین تاریکیون سے
تشبیہ دی گئی - وجہ چہارم یہ کہ قلب اندھیرا جسپر اسکا سینہ اندھیرا چھایا ہوا اسپر اسکا بدن اندھیرا چھایا ہوا ان تینون کو تین
اندھیریون سے تشبیہ ہی - وجہ پنجم یہ کہ یہ اندھیریان جو سمندر عمیق موج و سحاب مین ہین تہ بر تہ جمی ہین ہاتھ پھیلائے نہین
سوجھتا ایسا ہی حال کافر کا ہی کہ اسکو اپنے کفر پر شدت سے اصرار ہی تو اسپر گمراہی کی تاریکیان تہ بر تہ جم گئی ہین حتی کہ اگر
ہدایت کی دلیل انکو سناؤ تو اسکی سمجھ مین نہین آتی ہی کذا فی الخطیب - اولی یہ کہ پانچون اندھیریان مانند قول ابی بن
کعب کی تفسیر [illegible] ہین - وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ یعنی جسکو اللہ تعالے
اپنی ہدایت نہ فرمائی اسکے لیے نور نہین ہی - ف - یہ بمقابلہ مومنین کے ہی چنانچہ مومنون کے لیے فرمایا یہدی اللہ
لنورہ من یشاء - امام ابن کثیر رح نے کہا کہ ہم اللہ تعالے العلی العظیم کی جناب مین دعا کرتے ہین کہ ہمارے قلوب مین

Marfat.com

نور کردے اور ہمارے دائین نور کردے اور ہمارے بائین نور کردے اور ہمارے واسطے [illegible]
برحمتک فی دعائہم وانت ارحم الراحمین - واضح ہو کہ حدیث مین دعا نور ہی جسمین رگ وپٹھہ [illegible]
فرماتے تھے - خطیب نے لکھا کہ ابن عباس رض کا قول ہی کہ معنی آیت کے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جسکے لیے [illegible]
دین کچھ نہین ہی - ف — وفی اشارات العرائس قولہ تعالیٰ والذین کفروا یعنی جنھون نے [illegible]
حالانکہ اِس عہد کے موافق اُنپر واجب تھا کہ بالکلیہ تمام عالم سے مُنھ موڑ کر خالق عزوجل کی طرف [illegible]
کسراب بقیعۃ - اُنکے اعمال اگرچہ اسلام کی مناسبت سے ظاہری صورت مین مخالف نہو لیکن [illegible]
ہو کہ دکھلانے سُنانے کے واسطے کیا ہو تو اُنکے اعمال مثل سراب کے ہین - سراب سے تشبیہ اُنکے اعمال کی [illegible]
کہ وے ریاکاری وعجب وغرور کی وجہ سے شرک باطل ہین - پھر جس وقت مین کہ اللہ تعالیٰ اپنے خالص دوستون
کو اُنکے اخلاص کے اعمال کا عوض عطا فرماویگا اور اہل ریاء وشرک بھی جزاے اعمال کے محتاج ہونگے اور [illegible]
خیال مین اپنے اعمال کو قابل ثواب سمجھتے ہونگے ولیکن وہان مراد مین کچھ نہ پاوینگے بخلاف اہل اخلاص کے [illegible]
اعمال اچھی قبولیت مین واقع ہوے بوجہ اِسکے کہ اُنکی نیت خوبی یقین وصدق واخلاص سے ہی - ووجد اللہ عندہ کوئی
چیز اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت واحاطہ عظمت سے باہر نہین ہی تو وہان اللہ تعالیٰ کا پانا [illegible]
ہی یعنی اللہ تعالیٰ کا غضب اُسپر پایا گیا اور اُسکو فراق وانقطاع کی سزا دیدی جو درحقیقت اُسکے اعمال کا بدلا تھا [illegible]
کہ خلق کی طرف رجوع لاوے اور مسبب کو چھوڑ کر اسباب کی پابندی کرے اُسکا یہی حال ہی - ابن عطا رحمہ اللہ نے
کہا کہ قولہ یحسبہ الظمآن ماء - وہ دل جسمین نور الٰہی عزوجل سے کچھ نہین ہی بلکہ خلق کی طرف رجوع ہی [illegible]
کی طرف رجوع ہو تو وہی غنی ہی بخلاف غیر کی طرف رجوع کے کہ وہ ایک سراب ہی جس کو پیاسا پانی خیال کرتا ہی لیکن انجام
کچھ نہین ہی اور جب یہ معلوم ہوا کہ غیر کی طرف رجوع کفران ہی تو بس حق عزوجل کی طرف رجوع وہی ایمان ہی - ابن [illegible]
رحمہ اللہ نے کہا کہ سواے اللہ تعالیٰ کے جو ہی محتاج ہی اور جس مین کسی کے سواے اللہ تعالیٰ کی محبت [illegible]
واضح ہو کہ ایک جماعت میدان طلب مین سرگرم ہوئی ولیکن آس نے فرائض وواجبات حق عزوجل کو چھوڑ دیا [illegible]
کہ وے اپنے اعمال وافعال سے اللہ تعالیٰ سے واصل ہونگے حالانکہ کسی کو اُسکی بارگاہ عالی تک وصول [illegible]
جسکے لیے عنایت ازلی سابق ہو چکی ہی - ومن لم یجعل اللہ لہ نورا الخ جسکے ساتھ توفیق [illegible]
نور نہ ہوگا اور جسکی روح کے واسطے انکشاف نور ہو تو اُسکو نور معرفت ونور مشاہدہ ونور وصال حاصل ہوگا [illegible]
تو عارف کو ہر لمحہ ہزاران ہزار نور کی احتیاج ہی جس سے وہ جمال قدم دیکھتا ہی اور صفات کی [illegible]
سے عجائب دیکھتا ہی - قاسم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جسکو ازلی حالت مین نور نہین ملا اُسکے لیے [illegible]
ف — واضح ہو کہ یہان اللہ تعالیٰ نے مومنون وکافرون کے نور واندھیری کی حالت بیان فرمائی [illegible]
حالت روشن اللہ نور پر نور رہی اور کافرون کی حالت اندھیری اور اندھیریون پر اندھیریان مین پھر [illegible]
عظمت قدرت کے دلائل بیان فرمائے

Marfat.com

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۖ كُلٌّ

کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہیں جو کوئی ہین آسمان وزمین مین اور اُڑتے جانور پر کھولے ہر ایک نے

قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ○ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

جان رکھی اپنی طرح کی بندگی اور یاد اور اللہ کو معلوم ہے جو کرتے ہین اور اللہ کی حکومت ہے آسمان

وَالْأَرْضِ ۖ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ○

اور زمین مین اور اللہ ہی تک پھر جانا ہے

أَلَمْ تَرَ کیا تو نے نہ دیکھا - یعنی کیا تو نے نہ جانا ایسا جاننا جو یقین ومضبوطی مین دیکھنے کے مانند ہو بذریعہ وحی واستدلال نور عقلی کے کہ إِنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ اللہ تعالےٰ کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانون وزمین مین ہے - یعنی اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات کا نقص وعیب وآفت سے پاک ہونا بیان کرتا ہے جو آسمانون وزمین مین ہے - من اگرچہ عاقل ہی کے واسطے بولتے ہین اور غیر عاقل کے لیے دیگر عبارات ہین اور یہان عاقل ملائکہ وآدمیون وغیرہ کو اعلیٰ درجہ کی تسبیح کرنے کی وجہ سے غالب رکھا اور من سے تعبیر کیا اور غیر عاقل وغیرہ سب کو اُنھین کے تحت مین داخل کر دیا پس یہ مراد نہین کہ جو اہل عقل آسمانون وزمین کے اندر ہین وہی تسبیح کرتے ہین بلکہ اہل عقل اور دوسرے سب تسبیح کرتے ہین - بدلیل قولہ تعالےٰ وان من شیٔ الا یسبح بحمدہ - یعنی کوئی چیز نہین باقی رہی جو اُسکی تسبیح نہ کرتی ہو - بالجملہ من کے تحت مین عاقل وغیر عاقل سب داخل ہین - یا من سے خالی ملائکہ وجن وانس مراد ہین اور پاکی کا اظہار یعنی تسبیح ایسے امر سے جو تنزیہ پر دلالت کرے خواہ زبانی کلام سے ہو یا اِس مخلوق کی حالت عجیب دیکھکر پیدا کرنیوالے کی پاکی ظاہر ہو کما فی البیضاوی - اور خطیب رح نے ذکر کیا کہ تسبیح سے یا یہ مقصود ہو گا کہ اللہ تعالےٰ نے اِن چیزون کو ایسے حالت عجیبہ کے ساتھ پیدا کیا کہ اُنکی پیدایش اپنے پیدا کرنے والے کے پاکی وخوبی پر دلالت کرتی ہو یا یہ مقصود ہو گا کہ بعض کی حالت اِس تسبیح پر دلالت کرے اور بعض کی زبان سے تسبیح پائی جاوے امام رازی رح نے کہا کہ پہلا مقصود ٹھیک لگتا ہی کیونکہ دوسری قسم متعذر ہی اِسلیے کہ زمین مین بعضے ایسے ہین کہ وہ مکلف ہی نہین مثلاً مجنون وطفل صغیر وغیرہ تو کیونکر زبانی تسبیح کرینگے اتول یہ حالت سے تسبیح کرین - اور لکھا کہ جو مکلف بھی ہین وہ بھی بدین معنی تسبیح نہین کرتے ہین چنانچہ کفار اسطرح توحید وتسبیح نہین کرتے ہین اور کہا کہ ایک قسم تیسری یہ نکلتی ہی کہ جو آسمان مین ہین یعنی ملائکہ تو وہ زبان سے تسبیح کرتے اور جو زمین مین ہین تو بعضے انمین زبانی تسبیح کرتے ہین اور بعضے حال کی تسبیح کرتے ہین لیکن یہ قسم اِسوجہ سے مراد نہین کہ تسبیح سے معنی حقیقی ومجازی ساتھ ہی مراد ہونگے اور یہ جائز نہین ہی تو بس قسم اول رہی یعنی تمام مخلوقات اپنے اجسام وہیات وصورت ومنافع وعجائب حکمت سے دلالت کرتی ہین کہ اُنکا پیدا کرنے والا کمال قدرت والا نعمت کے ساتھ وحدہ لاشریک ہی اور اسکی شان مین کوئی نقص واحتیاج نہین ہی - اگر کہا جاوے کہ تسبیح کے یہ معنی کہ اُسکی صنعت دیکھکر اللہ تعالےٰ خالق عزوجل کی خوبی وکمال نظر آتا ہی تو یہ تو ہر ذرہ مین موجود ہی پھر خالی عقلاء کی کیا تخصیص ہی حالانکہ من فی السموات الخ مین من سے عاقل کی خصوصیت کی تو معلوم ہوا کہ تسبیح ایسی مقصود ہی جو عاقل کے لائق ہی جواب دیا گیا کہ خاص عاقل کی اسوجہ سے ہوکہ عاقلون کی صورت وآثار مین عجائب قدرت سب سے زیادہ ہین کیونکہ علاوہ حسن صورت

کے عقل وگویائی وفہم وفراست وغیرہ زوائد ہین - مترجم کہتا ہی کہ یہ سب کلام اس بنا پر ہی کہ تسبیح [illegible]
وجن سے پائی جاتی ہی اور باقی چیزون سے تسبیح درحقیقت ممکن نہین ہی اور سابق مین بعضے مقامات پر تحقیق [illegible]
صالحین وظاہر نصوص سے خلاف ہی اور فلاسفہ وغیرہ کے موافق ہی لہذا شیخ امام ابن کثیرؒ نے بموافق سلف [illegible]
کے تفسیر مین کہا کہ قولہ تعالے الم تران اللہ یسبح الآیہ - اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہی کہ اُسکی تسبیح کرتا ہی جو آسمانون وزمین مین [illegible]
ملائکہ وانسان وجن اور حیوان حتی کہ پتھر وغیرہ جمادات تک چنانچہ فرمایا یسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیہن وان من
شیٔ الا یسبح بحمدہ الآیہ - وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ اور چڑیان درحالیکہ پھیلانے والیان ہین اپنے بازو یعنی آسمان
وزمین کے درمیان مین بازو پھیلائے برابر قائم رہتی ہی تو اُنکو اللہ تعالی ہی روک دیتا ہی - اور یہ ایک قسم کی زیادہ واضح [illegible]
ہی کیونکہ بھاری بوجھ ہی اور وہ اسطرح رُکا ہوا باوجود اسکے وہ بازو بند کرتی اور کھول لیتی ہی اور یہ کمال قدرت [illegible]
یعنی حالت پرواز مین وہ اپنے رب کی تسبیح کرتی اور جو تسبیح اسکو الہام فرمائی ہی اس سے اپنے رب کی عبادت کرتی ہی اور اللہ تعالے
عزوجل اپنی مخلوق کی عبادت سے خوب آگاہ ہی - كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ہر ایک نے جان لیا
اپنی نماز کو اور اپنی تسبیح کو یعنی جو ہر ایک سے لائق ومخصوص ہی وہ اللہ تعالے عزوجل کے الہام سے ہر ایک نے اپنے طریق بندگی
کو جان لیا ہی اور اُسی کے موافق ہر ایک تسبیح کرتا ہی - وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ اور اللہ تعالے ہر ایک کے فعل
سے خوب آگاہ ہی - یعنی کوئی فعل وکوئی ذرہ اسپر پوشیدہ نہین ہی - ف ـــــ ابوثابت سے روایت ہی کہ مین ابوجعفر باقرؒ
کی خدمت مین بیٹھا تھا تو مجھ سے فرمایا کہ تجھے کچھ معلوم ہی کہ طلوع آفتاب اور غروب کے وقت یہ چڑیان کیا کہتی ہین مین نے
کہا کہ نہین تو آپ نے فرمایا کہ اپنے رب عزوجل کی تقدیس بیان کرتی ہین اور اُس دن کا کھانا مانگتی ہین - قال المترجم
ادراک حواس وفہم وشعور مین کوئی خاص وجہ انسان کی امتیاز کی نہین ہی بلکہ عقل کلی اور اسکے آثار وافعال کی جہت سے
البتہ انسان کو امتیاز ہی ورنہ حواس کیسے ہی تیز ہون ایک ہی قسم ہی جسمین حیوانات شریک ہین اسی واسطے کافرون کو کالانعام
کہا اور فرق صرف اسی قدر تھا کہ کافرون کو معرفت الٰہی نہین ہی ورنہ جسم مین مومن وکافر مین اشتراک ہی اور اگر کہا جاوے [illegible]
ہین کہ وے طرح طرح کی دستکاری وصنعت مین جانورون سے ممتاز ہین تو جواب یہ کہ خلقت انسانی مین مثلاً ہاتھ [illegible]
ہوے ہین کہ اختیاری کام دیتے ہین اور ایسے ہی دماغ کے اندر بعض قوتین زائد ہین تو جو امور زائد ہین اُسی کی [illegible]
مین تفاوت ہی ورنہ باقی امور مین اشتراک بلکہ خاص خاص امور مین بہت سے جانورون کو انسان پر فضیلت ہی [illegible]
کہ بعضے علمار نے فرمایا کہ ہم پرندون ودیگر حیوانات مین ایسے اعمال لطیفہ مشاہدہ کرتے ہین کہ [illegible]
عقلار عاجز ہین تو جب ایسی حالت ہی تو کیون تردد ہوا کہ اللہ تعالے اِن جانورون کو اپنی معرفت ودعار وتسبیح [illegible]
اور وہی تسبیح یہ لوگ پڑھا کرتے ہین - بیان اسکا بوجوہ ہی - اول یہ ہی کہ ذئب پتھرون سے اور لاٹھی سے [illegible]
کہ اُسکو متوہم ہو کہ یہ مرگیا تب چھوڑتا ہی اور بسا اوقات آکر اُسکو سونگھتا ہی اور اُسکی سانس دیکھتا ہی [illegible]
جلد درخت پر چڑھ جاتا ہی اور اپنے منہ مین دو اخروٹ رکھکر ایک کو تفریق سے اور دوسرے کے [illegible]
منہ پھیلا کر اُسکے چھلکے پھینکدیتا اور گودی کھا لیتا ہی - اور چوپائے چوری وغیرہ مین طرح طرح [illegible]

مین بیمل خوبی اور اسکی لمبائی چوڑائی و انتظام شاہانہ مین فرق نہین اور اسکے چھ گوشہ خانہ ایسے نفیس ہوتے ہین کہ آدمی
باوجود علم ہندسہ کے بنانے مین سخت تکلف اُٹھاویگا اور شاید اول مرتبہ مین نہ بنے۔ اقول ہندوستان مین ایک پرند بیا
ہوتا ہے جو اپنا گھونسلا ایسی خوبصورتی سے بناتا ہے کہ غالباً انسان کے بنانے سے ویسا خوبصورت وصاف نہین ممکن ہے۔ وجہ سوم کہ ہر
ایک حیوان عالم مین ہر طرف سے اُسکو جو ڈھونڈھتی پھرتی ہے کہ آب وہواے موافق کہان ہے پس جہان کہین اپنے مزاج کے موافق پانی
وہوا پاتی ہے وہین تمام کرتی ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ گھوڑے کا یہ خواص ہے کہ ہر گھوڑا اس گھوڑے کی آواز پہچانتا ہے جس نے اس سے کسی
وقت لڑائی کی ہو اور معروف ہے کہ تمساح اپنا مُنہ کھول دیتا ہے تاکہ قطقاط چڑیا اُسپر گرے اور تمساح کے دانتون مین جو ہوتا ہے اُسکو
صاف کرے پھر اس چڑیا کے سر پر ایک چیز پیدا ایسی مثل کانٹے کے ہوتی ہے تو جب یہ تمساح چاہتا ہے کہ اس پرند کو نگل جاوے
تو اس کانٹے سے اُسکو اذیت پہونچتی ہے پس ناچار منہ کھول دیتا ہے تو وہ اُڑجاتا ہے۔ سلحفاۃ جب سانپ کھاجاتا ہے تو اُسکے بعد
پہاڑی پودینہ کھالیتا ہے تو اس سے سانپ کا زہر جاتا رہتا ہے پھر وہ دوبارہ کھالیتا ہے اور بعض ثقہ تجربہ کار شکاری سے نقل ہے
کہ مین نے حباری کو دیکھا وہ سانپ سے لڑتی تھی اور اُسکے سامنے سے بھاگ کر ایک گھاس مین سے کھالیتی پھر سانپ سے
لڑنے لگتی تھی اسیطرح برابر ہوتا رہتا تھا اور مین ایک مقام پر کمینگاہ کیے ہوے تھا اور یہ گھاس وہان سے قریب تھی تو جب
حباری نے سانپ سے لڑنا شروع کیا تو مین نے وہ گھاس اکھاڑ ڈالی پس حباری پھر لڑکر اس گھاس تک آئی مگر وہان
گھاس کو نہ پایا تو اسکے گرد پھر گھومنا شروع کیا یہانتک کہ مردہ ہوکر گر پڑی پس مین نے جانا کہ اس گھاس سے اُسنے سانپ کے
زہر کا علاج کیا تھا اور یہ گھاس جرجیر صحرائی تھی۔ نیولا جب سانپ سے لڑتا ہے تو سداب کھاتا ہے کیونکہ سُداب کی بوسے سانپ
کا دم پیچ جاتا ہے۔ کتا جب مریض شکم ہوتا ہے تو جو وگیہون کی بالیون سے علاج کرتا ہے اور جب زخمی ہوجاتا ہے تو پہاڑی پودینہ
سے علاج کرتا ہے۔ چہارم قنفذ کا یہ حال ہے کہ پُروائی یا پچھیا وہوا کو چلنے سے پہلے معلوم کرلیتی ہے اور اُسی کے موافق اپنے
بل کا اُسی طرف کا سوراخ کھول موندلیتی ہے چنانچہ قسطنطنیہ مین ایک شخص کے گھر مین ایک قنفذ تھی وہ ہوا چلنے سے پہلے
اپنی جگہ مین پہلی کرتی تھی تو یہ شخص لوگون کو ہوا کا رخ بتلایا کرتا اور اُسکو اسمین بہت کچھ ملتا اور لوگون کو بھی اسمین نفع ہوتا
تھا حالانکہ وہ شخص صرف اُسی قنفذ سے یہ بات جانتا تھا۔ اور خطاف مشہور ہے کہ گیلی مٹی سے اپنا جھونجھ خوب بناتی ہے اور
اُسکے گرجاتی ہے اور جب بچہ نکالتی ہے تو اُسکی پرداخت ورزق مین بہت کوشش کرتی ہے۔ اقول خرگوش مادہ جب بچہ
دینا چاہتی ہے تو زمین کے اندر دور تک سوراخ کرکے ابتدا مین باریک اور جسقدر بڑھتا جاتا ہے اُسی قدر کشادہ کرتی جاتی ہے
پھر اپنے تمام دالان کو جیسے آدمی ہاتھ سے دھب دھاکر برابر کرتا ہے اسیطرح ہاتھون سے درست کرتی ہے یہانتک
کہ نہایت صاف اور ہموار ہوجاتی ہے پھر تنکے دکھر وغیرہ لیجاکر اسمین رکھتی ہے مگر جب کہ بچہ دینے سے آٹھ روز باقی
رہتے ہین پھر نہ کرلیتی ہے۔ اور جب تین روز رہتے ہین تو کھولکر روئی وغیرہ جو کچھ پاتی ہے لیجاکر رکھتی ہے پھر اُسکو بالکل ہموار کرکے
آخر مین اپنے بدن سے خصوص پیٹ سے جہان دودھ ہوتے ہین بال نوچ کر اپنے منہ مین داب کر لیجاتی ہے پھر ایک روز ہوا سے
ایک بچی ہوئی اور اسکے سے بال اُڑجاتے تھے تو جہان وضو وغیرہ کا پانی گرا تھا وہان جاکر لوٹ کر اپنے آپ کو گیلا کرکے تب
بال نوچ کر منہ مین بلا تکلف لے گئی۔ یہ بارہا مشاہدہ ہوا ہے۔ غرنوق جب آسمان مین بلند ہوجاتے ہین اور اُڑنے مین

[illegible]

ابر یا کوئی پارہ اسکا درمیان مین آگیا تو اپنے پرون کو باہم نہ ملاتے پھیلاتے ہین تاکہ سب کو دہوپ پہونچے
ایک دوسرے کے پیچھے ہوجاوین اور جب کسی پہاڑ پر رات کو اترتے تو سب اپنے سرون کو اپنے بازوؤن مین رکھ لیتے
ہین سوائے اُس ایک کے جو اُنکا پیشرو ہی تو وہ سر کھلے سوتا ہی تو فورا جاگ جاتا ہی اور جانور کی آہٹ پا کر
خوب چلاتا ہی - چیونٹیون کو دیکھو کہ عجیب طرح سے غول باندھے ہوئے سیدھی لکیر پر بخط مستقیم حرکت کرتی چلی جاتی ہین
اور ایک دوسرے کی حفاظت کرتی ہین اور اگر چیونٹی کے بل سے پردہ ہٹ جاوے اور اسکا ...
چیونٹی اپنے انڈے کو لیکر جلد چلی جاتی ہی - اس بارہ مین تفصیلی حال دو کتاب عجائب الحیوان ... مین ہی
ہی کہ جیسے حیلہ بعض جانور کرتے ہین اور اُنکی سمجھ کے ساتھ تجربات ہین آدمیون مین سے بہت سے فاضل حکیم اس سے عاجز
ہین بس یہ کون خیال کرتا ہی کہ جانورون و پرندون وغیرہ سے تسبیح نہین ہو سکتی ہی اگرچہ بہت سے امور ایسے ہین کہ آدمیون
کو اُنکی معرفت ہی اور جانورون مین نہین ہی ولیکن وے اپنے اللہ تعالےٰ کی تسبیح اپنے لائق کرتے ہین ۔ قوله تعالى ولكن
لا تفقهون تسبيحهم - یعنی ہم ان حیوانات وغیرہ کی تسبیح نہین سمجھتے ہین - عجب یہ کہ وے ہماری تسبیح کو سمجھتے ہین جیسا کہ دلائل
خاصہ اُسپر دلالت کرتے ہین اور روایت ہی کہ سبحان اللہ وبحمدہ ہر چیز کی نماز ہی اُسی سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہی - یا ہر چیز
تسبیح کرتی ہی اور اللہ تعالےٰ ہی اُسکی تسبیح کو خوب جانتا ہی - وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے ہی ملک آسمانون وزمین کا - اُسی نے سب کو پیدا فرمایا اور اُسی کی طرف سب کی انتہا ہی کیونکہ
کمال اُسی مین ہی اور سب محتاج ہین تو ہر ایک اُسی کی طرف محتاج ہی اور اسمین جملہ اجسام واعراض واقوال وافعال بندون
و جانورون کی طاعات وعادات وغیرہ سب داخل ہین سب کی پیدایش اُسی سے ہی - وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ اور
اللہ تعالےٰ ہی کی طرف پھر آنا ہی - یعنی ضرور ہی کہ فنا ہو کر سب اُسی کی طرف راجع ہون - پھر اللہ تعالےٰ نے دوسری
دلیل آثار قدرت سے بیان فرمائی

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ
تو نے نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہی بادل پھر اُنکو ملاتا ہی پھر اُنکو رکھتا ہی تہ بر تہ پھر تو دیکھے مینہ
يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ
نکلتا ہی اُسکے بیچ سے اور اُتارتا ہی آسمان سے اُسمین جو پہاڑ ہین اولون کے پھر وہ ڈالتا ہی
مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ يُقَلِّبُ اللّٰهُ
جسپر چاہے اور بچا دیتا ہی جس سے چاہے ابھی اُسکی بجلی کی کوند لیجاوے آنکھین ... بدلتا ہی
الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ
رات اور دن اسمین دھیان کی جگہ ہی آنکھ والون کو

اَلَمْ تَرَ کیا تو نے نہین دیکھا - یعنی نگاہ سے یا معنی یہ کہ کیا تو نے نہین جانا - اَنَّ اللّٰهَ کہ ...
يُزْجِيْ نرمی کے ساتھ چلاتا ہی سَحَابًا سحاب کو - بعد پیدا کرنے کے ...

Marfat.com

[illegible]تا ہی اور جہان نے کہا سحاب اسم جنس ہی اور ایک کا لحاظ کرکے سحابہ کہتے ہین - اور معنی یہ ہین کہ متفرق
[illegible] بادل کی طرف نرمی سے روان فرماتا ہی - ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ - پھر ترکیب دیدیتا ہی سحاب مین
[illegible] سے سحابہ جسکے متفرق ٹکڑون کو ایک ٹکڑا بنا دیتا ہی - ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا - پھر اس سحاب کو رکام کردیتا
[illegible] یعنی تہ بتہ اوپر تلے ابر بنا دیتا ہی - فَتَرَى الْوَدْقَ - پھر تیری نظر مین آتا ہی کہ ودق یعنی مینہ يَخْرُجُ مِنْ
خِلَالِهِ - نکلتا ہی اُسکے خلال سے یعنی خلل سے - ف - ودق جمہور مفسرین کے نزدیک مینہ ہی اور آیت مین ایک فعل کو ہماری طرف
نسبت کیا یعنی فتری الودق الخ یعنی تو دیکھتا ہی کہ گویا مینہ اُسکے درمیان سے نکل رہا ہی - پس آیت دلیل اسکی نہین کہ اصل مین یون ہی ہی
کیونکہ لوگون کی نظر کا حال بیان فرمایا کہ تو یون دیکھتا ہی - اور یہ نہین فرمایا کہ اصل مین یون ہی ہی اور یہان مقصود بیان قدرت کاملہ ہی
اور حقیقت کافی ہی کیونکہ ہر طور دیکھنے والے کو اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آتی ہی - اور یہ دلیل اس امر کی ہی کہ بندون کو ان اشیاء مین صرف اسیقدر
ظاہری ہی کہ سب کو عجائب قدرت الٰہی عز وجل سے دیکھین اور یہ نہین کہ انکی حقیقت تلاش کرنے مین اوقات ضائع کرین کیونکہ اگر ایسا
ہوتا تو حقیقت واقعی کی طرف اشارہ ہوتا صرف ہمارے دیکھنے پر مدار نہوتا مگر یہی فرمایا کہ تو دیکھتا ہی کہ مینہ اُسکے درمیان سے نکلتا ہی - پس
قراءت من خلاله یعنی من خلله - اور ابن عباس و ضحاک نے یون ہی قراءت کردیا اور عبید بن عمیر لیثی رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مثیرہ ہوا کو اٹھاتا ہی
وہ زمین سے جوش دیتی ہی پھر اللہ تعالیٰ منشیہ ہوا کو اٹھاتا ہی تو وہ سحاب کو پیدا کرتی ہی پھر اللہ تعالیٰ ہواے مولفہ کو اٹھاتا ہی تو وہ سب مین ترکیب
دیدیتی ہی پھر اللہ تعالیٰ نے ہواے لواقح کو اٹھاتا ہی وہ سحاب کو گرانبار کردیتی ہی - رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر - وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ
مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ - ف - اس آیت مین برف تحتین اولا پیدا کرنے کی قدرت کا اشارہ ہی اور کلام مین تین من ہین
شیخ [illegible] نے کہا کہ بعض نحویون کا قول ہی کہ پہلا من ابتداے غایت کا ہی یعنی جہان سے پیدائش ہی تو وہ من السماء ہی یعنی آسمان سے - اور دوسرا
من تبعیض کا ہی یعنی کل آسمان سے اُسکی پیدائش نہین بلکہ بعض حصہ سے ہی اور وہ من جبال فیہا - یعنی آسمان مین پہاڑون سے اور یہ پہاڑ
کس چیز کے ہین تو تیسرا من بیانیہ ہی من برد یعنی برد کے پہاڑ ہین - پس حاصل معنی یہ ہوے کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے اولے نازل کرتا ہی - اور یہ آسمان
مین اولے کے پہاڑون سے نازل ہوتے ہین - ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ تفسیر اس عالم کے قول پر ٹھیک ہوگی جو کہتا ہی کہ آسمان مین اولے کے
پہاڑ ہین اللہ تعالیٰ اس مین سے اولے نازل کرتا ہی - اور رہا وہ عالم جو کہتا ہی کہ اسماء سے مراد یہان بلندی ہی تو من جبال یعنی
من سحاب - ہوے اور یہ بدل ہی من السماء کا - یعنی بلندی سے یعنی پہاڑون سے - تو دوسرا من بھی ابتداے غایت کا بطریق
بدل ہی انتہی وقیل حاصل یہ کہ من السماء واسطے ابتداے غایت کے ہی اسمین سب مفسرین کا اتفاق ہی اور دوسرا من جبال
کا تین طور پر ہی ایک یہ کہ وہ بھی ابتداء غایۃ کا - دوم و تبعیض کا یعنی بعضے پہاڑون سے جو آسمان مین ہین - سوم زائدہ ہی - اور
من برد بھی ایسے ہی تین وجوہ متقدمہ ہین اور چہارم یہ کہ وہ بیان جنس ہی - یہ حوفی و زمخشری کا قول ہی اگر کہا جاوے کہ
من جبال فیہا من برد - کے معنی کیا ہین - جواب دیا گیا کہ دو معنی ہین ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان مین برد کے پہاڑ پیدا کیے
ہین جیسے زمین مین پتھر کے پہاڑ ہین - بیضاوی رح نے کہا کہ عقل مین کوئی ایسی دلیل نہین جس سے محال لازم آوے جبکہ
اللہ تعالیٰ نے برد کے پہاڑ پیدا کیے ہون یعنی خالی یہ کہنا کہ ہماری راے مین بعید معلوم ہوتا ہی یہ محض جہالت ہی حتی کہ بہت سے
تجربہ جو مخفی ہوتے اور پھر دریافت ہوتے ہین پہلے سے انکا انکار بے فائدہ ہی - دوم معنی یہ کہ جبال سے مراد کثرت ہی جیسے کہتے ہین

کہ ابر کے پہاڑ چلے آتے ہیں پانی بہت برستا معلوم ہوتا ہے۔ ایسے ہی معنی بیان [illegible]
کہا کہ سما سے مراد ابر ہے کیونکہ جو تیرے اوپر ہو وہ سما ہے توجبال یعنی بڑے [illegible]
ٹکڑے مثل پہاڑ سے اولا نازل کرتا ہے۔ ان ٹکڑون کو پہاڑ اسواسطے کہا کہ [illegible]
اور لکھا کہ فلاسفہ میں یہ مشہور ہے کہ ابخرہ جب اوپر چڑھے اور اُنکے بیچ میں کوئی [illegible]
بلکہ بھکر اوپر کے سرد طبقہ ہوائی میں پہونچے اور وہان تو ی ٹھنڈک پہونچی تو مجتمع ہو کر سحاب [illegible]
نہ پہونچی تو مینہ برسنے لگتا ہے اور اگر شدید سردی پہونچی پس اگر مجتمع ہونے سے پہلے بخاری اجزا [illegible]
اولا گرتا ہے اور کبھی ہوا بہت سخت سرد ہو جاتی ہے تو وہ خود منقبض ہو کر بادل بنجاتی ہے اور اس سے [illegible]
امور بیان فرمائے تو یہ معلومات ہیں پس ضرور ہے کہ ہر ایک کا وجود کسی علت کی طرف مستند ہو اور وہ علت [illegible]
ارادہ الٰہی عزوجل کے کیونکہ دلیل قائم ہو چکی کہ جو حوادث پیدا ہوتے ہیں اُنکو اپنے محل و وقت پر [illegible]
نہین سوائے ارادہ حضرت حق عزوجل کے کہ وہی موجب ہے پس وہی اپنے ارادہ و قدرت سے [illegible]
اولا بنا کر گراتا ہے۔ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ پس اصابت فرماتا ہے ہر ایک مطر و برد سے جس کو [illegible]
وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ اور جس سے چاہتا ہے ہر ایک کو پھیر دیتا ہے۔ اور شیخ ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ [illegible]
ایک یہ کہ معنی یہ ہون کہ پہونچاتا ہے ہر ایک مینہ و برد کو جس مخلوق کو چاہے۔ یعنی از راہ رحمت اُنکے کھیتون [illegible]
ایسے طور پر سیراب کرتا ہے کہ اُنکو خالص نفع پہونچے اور یصرفہ عن من الخ یعنی جس سے چاہتا ہے پھیر دیتا [illegible]
ہوتی ہے تو وہان قحط وغیرہ نازل ہو جاتا ہے اور احتمال دوم یہ کہ ضمیر صرف برد کی طرف ہو اور [illegible]
معنی یہ ہیں کہ بطور خشم کے جسکو چاہتا ہے برد سے مصیبت پہونچاتا ہے کیونکہ اولی پڑنے سے [illegible]
گرجاتے و برباد ہوتے ہیں اور جسکو چاہتا ہے برد کو اس سے پھیر رکھتا ہے یعنی اولی کی مصیبت اُسکو [illegible]
پہونچتی ہے۔ واضح ہو کہ رسم الخط قرآنی میں یہان عمن یشاء مقطوع ہے یعنی عن من علیحدہ علیحدہ ہے [illegible]
کے بین من سے الگ ظاہر تحریر میں بھی ہے جیسے باطن میں معنی بھی مقصود ہیں کہ اولی کی مصیبت [illegible]
ہو کر ہر ایک چیز میں اللہ تعالےٰ کی رحمت ہے اور وہی بعض کے حق میں مصیبت ہو جاتی ہے جیسے ایمان و قرآن [illegible]
مگر کافرون کے حق میں مصیبت ہے اور جیسے باران رحمت سے بعضون کو مصیبت پہونچتی ہے [illegible]
حکمت کے ساتھ آگ پیدا ہوتی ہے چنانچہ فرمایا۔ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ [illegible]
برق کی چمک بینائیون کو لے بھاگے۔ یعنی جو اُسکو آنکھ پھاڑ کے دیکھتے ہیں اُنہی [illegible]
ثابت ہوا کہ نور باہم ایک دوسرے کی طرف منجذب ہوتے ہیں اور چونکہ برق میں روشنی تیز [illegible]
منجذب ہو جاوے کچھ بعید نہین اور تجربہ سے معلوم ہوا کہ اکثر لوگون کو [illegible]
خطیب نے لکھا کہ برق جسکی ایسی صفت ہے وہ فرد رخالص آگ ہے اور آگ پانی [illegible]
دونون کو یکجا جمع کر دیا ہے قال المترجم فلاسفہ کہتے ہیں کہ ابخرات میں کچھ ابخرات [illegible]

... جاتے ہین تو بادلون کی رگڑسے جل اُٹھتے اور کوندنے لگتے ہین اور پوشیدہ نہین کہ اگر قیاس
... آخری کوشش قیاس کی ہریا اوکسیجن وہیڈروجن ہواؤن کے اتصال سے جل جانا اِس زمانہ کے قیاس
... ہین جب اُسکو عقل کی کسوٹی پرچڑھایا جاتا ہی تو ثبوت بہت بعید ہوجاتا ہی اول اِسوجہ سے کہ رگڑ یا ہیڈروجن سے
... بانی لیکن وہ پانی جسمین وہ پھنسے ہین بجھانے کو کافی تھا۔ اگروہ کافی نہ ہو تو جس مقام پر سردی مین وہ موجود ہی
... کی گرمی ... ہونے کو کافی تھا کیونکہ اِس شدت سردی مین جہان پانی منجمد ہوگیا یہ گرمی جو رگڑ سے پیدا ہو کوئی چیز نہین ہی
... ہم ہیکہ وہ مشتعل ہوگئی اور ہم نے سب باتون سے آنکھ بند کرلی لیکن وہ تو بالطبع اوپر چڑھنے والی چیز ہی نیچے گرنیوالی نہین ہی
پھر وہ نیچے کیون گرتی ہی اور یہ جو زعم کیا کہ ہمجنس کی کشش سے وہ نیچے کھنچتی ہی تو خود الٹی بات ہی کہ جب اول مین گرم و حلیتی
نکلی تب تو خفیف گرمی سے اوپر چڑھی اور اب کہ تیز گرمی ہی نیچے کی کشش مین آگئی یہ اوندھی بات ماننا اندھون کا کام ہی لہذا
ہم ایسے بیہودہ خیالات پر اپنی عقل کو نادان بنانے سے پرہیز کرکے عجیب صنعت الٰہی کو جو اِس تمام نظام عالم مین صاف صاف
جاری ہی مانتے ہین اور وہ ارادت قدیمہ الٰہیہ عزوجل ہی جسکے قبضۂ قدرت سے اشیار کا وجود ہی يُقَلِّبُ اللّٰهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ
اللہ تعالےٰ ہی لوٹ پوٹ کرتا ہی رات و دن کو۔ ابوہریرہ رضنے روایت کی کہ رسول برحق صفی مطلق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
نے آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ مجھے آدمی ایذا دیتا ہی کہ وہ گردش دہر کے بدگوئی کرتا ہی اور مین ہی دہر ہون مین ہی رات
و دن کو پھراتا ہون کما رواہ البخاری ومسلم۔ کبھی رات آئی اور دن گیا اور کبھی دن کی روشنی اور کبھی رات کی تاریکی اور
کبھی سردی و کبھی گرمی اور کبھی دن بڑا و رات چھوٹی اور کبھی رات بڑی و دن چھوٹا اور تعجب ہی کہ جو لوگ اُنکے اسباب مانتے
ہین کہ یہ اِس سبب اور وہ اُس سبب سے ہی وے اِن سببون پر نگاہ نہین کرتے کہ یہ سبب کہان سے آئے اور جب آخر مین ہر
ایک رو سبب کو خالق عزوجل پر منتہی مانتا ہی تو اصل سبب کو کافی کیون نہین جانتا۔ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي
الْأَبْصَارِ اِس سب مین جو مذکور ہوا ہی اہل ابصار یعنی اہل عقول کے واسطے عبرت ہی۔ وے ہوش گوش سے
سنتے و دیکھتے ہین تو وے صاف ظاہر دیکھتے ہین کہ خالق عالم کا حق جل شانہ وحدہ لاشریک ہی اُسکی قدرت کامل و اُسکا علم
محیط و اُسکے ارادہ و مشیت پر اُسکی مخلوقات کا انتظام ہی کسی سبب یا کسی چیز کی اختیاری حکمت پر کچھ بھی ذرہ انتظام کا
نہین ہی۔ ف ——— فی اشارات العرائس قولہ تعالےٰ الم تران اللہ یزجی سحابا تفسیر تو اُسکی ظاہر مذکور ہوئی اور
چونکہ انسان ایک نمونہ عالم ہی اور اُسکے قلب و جسم و روح مین تمام آثار علوی و سفلی موجود ہین تو اُسکے اندر ظہور ان آثار کا اسطرح
کہ قلب مین سحاب آثار فعل کو بقدر استعداد پیدا فرماتا ہی اور ہوائے کرم سے اُنکا اجتماع کرکے قلوب پر متکاثف کرنے لگے
بعد از صفات سے باران کرتا ہی کما قال ثم یجعلہ رکاما۔ پھر اِس سے باران رحمت کا نزول اِس قلب کی زمین پر ہوتا ہی جس سے
... الودق یخرج من خلالہ۔ اور اِس باران عام سے قلب کی جیسی زمین ہو ویسے آثار اسمین ظاہر ہوتے
ہین ... باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست ،، در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس ،، پس بعضے قلوب مین تو اِس سے اسباب
... پیدا ہوتا ہی اور اسباب پر نظر والے بھی ہزارون طرح مختلف ہین بعضے جاہل اِن اسباب سے
... مغرور ہوتے ہین اور بعضے ان اسباب سے طرح طرح کے نتائج نکالتے اور بہت سے ذریعہ معاش کے پیدا کرتے ہین اور طرح طرح

Marfat.com

کی ایجادین نکلتی ہین حالانکہ وہی افعال الٰہی و نور صفات کا ظہور ہی جسکے باران سے قلب
قلوب مین اس سے اسباب کا ادراک ہوکر خالق عزوجل کا اقرار و اُسکے عجائب حکمت و قدرت پر نظر
قلوب ہین جو اولی الابصار ہین اور ان قلوب مین عجائب علوم و معارف و حکمتین پیدا ہوتی ہین اور
ہی اور اسمین ساخت کو دخل نہین ہی جیسے کابل وغیرہ کی زمین سے میوہ جات پیدا ہوتے ہین اور ہندوستان
نہین ہی یا بعض چیزین خود ہندوستان مین بعض جگہ کے واسطے مخصوص ہین دوسری جگہ نہین پیدا ہوسکتی ہین
آسمانون مین جبال ہین جسمین تمکین و استقامت ہی اُنسے بردکا نزول ہوتا ہی اور وہ کسی کے واسطے رحمت ہی اور کسی کے واسطے
نقمت ہی۔ شیخ رحمہ اللہ نے برد کو انوار ذات کا ظہور لیا ہی اور حدیث مین دعا ہی کہ اللہم اغسل خطایای بالماء والثلج والبرد الٰہی
عذاب ہی
میری خطاؤن کو پانی و برف و اولے سے دھو ڈالے۔ اور واضح ہو کہ اہل تمکین و استقامت جو پہاڑون کی طرح قائم و مضبوط ہین اُنسے
بعض اقوام کو رحمت و منزلت ہی اور بعض کو پستی و غضب ہی اور قران مجید و معارف توحید کے نزول سے مومنون کو رحمت و کافرون کو
نقمت ہی حالانکہ اسمین روشن حجتین موجود ہین۔ یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار۔ ایسے واضح و روشن دلائل ہین کہ گویا کافرون
کے ابصار جاتی رہین اور وے مان لین ولیکن وے نہ سنتے ہین نہ اُنپر غور کرتے ہین۔ ولیکن یہ سب قبضۂ قدرت حق عزوجل مین
ہی۔ یقلب اللہ اللیل والنہار جہان اُسکے ارادت مین تعلق تاریکی ہی وہان رات اندھیری کے سوا اُسے روشن نہین ہوسکتی
اور جہان نور متعلق ہی وہان دن ہوگا وہی مقلب القلوب ہی۔ ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار۔ اور اسمین اشارت ہی کہ اُسکی
مشیت قدیم ہر حالت مین غالب ہی کیونکہ ہر مشیت تابع اُسکی مشیت قدیمہ کی ہی اور ہر ارادہ کا صدور اُسکے ارادہ سے ہو تو جب تمام
جہان اپنی ارادات سے باہر ہی تو جو کچھ واقع ہو وہ اُسی کا ارادہ اور اُسی کی مشیت ہو وہی مقلب اللیل والنہار ہی۔ واسطی نے
کہا کہ اللہ تعالے سے کوئی خلاف کرنے والا نہین اور نہ کوئی موافقت کرنے والا ہی بلکہ ہر ایک اُسکی مشیت مین مستعمل ہی اور ہر ایک
اُسکی قدرت کے تحت مین مشغول ہی تو وفاق و خلاف کہان سے ہوگا وہی لیل و نہار کو تقلیب دیتا ہی اُسی کے قدرت سے تمام
اشیاء کا قیام و فناء و بقاء ہی اور اشیاء اُسی کے ساتھ ہین کسی کا وجود اُسکو اُنس نہین بڑھاتا اور کسی کا فناء اُسکو وحشت نہین دیتا
اور نہ وہان کسی کا وجود نہ کسی کی فناء بلکہ یہ تو رسم در رسم باتین ہین۔ اقول یہ کلام منزلت عالی سے صادر ہی اور اسکے سمجھنے کو
فہم ثاقب انور چاہیے ہی اور اللہ تعالے ہی کیطرف سب کا مرجع ہی۔ پھر جب کہ ایک استدلال آسمان و زمین سے اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ کے
علوی سے اللہ تعالی کی وحدانیت پر واضح ہوا تو تیسرا استدلال آثار سفلی سے اُسکی توحید و قدرت پر آگے بیان فرمایا قولہ تعالے

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ
اور اللہ نے بنایا ہر پھرنیوالا ایک پانی سے پھر کوئی ہی کہ چلتا ہی اپنے پیٹ پر اور کوئی ہی کہ چلتا ہی
عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
دو پانوٗن پر اور کوئی ہی کہ چلتا ہی چار پر بناتا ہی اللہ جو چاہتا ہی بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہی
لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۚ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
ہمنے اتار دین آیتین کھول بتانیوالی اور اللہ لاوے جسکو چاہے سیدھی راہ

... تعالی مجبور ہی پیدا کرنے سے اور اپنی قدرت قاہرہ پر تنبیہ کی بقولہ تعالے۔ **وَاللّٰهُ خَلَقَ** حمزہ وکسائی
... آیا مضاف بجانب۔ **كُلَّ دَآبَّةٍ** یعنی اللہ تعالے ہی پیدا کرنے والا ہر جاندار کا ہی **مِّنْ مَّآءٍ** پانی
... نے پانی سے نطفہ مراد لیا۔ ظاہرا اسوجہ سے کہ آگے مَنْ مذکور ہی جو اہل عقل کے لیے بولا جاتا ہی اور چونکہ آثار
... استدلال ہی تو اول انہیں انسان ہی اور وہ نطفہ سے ہوتا ہی۔ علاوہ اسکے دیگر حیوانات مین بھی نسل اُسی نطفہ سے ہی
... استدلال کا اُسی بناء پر ہی کہ اللہ تعالے ہی کی قدرت ہی کہ اُسنے آب نطفہ سے آدمی جاندار اس ہیات عجیب کا
پیدا کر دیا جس مین کسی شخص کے سبب وقدرت کو دخل نہین ہی تو انکار کرنے والے اپنی عاجزی اور جہان کی عاجزی کا
... کے خالق عز وجل کے انکار سے توبہ کرین اور یہی اس نصیحت صادقہ کا مقصود ہی۔ اب رہا یہ کہ جو لوگ اپنے رب
عز وجل کا دل وجان سے اقرار کرتے ہین وے اس کلام پاک سے حقیقت حال پر وقوف چاہین تو اُنکو سمجھنا چاہیے کیونکہ
بظاہر یہ وہم ہوتا ہی کہ بہت سے حیوانات کی پیدایش نطفہ سے نہین ہی جیسے ملائکہ کہ وے نور سے پیدا ہوے ہین اور انہین
توالد وتناسل نر ومادہ کا نہین ہی حالانکہ حیوانات مین سے وے بہت کثرت سے ہین اور رہے جن تو وے آگ سے پیدا ہین
اگرچہ یہ بات قطعی نہین معلوم کہ آگ انہین جزو غالب ہی جیسے آدمی مین مٹی بہ نسبت آگ وپانی وہوا کے غالب ہی یا جن خالی نار سموم
سے پیدا ہین۔ جیساکہ بیضاوی رح نے ذکر کیا ہی لیکن مشہور یہ کہ وے آگ سے پیدا ہین اور یون ہی آدم علیہ السلام کی پیدایش
نطفہ سے نہین بلکہ تراب سے ہی۔ ایسے ہی عیسی علیہ السلام کو پھونک سے پیدا کیا بقولہ تعالے فنفخنا فیہا من روحنا۔ اور بہت سے
حیوانات ہم دیکھتے ہین کہ نطفہ سے نہین پیدا ہوتے جیسے کیڑے جو سیب وغیرہ کے اندر پیدا ہو جاتے ہین۔ جواب اسکا کئی
طور پر دیا گیا۔ اول یہ کہ من ماء کا تعلق خلق سے نہین ہی یعنی یہ معنی نہین کہ پانی سے پیدا کیا بلکہ معنی یہ ہین کہ جو جاندار پانی سے
پیدا ہین اُنکو اللہ تعالے نے پیدا کیا ہی۔ خطیب نے کہا کہ قفال رح نے یہ جواب لکھا اور اچھا جواب ہی اور مترجم کہتا ہی
کہ مقصود بیان اسیقدر تھا کہ اللہ تعالے کی قدرت ایسی مثال سے ظاہر کر دی جاوے کہ اسمین وہم وقیاس کافرون
کے عاجز ہون پس اس مقصود کے لحاظ سے یہ جواب کافی ہی کیونکہ جو جاندار نطفہ سے پیدا ہوا ہی وہان کافر ومسلمان سب
عاجز ومتحیر ہین کہ عجیب قدرت وصنعت ہی اور یہی کافی استدلال ہی۔ یہ وہم نہ ہو کہ کافر لوگ ایسے بھی ہین جو کہتے ہین کہ یہ ایک
فطرت کی پیدایش نر ومادہ سے ہی جب کہ دونون مین جفتی سے منی قرار پاوے۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ حماقت کی گفتگو ہی کیونکہ
فطرت کا لفظ بول جانے سے کیا حاصل ہوا کیونکہ ہم پوچھتے ہین کہ وہ فطرت کیا چیز ہی اور جس نے عقل سے غور کیا وہ جانتا
ہی کہ آخر ہم کو عاجز ہونا پڑیگا اور کوئی وجہ ہم کو نہین معلوم ہوتی کہ اسطرح منی مین کیا خاصیت ہی اور یہ خاصیت کہان سے پیدا ہوئی ہی
خواہ اسکو فطرت کہو یا قدرت کہو۔ لفظ بدلنے سے کچھ فائدہ نہین ہی کلام تو اس معنی مین ہی اور یہی گفتگو تو ان مین ہی کہ جنکو دانائی
سے ... خون ... جمع ہونے پر مقصور کرتے اور اپنے نزدیک سمجھ لینے والے ہو جاتے ہین حالانکہ یہی سوال وارد ہی کہ
خون کے ذرات آنکھ مین بینائی دیتے اور کان مین نہین دیتے اور زبان پر ذوق اور ہاتھ مین لمس وشہوات تناسل مین خاصیت
دیگر ... یہ سب بلا اگانہ خصوصیات مین خون کے ذرہ کو کیا دخل ہی اور خالی یہ زعم کہ ہر جگہ خون کے ذرہ سے وہی
فائدہ ہو سکتا ہی جو دوسری جگہ سے حاصل ہی تو اس سے کچھ فائدہ نہین ہی کیونکہ ہو سکنا کیا معنی ہین اگر یہ غرض ہی کہ قدرت

ہین ہی تو ہم بھی مانتے ہین اور مدار قدرت پر ہوا اور اگر بدون اِسکے مقصود یہی تھا تو تقریر یہی [illegible]
تو خون کے قطرہ سے لامحالہ نہین ہی ورنہ خون کے ذرات تو ہر جگہ موجود ہین تو بالضرور کسی فاعل مختار [illegible]
رکھتے ہین تم چاہو اُسکا کوئی اور نام رکھو اور وہی قدرت خالق عز وجل ہی - بالجملہ یہ دلیل قدرت حق [illegible]
ہی کہ اُسکا انکار سواے جہل ونادانی یا حماقت وہٹ دھرمی کے نہین ہو سکتا - دوسرا جواب یہ کہ مراد [illegible]
اور ہر چیز کی اصل پیدایش کا مادہ پانی ہی خواہ بطور نطفہ کے ہو خواہ پانی کی دوسری شکل سے ہو چنانچہ [illegible]
کہ اول اللہ تعالےٰ نے ایک جوہر پیدا فرمایا اور اِسکو نظر ہیبت سے دیکھا تو وہ پانی ہو گیا - اول یعنی [illegible]
اگرچہ وہ بالکل پانی نہ ہو گیا ہو پھر اِس پانی کو اقسام مین تقسیم کیا پس اُسی سے آگ و ہوا اور خاک پیدا فرمائی [illegible]
آیت سے مقصود تو اصل خلقت کا بیان ہی اور وہ پانی ہی - اول جواب اول خوب ہی کیونکہ حجت تو کافرون پر قائم ہوا اور [illegible]
عقل کم ہی اُنکو تو محسوسات پر رکھکر پہلے اُنکے بھٹک سے روک لینا چاہیے جب عقل کی راہ پر آوین تو پھر اُنکو علم سے [illegible]
جواب دوم خوب ہی اِس نظر سے کہ جو لوگ راہ پر آنے والے ہین وے حقائق مین نظر کرین اور آخر قدرت حق عز وجل [illegible]
پھر واضح ہو کہ حدیث صحیح مین ثبوت ہی کہ سمندر شور کی نسبت فرمایا کہ اُسکی اصل مین آگ ہی اور بعض احادیث سے ثبوت ہی کہ سمندر
آگ ہو جاوینگے لہٰذا بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم سمندر کے پانی سے وضو نہین کرتے تھے اور حق یہ ہی کہ وضو و غسل وغیرہ کے احکام
مین اُسکی ظاہری حالت باقی ہی چنانچہ صحیح حدیث مین ہی کہ سمندر کو فرمایا کہ پانی اُسکا طہور اور مچھلی وغیرہ اُسکی حلال ہی اور خود ایک
لشکر جو بسرداری حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بھیجا گیا تھا اور اُسکے پاس کھانے کو نہین رہا تھا تو سمندر نے ایک بڑے جانور
مچھلی کو کنارہ پر اگل دیا جسکے گوشت سے اٹھارہ دن لشکر نے کھایا اور اُسکی ریڑھ کی ہڈی کے نیچے سے اونٹ مع سوار نکلجاتا
تھا بالجملہ ظاہری احکام مین وہ پانی و اُسکا جانور حلال ہی اگرچہ انجام مین اللہ تعالےٰ اُسکو آتشی اصل جہنم کر دے جیسے دنیا مین
ظلم کا مال و یتیمون کا حق سب آگ ہی اگرچہ بظاہر وہ غذاے لطیف ہو اور اِسمین اہل ایمان کے واسطے لطائف اشارات ہین اور
بیان اِسکا نظر ایمانی و نور قلبی سے دیکھنے پر چھوڑنا بہتر ہی - تیسرا جواب یہ کہ پانی سے پیدایش دابہ کی ہی اور دابہ وہ جو زمین پر چلے
پس ملائکہ اگر نور سے پیدا ہو کر اور جن اگر آگ سے پیدا ہو کر خارج ہوے تو کچھ مضائقہ نہین ہی - چوتھا جواب یہ کہ بیان یہان اکثری
ہی یعنی اکثر حیوانات پانی سے پیدا ہوتے ہین اور سب کی زندگی و حیات دنیا پانی پر ہی - پھر ہر ایک کی پیدایش ایک قسم کے
پانی سے ہی لہٰذا فرمایا خلق کل دابۃ من ماء - یعنی ماء کو نکرہ فرمایا یعنی ایک قسم کے پانی سے کیونکہ سب کی پیدایش و زندگی و
جان ایک ہی پانی سے نہین ہی بلکہ ہر ایک کے واسطے پانی جداگانہ ایک ایک قسم کا ہی بخلاف قولہ تعالےٰ وجعلنا من الماء کل شئ
حی - یعنی پانی سے ہم نے ہر ایک کو جان دی ہی تو مراد یہ کہ ہر جاندار کی زندگی ہم نے پانی کے جنس سے رکھی ہی اور یہان مقصود
یہ کہ ہر جانور کو اُسکے قسم کے پانی سے پیدا کیا - **فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ** یعنی بعض جانور ایسے
وہ کہ جو اپنے پیٹ پر چلتا ہی یعنی جیسے سانپ و مچھلیان - یہ بھی عجب قدرت ہی کہ باوجود پاؤن نہونے کے نہایت ہی
تیزی سے روان ہی - یہ دلیل ہی کہ اسباب پر نظر کرنا قصور عقل ہی اور یہ کہنا کہ جو پاؤن کے بغیر چلتے ہین تو اسمین کوئی خاص
سبب ہی محض نادانی ہی کیونکہ ہماری مراد یہ کہ سبب کا ادراک قیاس سے باہر ہی تو جب کوئی شخص کہے کہ پانی [illegible]

Marfat.com

[illegible] جب بھی ہو سکتا ہی اور پیاس آگ بجھانے والا نہین بلکہ آگ لگانے والا ہو سکتا
[illegible] تم نے پایا ہی پانی کو پیاس بجھانے وآگ بجھانے والا پایا ہی اور یہ تم کو نہین معلوم
[illegible] جیسے پانون کو چلنے کا آلہ بنایا اور سانپ مین چلنا بغیر اس آلہ کے موجود ہی تو کوئی استدلال
[illegible] پانون [illegible] ہو سکتا ہی - اور جب یہ کہا گیا کہ جہان اُسکے برخلاف ہوگا وہان سبب خاص ہوگا تو ہمکو
[illegible] چونکہ ہم خود دیکھتے ہین کہ یہان قدرت الٰہی عظیم قوی ہی وہ جو چاہے جہان چاہے جسطرح
[illegible] جیسے سانپ وغیرہ کو بغیر پانون کے تیز رفتاری عطا فرمائی جیسے قیامت کو کافر لوگ سر کے بل روان
[illegible] يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ اور بعض جانور انمین سے وہ کہ جو دو پانون پر چلتے ہین یعنی فقط دو ہی
[illegible] جیسے آدمی و بہت سے پرند ہین وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ اور انمین سے بعض وہ کہ
[illegible] جیسے گائے بکری وغیرہ ۔ واضح ہو کہ بہت سے چار سے زیادہ پیرون پر چلتے ہین جیسے کنکھجورہ وغیرہ اور
[illegible] تمام مخلوقات کا اشارہ ۔ وہی مسئلہ اگر قسم کھائی کہ بکری کا پانون نہ کھاؤنگا پھر دست کھایا تو حانث ہوگا کیونکہ بکری
[illegible] چارون پانون پر چلتی ہی اور جبر چلا جاوے لغت مین وے پانون کہلاتے ہین اور قسم اُسی پر ہی - پھر واضح ہو کر
[illegible] ہر جگہ فرمایا یعنی مَن کے ساتھ اور لغت مین مَن استعمال اہل عقل مین ہوتا ہی تو مفسرین نے لکھا کہ عاقلون
کی تحت مین باقیون کو مَن سے تعبیر کیا گیا - اسمین ایک تنبیہ ہی کہ جانور ہونے مین آدمی و جاندار سب برابر ہین صرف خصوصیت
[illegible] کی عقل [illegible] دیگر جانورون مین نہین ہی اور عقل و حواس کا امتیاز کرنا ضرور ہی کیونکہ حواس تو کم و بیش سب جانورون
مین [illegible] جانور اپنے حواس کے کامون کو کرتا ہی لیکن جسقدر جسکی ضرورت ہی حتیٰ کہ بیا جو ایک چھوٹا سا پرند ہوتا ہی اپنی
[illegible] ایسا [illegible] بناتا ہی کہ آدمی نہین بنا سکتا ہی اور گچھ یا گدھ جو ایک مردار خوار جانور ہوتا ہی کئی کوس کی دوری
سے [illegible] دیکھ لیتا ہی حالانکہ آدمی نہین دیکھ سکتا ہی تو یہ حواس سونگھنے چکھنے وغیرہ کے اور ایسے ہی حواس خیال دماغی وغیرہ
[illegible] جانور بین کم و بیش اپنی ضرورت کے لائق مشترک ہین تو انمین سب جانور یعنی مع آدمی کے برابر ہین تو معلوم ہوا کہ عقل
انسانی [illegible] معرفت الٰہی عز وجل تمام کمال صفات حق تعالےٰ و تقدس ہی کہ تمام جانورون کو سوا سے آدمی کے پوری معرفت
[illegible] ہی کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت سے تمام جانور پیدا کر دیے ہین خواہ بغیر پانون چلین یا دو پانون سے
[illegible] سے چلین سب برابر جاندار جانور ہین يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ اللہ تعالےٰ جو چاہے پیدا کر دے -
إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت والا ہی - پس جس نے اللہ تعالےٰ کا کمال قدرت و
جلال [illegible] عقل سے اُسکو خالق وحدہ لاشریک جانا یعنی تمام صفات کے ساتھ تو وہ ان جانورون مین سے آدمی ہوا
[illegible] جانور اپنے خالق عز وجل کو پہچانتے اور اُسکی بندگی کرتے ہین جیسا کہ اہل عقل کے نزدیک یہ بات
[illegible] جو آدمی کہ خالق عز وجل سے منکر ہوا اُسکو اللہ تعالےٰ نے کالانعام مانند اور جانورون کے بل ہم
اضل [illegible] ان جانورون سے بھی گمراہ تبلایا کیونکہ وے جانور تو بقدر اپنی وسعت کے اللہ تعالےٰ عز وجل کو پہچانتے ہین
[illegible] جو آدمی کی صورت مین ہی کبھی اُسقدر بھی نہین جانتا ہی تو اور جانورون سے بھی گمراہ ہوا پھر اگر جانورون کے قدر پہچانا

تو بھی وہ جانور رہا پھر جب تمام صفات کمال سے اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک پہچانا تو
اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ بالضرور ہم نے مبین و اضح آیات آثار دین ...
کو وحدہ لاشریک جانیں و تمام صفات کمال سے موصوف مانیں اور ہر نقص و عیب اور شرک ...
مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور اللہ تعالیٰ ہدایت کر دیتا ہی جسکو چاہے ...
کمال معرفت ہی اور یہی دین اسلام کے معنی ہیں کیونکہ دین اسلام بھی معرفت وحدانیت ...
کمال میں سے یہ ہی کہ وہ قادر مختار ہی اور وہی حی القیوم ہی تو اُسی کے قبضۂ قدرت میں تمام مخلوقات ...
انتہا رہیں کیونکہ وہ بڑا نادان ہوگا جو خیال کرے کہ پیدا کرنے میں تو ہم اُسکی قدرت کے محتاج ...
نہ رہا نہیں اُسی قدرت کے بنا دے سے بنے ہوے ہیں اُسنے بچہ بنایا پھر جوان بنایا ...
دیدی تو وہی جسکو چاہتا ہی راہ مستقیم پر لے چلتا ہی اُسکے آگے راہ مستقیم و اسلام و عقل ...
وہ راہ راست پر ہی اور جسکے واسطے تائید نہیں ہی وہ گمراہی کی راہ پر ہی بس تضرع و عاجزی اپنے رب ...
پاک میں ہی کہ راہ مستقیم پر چلا کر ہم کو کمال استقامت پر موت دے اور دوسرے پاک نیک جہان میں ... داخل کرے ...

وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
اور لوگ کہتے ہیں ہمنے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم میں آئے پھر پھرا جاتا ہے ایک فرقہ اُنمیں اسکے پیچھے

ذٰلِكَ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ
اور وہ لوگ نہیں ماننے والے اور جب انکو بلائے اللہ اور رسول کی طرف کہ انمیں فیصلہ کرے

اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ یَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْٓا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ ۝
تبھی ایک فرقہ اُنمیں منھ موڑتے ہیں اور اگر انکو کچھ پہونچتا ہو تو چلے آویں اسکی طرف قبول کر کے

اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ
کیا اُنکے دل میں روگ ہے یا دھوکے میں پڑے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کریگا انپر اللہ اور اسکا رسول

بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا ع ۱۰
کوئی نہیں وہی لوگ بے انصاف ہیں ایمان والوں کی بات یہی تھی جب بلائے

اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ
اللہ اور رسول کی طرف فیصلہ کرنیکو انمیں کہ کہیں ہمنے سنا اور مانا اور وہ لوگ جو

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَخْشَ اللّٰهَ وَیَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ
اُنہیں کا بھلا ہے اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اسکے رسول کے اور ڈرتا رہے اللہ سے اور بچکر چلے اُس سے سو وہی لوگ

هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝
مراد کو پہونچے

[illegible] صدق رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عیان ہو گئی اور سب اقوام پر فرض ہوا کہ حضرت
[illegible] وآسکے پیچھے ایک قوم منافق کا ذکر کیا جنھون نے دلیل واضح کو مان لیا ولیکن اُنکے افعال
[illegible] دلیل ہین کہ اُنکا ماننا صرف زبان تک ہی اور اُنکے دلون مین ایمان داخل نہین ہوا ہی چنانچہ
وَيَقُولُونَ یہ لوگ کہتے ہین کہ آمَنَّا بِاللَّهِ ہم نے صدق دل سے مان لیا اللہ تعالے کو یعنی تمام صفات
[illegible] اللہ تعالے کو مان لیا۔ وَبِالرَّسُولِ اور صدق دل سے ہم نے رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ
وسلم [illegible] اللہ تعالے عز وجل کے بھیجے ہوے سچے رسول ہین۔ وَأَطَعْنَا اور ہم نے اطاعت کی۔ یعنی جب
[illegible] معلوم ہوگیا تو اب ہم نے اپنی راے کو چھوڑا اور بتقاضاے عقل ایمان ہے ہم اس امر کے مطیع ہوے کہ جو اللہ تعالے
[illegible] کی زبانی جسے وشریعت سے معلوم ہو اُسی کی اطاعت ہی۔ قتادہ رح نے بیان فرمایا کہ یہ لوگ منافقین تھے
[illegible] ایمان وطاعت کا اظہار کیا تھا اور اس پیرایہ مین وے لوگ اورون کو ایمان وطاعت وعبادت سے روکتے تھے
[illegible] گمان کرتے کہ اسلام مین یون ہی ہوتا ہی جیسے یہ لوگ کرتے ہین تو یہ لوگ بھی طاعت مین قصور کرتے
[illegible] اس زمانہ مین بھی ایسے بہت سی اقوام ہین اور ایک گروہ جدید ایسا پیدا ہوا ہی کہ اُنھون نے ظاہر مین اپنے
[illegible] کے لباس مین دکھلایا ولیکن دلون مین یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق زمانہ کے لوگون کو قواعد تعلیم کیے اور یہ
[illegible] اور اب اُسی طرز سے اس زمانہ کے موافق تعلیم کرنا چاہیے تاکہ دنیاوی ثروت و دولت حاصل ہو جیسے صحابہ رض
[illegible] اور یہ صرف نفاق خالص ہی کیونکہ صریح صحابہ رضی اللہ عنہم اس دنیا کی ثروت و کھانے پینے وغیرہ کی عیش
[illegible] تھے اور یہ امر بالکل متواتر قطعی ہی کہ وے لوگ دن کے روزہ دار اور رات کے شب بیدار اور ہر دم اللہ تعالے
[illegible] مستقیم پائدار تھے پس یہ قوم اپنے دروغ باطل خیالات سے اہل اسلام کو ضرر پہونچاتے ہین ظاہر مین اپنے کو مسلمان
[illegible] ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ پھر ان منافقون مین سے ایک فرقہ بعد اس
[illegible] پیٹھ پھیرنا یہ کہ ایمان وطاعت کے دعوی کے بعد جو مقتضاے طاعت ہی اس سے منافقت
[illegible] اور یہ صریح ہی کہ دعوی صرف زبانی تھا کیونکہ دل مین اگر موافقت وطاعت تھی تو دل سے قصد مخالفت محال ہی لہذا
[illegible] وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ اور یہ قوم کچھ بھی مومن نہین ہین۔ کیونکہ ایمان تو دل ہی پر منحصر ہی اور اسکے ٹکڑے
[illegible] ہین تو جب دل مین مخالفت ہوئی تو موافقت ندارد ہوئی اور جب موافقت ہی نہین تو کچھ بھی ایمان نہین ہی کیونکہ مومن
[illegible] اطاعت لازم ہی۔ اور اس صفت سے معلوم ہوا کہ جانورون مین جسقدر فہم معرفت اپنے رب عز وجل کی ہی وہ بالکل
[illegible] ان لوگون مین دو عیب ہوے اول تو معرفت ندارد دوم مخالفت پس یہ جانورون سے بدتر ہین اور عقل سے
[illegible] کہ اول تو اللہ تعالے نے یقولون الخ سے ایک قوم کا مقولہ نقل کیا کہ ایمان وطاعت کا دعوی
[illegible] کی مخالفت بیان کر کے سب پر حکم دیدیا کہ یہ کوئی مومنین نہین ہین۔ جواب دیا گیا کہ معنی یہ ہین کہ ایک فریق
[illegible] پیٹھ پھیر جسقدر پھر بھی معلوم ہوگیا کہ ہم موافق نہین بلکہ مخالف ہین حالانکہ پہلے موافقت کے مدعی تھے اور یہ فریق
[illegible] دل مین موافقت نہ تھی تو اُنکے ساتھی جسقدر باقی رہے وے بھی اُسی قسم کے ہین جبتک

Marfat.com

زبانی دعویٰ ہو اور دل نہ مانے ہاں جو انہیں سے دل سے مان جاوینگے اور اُنکے دل [illegible]
اگرچہ زبان سے دعویٰ نہ ہو تو وے مومن ہو جاوین - اگر وہم ہو کہ بہت سے دل سے [illegible]
موافقت و مخالفت دونون اسی بات مین ہونا چاہیے ہین پس جس نے دل سے مان لیا [illegible]
ہوا تو یہ مخالفت دل سے نہ ہوئی بلکہ اعضار سے ہوئی کیونکہ دل سے تو وہ خود اُسکو [illegible]
جانتا ہی یعنی دل سے خود اِسکا مخالف ہی بس موافقت دلی مین فرق نہین آیا مگر موافقت [illegible]
بخلاف فرقہ مذکور کے کہ وہ تو دل سے مخالف ہوا - اور اِس سے زیادہ واضح ... آگے بیان [illegible]
دُعُوْآاِلَی اللّٰہِ اور جب بلائے جاوین اللہ تعالیٰ کی طرف - یعنی اِن احکام الٰہی کی جانب [illegible]
ہین یعنی - وَرَسُوْلِہٖ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی طرف - کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی [illegible]
احکام ہین - امتیاز ان احکام مین دو طرح سے ہی ایک قرآن وحی جلی سے دوم حدیث وحی خفی سے یعنی جب [illegible]
بلائے جاوین جو قرآن ہی یا اِس حکم کی طرف جو حدیث رسول اللہ ہی - لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ تاکہ رسول اُنمین فیصلہ کر دے [illegible]
حکم رسول وہی حکم اللہ ہی - اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مُّعْرِضُوْنَ تو اچانک ظاہر ہو جاتا ہی کہ ایک فریق اُنمین [illegible]
منہ موڑ جاتا ہی - کیونکہ وے تجربہ کر چکے ہین کہ یہان کچھ بے ایمانی نہین چل سکتی ہی خواہ مخواہ جو حق ہی وہی فیصلہ ہوگا [illegible]
لالچ مین چاہتے ہین کہ اللہ و رسول کی طرف نہ آوین بلکہ کسی کافر کی طرف جاوین وہان باتین بنا کر جھوٹ اپنے حق مین فیصلہ
کرا لاوین اور یہ دلیل ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق فیصلہ فرماتے تھے اور یہ نہین ممکن مگر بوحی الٰہی عز و جل [illegible]
واضح ہو کہ جو کوئی حق مالی ہو یا اعتقادی ہو تو مومن کا یہی کام ہی کہ وہ اُسمین اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کے موافق مان لے یا اعتقاد کر لے بخلاف منافق کے کہ وہ اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کے سوا اپنے [illegible]
رائے مانتا ہی اور اُسکی طینت جاہلانہ مین یہ جم جاتا ہی کہ قرآن و حدیث مین جو بات ہی یہ عام خیال ہی [illegible] منافق
کا حال ہی کہ حکم اللہ و رسول سے اعراض کر جاتا ہی - وَاِنْ یَّکُنْ لَّھُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْٓا اِلَیْہِ مُذْعِنِیْنَ اور اگر حق
اُنکا ہوتا تو البتہ اعتقاد یقین کرتے ہوئے اُسکے پاس آتے - پس معلوم ہوا کہ منافق اِس مال وغیرہ کے لالچ مین [illegible]
دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے سے یہ میرا حق ملجاویگا یعنی جب کہ درحقیقت [illegible]
پر کہ حق تو ضرور ہی اور تجربہ سے اُسکو معلوم ہو گیا کہ وہان جو حق ہوتا ہی وہی فیصلہ ہوتا ہی تو آگیا اور اگر وہ ناحق [illegible]
چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کی - اَفِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ کیا اِن منافقون کے دلون مین [illegible]
عنوان سے ارشاد کیا کہ انھین باتون مین دائر ہی اور دراصل اِن منافقون کے دلون مین مرض [illegible]
مین صریح فرما دیا فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا - اَمِ ارْتَابُوْٓا کیا وے ریب مین پڑ گئے [illegible]
کہ حق بات کا فیصلہ نہ ہوگا - اگر یہ نہین تو - اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَرَسُوْلُہٗ [illegible]
کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ و اُسکا رسول اُنپر ظلم کرینگے - اللہ تعالیٰ تو مالک و خالق ہی وہ ... [illegible]
برحق وحی سے کلام کرتا ہی تو یہ بھی نہین ہو سکتا - بَلْ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ [illegible]

Marfat.com

... اور ظلم کا گمان کرین یہ خود ظالم ہین ف ـــ اپنے نفوس پر ظلم کرتے ہین اور ناحق مین اپنی جان
... ہلاک کرتے ہین پس یہی ظالم ہین یعنی ظلم مین پورے ہین۔ اور حدیث روح بن عبادہ سے اُسنے ابو میمونہ سے
... سے اُسنے حسن بصری سے اُسنے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
... کی طرف بلایا گیا اُسنے قبول نہ کیا تو وہ ظالم ہے اسکا کچھ حق نہین ہے۔ رواہ الطبرانی۔ تقسیم مذکور بایطرح
... ہے یعنی خلل ہے یا حاکم مین خلل ہے اور یہان حاکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ جنکی نبوت
... بابت نہین تھی تو معلوم ہوا کہ خلل انھین لوگون مین ہے اور وہی ظالم ہین پس خلل انمین یا تو مرض قلبی
... ہے یعنی مرض نفاق ہے اور ریب مذکور اسوجہ سے کہ محبت دنیا اس حد کو بڑھی ہے کہ اُسکی وجہ سے دین
... خوف ہو رہے ہے معلوم ہوا کہ اُنکے دل مین اللہ تعالے ورسول کی محبت نہین ہے۔ مقاتل رح سے روایت ہے کہ بشر
... منافق تھا اس سے ایک یہودی سے بابت زمین کے جھگڑا تھا۔ یہودی نے کہا کہ چلو ہم تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم
... نے کہا کہ نہین بلکہ ہم تم چلکر کعب بن اشرف عالم یہودی سے فیصلہ کرالین کیونکہ محمد تو ہم پر
... کرینگے۔ اسکا قصہ سورہ نسار مین گذر چکا ہے اور حسن بصری رح نے کہا کہ آیت کا نزول منافقون
... ایمان زبانی ظاہر کرتے اور دل مین کفر پوشیدہ رکھتے تھے۔ کما فی الخطیب اور حاصل یہ کہ ان منافقون
... ہین ہے یا تو اُنکے دلون مین مرض محکم ہے وہ کسی طرح زائل ہونے والا نہین ہے یا اُنکو دین مین شک
... خوف ہے کہ اللہ تعالے ورسول علیہ السلام سے اُنکے حق مین جور وظلم ظاہر ہوگا اور درحقیقت یہ سب امور
... مین ہین لیکن اُنکی بدی کے واسطے اظہار کر دیے اور فرمادیا کہ اولئک ہم الظالمون۔ یعنی اللہ تعالے ورسول
... یہی لوگ خود ظالم ہین۔ اور آیت مین دلیل ہے کہ قاضی عالم عادل کے واسطے محاکمہ مین حاضر ہونا
... واجب ہے یعنی اگر مدعی یا مدعا علیہ نے قاضی موصوف کے پاس محاکمہ چاہا تو حاضر ہونا واجب ہے کیونکہ علمار
... ہین اللہ تعالے ورسول کا حکم پہونچانے کے واسطے نائب ہین اور چونکہ محکمہ قاضی ذمہ دار نیابت شرع ہے
... عالم ہونا واجب ہے۔ اور ابن خواز منداد رح نے زعم کیا کہ اسوقت واجب ہے کہ یہ معلوم نہ ہو کہ حکم کرنے والا
... قرطبی رح نے کہا کہ حاکم کا حکم ماننا اور اُسکے بلانے پر حاضر ہونا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالے نے منکر کی مذمت
... ورسول کی طرف محاکمہ کے واسطے بلایا گیا اور اُسنے نہ مانا تو اُسکو نفاق وغیرہ کے ساتھ مذمت فرمائی انتہی
... حاکم کا حکم ماننا مطلقاً واجب ہے کیونکہ حاکم در اصل خلیفہ وسلطان ہے اور اُسکی طرف سے قاضی نائب ہوتا
... اطاعت ہر صورت مین خواہ گوارا ہو یا ناگوار ہو عدل ہو یا جور ہو واجب ہے سوائے گناہ کرنے
... کا ظاہر ہے اور یہ جو مولف فتح البیان نے زعم کیا کہ عالم ہو اور عادل ہو تب واجب ہے باطل
... ہے کہ حاکم اگر مجتہد مطلق نہ ہو تو اُسکی طرف اجابت واجب نہین ہے ولیکن عجب کہ علم دین
... عجیبہ اپنے جہل مرکب پر مبنی ہین کہ اہل علم پر مخفی نہین مع ہذا یہ زعم انا بعد
... حاکم کا منصب یہ کہ مرتبہ اجتہاد پر ہو اور حکم قضار ذ اُسکے آداب واقضیہ اصحاب سے

واقعت ہو پھر اگر سلطان کا اجتہاد توافق کسی مجتہد سلف کے ہو تو احتساب ہے اور اگر بالقول [illegible]
ہے اور جب حاکم نے اپنے نائب قاضیون کے منشور مین اپنی موافقت شرط کر دی تو وہ بھی ایسی [illegible]
مدعا علیہ کو ہر ایک حاکم کی طرف اجابت واجب ہے۔ حسن بصری رح سے اس آیت مین روایت ہے کہ [illegible]
کے زمانہ مین دو آدمیون مین باہم جھگڑا و نزاع ہوتا پھر جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف [illegible]
پر ہوتا تو فوراً مان لیتا اور اسکو یقین ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہی واسطے فیصلہ کرینگے [illegible]
کہ مین ظلم کرون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا جاتا تو اعراض کرتا اور کہتا کہ فلان یہودی یا منافق کے پاس
چل پس اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کے اور اُسکے بھائی مسلمان
کے درمیان کوئی بات ہو پھر وہ مسلمان حاکمون مین سے کسی حاکم کی طرف بلایا گیا اور اُسنے قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ
ظالم ہے اُسکا کچھ حق نہین ہے۔ رواہ ابن ابی حاتم عن ابیہ عن موسی بن اسمعیل عن مبارک (بن فضالۃ) عن الحسن۔ شیخ ابن کثیر رح نے
کہا کہ یہ حدیث غریب مرسل ہے۔ اقول اسکو عبد بن حمید و ابن المنذر نے بھی روایت کیا ہے۔ شیخ ابن العربی رح نے
کہا کہ یہ حدیث باطل ہے اور رہا یہ کلام کہ وہ ظالم ہے اُسکا کچھ حق نہین ہے۔ اسمین سے اول جملہ کہ وہ ظالم ہے یہ تو صحیح ہے
کیونکہ جو کوئی حاکم کا کہنا نہ مانے وہ ظالم ہے اور رہا یہ کہ اُسکا کچھ حق نہین ہے یہ نہین صحیح ہے ہان یہ مراد ہو سکتی ہے کہ وہ
حق پر نہین ہے اور یہ مراد نہین ہو سکتی کہ نہ آنے سے اُسکا کچھ حق نہین رہا۔ اقول وجہ باطل ہونے کی ظاہرا یہی قرار دی کہ اسمین
ابطال حق مذکور ہے ولیکن تاویل کرنا ممکن ہے اور ابن ابی حاتم کی اسناد جو مذکور ہوئی وہ اسناد حسن ہے اور مبارک سے مراد
مبارک بن فضالہ بصری ہین تو باطل ہونے کی وجہ ظاہر نہین ہے واللہ اعلم۔ پھر اللہ تعالے نے اہل ایمان کی موافقت کو بیان
کیا کہ اُنکے دل و زبان باہم موافق ہوتے ہین اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا یعنی مومنین کو جب اللہ تعالے و اُسکے رسول کیطرف
بلایا جاوے تاکہ انمین فیصلہ فرماوے تو اُنکا یہی قول ہے کہ سمعاً و طاعۃً۔ یعنی بسر و چشم خوشی سے۔ گویا سنا اور فرمانبرداری کی
اسواسطے کہ اللہ تعالے و رسول کے حکم مین کوئی جگہ تامل کی تو ہے نہین بوجہ حق و صدق کے تو فوراً بھی سوچا بیان نہین [illegible]
سمع و طاعت کے۔ ف ــــــ اگر اوپر کی آیات درحقیقت منافقون کا بیان ہے تو اس آیت سے مقصود یہ کہ مومنون کا حال
تھا۔ اور اگر اوپر والے جہل نفاق مین تھے تو یہ تعلیم ہے اور اگرچہ بیان اسکا بطور خبر کے ہے مراد اس سے [illegible]
ہے کہ جب مدعی و مدعا علیہ مین سے کوئی دوسرے کو اللہ تعالے و اُسکے رسول کی طرف بلاوے تو [illegible] کرے [illegible]
نے فرمایا کہ سمعنا یعنی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوش گوش سے سنا و اطعنا یعنی بسر و چشم اسکی [illegible]
اگرچہ یہ اُسکے نفس پر ناگوار ہو اور وجہ یہ کہ نفس تو دنیاوی ہوس مین ناحق دوسرے کا مال [illegible] جب
علیہ وسلم نے حق طور پر فیصلہ کیا جس سے اُسکو ظلم کا موقع نہ ہوا تو ضرور اُسکی نفس کو ناگوار [illegible] ولیکن [illegible]
ظلم سے باز رہے اگرچہ نفس پر ناگوار ہو کیونکہ مومنون کی یہی شان ہے کہ اللہ تعالے و رسول کے حکم [illegible]
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہین جو [illegible] ہین

[illegible] ... وہ دور ہی اور قتادہ رح نے اِس آیت مین کہا کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ
بدری تھے اور انصار رضی اللہ عنہم کے نقیبون مین سے ایک نقیب تھے جب اُنکی موت کا وقت آیا تو اپنے بھتیجے
سے کہا کہ بتلاؤن تجھے تبلادون کہ تجھپر کیا واجب ہی اور تیرے لیے کیا حق ہی اُسنے عرض کیا کہ ہان ضرور بتلادیجئے
واجب یہ کہ تجھے اطاعت کرے خواہ تجھپر تنگی ہو یا آسانی ہو خواہ خوشی ہو یا گرانی ہو خواہ تیرے اوپر دوسرا اختیار کیا جاتا
واجب ہو کہ اپنی زبان کو عدل کے ساتھ قائم رکھو اور یہ کہ امر حکومت سے جھگڑا مت کر لیکن اگر وے تجھے کسی معصیت
[illegible] معصیت ہی پس جب ایسی بات کا تجھے حکم کیا جاوے جو کتاب الٰہی کے مخالف ہی تو قرآن کی اتباع کر۔ قتادہ رح
[illegible] اور ہم سے ذکر کیا گیا کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لا اسلام الا بطاعۃ اللہ۔ یعنی اسلام نہین مگر بطاعۃ الٰہی۔ یعنی
[illegible] جب ہی ہو کہ اللہ تعالےٰ کی طاعت پر قیام کرے اور لا خیر الا فی جماعۃ اور بہتری نہین مگر جماعت مین یعنی بہتری جب ہی حاصل
[illegible] جماعت مین داخل رہے اور نصیحت واجب ہوئی اللہ تعالےٰ کے واسطے اور رسول کے واسطے اور خلیفہ کے واسطے اور
[illegible] کے واسطے۔ اور قتادہ رح نے فرمایا کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام کی وستگی
[illegible] مین گواہی دینا کہ لا الٰہ الا اللہ اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے مسلمانون کے کامون کا متولی
کیا اسکی اطاعت کرنا۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ اور اِس بارہ مین احادیث و آثار بہت وارد ہین جنکا شمار یہان دشوار ہی۔ مترجم
کہتا ہی کہ جب ان امور پر آدمی قیام کرے تو نظام عدل پھیلا ہوا رہیگا اور دنیاے فانی کی زندگی مین اُسکو مع سب مسلمانون کے
[illegible] دینی بہبودگی بشرطیکہ مثل اسکے اور لوگ بھی نگہداشت کرین کیونکہ جماعت ایک آدمی کا نام نہین ہی۔ وَمَنْ يُّطِعِ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو کوئی طاعت کرے اللہ و رسول کی۔ ف یعنی جزم ہمت سے ہر گوارا و ناگوار مین اللہ تعالےٰ
کی کتاب و رسول و اُسکے نائب و حدیث ثابت کی اطاعت کرے۔ وَيَخْشَ اللّٰهَ اور ڈرے اللہ تعالےٰ سے۔ ف
ان گناہون سے جو اُس سے سرزد ہوگئے بلکہ جملہ معاصی سے۔ وَيَتَّقْهِ اور اللہ تعالےٰ کا تقویٰ کرے۔ ف آیندہ باقی
عمر کے لیے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ایسے ہی عالی رتبہ بندے تو
واصل بمراد ہین۔ ف صحیح مین ہی کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے صالحین بندون کے لیے وہ مہیا فرمایا جو کسی آنکھ نے نہین دیکھا اور
نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی بشر کے دل پر خطور ہوا۔ ابن عباس رض سے اِس آیۃ کی تفسیر مین مذکور ہی کہ من یطع اللہ۔ یعنی
جس نے اللہ تعالےٰ کے فرائض مین اطاعت کی۔ و رسولہ۔ اور رسول کی سنتون مین طاعت کی۔ ویخش اللہ۔ اور اگلے گناہون
[illegible] سے ڈرا۔ ویتقہ۔ اور آیندہ کے گناہون کے واسطے تقویٰ کیا یعنی بچا۔ حکایت ہی کہ ایک بادشاہ نے تلاش کیا
[illegible] آیت [illegible] تو اُسکو یہی آیت پڑھدی گئی اور یہ صاف واضح ہی کہ اِس آیت مین فرائض و نوافل و باقی جمیع مراتب دین
[illegible] ابن جریر نے کہا کہ اطاعت اللہ تعالےٰ و رسول کی اوامر و نواہی مین یعنی خواہ فرائض و سنن ہون یا محرمات و
[illegible] ڈرنا [illegible] گناہون پر اور بچنا آیندہ گناہون پر یہی فوز بسعادت ہی کہ ہر نیکی اُسکو حاصل ہوئی اور ہر بدی
[illegible] کیا۔ ف [illegible] قولہ تعالےٰ واذا دعوا الی اللہ و رسولہ۔ دعوت الٰہی مشاہدہ کہ بصفت محبت و معرفت ہو
[illegible] بصفت [illegible] ہو یہ تو اللہ تعالےٰ کی طرف دعوت ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت آپ کی سنت [illegible]

موافقت اور طریقت وشریعت مین موافقت ہی اور واضح رہے کہ یہ بوجھ بیشک ایسا ہی کہ [illegible]
وکفایت سے حصہ ملاہی ورنہ جو ازل مین محروم رہے اُنکے وجود روح کے واسطے یہ سواری نہین [illegible]
موذ جاوینگے - شیخ ابن عطار رح نے کہاکہ اللہ تعالے کی طرف دعوت تو تحقیق ہی اور رسول اللہ کی طرف [illegible]
جس نے دعوت آلہی کو قبول نہ کیا وہ کافر ہی اور جس نے دعوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا [illegible]
ورسولہ الآیہ - جس نے اللہ ورسول کی اطاعت کی وہ منزلت عالیہ پر ہی پھر اللہ تعالیٰ کی اطاعت [illegible]
کردیا اور طاعت رسول اللہ یہ کہ جو آپ لائے ہین اُسکو تعظیم واحترام کے ساتھ قبول کیا - اور خشیۃ اللہ [illegible]
وجلال کو پہچان کر اُسکے حق سے شرمسار وعاجز خوفناک ہوا کہ مہجور نہ کردیا جاوے - اور تقوی یہ کہ [illegible]
خائف ہوکر مخالفت سے بچاؤ چاہا - اور واسطی رح نے کہاکہ اطاعت اللہ تعالے ورسول کی اداے فرائض [illegible]
محارم مین اور ڈرنا گذشتہ گناہون وبے عنوانیون پر بخوف اسکے کہ انپر ماخوذ نہ ہو اور جو کریگا وہ قبول نہ [illegible]
کے واسطے کہ جبلی ہوکر فرزند نہو جاوے اور کسی عذاب مین محجوب نہو جاوے - فاولئک ہم الفائزون پس [illegible]
مین ازل مین اُنکے واسطے سعادت متقدم تھی وہ آخر تک یکسان ہی اور اسی سے توفیق ہی اور اسی سے [illegible]
کے حالات بیان فرماتے کہ وے دنیا کے پیچھے جب دنیا ودین کا مقابلہ ہوتا ہی دین کو چھوڑ دیتے اور دنیا [illegible]
مفصل مذکور ہوا تو پھر منافقون کا عذر کرنا اور قسمین کھانا ذکر فرماکر اُس سے انکار اور صدق اطاعت [illegible]

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۚ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ

اور قسمین کھاتے ہین اللہ کی اپنی تاکید کی قسمین کہ اگر تو حکم کرے تو سب کچھ چھوڑ نکلین [illegible]

مَّعْرُوْفَةٌ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ [illegible]

جو دستور ہی البتہ اللہ کو خبر ہی جو کرتے ہو تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو [illegible]

فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۗ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۗ وَمَا عَلَى [illegible]

تو اُسکا ذمہ ہی جو بوجھ اُسپر رکھا اور تمہارا ذمہ ہی جو بوجھ تمپر رکھا اور اگر اُسکا کہا مانو تو راہ پاؤ اور [illegible]

اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

مگر پہونچا دینا کھول کر

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ اور ان لوگون نے قسمین کھائین اللہ تعالے کی جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ [illegible]
قسمین - یعنی سخت شدید مضبوطی کے ساتھ قسمین کھائین کہ - لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ [illegible]
نکلنے کا تو ضرور نکلینگے - ابن عباس رض نے کہاکہ جس نے اللہ تعالے کے نام سے قسم کھائی [illegible]
غرضکہ منافقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے کہ آپ جہان ہونگے ہم آپ کے ساتھ [illegible]
نکلینگے اور اگر آپ اقامت کرین تو ہم آپ کے ساتھ اقامت کرینگے اور اگر آپ ہم کو جہاد [illegible]
نے فرمایا - قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ان لوگون سے کہدے کہ تم قسم مت کھاؤ [illegible]

Marfat.com

[illegible] کلام پورا ہوگیا - اگر ان لوگون کی قسم سچی ہوتی تو آس سے منع نہ کیے جاتے کیونکہ
[illegible] پوری کرنے پر تو اسکو ممانعت نہ کیجاویگی تو معلوم ہوا کہ ان لوگون کی قسم نفاق سے تھی اور
[illegible] بدفائی کا ارادہ کیے ہی اسکی قسم قبیح ہی لہذا منع کردیے گئے کہ قسم مت کھاؤ - طَاعَةٌ
[illegible] تو طاعت معروفہ ہی - طاعۃ معروفۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر من قسمکم - یعنی حضرت
[illegible] کی طاعت معروف ادا کرنا یہ تمھاری قسم کھانے سے بہتر ہی - ندہ طاعۃ معروفۃ - یعنی یہ طاعت تو ایسی چیز ہی
[illegible] سے معروف ہوجاتی ہی چاہے وہ کسی قدر آسکو چھپاوے کیونکہ اللہ تعالی اسکو ایک لباس پہنا دیتا
[illegible] یا معصیت کرے چنانچہ حضرت عثمان رضہ کی حدیث مین ہی کہ بندہ جو سریرت پوشیدہ کرے اللہ تعالی
[illegible] کی چادر اوڑھا دیتا ہی - رواہ الطبرانی اور بھی حضرت عثمان نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک گھر کے جوف مین گھسکر
[illegible] عمل کرے تو قریب ہی کہ لوگ اسکی باتین کرینگے اور کسی عمل کا کوئی عامل ہو ضرور ہی کہ اللہ تعالی اسکے عمل کی چادر
[illegible] اگر نیک عمل ہو تو اچھی چادر اور اگر برا عمل ہو تو بری چادر پہنا دیگا - اور ابو سعید رضہ سے روایت ہی کہ اگر
[illegible] پتھر کے اندر جسکا نہ دروازہ ہی نہ سوراخ ہی عمل کرے تو اسکا عمل لوگون مین پھیل جائیگا خواہ کوئی کام ہو -
[illegible] السراج - اور شیخ رح نے لکھا کہ طاعۃ معروفۃ یعنی تمھاری طاعت تو طاعت معروفہ ہی یعنی تمھاری طاعت معلوم ہوچکی
[illegible] عمل ہی اور جب تم نے قسم کھائی تو جھوٹی - چنانچہ فرمایا یحلفون لکم لترضوا عنہم الآیہ - یعنی تمھارے لیے قسمین
[illegible] ہوجاؤ سو اگر تم ان سے راضی ہوجاؤ تو اللہ تعالی قوم فاسق سے راضی نہین ہوتا - اور فرمایا - اتخذوا ایمانہم جنۃ الآیہ - یعنی
[illegible] نے قسمون کو اپنی ڈھال بنا لیا ہی - بالجملہ یہ کذب انکی جبلت ہی اور بعض علماء نے فرمایا کہ معنی یہ ہین کہ طاعۃ معروفۃ -
یعنی [illegible] طاعت اگر ہو تو بطور معروف ہو جیسے مومنین کرتے ہین بدون حلف و قسم کے - مترجم کہتا ہی کہ یہان اختلاف نہین ہی
[illegible] جن لوگون کا حال بیان فرمایا ہی یہ ایسے منافق تھے جو عبادت سے خود نفاق کو نہین سمجھے حتی کہ انھون نے
[illegible] کہ رسول کا اقرار کردین اور اپنے دنیاوی معاملات مین اسی ہوس جہالت کا برتاؤ کرین تو انکو آگاہ فرمادیا
[illegible] فرمایا کہ طاعت تو ایک امر معروف ہی جیسی تم طاعت کروگے وہ ظاہر ہوگی قسمون کی ضرورت
[illegible] خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ یعنی اللہ تعالی تو تمھارا خبردار ہی [illegible] و عاصی کے ذرہ ذرہ سے آگاہ
[illegible] و باطن مین اسکے خلاف ہوا تو چاہے یہ مخلوق کے نزدیک سرسبز ہوجاوے ولیکن محض بفائدہ
[illegible] عجب کہ قرآن کا نزول ہی اور وہ پوشیدہ و ظاہر سب پر مطلع ہی تو وہ طاعت و قسم دکھانا [illegible]
[illegible] - پھر اشارہ فرمایا کہ توبہ کرین اور اسوقت تک عقوبت سے چھوڑے گئے اور رسول اللہ
قُلْ [illegible] کہ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ اللہ تعالی حکم دیتا ہی کہ تم لوگ اطاعت
[illegible] کے موافق مطیع ہو اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلو - ظاہر و باطن موافقت کرو
[illegible] فَإِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر تم ایسا نہ کرو اور منھ موڑوگے تو رسول اللہ
[illegible] عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ کیونکہ رسول پر تو اسی قدر ہی جو اسپر رکھا گیا یعنی حکم پہونچا دینا

Marfat.com

اور وہ اسنے تم کو پہونچا دیا اور یہ اُسکے ذمہ نہین کہ تم خواہ مخواہ اُسپر عامل ہو وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ [illegible]
رکھا گیا یعنی جو رسول نے پہونچایا بدل وجان اُسکی اطاعت کرنا ۔ وَاِنْ تُطِيعُوْهُ تَهْتَدُوْا [illegible]
کروگے تو ہدایت پاؤگے ۔ علقمہ بن وائل سے روایت ہے کہ زید رضؓ نے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض [illegible]
فرماوین کہ اگر ہم پر ایسے سردار ہون کہ اپنا حق ہم سے لین اور ہمارا حق ہم کو نہ دین تو ہم کیا کرین فرمایا کہ انما علیہم [illegible]
یہی تو ہے کہ جو انپر رکھا گیا وہ انپر ہے اور جو تم پر رکھا گیا وہ تم پر ہے ۔ رواہ مسلم والترمذی ۔ حاصل جواب یہ کہ جب تم نے [illegible]
ادا کیا تو تم بری الذمہ ہوگئے اور تمہارا ثواب اصلی آخرت کا متحق ہوگیا اور رہے تمہارے ایسے سردار تو وے انہون نے [illegible]
وے تمہارا حق نہ ادا کرین ۔ اِس سے ثابت ہوا کہ سردار اگر ظالم ہو تو بھی اُسکی طاعت سے انحراف نہ کرے جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی [illegible]
کھلی معصیت کا حکم نہ دے ۔ کیونکہ مومن کو دنیا مطلوب نہین بلکہ آخرت مقصود ہے اور آخرت اُسکے واسطے طاعت مین ہے پھر [illegible]
پھر اگر سردار نے حق نہ دیا تو اُسکے واسطے عذاب ہے اور مطیع کے واسطے یہ ثواب علیحدہ رہا ۔ جابر رض سے روایت ہے کہ پوچھا گیا کہ اگر
ہم پر سردار بدکار ہو تو ہم اُسکے ساتھ ہو کر اون سے قتال کرین فرمایا کہ ہان کافرون سے جہان جہاد ہو مقاتلہ کرو اور سردار پر وہ فرض
جو اُسپر رکھا گیا اور تم پر وہ فرض جو تم پر رکھا گیا ہے ۔ پھر منافقون کو صریح تنبیہ کردی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت میں
تمہارے لیے ہدایت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قطعی ہادی برحق معصوم مطلق تھے وقد قال تعالے وانک لتھدی
الی صراط مستقیم ۔ اور یہ تو تمام قران مین مصرح ہے بلکہ تمام مخلوقات اُسپر شاہد ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین افضل الخلق
اجمعین ہین لہذا مبارکباد اُسکو جس نے آپ کے قدم دیکھے اور مبارکباد اُسکو جس نے آپ کی طاعت کی وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ
اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو صرف یہی واجب کہ کھلا ہوا پیغام پہونچاوین ہم سب
شاہد ہین اور ملائکہ آسمان وزمین اور خود اللہ تعالے شاہد ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلا ہوا پیغام پہونچا دیا ۔ پھر اس زمانہ
مین جو لوگ قرآن الٰہی سے منکر ہین سخت گمراہ وضلالت مین گرفتار ہین ۔ حاصل معنی یہ کہ جو رسول پر واجب تھا وہ اُنھنے پہونچا دیا
پورا کردیا اب جو تم پر فرض ہے کہ قرآن وحدیث کی طاعت کرو وہ ادا کرو اور شیخ امام ابن کثیر رح نے اپنی تفسیر مین اس مقام پر
اگلے انبیاء علیہم السلام کی گواہی صدق رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اثر طویل روایت کیا جسکا ہم ترجمہ لکھتے ہین
وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے انبیاء بنی اسرائیل مین سے شعیا نبی کو حکم بھیجا کہ بنی اسرائیل مین کھڑا ہو کر
مین تیری زبان کو وحی سے روان کرونگا پس شعیا کھڑے ہوکر گویا ہوے کہ اے آسمان کان دھر کر سن لے اور اے زمین خاموش
ہو کہ اللہ تعالے ایک شان ظاہر کرنے والا ہے اور ایک امر پورا کرنے والا ہے وہ چاہتا ہے کہ پھیر دے ریف کو [illegible]
غیطان مین اور انہار کو جنگلون مین اور نعمت کو فقرا مین اور بادشاہت کو چرواہون مین اور چاہتا ہے کہ [illegible]
امین بھیجے جو نہ سخت زبان ہے نہ سخت دل ہے نہ بازارون مین شور کرنے والا ہے اگر چراغ پر سے ان ہو تو [illegible]
نہ بجھے اور اگر خشک قصب پر روان ہو تو اُسکے پیرون کے نیچے آواز نہ سنائی دے مین اُسکو بشارت [illegible]
بھیجونگا فحش اسکا کلام نہین ہے اللہ تعالے اُسکے ذریعہ سے اندھی آنکھین روشن کریگا اور بہرے کان کھول دیگا اور [illegible]
کشادہ فرمادیگا اور ہر خوبی سے اُسکو تقویت دیگا اور ہر خلق کریم اُسکو عطا فرمادیگا اور اللہ تعالے [illegible]

[illegible]

کرونگا اور تقویٰ اُسکا ضمیر اور حکمت اُسکی باتین اور صدق و وفا اُسکی طبیعت کرونگا اور عفو اور نیک
کام اور حق اُسکی شریعت اور عدل اُسکی سیرت اور ہدی اُسکا پیشرو اور اسلام اُسکی ملت کرونگا اور احمد محمد
نام کرونگا اُسکے ذریعے سے بعد گمراہی کے ہدایت بخشونگا اور بعد جہالت کے اُسکی برکت سے علم دونگا اور بعد گمنامی کے
رفعت عطا کرونگا اور انجان کے بعد عرفان اُسی کے وسیلے سے دونگا اور قلت کے بعد اُسی کے ذریعہ سے کثرت کرونگا۔ اور
محتاجی کے بعد تونگری کرونگا اور پھوٹ کو اُسی کے ذریعہ سے جمع کرونگا اور جن گروہون مین نفاق ہوگا اور اُنکے
دلون مین ہونگے اور اُنکی رائین متفرق ہونگی سب مین اُسکے ذریعہ سے الفت و اجتماع دیدونگا اور ایک بڑے گروہ کو لوگون
مین اُسکے وسیلے سے ہلاکت سے نکال لونگا اور اُسکی امت کو سب امتون سے بہتر کرونگا وے نیکیون کا حکم کرینگے اور برائیون سے
منع کرینگے اللہ تعالیٰ کی توحید کرینگے ایمان مین مخلص ہونگے سب رسولون کی تصدیق کرینگے۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ **ف** –
فی اشارات العرائس قولہ تعالیٰ وان تطیعوہ تہتدوا۔ اگر تم عبودیت مین اُسکی فرمانبرداری کروگے تو انوار ربوبیت کی راہ پاؤگے
ابو القاسم جنید رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نور کی طرف ہر نفس کے واسطے راہ ہے ولیکن سب مسدود ہین اُسی کے واسطے راہ کھلتی ہے
جو رسول علیہ السلام کی پیروی کرے۔ یہ تو عبودیت کے ذریعہ سے ہے۔ اور اگر محبت کی صفت مین بھی پیروی کروگے تو مشاہدہ
کی راہ پاؤگے۔ اور اگر معرفت مین اُسکے وسیلے سے قدم بڑھاؤ تو مقام وصل مین پہونچوگے بالجملہ جسقدر متابعت کامل ہو اُسی قدر
منازل مکاشفات و مشاہدات و معارف مین حصول کمال ہوگا اور جسقدر ادب و محبت مین حرمت کی نگہداشت کروگے اُسیقدر درجات عالیہ
کرامات رفیعہ مین پہونچوگے۔ شیخ ابو عثمان مغربی رح نے کہا کہ جو شخص قول و فعل مین سنت پر مستقیم ہوا وہ حکمت بولیگا اور جسنے اپنے نفس پر روا
کر روان کیا وہ بدعت بولیگا۔ جو لوگ صدق متابعت مین قائم ہین ضرور اللہ تم اُنکو اس دنیا مین سردار کریگا تاکہ عدل قائم و ظلم دور ہو

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ
وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم مین یقین لائے ہین اور کیے ہین نیک کام البتہ پیچھے حاکم کریگا انکو ملک مین جیسا حاکم کیا تھا
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
اُنسے اگلون کو اور جمادیگا انکو دین اُنکا جو پسند کردیا انکو اور دیگا انکو
مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ
انکے ڈر کے بدلے امن میری بندگی کرینگے شریک نہ کرینگے میرا کوئی اور جو کوئی ناشکری کریگا اس پیچھے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
سو وہی لوگ ہین بے حکم اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم مین چلو رسول کے
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ
شاید تم پر رحم ہو نہ خیال کر کہ یہ جو منکر ہین تھکا دینگے بھاگ کر ملک مین اور اُنکا ٹھکانا آگ ہے
وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝
اور بری جگہ ہے پھر جانے کی

یہ آیت اُسوقت نازل فرمائی کہ جو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لائے تھے [illegible]
عبادت کرتے تھے اور ایسے وقت اُنکو یہ وعدہ دیا تاکہ جو لوگ اہل صدق ہین وے یقین کرین [illegible]
ہون اور جو لوگ مذبذب و بدیقین ہین وے پریشانی و تذبذب مین ظاہر ہوجاوین۔ شیخ ابن کثیر [illegible]
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وعدہ ہے کہ ہم آپ کی امت مرحومہ کو اس حالت ضعف و تنگی [illegible]
پر خلیفہ کرینگے یعنی لوگون پر سردار و حاکم کرینگے اُنکے ذریعہ سے زمین کو آباد و عدل [illegible]
ہونگے۔ اقول پس اسوقت تک کہ نفس کی خواہشون سے پاک ہون اُنکو انتظار مین رکھا پھر جب [illegible]
حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیا اور دار کرامت مین منزلت عالی مین بلایا اور اصحاب کبار کو [illegible]
الشیخ پس اللہ تعالے نے اپنا وعدہ پورا کر دیا وللہ الحمد و المنۃ چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال [illegible]
اللہ تعالے نے مکہ و خیبر و بحرین و یمن و طائف و باقی جزیرہ عرب فتح کر دیا اور آپ نے مجوس ہجر اور بعض اطراف شام [illegible]
کیا اور مہاجرین و انصار کو اللہ تعالے نے شب و روز کی محنت و مشقت سے آسانی دی اور وے بندگان [illegible]
عز و جل کی طاعت و جہاد کے لیے فارغ البال ہوئے اور بادشاہ روم و بادشاہ مصر و اسکندریہ و بادشاہ عمان و نجاشی [illegible]
آپ کو ہدیہ بھیجے اور اصحاب رضی اللہ عنہم اسوقت کامل ہو چکے تھے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دار آخرت کو اختیار کیا
تو اللہ تعالے نے آپ کو وہان کی مسند کرامت پر بلا لیا پھر جب آپ نے انتقال فرمایا تو امر خلافت پر آپ کے اصحاب [illegible]
افضل الصدیق اکبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قائم ہوئے اور جزیرہ عرب دوبارہ درستی کے ساتھ فتح کر کے [illegible]
لشکرون کو بلاد فارس کی طرف بسرداری خالد بن الولید اور دوسرا لشکر بسرداری حضرت ابو عبیدہ [illegible]
کے بجانب شام اور تیسرا لشکر بسرداری عمرو بن العاص بجانب مصر روانہ کیا پھر لشکر اول نے [illegible]
فتح کیا اور آپ کی حیات مین لشکر شام نے بصرہ و حوران و دمشق و حوالی کو فتح کر لیا اور سلسلہ قائم ہو گیا پس اللہ تعالے نے
آپ کو دار کرامت مین بلایا اور آپ کو الہام فرمایا کہ آپ نے حضرت عمر فاروق اعظم کو خلیفہ کر دیا [illegible]
کہ اس فاروق اعظم مین وہ قوت سیرت اللہ تعالے نے بعد انبیاء علیہم السلام کے رکھی تھی کہ اُسکا مثل [illegible]
کامل کر دیا اور آپ کے زمانہ مین تمام بلاد شام و بلاد مصر اور اکثر اقلیم فارس فتح ہو گئے اور بادشاہ [illegible]
کا فرمان عالی چاک کیا تھا شدت سے خوار ہوا اور پریشان و آوارہ اپنی مملکت کے ایک گوشہ مین بنا [illegible]
بھاگ کر قسطنطنیہ چلا گیا اور خلیفہ عادل فاروق اعظم نے تمام ان کافرون کے خزانے [illegible]
حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا اسکا وعدہ فرمایا تھا۔ پھر جب آپ کے بعد خلیفہ برحق حضرت [illegible]
ہوئے تو اسلام کی شوکت اس انتہا کو پہونچی جسکی خبر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
میرے واسطے زمین لپیٹ دی مین نے دیکھ لی وہانتک میری امت کا ملک عنقریب پہونچیگا پس بلاد مغرب [illegible]
و قیروان و سبتہ تک کہ آگے بحر ظلمات ہی پہونچ گیا اور جانب مشرق مین کسریٰ کو قتل کر کے اسکی سلطنت برباد کر
خراسان و اہواز و بلخ تک پہونچ گئے اور مسلمانون نے ترک سے سخت قتال کیا اور خاقان چین خوار ہوا

[illegible] عثمان رضی اللہ عنہ کے حضور مین پیش ہوا اور خود آپ کی شان بھی تھی کہ اللہ تعالی عزوجل
[illegible] کرنے و درس و تلاوت و حفظ و محافظت پر مشغول تھے اور اہل ایمان و جماعت مومنین اللہ تعالے
[illegible] میں اور جہاد و طاعت مین قائم تھے وے دنیا کو وبال اور آخرت کو منزل جانتے تھے اور دنیاوی
[illegible] واسطے سامان آخرت کے پسند کرتے تھے اور اُنکی خواہشین اس دار محنت کی راحت و آسایش پر مقصور نہ تھین
[illegible] اس مملکت مین ایک جان کی خلافت دین پر قائم تھے کام اُنکا مشورہ پر تھا اور کام اُنکا خلیفہ برحق کی طاعت
پر تھا اور پورا کر دیا اللہ تعالے نے اپنا وعدہ جو دیا تھا بقولہ تعالے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ جو تم مین سے
ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور نیک کام کیے اُنکو اللہ تعالے نے وعدہ دیدیا کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ
ضرور اُنکو خلیفہ رسول اللہ کردیگا زمین مین یعنی جس حد تک منظور ہی۔ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
جیسے اُسنے تم سے اگلون کو خلیفہ کیا تھا۔ ف۔ یہ وعدہ قیامت تک تمام امت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
عام ہی۔ بعض نے زعم کیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص ہی ولیکن حق یہ کہ سلف کی روایت سے یہ استخراج کرنا ٹھیک ہوا
کیونکہ سلف مین سے جس نے کہا اُسکی غرض یہ کہ ہمارے لوگون مین سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو وعدہ دیا اور یہ مراد نہین کہ آیت
کا ارشاد صرف ہمین لوگون کے واسطے ہی۔ تو جس نے یہ سمجھا کہ یہ خاصکر خلفاے اربعہ رضی اللہ عنہم کے واسطے خاص ہی یہ
سمجھنا بعید ہی نہ وہ مہاجرین کے واسطے خاص ہی بلکہ تمام امت کو عام ہی اور یونہی جس نے فی الارض سے مراد ارض مکہ
لی یہ غلطی ہی۔ شیخ ابن العربی رح نے کہا کہ مراد عرب و عجم کی زمین ہی اور یہی صحیح ہی اور زمین مکہ تو مہاجرین پر حرام تھی حتی کہ سعد
بن خولہ رضی اللہ عنہ وہان جاکر رہکر مرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر افسوس فرمایا اور مہاجرین کے واسطے بعد ادا ے
حج کے مکہ مین تین روز سے زیادہ رہنے کا حکم نہ تھا چنانچہ صحیحین مین یہ روایات منصوص ہین۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ صحیح مین
روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے میرے واسطے زمین لپیٹ دی تو مین نے اُسکے مشارق
و مغارب کو دیکھا پس عنقریب میری امت کا ملک وہانتک پہونچ جائیگا جسقدر زمین مین سے میرے واسطے لپیٹ دی گئی ہی۔ رواہ البخاری
اور جابر بن سمرہ کی حدیث مین ہی کہ برابر مسلمانون کا امر حکومت عزت سے جاری رہیگا جب تک کہ اُنمین بارہ مرد والی ہون
اور سب قریش مین سے ہونگے۔ کما فی صحیح البخاری ومسلم۔ مترجم کہتا ہی کہ ملا علی قاری وغیرہ نے اس حدیث سے بارہ بادشاہ
اگرچہ سلاطین مروانیہ و عباسیہ سے ہون مراد لیے چنانچہ اسوقت مین مسلمانون کی سلطنت کا عروج باقی تھا اگرچہ بعضے اُنمین
سے ظالم [illegible] ہوے ہین۔ کیونکہ حدیث مین کوئی خلافت و عدل کی شرط نہین ہی۔ ولیکن شیخ امام رح نے لکھا کہ یہ حدیث آپ نے
اُس روز [illegible] کو فرمائی جس دن ماعز بن مالک کو رجم کرچکے ہین اور اس حدیث مین دلیل ہی کہ قیامت تک بارہ سردار
قریش کے عادل حاکم ہونا ضرور ہی مگر یہ بارہ شخص وے نہین ہین جنکو شیعہ بارہ امام کہتے ہین کیونکہ صریح ان بارہ مین سے
سوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ و بجز چھ مہینہ خلافت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے کوئی حاکم نہین ہوا ہی اور حدیث مین اہل بیت
[illegible] قریش سے ہونا چاہیے پس ضرورت نہین کہ وے پے در پے ہون ہان چار اُنمین سے متواتر ہوے یعنی حضرت
[illegible] حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہم پھر اُنکے بعد دفعہ ہوگیا پھر جو اللہ تعالے نے چاہا وہ پایا گیا

Marfat.com

اور جب اللہ تعالے چاہیگا اپنی اپنی اوقات پر باقی بھی پلٹے تمام ہونگے اور ضرور آخر [illegible]
نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اور کنیت بھی آپ کی کنیت ہوگی یعنی محمد ابو القاسم [illegible]
ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا جب وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی - یہ موید ہی کہ در میان [illegible]
بادشاہوں سے ظلم پھیل جائیگا حتی کہ آخر زمانہ مین بہت فتنہ و فساد بھر جائیگا تو حضرت یہ خلیفہ [illegible]
عنہ جو زمین کو عدل سے بھر دیگا اور تمام روایات کے جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ آخری خلیفہ ہونگے [illegible]
و ترمذی و نسائی رح نے حضرت سفینہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ [illegible]
فرمایا کہ خلافت میرے بعد تیس برس ہوگی پھر اسکے بعد بادشاہ عضوض ہوگا - ربیع بن انس نے ابو العالیہ [illegible]
مین روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ابتدا سے حال ہین مکہ مین قریب دس برس کے رہے [illegible]
عز و جل کی توحید کی طرف بلاتے اور بدون شرک کے اسکی عبادت کرنے کے نصیحت کرتے ولیکن [illegible]
عبادت ادا کرتے تھے اور کافرون سے خائف تھے اور انکو جہاد کرنے کا حکم نہین دیا جاتا تھا یہانتک کہ [illegible]
کا حکم دیا گیا اور جب مدینہ پہونچ گئے تو انکو جہاد کا حکم دیا گیا اور نصرت کا وعدہ دیا گیا یعنی بقولہ تعالے اذن للذین یقاتلون
بانہم ظلموا و ان اللہ علی نصرہم لقدیر - پس مدینہ مین جب انکو انصار رضی اللہ عنہم نے جگہ دی تو تمام عرب یک لخت انکے دشمن
ہوگئے اور وہان بھی خوف کے ساتھ شب و روز ہتھیار باندھے گذرتے تھے سوتے تو ہتھیار باندھے اور صبح کو جاگتے تو
باندھے رہتے پس اسی حال پر جبتک اللہ تعالے نے چاہا انکو چھوڑا پھر آپ کے اصحاب مین سے ایک نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم تو
برابر مدت سے ہتھیار باندھے بسر کرتے ہین اور خوفناک رہتے ہین کیا ہم پر ایسا وقت نہین آویگا کہ ہتھیار اتارین اور امن سے
عبادت کرین یعنی دریافت کیا کہ اسمین اللہ تعالے کی مشیت کیونکر ہی اگر یون ہی ہو کہ ہم لوگ اس دنیا کو اسی حال سے بسر کرکے
مرجاوین تو ہم اسی پر راضی ہین - تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو بہت تھوڑا اسی حال پر صبر کرنا پڑیگا پھر حالی ہوگا کہ تم مین سے
آدمی مجلس عظیم مین چادر اوڑھے بیٹھے گا وہان کہین ہتھیار کا نام نہ ہوگا پس اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی آیت جہاد
و وعدہ نصرت جو موافق اس وعدہ کے ایفا ہی پس شروع ہوا وعدہ کا پورا ہونا اور اللہ تعالے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو جزیرہ عرب پر غالب کر دیا پس بے خوف ہوگئے اور سب نے ہتھیار اتار دیے یعنی سوا اسکے جو جہاد [illegible]
شہادت و نصرت جانتے تھے وے بلا خوف صرف رضاے الٰہی کے واسطے جاتے تھے پھر جب اللہ تعالے نے [illegible]
کو وفات دیدی تو بعد آپ کے بھی اسیطرح بے خوف رہے زمانہ حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق و عثمان رضی [illegible]
وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ اور انکے لیے قابو دیدیگا انکا دین [illegible]
پس برابر بخوف و خطر اس دین پر اللہ تعالے کی عبادت توحید ادا کرتے تھے وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ [illegible]
اور ضرور انکے واسطے خوف کے بعد امن بدل دیگا - يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا
کہ میری ہی عبادت کرینگے میرے ساتھ کسی کو شریک نہین کرینگے - پس اسی حالت [illegible]
وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے تھے - اور یہ آخر زمانہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible]

Marfat.com

حضرت عثمان رضہ کو شہید کر دیا تب اللہ تعالے نے اُنپر خوف داخل کر دیا اور پھر وہ چوکی ہو گئی تو جب
اللہ تعالے کی زمین مین امن و عدل کے بعد ظلم و فساد پھیلا کر تغیر کیا تو اللہ تعالے نے بھی اُنکی حالت متغیر کر دی
وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ اور جس نے بعد اسکے نعمت کا کفران کیا یعنی شکرانہ چھوڑ کر خلاف عدل کے بغاوت
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے والون سے شروع ہوا۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ تو ایسے
لوگ فاسق ہین۔ پس اللہ تعالے نے فسق کے گناہ اور شامت سے انکی حالت بدل دی اور خوف عود کر آیا۔ لہذا قولہ تعم
وضرب اللہ مثلا قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ یاتیہا رزقہا رغدا فکفرت بانعم اللہ الآیہ کی تاویل مین حضرت ام المومنین ام سلمہ
رضی اللہ عنہا نے اسکی نظیر مدینہ قرار دی کیونکہ مدینہ مین یہ سب باتین نعمت کی موجود تھین فکفرت بانعم اللہ۔ پس اُسنے اللہ تعالی کی نعمتون
کا کفر کیا اور یہ آپ نے اُسوقت تاویل فرمائی جب آپ کو خبر پہونچی کہ حضرت عثمان کو باغیون نے شہید کر دیا حالانکہ اکابر صحابہ
مہاجرین و انصار کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ باغی لوگ ایسی حرکت کرینگے بلکہ صرف اسی قدر جانتے تھے کہ جن باتون مین انکو جھگڑا
ہے اُن باتون کا فیصلہ چاہینگے جیسے بال بچے کسی نادانی کی بات پر ضد کرتے ہین اور اس بارہ مین ہم لوگون کو ہتھیار اُٹھا کر
ان لوگون کو مارنا نہین چاہیے ولیکن مشیت الٰہی یون جاری تھی کہ اس باغی قوم بدکار نے یہ فتنہ برپا کر دیا اور اسی جہت سے
اکابر صحابہ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم بہت افسوس کرتے کہ کاش ہم نے اول ہی اس فرقہ باغی کو قتل کر دیا ہوتا اور حضرت
زبیر رضی اللہ عنہ قولہ تعالے واتقوا فتنۃ لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ الآیہ کی تاویل مین فرماتے کہ ہم کو نہین معلوم تھا کہ یہ آیت
ہمین لوگون کے واسطے ہے یعنی تم ایسے فتنہ سے بچو ڈرو جو خالی اُنھین کو نہین پہونچیگا جو ظالم فتنہ برپا کرینگے بلکہ عام ہو جاویگا
پس یہی ہوا کہ باغیون کی ذات سے فتنہ ہو کر تمام مین عام ہو گیا اور اسی پر جنگ جمل اور صفین وغیرہ لڑائیان قائم ہو گئین اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پورا ہوا کہ میری امت مین آپس مین جب تلوار نکلی تو پھر وہ قیامت تک میان مین نہ جاویگی۔
الحاصل یہان غرض یہ ہے کہ اللہ تعالے نے مومنون کو ارشاد کیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور اسپر ارشاد کیا کہ
تم سے وعدہ دیدیا کہ ہم تمہارے ایمان والون نیکوکارون کو روے زمین پر خلیفہ کرینگے اور خوف کے بعد تم کو امن دینگے تم عدل
کے ساتھ توحید کی عبادت کروگے پھر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے وہ فاسق ہے ولیکن کلام ایسے اسلوب پر ہے کہ لوگ کچھ
ایسی ناشکری والے ہونگے جو فاسقین ہین۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ بعض سلف نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضہ کی خلافت اللہ تعم
کی کتاب مین ہے اور یہی آیت پڑھی۔ اقول یہ دلیل بالکل صحیح و برحق ہے کیونکہ بالاجماع یہ وعدہ الٰہی واقع ہوا ہے تو اللہ تعالے نے
حضرت ابوبکر کو پھر عمر رضہ کو اسیطرح خلیفہ کیا۔ اگر وہم ہو کہ پھر اسیطرح مروان بن الحکم وغیرہ کو بھی بلکہ یزید کو بھی خلیفہ کیا تو
جواب یہ ہے کہ اگر یہ مطلب ہے کہ ان لوگون کو خلافت نبوت دی تو غلط ہے کیونکہ خلافت نبوت تو صرف تیس سال ہے اور اگر یہ مطلب ہے
کہ اللہ نے ان لوگون کو بادشاہت دی تو صحیح ہے اور جب حضرت عثمان کے اوپر بغاوت کا فتنہ برپا کرنے والے ناشکری کر گئے
تو اللہ تعالے نے انپر ظالمون کو حاکم کیا کہ اُنھون نے اُنکو مغلوب و مجبور کیا اور ناحق حضرت عثمان رضہ سے اپنا حق مانگتے تھے
جو حق نہ تھا تو اُنکے بعض جو حق اُنکا تھا وہ بھی گیا اور ناحق مین گرفتار ہوے۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ براء بن عازب رضہ
سے روایت ہے کہ یہ آیت وعد اللہ الذین الخ ایسے وقت نازل ہوئی کہ ہم لوگ سخت خوف مین مبتلا تھے۔ خطیب نے سراج مین

Marfat.com

لکھا کہ اللہ تعالے نے وعدہ پورا کیا اور مومنون نے مشرق و مغرب فتح کر لیا اور بادشاہان کسریٰ [illegible]
کافرون و سرکشون کو ذلیل کر دیا اور اللہ تعالے کا کلمہ بلند ہو گیا اور شرق و غرب مین ایسے تمکین [illegible]
یہ مکنت نہین ملی۔ پھر جب بعضے نادانون نے بیباکی کر کے ہتک حرمت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible]
اور فتنہ مستمر ہوا تو اللہ تعالے نے یہ کرامت نکال لی اور خوف پھر آیا اور برابر مستمر ہو گیا اور تھوڑا تھوڑا کر کے [illegible]
زمانہ مین بہت ہی بڑھ گیا ہی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بالجملہ خلاصہ وعدہ یہ ہوا کہ جو کوئی دین اسلام پر ثابت و اللہ تعالے [illegible]
کا مطیع ہوگا وہ جماعت اِس فضل کو پاویگی پھر جو کوئی اِس نعمت سے ناشکری کریگا وہ جماعت فاسق ہی اور اولٰئک ہم الفاسقون [illegible]
کامل درجہ کے بدکار ہین کہ اُنکی معذرت قبول نہین اور یہ نہین کہا جائیگا کہ اُنسے لغزش ہو گئی بلکہ اُنپر قتل وغیرہ کے احکام قائم
کر دیے جاوینگے اور انتقام کے وقت اُنکی کچھ رعایت نہ ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا اور روایت ہی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کے خون کا قطرہ اِس آیت پر گرا فسیکفیکہم اللہ وہو السمیع العلیم۔ عنقریب اللہ تعالے ان بدکارون کو کفایت کریگا وہ سننے والا جاننے
والا ہی۔ اور یہ بعد ایفاے وعدہ وعطاے خلافت زمین و تمکین دین متین ہوا چنانچہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مجھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے حیرہ دیکھا ہی مین نے عرض کیا کہ دیکھا تو نہین ولیکن مین نے سنا ہی پس فرمایا کہ قسم اُسکی
جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ یہ امر تو اللہ تعالے ضرور پورا فرماویگا حتی کہ بڑھیا حیرہ سے نکلکر خانہ کعبہ کا آکر طواف کریگی بدون کسی کی
پناہ کے اور ضرور فتح ہو جاوینگے خزاین کسریٰ بن ہرمز کے مین نے کہا کہ کسریٰ بن ہرمز کے خزائن فتح کر لیے جاوینگے فرمایا کہ ارے ہان
کسریٰ بن ہرمز کے خزاین اور وہ مال راہ الٰہی مین خیرات ہوگا حتی کہ کوئی اُسکو قبول نہ کریگا۔ عدی بن حاتم نے بعد اسکے کہا کہ اب یہ
دیکھو کہ بڑھیا حیرہ سے نکلکر بدون کسی کی پناہ کے خانہ کعبہ کا طواف کرتی ہی اور کسریٰ بن ہرمز کے خزائن فتح کرنے مین تو مین خود شریک
تھا اور قسم اُسکی جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ تیسری بات بھی ضرور واقع ہوگی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو بیان
فرمایا ہی۔ اقول یعنی فتنہ واقع ہونا بھی ضرور ہوگا۔ اور امام احمد نے اپنی اسناد کے ساتھ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امت بشارت دی گئی آبرو اور مرتبہ کی اور دین اور فتحمندی کی اور زمین مین مکنت پانے
کی سو جو کوئی اِنمین سے آخرت کا کام دنیا کے واسطے کریگا تو اُسکو آخرت مین کچھ حصہ نہ ہوگا۔ اور امام احمد نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
سے روایت کی کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ردیف مین سوار تھا آپ نے فرمایا کہ اے معاذ تو جانتا ہی کہ اللہ تعالے کا حق بندون پر کیا ہی
مین نے عرض کیا کہ اللہ و رسول ہی خوب جانتے ہین فرمایا کہ اللہ تعالے کا حق بندون پر یہ ہی کہ بندے اُسی کی عبادت کرین اُسکے
ساتھ کچھ شرک نہ کرین پھر فرمایا کہ تو جانتا ہی کہ بندون کا حق اللہ تعالے پر کیا ہی مین نے عرض کیا کہ اللہ تعالے و رسول ہی خوب جانتے
ہین فرمایا کہ بندون کا حق اللہ تعالے کے فضل پر یہ ہی کہ اللہ تعالے اُنکو عذاب نہ فرماوے۔ رواہ البخاری و مسلم ایضاً [illegible]
ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ تعالے ومن کفر بعد ذلک فاولٰئک ہم الفاسقون یعنی خارج از طاعت الٰہی ہین جو کفران نعمت کریں [illegible]
رہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت الٰہی مین تمام لوگون سے بڑھکر تھے چنانچہ [illegible]
واحادیث بین بے شمار مصرح ہین اور اللہ تعالے نے اُنکے موافق اُنکو نصرت عطا فرمائی تھی اُنھون نے مشارق [illegible]
کا کلمہ بلند کیا اور اُنکو تائید عظیم عطا فرمائی کہ ایسی نصرت کبھی نہین سنی گئی پھر جب اُنکے بعد بعضے لوگون نے [illegible]

لہ اس وقت عدی بن حاتم طائی ایمان نہین لائے تھے بعد کو ایمان لائے ۱۲

Marfat.com

[illegible] ہین کی وجہ سے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی کہ ہمیشہ ایک گروہ میری
[illegible] انکو حقیر یا ویسی مخالفت کرنا چاہیے وہ انکو کچھ ضرر نہین پہونچا سکیگا یہانتک کہ اللہ تعالے کا حکم
[illegible] دجال سے مقابلہ کرین۔ مترجم کہتا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تائید ایک شان عجیب
[illegible] اور پوچھا جائیگا کہ انمین کوئی ہی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا جائیگا
[illegible] فتح دیا جائیگا اور یہی معنی صلحاء تابعین کے واسطے بھی ثابت ہین اور یہ منزلت عظیم ہی والحمد للہ رب العالمین
[illegible] الصَّلٰوةَ اور اے بندگان مومنین تم ٹھیک رکھو نماز کو۔ یعنی عبادت اللہ تعالے وحدہ لا شریک کی جو معروف
[illegible] رسول علیہ السلام ہی۔ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ دو۔ یعنی مفروض بطور فرض اور نوافل
[illegible] یہ احسان ہی مخلوق کے ضعیف لوگون ومحتاجون کے ساتھ۔ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ اور رسول
کی اطاعت کرو یعنی ان سب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی مین چلو۔ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ امیدوار رہو
کہ شاید اللہ تعالے تم پر رحم فرماوے۔ اسمین شک نہین کہ جس نے ایسا کیا اسپر اللہ تعالے رحم فرمایگا بدلیل قولہ تعالی اولئک
سیرحمہم اللہ یعنی [illegible] اللہ تعالے عنقریب انپر رحم فرماویگا۔ پس معلوم ہوا کہ یہان جو امیدواری دلائی اس سے ادب ومعرفت
[illegible] تعالے عزوجل پاک مستغنی ہی اسکی شان اس سے برتر ہی کہ کسی کا اسپر کچھ زور ہو بلکہ اسی کا محض احسان وفضل
[illegible] ہی اور اسی کا زور سب مخلوق پر ہی اور جو وہ چاہے وہی ہوگا پس التجا یہ ہی کہ اپنی طاعت کی توفیق عطا فرماوے۔ کیونکہ
سب اسی کی قدرت مین ہی۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ گمان نہ کیجیو ان لوگون کو جو کافر
ہین عاجز کرنے والے زمین مین۔ یعنی یہ ہرگز خیال نہ کیجیو کہ یہ کفار کسی طرح کسی حالت مین اللہ تعالے کو عاجز کردین شاید
[illegible] اسلام پورا نہ ہو اور کفر کا غلبہ ہوجاوے ہرگز تو یہ گمان مت کیجیو بلکہ اللہ تعالے ہر دم وہر لحظہ انپر قادر ہی۔ خطاب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گمان کبھی نہ ہوتا تو اصل مین کمزور مسلمانون کو تنبیہ ہی کہ اللہ تعالے
جب چاہے انکو عذاب فرماوے ولیکن اسکی شان حکمت ہی کہ انکو مہلت دی حتی کہ انجام مین انکو گرفتار کریگا وَمَأْوٰىهُمُ النَّارُ
اور انکا ٹھکانا دوزخ ہی۔ گویا اشارہ فرمایا کہ جس قوم کا ٹھکانا دوزخ ہی اسکے واسطے چند روزہ راحت یہی دنیا ہی اور جب ناخوش
ہوکر ہلاک کیا گیا تو وہ آگ کے اپنے ٹھکانے جائیگا وَلَبِئْسَ الْمَصِيرُ اور وہ تو بہت ہی برا مرجع ہی۔ پس جس نے
انصاف کیا وہ جانتا ہی کہ اللہ تعالے کی مخلوقات مین کافر بھی ہین اور انھون نے آخرت کے بدلے دنیا لی ہی تو انکو چند روز
[illegible] ہی ولیکن یہ اللہ تعالی کی رحمت ہی کہ جب انھون نے کبھی ایسے بندہ کو کہ خالص مومن ہی کوئی ناگوار تکلیف دے تو اللہ تعالے
[illegible] کے واسطے انکو ہلاک کردیتا ہی اور اسیطرح جس نے آخرت اختیار کی اسکا نفس اس دنیا سے بالکل
[illegible] کافرون کا ساہم نہ رہے اور ہم اللہ تعالی سے عفو ومغفرت چاہتے ہین وہو الغفور الرحیم۔ پھر اللہ تعالے
عزوجل نے ادب سکھلایا جس سے شیطان ونفس کی خواری ہی۔

[illegible] لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

[illegible] اجازت مانگا کرین تم مین سے جو تمھارے ہاتھ کا مال ہین اور جو نہین پہونچے تم مین عقل کی حد کو

مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ
تین بار فجر کی نماز سے پہلے اور جب اُتار رکھتے ہو اپنے کپڑے

بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا [illegible]
عشا کی نماز سے پیچھے یہ تین وقت کھلنے کے ہین تمہارے کچھ گناہ نہین تم پر نہ اُن پر

طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ [illegible]
پھرا ہی کرتے ہو ایک دوسرے پاس یون کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے اپنی [illegible]

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ [illegible]
اور جب پہونچین لڑکے تم مین عقل کی حد کو تو ویسی پروانگی لین جیسے لیتے رہے ہین اُنسے اگلے [illegible]

لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝
تمکو اپنی باتین اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا

اِن آیات کریمہ مین لونڈی غلامون وعزیزون کا باہم اجازت لیکر آنا مذکور ہے اور اسی سورہ شریف کے شروع مین [illegible] اجازت لینے کے مذکور ہوے وہ باہم اجنبیون وغیرہ کی ملاقات مین اجازت لینے کے تھے پس فرمایا یٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو۔ لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اجازت لیا کرین تم سے وہ لوگ جو مالک ہوے تمہارے داہنے ہاتھ۔ **ف** ــــ یہ داہنے ہاتھ کا مالک ہونا عرب کا محاورہ ہے اور مراد یہ کہ وہ تمہارے ہاتھ مین مملوک ہین خواہ اسطرح کہ تم نے اُنکو جہاد مین پایا اور تمہارے حصہ مین پڑے تو بوجہ اللہ تعالےٰ سے کفر وقتال کے [illegible] مین پھنسے کہ چند روز مملوک بنائے جاوین کہ اُنکو فساد کرنے کی قدرت نہ ہو۔ یا وے اولاد ہون انھین جہادی [illegible] بشرطیکہ مالک کے نطفہ سے پیدا نہ ہوے ہون یا کسی نے دوسرے سے اُسکا مملوک خرید ا ہو بہرحال جسطرح [illegible] ملک مین ہون تمہارے خادم ہین تو یہ خادم تم سے اجازت لین اور تمہارے اطفال جو درجہ بلوغ کو نہین پہونچے وے بھی تم سے اجازت لین چنانچہ فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ اور جو تم مین سے بلوغ کو نہین پہونچے [illegible]
ف ــــ یہ کچھ مملوک ہونا ضرور نہین بلکہ تم آزادون مین سے تمہارے اطفال ہون خواہ خود آدمی کا فرزند [illegible] وغیرہ ہو یا کسی آزاد مسلمان کا بیٹا وغیرہ ہو بہرحال تم مین سے ہون تو یہ لوگ صرف تین حالتون مین [illegible] ثَلٰثَ مَرّٰتٍ تین بار۔ یعنی تین حال مین اور بعض نے کہا کہ تین بار اجازت پکارین اگر [illegible] تو خیر ورنہ لوٹ جاوین۔ حاصل یہ کہ تمہارے مملوک تو خواہ بالغ ہون یا نابالغ ہون تین اوقات مین [illegible] تمہارے اقارب مین سے جو نابالغ ہون وے صرف تین حال مین اجازت لین یعنی باقی احوال مین تمہارے [illegible] جو قرابتی ہین اجازت لینے کی حاجت نہین ہے بخلاف بالغون کے کہ وے ہمیشہ ہر حال مین اجازت لین [illegible]
اِن تین حال مین سے اول مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ نماز فجر سے پہلے وقت مین [illegible] بچھونون پر ہوتے ہین اور کبھی آدمی برہنہ ہوتا ہے اور کبھی ایسی حالت پر ہوتا ہے کہ اُسکا کوئی [illegible]

Marfat.com

[illegible] الظہر یہ دوم حال - وَحِیۡنَ تَضَعُوۡنَ ثِیَابَکُمۡ مِّنَ الظَّہِیۡرَۃِ اور
[illegible] کپڑے وقت قیلولہ کے یا بوجہ قیلولہ کرنے کے یا بوجہ گرمی ٹھیک دوپہر کے - پس اس وقت
[illegible] استعمال پر دوسرے کا اچانک اسکو دیکھنا گران ہوتا ہی - سوم حال وَمِنۡۢ بَعۡدِ
[illegible] بعد نماز عشاء کے - یعنی رات کی نماز عشاء کے بعد جب آدمی کپڑے اتار کر رات کے بے تکلف
[illegible] اپنی اہلیہ کے ساتھ تخلیہ مین ہوجاتا ہی - ثَلٰثُ عَوۡرٰتٍ لَّکُمۡ تمہارے لیے تین بے پردگی ہین
[illegible] اطفال کو حکم ہوا کہ یکایک گھر والون کے پاس نہ گھس جاوین کیونکہ شاید آدمی اپنی اہلیہ کے ساتھ
[illegible] کسی کام مین ہو تو یہ بے پردگی ہی اور بچہ کو بھی ادب سکھلانا چاہیے کہ وہ ایسے حالات سے واقف
[illegible] سے بچیگا کیونکہ یہ اوقات عورات ہین - بیضاوی رح نے لکھا کہ عورۃ دراصل یعنی خلل ہی اور عرب
[illegible] یعنی اعور المکان درصورتیکہ اسمین خلل ہوا اور اعور الرجل جب کسی مین خلل ظاہر ہو اور خطیب نے
[illegible] ان اوقات کو عورت اسواسطے کہا کہ انمین آدمی کپڑے اتار ڈالتا ہی تو خلل ہوتا ہی پس بدون اجازت لیے بسا اوقات
[illegible] گھس جاویگا - انتہی اور اسمین اشارہ ہی کہ علت اجازت لینے کی یہی ہی اور عبداللہ بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت
[illegible] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ تین عورات کون ہین فرمایا کہ جب مین وقت ظہر کے اپنے کپڑے اتارون
[illegible] کوئی نہ آوے اگرچہ وہ بالغ نہ ہوا ہو اور نہ کوئی آزاد نابالغ آوے مگر جب کہ اجازت لیوے اور
[illegible] کپڑے اتارون تب بھی اور نماز صبح سے پہلے بھی کوئی بلا اجازت نہ آوے - رواہ ابن مردویہ -
لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ وَلَا عَلَیۡہِمۡ جُنَاحٌۢ بَعۡدَہُنَّ بعد ان اوقات کے تم پر نہین گناہ کہ تم انکو آنے کا قابو دو بدون
اجازت [illegible] گناہ کہ بدون اجازت چلے آوین طَوّٰفُوۡنَ عَلَیۡکُمۡ وے تو تم پر طواف کرنے والے ہین
[illegible] اور اطفال اپنی محبت کے واسطے تمہارے گرد رہتے ہین - اور مترجم کہتا ہی کہ لیس علیکم - مین اشارت
ہی کہ جیسے خادمون کو تمہارے پاس ان اوقات مین بلا اجازت گھس جانا منع ہی ایسے ہی تم بھی انکے تخلیہ مین ان اوقات
مین [illegible] بَعۡضُکُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ بعض تمہارے بعض سے اس طواف کی حاجت رکھتے ہین ولیکن مترجم نے کسی
تفسیر مین [illegible] یہ اشارہ بیان کیا ہو واللہ تعالے اعلم - بالجملہ دیگر اوقات مین اجازت لینا واجب نہین کیا کیونکہ
[illegible] سوا ان اوقات کے ہجوم کی اجازت ہی اور علت اسکی طواف ہی تو ہر وقت کی اجازت لینا ایسے خادمون اطفال
[illegible] حرج کو موودی ہی لہذا امام مالک واحمد واہل السنن کی حدیث مین بلی کی نسبت حدیث مروی ہی
[illegible] تم پر طواف [illegible] یا طوافات سے ہی - یعنی بوجہ حرج کے اسکی نجاست مدفوع ہی اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک
[illegible] امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ نہین ہی اور یہی قول باقی ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ تعالے کا ہی اور یہی مختار
[illegible] امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اصل قیاس مین بلی کا جھوٹا مکروہ ہی لیکن بوجہ طوافہ ہونے کے شرع نے حرج دور کردیا
[illegible] اور یہی اس تقریر سے فرق اس صورت مین ظاہر ہوگا کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک یہ نہ بچا
[illegible] سے ان اگر وہ خود جھوٹا کردے تو جائز ہو ولیکن حدیث مشکوٰۃ مین ہی کہ ایک صحابی نے

Marfat.com

اپنے وضو سے بچی کو پلا دیا اور بیان کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
مطلقاً جائز ہی خواہ وہ جھوٹا کر دے یا عمداً اُسکو پانی پلا کر جھوٹا کرے اور یہی اصح ہی واللہ اعلم
چونکہ حکم ہی منسوخ نہین ہوئی ہی اور لوگون کا عمل اسپر کمتر ہوگیا لہٰذا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما [illegible]
ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کی کہ ابن عباس رضہ نے کہا کہ لوگون نے تین آیتون [illegible]
الذین آمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم الآیہ۔ اور دوم قولہ تعالےٰ واذا حضر القسمۃ [illegible]
سوم قولہ تعالےٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم الآیہ جو سورہ حجرات مین ہی [illegible]
شیطان تین آیتون مین لوگون پر غالب آگیا کہ لوگون نے اُنپر عمل چھوڑ دیا ایک تو یا ایہا الذین [illegible]
اور ابوداؤد نے ابن عباس رضہ سے روایت کی جسمین ہی کہ اجازت لینیکی آیت اکثر لوگون کے عمل مین نہین [illegible]
باندی کو حکم دیتا ہون کہ میرے پاس آنے مین اجازت لے لیا کرے۔ اور ثوری رحہ نے موسیٰ بن ابی عائشہ [illegible]
کہ مین نے شعبی رحہ سے پوچھا کہ لوگ اِس آیت لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم الآیہ پر عمل نہین کرتے ہین تو شعبی [illegible]
سے استعانت مانگتے ہین۔ یعنی یہ منسوخ نہین ہی ہم اللہ تعالےٰ سے استعانت مانگتے ہین کہ لوگون کو اسپر عمل [illegible]
اور ابن ابی حاتم نے دوسری اسناد کے ساتھ عکرمہ سے روایت کی کہ دو آدمیون نے ابن عباس رضہ سے [illegible]
مانگنے کا حکم پوچھا جسکا قرآن مین ارشاد ہی تو ابن عباس رضہ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ پردہ پوش ہی [illegible]
لوگون کے دروازون پر پردے نہ تھے اور نہ اُنکے گھرون مین حجلہ یا حجرہ علیحدہ مستور تھے پس اکثر ایسا [illegible]
کے اوپر ہوتا اور اچانک اُسکا خادم یا لڑکا فرزند آجاتا تو اللہ تعالےٰ نے تین عورات مین حکم دیا کہ [illegible]
اللہ تعالےٰ نے اُنکو پردے دیدیے اور لوگون پر رزق کشادہ کر دیا پس اُنھون نے پردے و حجلہ بنا لیے [illegible] لوگون کی رائے مین
آیا کہ اب یہ پردہ اُنکو اجازت لینے کے بجائے کفایت کرتا ہی۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا کہ اس روایت [illegible]
اِسکو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہی اور سدی رحہ نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سے [illegible]
کہ ان اوقات مین اپنی بی بیون سے جماع کرین تاکہ غسل کرین پھر نماز کو نکلین تو اللہ تعالےٰ نے [illegible] کہ تم اپنے غلامون
واطفال کو حکم دو کہ وے ان اوقات مین بلا اجازت تمہارے پاس نہ آوین اور مقاتل بن حیان [illegible]
پہونچی کہ ایک مرد انصاری اور اسکی بی بی اسماء بنت یزید نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے دعوت [illegible]
نے بلا اجازت آنا شروع کیا تو اسماء رضہ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ بات بہت قبیح ہی کہ کوئی [illegible]
چادر مین ہون اور اجازت نہ لے۔ مترجم کہتا ہی کہ اول مین جو حکم اجنبیون کی اجازت کا مذکور [illegible]
اوڑھنی کا حکم ہوا وہان اسماء بنت یزید بن السکن انصاریہ کی روایت مذکور ہوئی ظاہر [illegible]
ضعیف راوی نے اُسی روایت کو محرف کر دیا ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور شیخ ابن کثیر رحہ نے [illegible]
قولہ تعالےٰ۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ
سے تمہارے لیے آیات احکام وغیرہ بیان فرماتا ہی اور اللہ تعالےٰ ہر چیز کا جاننے والا [illegible]

Marfat.com

...نے آیت کا خاتمہ کرنا دلیل ہی کہ کوئی اُسکو منسوخ نہین کرسکتا اور یہ آیت محکم ہی اور زمخشری رح نے
...کہا کہ آیت اذن پر اکثر لوگ عمل نہین کرتے ہین اور مین تو اپنی اِس باندی کو حکم دیتا ہون کہ میرے پاس اجازت
...رح نے ابن عباس سے پوچھا کہ مین اپنی بہن پاس اجازت لیکر جاؤن فرمایا کہ ہان اگرچہ وہ تیری گود مین پرورش
...ہی اُسکے نان نفقہ کا کفیل ہو اور ابن عباس رض سے یہ بھی مروی ہی کہ لوگون نے تین آیات پر عمل کرنا چھوڑا ہی
...اب اجازت بالکل چھوڑے اور دوم قولہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم - یعنی تم مین سے اکرم وہ کہ تقوی اُسمین زیادہ ہو اور
...نے نکالا کہ وہ بڑا ہی جسکی محلسرا بڑی ہو - اور سوم قولہ اذا حضر القسمۃ اولوا القربیٰ الآیہ - انتہی - اور ابن مسعود رض سے روایت
...ہر حال مین واجب ہی کہ اپنی ماؤن پاس اجازت لیکر جایا کرو اور روایت ہی کہ فرمایا کہ مرد اپنے باپ اور مان اور بھائی اور بہن
...اجازت لیکر جاوے - رواہ البخاری فی الادب اور اسی کے مانند جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی اور سعید بن جبیر رح نے کہا کہ
...کہتے ہین کہ یہ آیت منسوخ ہی واللہ وہ منسوخ نہین ہوئی ولیکن لوگون نے اسپر عمل کرنے مین سستی کی ہی - سعید بن المسیب رح
...سے مروی ہی کہ یہ آیت منسوخ ہی - اور اسی کو ایک جماعت نے اختیار کیا اور عکرمہ رح کی روایت جو ابن عباس سے اوپر گذری
...اسکا حاصل یہ کہ پہلے پردے نہ تھے تو اجازت کا حکم تھا اور جب رزق مین وسعت ہوئی اور لوگون نے حجلہ بنوالیے تو انھین کو
...کافی خیال کیا - یہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہی خطیب رح نے کہا کہ شاید ابن عباس رض سے اِس بارہ مین مختلف دو روایتین ہین
مترجم کہتا ہی کہ عکرمہ رح کی روایت ابن عباس رض مین صرف اسقدر مذکور ہی کہ لوگون کی راے مین آیا کہ یہ مستور حجلہ وغیرہ حاصل
ہوجانا اجازت لینے سے کافی ہوگیا ہی اور اِس سے یہ لازم نہین آتا کہ آیت منسوخ ہی کیونکہ یہ تو لوگون کی راے مین آیا تھا - غایت
یہ کہ اِس سے اسقدر ثبوت ہوا کہ اجازت لینے کا حکم ایک سبب پر مبنی ہی اور وہ یہ کہ جب دالان کھلا ہوا ہو پردہ نہ ہو یا کواڑ نہ ہون
تو ایسی صورت مین اجازت لیکر جاوے اور جہان کواڑ مین یا مردنے پردہ ڈال لیا تو اب خود روک معلوم ہوگئی حتی کہ جب پردہ
کھلا ہوا ہی تو گویا اجازت ہی کہ جسکا جی چاہے آوے اور اُسکا فائدہ یہ ہی کہ جس قوم کے پاس ایسے اسباب نہون وے آیت
استیذان پر صریح عمل کرین یعنی زبانی اجازت لین جیسے پردہ والے دلالت سے عمل کرتے ہین یعنی پردہ ڈال دیا تو ممانعت ہی
اور جب اُٹھا دیا تو دلالت سے اجازت ہی کہ آو - اب رہا ایک مقام وہ یہ کہ لیستاذنکم - بظاہر دلالت کرتا ہی کہ حکم مردون کے واسطے ہی چنانچہ ابن عمر رض سے
روایت کیجاتی ہی کہ یہ حکم فقط مردون کے واسطے ہی عورتون کے واسطے نہین ہی - اول شاید مراد ابن عمر رض کی یہ ضرور ہی کہ اگر بی بی کسی مکان مین ہو تو
غلام کو چاہیے کہ مالکہ سے اجازت لیکر تب جاوے اور لونڈی کے واسطے اجازت کی ضرورت نہین ہی اور کوئی وجہ تخصیص کی نہین ہی جیسے بعض
کا یہ قول کہ عورتون کے حق مین خاص ہی مردون کے حق مین نہین ہی اِسمین بھی مراد یہ ہوسکتی ہی کہ تنہا عورت ہو تو غلام کو چاہیے
کہ اُس سے اجازت لیکر جاوے اور ایسے ہی جب جورو و مرد ہون اور اگر خالی آقا موجود ہو تو غلام کو اجازت لینے کا حکم واجب
ہی ولیکن یہ بھی غیر موجہ ہی اور جمہور کے نزدیک تو آیت مرد و عورت دونون کو ہر صورت مین شامل ہی بدلیل قولہ تعالی ملکت
ایمانکم کہ مملوک غلام و لونڈی دونون ہوتے ہین اور رہا قولہ لیستاذنکم مین ضمیر کم جو خاص مردون کے واسطے ہی تو اِس
بات سے کہ حکم دینے والے مردوین یعنی مرد اپنے غلامون و باندیون کو اجازت حاصل کرنے کا حکم دے - خطیب نے کہا کہ
بعض مفسرین نے فرمایا کہ ظاہر خطاب اگرچہ مردون کا معلوم ہوتا ہی یعنی مرد اپنے مملوک غلام و باندی و اطفال کو حکم دین اور

عورتون کے واسطے نہین معلوم ہوتا پس عورت پر واجب نہ ہوا کہ وہ آپنے غلام و باندی [illegible]
ہو جیسے مرد پر واجب ہو ولیکن لیستاذنکم - مین ضمیر کم - ہو اور ضمیر کن عورتون کی اسوجہ سے نہین [illegible]
کیا جاتا ہو - امام رازی رح نے کہا کہ میرے نزدیک ظاہر نص تو مردون کے واسطے رکھی جاوے [illegible]
ہونا قطعی جلی قیاس سے نکالا جاوے اصلح کہ پردہ مین عورت کا حال بہ نسبت مرد کے صریح زیادہ سخت ہو
مین اجازت لینے کا حکم واجب ٹھہرا تو شدید کے حق مین بدرجۂ اولی واجب ہو جیسے ان باپ کے واسطے اف [illegible]
قولہ تعالے ولا تقل لہما اف - اور مارنے سے نص مین ممانعت نہین ولیکن قطعاً مارنا اشد حرام ہو کیونکہ اف کہنے سے [illegible]
شدید ہو تو جب اف حرام ہو تو مارنا سخت حرام ہو ایسے ہی یہان جب مرد کے پاس ان تین عورات کے وقت مین بلا اجازت [illegible]
ممنوع ہو تو عورت کے پاس ان اوقات مین بدرجۂ اولی ممنوع ہو خطیب رح نے لکھا کہ ابن عباس رض نے کہا کہ یہ حکم مردون عورتون
کے حق مین ہو یعنی بالغون کے حق مین اور اطفال نابالغ ان اوقات مین اجازت حاصل کرین اور جو بالغ ہون یا قریب بلوغ ہون
وے ہر حال مین رات دن مین اجازت لیوین - پھر باقی رہا یہ کہ حکم اجازت کا جو مردون و عورتون کے واسطے عام ہو یہ حکم واجب
ہو یا ادب مستحب ہو تو اسمین بھی دو قول ہین ایک یہ کہ مستحب ہو اور دوم یہ کہ واجب ہو خطیب نے کہا کہ اسی قول کو تقویت دی گئی ہو
کہ واجب ہو - اور قرطبی رح نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ یہی اکثر علماء کا قول ہو - اب حاصل حکم یہ ہوا کہ تین اوقات مذکورہ مین مرد و
عورت اپنے غلامون و لونڈیون کو اور اپنے آزاد اطفال کو جو بلوغ کو نہین پہونچے ہین یہ حکم دین کہ ان اوقات مین اجازت لیکر
آوین اور بدون اجازت نہ آوین پھر سواے ان اوقات کے بلا اجازت آوین کیونکہ اجازت لینے مین حرج ہو تو دیگر اوقات مین
لونڈی و غلام چاہے بالغ ہون بلا اجازت آسکتے ہین - اب رہے آزاد اطفال بالغین یعنی جو تم مین سے بالغ ہو گئے ہین تو انکا
حکم یہ کہ وے ان اوقات مین اور باقی رات دن کے اوقات مین جب آوین اجازت لیکر آوین چنانچہ فرمایا - وَاِذَا بَلَغَ
الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ اور جب بالغ ہو گئے اطفال تم مین سے - یعنی مملوک نہین بلکہ تم مین سے آزاد لوگ ہون جب وے بالغ ہو گئے
یعنی سن بلوغ کو پہونچ گئے جس سن مین کہ منی کا انزال ہوتا ہو خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو - فَلْيَسْتَاْذِنُوْا تو وے اجازت
لیوین - یعنی ہر حال مین یعنے جبتک بالغ نہین تھے تب تک تو انپر یہی تھا کہ تین عورات مذکورہ کے اوقات مین اجازت لین باقی
اوقات مین اجازت مثل مملوکون کے نہ تھی اور جب بالغ ہو جاوین تو ہر حال مین خواہ اوقات مذکورہ ہون یا غیر اوقات ہون
جب آوین تو اجازت لیکر آوین - اوزاعی رح نے کہا کہ یحیی بن ابی کثیر کہتے کہ جب تک طفل رباعی ہو تو وہ تین اوقات عورات
مین اجازت لیوے اگرچہ والدین کے پاس جاوے اور جب وہ بلوغ کو پہونچ جاوے تو ہر حال مین اجازت لیوے اور ایسا ہی
سعید بن جبیر رح نے تفسیر مین بیان کیا - كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ یعنی جیسے ان لوگون سے اگلے [illegible]
اطفال بعد بلوغ کے ہر وقت ہر حال مین اجازت لیکر آتے تھے اگرچہ والدین و اقارب کے پاس حاضر ہونا چاہین خطیب نے
لکھا کہ بلوغ کے سن مین اختلاف ہو عامہ علماء کے نزدیک سن بلوغ کا پندرہ سال ہین اور یہی امام شافعی [illegible] اور یہی
امام ابو یوسف و محمد کا قول ہو اور واضح ہو کہ اس امر پر اجماع ہو کہ جب احتلام ہوا یا لڑکی کو حیض آگیا تو وہ [illegible]
اس صورت مین ہو کہ سن پندرہ برس کا ہو گیا ولیکن احتلام یا حیض نہ ہوا تو امام ابو حنیفہ رح نے [illegible]

Marfat.com

جاوے اور لڑکا اٹھارہ برس کا ہوجاوے اور صاحبین و عامہ علماء نے کہا کہ پندرہ برس پورے ہونے
پر احکام بلوغ کے جاری ہوگئے اگرچہ احتلام وحیض نہ ہوا اور اسی پر فتوی ہے۔ خطیب رح نے لکھا کہ پندرہ
برس معتبر ہیں اور حضرت علی رض سے روایت ہے کہ پانچ بالشت کا قد معتبر ہے اور اسی کو فرزدق شاعر نے اپنے شعر میں باندھا
اور بعض علماء نے موئے پشم جمنے کا اعتبار کیا ہے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک طفل کو پوچھا گیا تو فرمایا کہ کیا اسکے
[illegible] معتبر ہوگئی ہے یعنی پشم کے بال جم آئے ہیں۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ
یوں ہی اللہ تعالے اپنی آیات تمہارے واسطے بیان فرماتا ہے اور اللہ عزوجل علیم حکیم ہے۔ خطیب رح نے لکھا کہ سعید بن المسیب
نے کہا کہ مرد اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے واسطے اجازت طلب کرے اور حذیفہ رض سے پوچھا گیا کہ کیا اپنی والدہ کی
خدمت میں حاضر ہونے کے واسطے اجازت طلب کرے فرمایا کہ ہاں اور اگر اجازت نہ مانگیگا تو اچانک ایسی حالت پر اُسکو نہ دیکھے کہ اُسکو
ناگوار معلوم ہو یعنی والدہ ناخوش ہوجاوے۔ اور انس رض سے روایت ہے کہ میں جس رات محتلم ہوا تو صبح کو میں نے رسول اللہ صلعم سے عرض
کیا کہ میں محتلم ہوا ہوں آپ نے فرمایا کہ اب تو عورتوں کے پاس بلا اجازت نہ جایا کر تو یہ دن مجھ پر جیسا سخت ہوا ویسا پیش نہیں آیا یعنی مجھ
اچانک یہ تکلیف ایسی دشوار ہوگئی کہ کبھی نہیں گذری تھی۔ پھر جب اللہ تعالی نے شباب کی آمد میں حجاب کے احکام بیان فرما دیئے
تو اُسکے پیچھے شباب کے جانے میں بڑھاپے کے کپڑے بلا حجاب کیے

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ

اور جو بیٹھ رہی ہیں تمہاری عورتوں میں جنکو توقع نہیں بیاہ کی اُنپر گناہ نہیں کہ اُتار رکھیں اپنے کپڑے

غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

یہ نہیں کہ دکھاتی پھریں اپنا سنگار اور اس سے بھی بچیں تو بہتر ہے اُنکو اور اللہ سب سنتا ہے جانتا

وَالْقَوَاعِدُ جمع قاعد بدون ہا جیسے حائض وحامل وغیرہ میں یعنی بیٹھ رہنے والی عورت اور مراد قواعد مِنَ النِّسَآءِ
یعنی عورتوں میں سے بیٹھ رہنے والیاں وہ بوڑھیاں ہیں جو حیض سے یا بچہ جننے سے یا استمتاع سے بیٹھ رہی ہوں بس نہ جنتی
ہوں اور نہ اُنکو حیض آتا ہو اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ سعید بن جبیر ومقاتل وقتادہ وضحاک نے کہا کہ قواعد من النساء وہ
عورتیں ہیں کہ اُنکا حیض منقطع ہوگیا اور اولاد سے مایوس ہوگئیں۔ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا ایسی عورتیں کہ
اُمید نہیں کرتیں نکاح کی یعنی اُنکو شوق بیاہ کرنے کا نہیں رہا ہے۔ خطیب نے لکھا یعنی بسبب بڑھاپے کے اُنکو مردوں کی خواہش
نہیں ہے۔ ابن قتیبہ نے کہا کہ عورت بڑھیا کو قاعد اس واسطے کہا گیا کہ وہ کثرت سے بیٹھی رہتی ہے۔ ربیعہ رحمہ اللہ جو مدینہ کے فقہا
سبعہ میں سے ہیں فرمایا کہ قواعد وہ عورتیں بڑھیاں کہ جب اُنکو مرد دیکھے تو گھن کرے اور اُنکے ساتھ جماع سے نفرت کرے
پس ایسی عورت بڑھیا ہو کہ اُسمیں کچھ جمال باقی ہو تو وہ محل شہوت ہے تو وہ اس آیت میں داخل نہیں ہے بس معتبر یہ ہوا کہ
عورتیں مایوس ہوں اور محل شہوت نہ رہی ہوں۔ فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ یعنی حرج۔ اَنْ يَّضَعْنَ
ثِيَابَهُنَّ اوپر کے کپڑے یعنی ایسی عورتوں پر گناہ وحرج نہیں ہے کہ اُتار دیں اپنے کپڑے۔ ف۔ وہ کپڑے جنکو
[illegible] کے اوپر پہنے تھی بر خلاف ازار وغیرہ ستر کے کہ اُسکا اُتارنا کسی حال میں مردوں کے سامنے روا نہیں ہے

Marfat.com

کیونکہ اُسکے اُتارنے سے عورت کھل جائیگی بس اوپر کی چادر اور دولائی و گھونگھٹ
بِزِيْنَةٍ ورحالیکہ ان عورتون کا مقصود اِس سے اظہار تزیینت نہ ہو۔ تبرج یہ کہ عورت اپنی
غیرون پر ظاہر کرے بس تبرج ان عورتون کا قصد نہ ہو۔ اگر کہا جاوے کہ اول مین آیت گذری
ابصارہن الآیہ۔ تو اِسمین مومنہ عورتون کو چشم پوشی و پردہ کا حکم دیا ہی جواب یہ کہ ابوداؤد نے سنن مین
روایت کی کہ اللہ تعالے نے قل للمومنات الآیہ کا حکم دیا اور اِسمین سے القواعد من النساء الآیہ مستثنی ہین
کہ ان یضعن ثیابہن۔ سے کون کپڑے مراد ہین جواب وہ کہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہین کہ چادر اوپر کی
گھونگھٹ کی مانند اِسکے اور ایسا ہی ابن عباس و ابن عمر و مجاہد و سعید بن جبیر و ابو الشعثاء و ابراہیم نخعی و حسن و قتادہ
و زہری و اوزاعی وغیرہم سے مروی ہی۔ اجنبی کے سامنے خالی ازار و درع و خمار مین کھڑی ہو سکتی ہی اور خمار کا
اور زینت باطنہ ظاہر نہ کرے اور ام الضیاء سے روایت ہی کہ مین ام المومنین عائشہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور مین نے
کہا کہ ای ام المومنین آپ کیا فرماتی ہین ہم لوگون کی چادرون و نقاص و صباغ و بالون و خلخال و سونے کی انگوٹھی و باریک
کپڑون کے بارہ مین تو آپ نے فرمایا کہ ای عورتو تمہارا سب قصہ ایک بات پر ہی یعنی اللہ تعالے نے تمہارے واسطے زینت
حلال کر دی ہی بشرطیکہ تبرج نہو یعنی کوئی غیر محرم اُسکو تم سے نہ دیکھے۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ اور سدی رح نے بیان کیا کہ ایک
شخص میرا شریک تجارت تھا اُسکا نام مسلم تھا اور وہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی بی بی کا غلام تھا پھر ایک روز وہ بازار مین
آیا اور اُسکے ہاتھون مین حنا کا اثر ظاہر تھا تو مین نے اِس سے اِس بات کو پوچھا تو اُسنے کہا کہ مین نے اپنی مولاۃ یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ
کی بی بی کے سر مین خضاب لگایا ہی پس مین نے اِس سے انکار کیا اُسنے کہا کہ اگر تم چاہو تو مین تم کو وہان لیچلون مین نے کہا کہ
ہان مین چلونگا پس وہ مجھے اِس عورت کے وہان لیگیا تو مین نے دیکھا کہ وہ ایک عورت بزرگ ہی پس مین نے عرض کیا کہ مسلم
نے مجھے آگاہ کیا کہ اُسنے آپ کے سر مین خضاب لگایا ہی جواب دیا کہ ہان ای بیٹے مین ان عورتون مین سے ہون کہ القواعد
من النساء التی الآیہ مین اُنکو اللہ تعالے نے بیان فرمایا ہی اور تجھے معلوم ہی کہ اللہ تعالے نے قواعد کے حق مین جو ارشاد کیا ہی
بالجملہ یہ عورتین ایسی ہین کہ اُنسے رغبت علیحدہ ہی اور اُنکو خود خواہش نہین ہی پس وے تبرج نہین کرین تو ستر عورت
پر اکتفا جائز ہی اور اِس سے زیادہ پردہ کی ضرورت نہین ہی اور یہ تو جواز ہی پھر افضل طریقہ ارشاد فرمایا بقولہ
وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ اور استعفاف چاہین تو یہ اُنکے حق مین بہتر ہی کہ چادر اوپر کی اور پردہ کی
چیز نہ اُتارین اگرچہ اُتارنا جائز ہی وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالے سننے والا جاننے والا ہی پھر اللہ تعالے نے

باہمی اکل و شرب وغیرہ کے آداب سکھلائے

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ
نہین اندھے پر کچھ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف اور نہین تکلیف تم لوگون پر
أَنْ تَأْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أُمَّهٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ إِخْوَانِكُمْ
کہ کھاؤ اپنے گھرون سے یا اپنے باپ کے گھرون سے یا اپنی مان کے گھر سے یا اپنے بھائیون کے گھر

Marfat.com

[illegible] اَوْ مَا مَلَكْتُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ

[illegible] کے گھر سے یا اپنی پھوپھی کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھر سے

[illegible] اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِیْقِكُمْ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا

[illegible] یا جن کنجیون کے مالک ہوے ہو یا اپنے دوست کے گھر سے نہین گناہ تمپر کہ کھاؤ

[illegible] اَوْ اَشْتَاتًا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً

یا جدا پھر جب جانے لگو کبھی گھرون مین تو سلام کہو اپنے لوگون پر نیک دعا ہی اللہ کے ہان سے برکت

ع ۴ طَیِّبَةً كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۠

ستھری یون کھولتا ہی اللہ تمہارے آگے باتین شاید تم بوجھ رکھو

[illegible] رفع حرج کے اور طعام وغیرہ کے ہین پھر اگر اعمی وغیرہ سے جہاد بوجہ حرج کے دور کیا ہی تو آیت اُنکے حق مین محکم ہی اور ہمیشہ اعمی مریض وغیرہ واپاہج سے وہ تکالیف شرعیہ اُٹھادی گئی ہین جنمین ہر ایک کے واسطے حرج ہی مثلاً جہاد ان سب سے جب تک سبب باقی رہے رفع ہی اور یون ہی نماز جمعہ وغیرہ جنمین جانا پڑتا ہی اور یہ لوگ اس سے معذور ہین یا تکلیف کے ساتھ مشقت اُٹھا سکتے ہین اُنکے ذمہ سے بوجہ حرج کے اُٹھا دیے گئے ہین - اور اگر اعمی وغیرہ کے واسطے اِن گھرون سے کھانا جائز کیا اور حرج دور کیا ہی تو علمار نے اختلاف کیا کہ آیت محکم ہی یا منسوخ ہی دو قول ہین - بالجملہ تفسیر آتی ہی اور اِسمین اعمی وغیرہ کے حق مین اُنہین طور پر لحاظ ضرور ہی ایک یہ کہ حرج مذکور کا دور ہونا اگر براہ جہاد وغیرہ کے ہی تو آیت محکم ہی اور اگر از راہ طعام وغیرہ کے ہی تو اختلافی دو قول ہین - اب تفسیر قولہ تعالے لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ اندھے پر کچھ حرج نہین ہی - ف ایسے طور پر طاعت نہین کہ اُسکے حق مین مشقت پیش آوے اور اندھا خواہ پیدایشی ہو خواہ بعد کو اندھا ہو گیا ہو - وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ اور نہ لنگڑے پر حرج ہی - ف لنجا واپاہج اِسی مین داخل ہی وَّ لَا عَلَى الْمَرِیْضِ حَرَجٌ اور نہ بیمار پر حرج ہی - ف یعنی ایسی بیماری ہو جس سے چنگا ہو جانے کی امید ہی اگرچہ وہ صحت نہ پاوے اور حاصل یہ کہ اندھا و لنگڑا تو لا نہین ہی بلکہ جاڑا و بخار وغیرہ سے بیمار ہی - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ مفسرین رحمہم اللہ تعالی سے مختلف روایات آئی ہین کہ کس معنی کر کے ان لوگون سے حرج کو رفع کیا ہی - عطار خراسانی و عبد الرحمن بن زید رح نے کہا کہ بیان کیا جاتا ہی کہ یہ آیت دربارہ جہاد نازل ہوئی ہی تو اِس آیت کو مانند سورہ فتح کے آیت کے قرار دیا جو کہ خواہ مخواہ جہاد کے بارہ مین ہی اور حاصل یہ کہ اِن لوگون پر جہاد نہ کرنے مین کچھ حرج نہین کوئی گناہ نہین ہی کیونکہ یہ لوگ جہاد مین جانے سے عاجز ہین - مترجم کہتا ہی کہ سابق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت و پیروی کرنے کا حکم دیا تھا اور جو پیروی نہ کرے اُسکو منافق بے ایمان کر کے نکال دیا تھا تو ظاہر اِس آیت سے عام معنے لیے ہوین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی مین اندھا بوجہ اندھے پن کے جن باتون مین پیروی نہین کر سکتا خواہ جہاد ہو یا اندھیرے مین جانا [illegible] آتا ہو یا جمعہ ہو یا مشورت مین آنے سے بیمار معذور ہو یا مانند اِسکے امور تو اِنمین وہ حرج سے بری ہی اور یہی حکم لنگڑے و لنجے اپاہج وغیرہ کا ہی اور رہا بعد مین امر جامع مین اجتماع مومنون کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت کیواسطے تو [illegible] یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت مین موافقت کرنا ان لوگون کا دل سے کافی ہی اگرچہ جن امور مین

Marfat.com

اِن لوگون کو حرج و مشقت ہو انمین جسمی موافقت نہ ہونے کے سبب سے پس گنا ہمین ہی فاعلم [illegible]
کہ دوسرا قول سلف سے یہان یون مروی ہی کہ لوگ کھانے مین اندھے آدمی کے ساتھ حرج [illegible]
کو دیکھتا نہین ہی اور اکثر اوقات جو چیزین اسمین اچھی ہوتی ہین اُسکو آنکھون والا لے لیتا ہو [illegible]
کر وہ اچھی طرح جم کر بیٹھ نہین سکتا تو تندرست اُس سے زیادہ لے لیتا ہی اور یہی حال مریض [illegible]
کھا نہین سکتا تو لوگون نے کراہت کی کہ ان اعمٰی و اعرج و مریض کے ساتھ نہ کھاوین [illegible]
اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری قال المترجم اور توضیح اسکی وہ ہی جو سعید بن جبیر رح سے مروی ہی [illegible]
آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الآیہ یعنی باطل طور پر مومنو تم اپنے آپس مین ایک دوسرے کے اموال [illegible] انصار نے
کہا کہ شہر مین زیادہ نفیس مال ہمارا طعام ہی پس وجہ مذکورہ کے سبب سے اعمٰی و اعرج و مریض کے ساتھ کھانے مین ڈرتے و
حرج جانتے تھے اور ایسے ہی اپنے اقارب کے یہان کھانے مین بھی کوئی ظاہری استحقاق نہ دیکھتے تو انہین بھی [illegible]
نہ کھاتے پس اللہ تعالے نے یہ آیت اُتار دی کہ اسمین کوئی گناہ نہین ہی۔ یون ہی مقسم رحمہ اللہ سے مروی ہی [illegible]
اس تفسیر کے موافق آیت کریمہ مین لیس علی الاعمی بمعنی لیس فی الاعمی۔ ہوگا یعنی اندھے پر حرج نہین اُسکے یہ معنی کہ تم پر اندھے کے
ساتھ کھانے مین حرج نہین ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے تیسرا قول لکھا جو ضحاک رح سے مروی ہی کہ اسلام سے پہلے یہ حال تھا کہ [illegible]
مین لوگ اندھون و لنگڑون و مریضون کے ساتھ کھانے سے گھناتے تھے اور مریض کے پاس اکثر بدبو اٹھتا ہوا زخم ہوتا [illegible]
ان لوگون کو نہین کھلاتے تھے اور نیز اسوجہ سے کہ ہماری برابری نہ کرین تو اللہ تعالے نے یہ آیت اُتاری۔ قول ابن [illegible]
مین بھی یہ حکم لوگون کو دربارہ اعمٰی و اعرج و مریض کے ہوگا۔ چوتھا قول شیخ ابن کثیر رح نے یہ لکھا کہ عبد الرزاق نے [illegible]
بسند صحیح مجاہد رح سے روایت کی کہ آدمی کبھی کسی اعمٰی یا اعرج یا مریض کو اپنے باپ یا بھائی یا بہن یا پھوپھی یا خالہ کے گھر لیجاتا
اور اپاہج کو اسمین مشقت ہوتی یعنی کراہت ہوتی اور کہتے کہ ہم کو یہ لوگ دوسرون کے گھر لیجاتے ہین پس اللہ تعالے نے
اُنکے حق مین یہ رخصت نازل فرمائی۔ اقول شاید یہ مراد ہی کہ اندھون وغیرہ کو اسمین تردد ہوتا کہ ہم اپنے استحقاق کو اس
شخص کے یہان سمجھتے ہین اور یہ ہم کو اورون کے یہان لیجاتا ہی تو وہان کھانے مین تامل کرتے تھے پس اللہ تعالے نے
اجازت دیدی اور وہ اجازت یعنے عام سب کو دیدی کہ اقارب کے یہان کھانے مین کچھ حرج نہین ہی فاعلم [illegible]
شیخ ابن کثیر رح نے یہ ذکر کیا کہ سدی رح نے کہا کہ آدمی کبھی اپنے باپ یا بھائی یا بیٹے کے یہان جاتا اور عورت [illegible]
کے کوئی طعام پیش کرتی تو آدمی کو اُسکے کھانے مین پرہیزگاری کا یہ خیال آتا کہ مالک مکان تو موجود [illegible]
کے ہاتھ سے کھانا حرج ہی تو اللہ تعالے نے ان سب کے واسطے عام حکم اُتار دیا کہ کچھ حرج نہین [illegible]
رشتہ دار کے یہان کھانے مین حرج ہی اور نہ اعرج پر اور نہ مریض پر۔ **وَلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ** [illegible]
ہی اس بات مین کہ۔ **اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ** کھاؤ اپنے گھرون سے۔ **اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ** [illegible]
کے گھرون سے۔ ف۔ اگر وہم ہو کہ اپنے گھرون سے کھانے مین تو کوئی گمان حرج کا [illegible]
دو فائدے ہین ایک یہ کہ جیسے اپنے گھرون سے کچھ حرج کا گمان نہین ہی ویسے ہی [illegible]

…دون مین یکسان ہو- اور مترجم کہتا ہو کہ یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمی و اعرج و مریض کا نفقہ تم پر ہو تو ان
…اگر ہو تو دے اپنے گھرون سے کھانا خیال کرین - دوسرا فائدہ یہ کہ اپنے گھرون سے مراد مع بیٹون
…تعالے نے جب بیوت ذکر فرمائے اور بیوت ابناءکم نہین ذکر فرمائے تاکہ معلوم ہو کہ اُنکے ذکر کی ضرورت
نہین کیونکہ وے تمہارے گھرون مین سے ہین حتی کہ باپ سے بھی زیادہ استحقاق ہو اسی وجہ سے بعض علماء نے
…کیا کہ فرزند کا مال جزء اپنے ال کے ہو اور مسند احمد و سنن مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہو کہ انت
ومالک لابیک - یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپ کے ہین - اقول اور ایک حدیث مین ہو کہ ولد الرجل من کسبہ - آدمی کا فرزند
اسکی کمائی مین اچھے ہو - مفسرین نے کہا کہ اولاد کی بیوت بھی تو لفظ من بیوتکم - مین داخل ہین کیونکہ بیوت اولاد بھی اُسی کے بیوت
ہین لہذا علیحدہ مذکور نہین ہوے اور نحاس رح نے کہا کہ بعضون نے اسپر اعتراض کیا کہ یہ تو اللہ تعالے کی کتاب پر حکم لگانا
ٹھہرا کیونکہ ظاہر تو یہ تھا کہ اولاد کے بیوت اگر انھین بیوت مین سے ہوتے تو ذکر فرمائے جاتے تو معلوم ہوا کہ ایسے نہین ہین - جواب
دیا گیا کہ یہ حکم لگانا نہین ہو بلکہ قیاس جلی سے استنباط ہو اسواسطے کہ ماموں وخالہ کے گھر تو ایسے ہون اور بیٹے کا گھر نہ ہو یہ اتحاد
قواعد شرع سے نہین نکلتا تو مراد یہ کہ اولاد کے گھر مثل اپنے گھر کے ہین - خطیب رح نے لکھا کہ اگر کہا جاوے کہ اپنے گھرون کا
بیان کیون کیا گیا تو جواب یہ کہ اپنے گھرون سے مراد وہ ہین جنمین آدمی کے عیال و ازواج ہین تو انمین اولاد کے بیوت داخل
ہوگئے اور حدیث مین ہو کہ پاکیزہ کھانا جو آدمی کھاتا ہو وہ ہو کہ اپنی کمائی ہو اور اُسکی اولاد اُسکی کمائی ہو - روایت ہو کہ جب نازل
ہوا قولہ تعالے لا تاکلوا اموالکم بینکم الآیہ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے حرج سمجھا کہ اورون کے گھرون سے کچھ کھاوین پس نازل ہوا
قولہ تعالے ولا علی انفسکم ان تاکلوا من بیوتکم - یعنی تم پر گناہ نہین کہ اپنے گھرون سے کھاؤ - او بیوت آباءکم - یا اپنے باپون کے گھرون
سے کھاؤ - یعنی اگرچہ دور کے نسب مین اونچے ہون باپ دادا پردادا وغیرہ - بقاعی رح نے کہا کہ شاید اسی راہ سے آباء کا لفظ جمع آیا ہو تا کہ
اونچے آباء کو بھی شامل ہو اور وجہ یہ کہ اُنکی حرمت مثل تمہاری حرمت کے ہو - اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِکُمْ یا اپنی اُون
کے گھرون سے کھاؤ - یعنی خواہ ماں ہو یا دادی یا نانی وغیرہ اونچی ہو - اور باپ کا ذکر مقدم اسلیے کہ وہ اصل وحاکم اور اسی کا مال
ہو - اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِکُمْ یا اپنے بھائیون کے گھرون سے کھاؤ - خواہ بھائی ایک ماں باپ سے ہون یا فقط باپ سے
یا فقط ماں سے - اور خواہ یہ قرابت و نسبی ہون یا رشتہ دار رضاعی ہون یعنی دودھ کی وجہ سے تمہارے بھائی باپ ماں
کے ہین اور یہ لوگ بعد والدین نسبی کے اولی ہین کہ تمہارے کھانے کو پسند کرین - اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِکُمْ یا اپنی
بہنون کے گھرون سے کھاؤ - انمین بھی وہی اوپر کی تفصیل ہو کہ بہن ایک ماں باپ سے ہو یا فقط باپ سے یا فقط ماں سے
اور خواہ نسبی بہن ہو یا رضاعی ہو - اور خطیب نے کہا کہ اگر بہن کا نکاح ہو گیا ہو تو شوہر کی اجازت ضرور ہو - اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِکُمْ
یا اپنے چچاؤن کے گھرون سے کھاؤ - اقول چچا خواہ باپ کا بھائی ایک ماں باپ سے ہو یا فقط باپ سے یا فقط ماں سے ہو
لہذا باپ کے ساتھ رشتہ مین ایک گود کے پلے ہین - اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِکُمْ یا اپنی پھوپھیون کے گھرون سے کھاؤ
…کہا اگر وے شوہر والیان ہون تو اُنکے شوہرون کی اجازت شرط ہو - اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِکُمْ یا اپنے
ماموؤن کے گھرون سے کھاؤ - ماموں تو ماں کا ساتھی ایک پیٹ کا ہو جیسے خالہ لعلہ فرمایا - اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِکُمْ

Marfat.com

یا اپنی خالاؤن کے گھرون سے کھاؤ۔ اامون خواہ مان کا ایک ان باپ سے بھائی
باپ سے یا فقط مان سے ہو اور ظاہرا بقول خطیب کے خالہ جب شوہر والی ہو تو اسکے شوہر
بعض علمار نے عموماً اِن گھرون سے کھانا جائز ہونے مین یہ شرط لگائی کہ ان لوگون کی اجازت ہو
یا بدلالت معلوم ہو۔ اور بعض علماء نے اجازت شرط نہین لگائی ہی اور کہا گیا کہ اُنکے قول میں بھی ایسے طعام
نفیس اور ذخیرہ رکھا ہوا نہ ہو کیونکہ اسمین اجازت ضرور ہی صرف ایسے کھانے مین جو عادت کی راہ سے ہم
نہین ہی اور مترجم کہتا ہی کہ صحیح یہ کہ کچھ اختلاف نہین ہی بلکہ اجازت بدلالت سب کے نزدیک ضروری ہان صریح اجازت
نہین ہی۔ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهٗ یا اس گھر سے کھاؤ جسکی کنجیون کے تم مالک ہوئے ہو۔ خطیب رح نے لکھا ابن عباس رض
نے کہا کہ اس سے مراد اپنا وکیل ہی یا جو اُسکی زمین کا کار پرداز ہو یا زراعت و باغات کا کارندہ ہو تو مضائقہ نہین کہ کارندہ یا وکیل
باغات کے پھل یا جانورون کا دودھ وغیرہ کھاوے ولیکن باندھ نہ لاوے اور ملک مفاتح سے یہ مراد کہ اُسکے قبضہ مین کنجیان ہون
ضحاک رح نے کہا کہ اس سے غلام مراد ہین تو اپنے غلامون کے گھرون سے کھاوے کیونکہ آقا اپنے غلامون کے بیوت کا خود مالک
ہی اور مفاتح یعنی خزائن ہین یعنی اُنکے خزائن کے تم مالک ہو۔ عکرمہ رح نے کہا کہ کنجیان یعنی جب خزانچی کے پاس کسی کی کنجیان
ہین تو اُسکو روا ہی کہ خفیف بطور معروف کے اسمین سے بلا اجازت کھاوے۔ سدی رح نے کہا کہ آدمی دوسرے کے طعام پر
کار پرداز ہوتا ہی تو مضائقہ نہین کہ اسمین سے کھالیوے۔ مجاہد و قتادہ رح نے کہا کہ مراد خود اپنے گھر ہین جنمین کوئی ذخیرہ بند کرکے
کنجی دیدی ہی تو ایسے مقفل گھرون سے کھاوے۔ ف اقول ہمارے نزدیک یہ سب بیان استحقاق کا ہی یعنی اندھے
و لنگڑے و مریض کا نفقہ اُسکے اقارب پر ہی تو انہین سے کسی کے واسطے حرج نہین کہ وہ کھاوے ایسے ہی جہان جسکا نفقہ ہی وہ وہان
سے کھاسکتا ہی خواہ نفقہ فرض ہو خواہ بطور اجازت دلالت کے مروت و تبرع ہو جیسے مامون و خالہ وغیرہ کے بیان سے کھانا جائز
ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ جن علمار کے نزدیک بعض اقارب محتاج کا نفقہ دوسرے پر واجب ہوتا ہی اُنکا استدلال اس
آیت سے ہی اور یہی مشہور مذہب امام ابو حنیفہ و احمد بن حنبل کا ہی اور لکھا کہ ما ملکتم مفاتحہ۔ مین سعید بن جبیر و سدی رح نے
کہا کہ اس سے مراد آدمی کا خادم ہی خواہ غلام ہو یا اُسکا نوکر خزانچی ہو یا کارندہ ہو تو مضائقہ نہین کہ آدمی نے جو اس خادم کے
پاس سونپ دیا ہی اسمین سے وہ کچھ بطور معروف رواج کے کھاوے اور زہری رح نے عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد مین جانے مین مسلمانون کو بہت رغبت ہوتی تھی اگرچہ وے گھر کے اپنے
اپنی کنجیان لیکر اپنے کفیل لوگون کو دیدیتے اور کہہ دیتے کہ ہم نے تم کو حلال کر دیا جو تم کو ضرورت ہو تم اسمین سے کھاؤ اور ان
لوگون کا یہ حال تھا کہ نہ کھاتے اور کہتے کہ ہم کو حلال نہین ہی کہ ہم اسمین سے کھاوین کیونکہ انھون نے جو ہم
سے ہم کو حلال کر دیا کچھ خوشی رغبت سے ایسا نہین کیا ہی اور ہم لوگ امانت دار ہین تو ہم اسمین سے کچھ نہ کھاوینگے
نے نازل کر دیا کہ او ما ملکتم مفاتحہ۔ یعنی جسکی کنجیون کے تم مالک ہوئے یعنی قابض ہوئے ہو اسمین سے کھاؤ تم کو
اندھے و لنگڑے وغیرہ کے حق مین بھی یہ تاویل جاری ہی جو جہاد کو نہین جاسکتے تھے تو اُنھین کو کنجیان دیکر
چلے جاتے تھے پس اعمی وغیرہ کو اجازت ہوئی کہ اُنکو حرج نہین کہ اپنے اقارب کے گھرون سے کھاوین

[illegible] لکھا اور [illegible] نحاس رحمہ نے کہا کہ یہ قول اس آیت کی تفسیر میں سب سے بڑے مرتبہ کا ہی
[illegible] سند ہی - بالجملہ اس گھر سے بھی جائز ہی جسکے مفاتح کا مالک ہو - اَوۡ صَدِیۡقِکُمۡ
[illegible] یعنی تم پر گناہ نہین کہ اپنے دوستون کے گھرون سے کھاؤ اگرچہ تمھارے و اُسکے درمیان
[illegible] دوست کو اپنے دوست سے اسقدر چیز کا مضائقہ نہ ہوگا - اور صدیق کا لفظ ایک و زیادہ
[illegible] نے لکھا کہ تم پر گناہ نہین کہ اپنے دوستون کے گھرون سے کھاؤ جب تم کو یہ معلوم ہو کہ دوست
[illegible] اجازت جانیگا اور قتادہ رح نے کہا کہ جب تو اپنے دوست کے گھرمین داخل ہو تو مضائقہ نہین کہ اُسکے
[illegible] اُسکی اجازت لینے کے - خطیب رح نے لکھا کہ صدیق وہ کہ جسکی محبت تیرے ساتھ صدق کے ساتھ یعنی
[illegible] کہا کہ اسکا نزول حارث بن عمرو رض کے حق مین ہوا کہ وہ جہاد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
[illegible] مالک بن زید کو دیکر اپنا نائب کر گئے جب وہ واپس آئے تو مالک بن زید کو سختی اُٹھائے کمزور پایا
[illegible] مالک بن زید نے فرمایا کہ مین نے بغیر تمھاری اجازت کے تمھارے کھانے کو کھانا گناہ خیال کیا تھا تو اللہ تعالیٰ
[illegible] اُتار دی - حکایت ہی کہ حسن بصری رحمہ اللہ اپنے گھرمین آئے تو دیکھا کہ آپ کے دوستون مین سے ایک جماعت حلقہ کیے
[illegible] انھون نے تخت کے نیچے سے ایک زنبیل نکالی ہی جسمین کچھ حلوا روغیرہ لطیف غذائین تھین اور سب میٹھے ہوے
[illegible] حسن بصری رح کے چہرے کی رنگت خوشی کے مارے کندن کی طرح دمکنے لگی اور باچھین کھل گئین اور ہنس دیے
[illegible] یون ہی [illegible] بزرگون کو پایا یعنی صحابہ رسول اللہ اکابر اہل بدر وغیرہ کے کہ انمین سے آدمی اپنے دوست کے
[illegible] اُسکی لونڈی سے اُسکی ہمیانی مانگتا پس جسقدر اُسمین سے چاہتا لیکر چلا جاتا پھر جب مالک مکان آیا تو
[illegible] اس حال سے اطلاع دی کہ آپ کا فلان دوست اسطرح اسمین سے لیگیا ہی پس اُسنے اس خوشی مین اس لونڈی
[illegible] رح سے روایت ہی کہ جو کوئی اپنے دوست کی حرمت کرے تو اللہ تعالیٰ اُسکو اُنس و ثقہ و انبساط عطا
[illegible] روایت ہی کہ دوست کا بڑا مرتبہ ہی دیکھو جہنم کے لوگ جب فریاد کرینگے تو کہینگے ما لنا من شافعین ولا صدیق
[illegible] دوست ہی بالجملہ ان روایات سے بلا اجازت کھانا جائز نکلتا ہی ولیکن ابن زید رح سے
[illegible] لوگون کے مکانون مین دروازے نہ تھے پردے لٹکے رہتے تھے تو کبھی ہوا کہ آدمی اس
[illegible] اُسکو بھوک لگی ہی تو پس اللہ تعالیٰ نے جائز کر دیا تھا کہ طعام پاوے کھالیوے اور اب تو
[illegible] اور جب نکلتے مین تو بند کر دیتے ہین - علامہ نسفی نے مدارک مین لکھا کہ رہا اس
[illegible] ہی تو بلا اجازت نہ کھاوے انتہی اور جلال محلی رح نے فرمایا کہ ان گیارہ قسمون کے
[illegible] بلکہ اُنکی رضامندی صریح لفظ سے یا قرینہ سے معلوم ہو اگرچہ قرینہ ضعیف ہو پھر انھین
[illegible] باہم انبساط جاری ہی یعنی اگرچہ اور ون بلکہ ہر شخص کی چیز اُسکی اجازت سے
[illegible] جب کہ اجازت ہی شرط ٹھہری تو بیان کیا کہ اُنکی خصوصیت اسوجہ سے کہ انمین
[illegible] باہم انبساط جاری ہی اور بعض نے کہا کہ یہ ابتداے اسلام مین تھا پھر منسوخ ہوا

ولیکن نسخ نہ ہونا اولی ہی اور خطیب رح نے لکھا کہ انمین ضعیف قرینہ بھی کافی ہی بلکہ میرے نزدیک [illegible]
ہونا نہ جانے تو کھانا جائز ہی برخلاف غیرون کے کہ انمین ضرور ہی کہ صریح اجازت ہو یا کوئی قوی قرینہ [illegible]
مین نے کسی اور کو نہین پایا جس نے اسمین تعرض کیا ہو اور مترجم کہتا ہی کہ حسن و قتادہ وغیرہم [illegible]
اور ظاہر واللہ تعالے اعلم یہی ہی کہ اجازت شرط نہین ہی ولیکن فقہاء کے نزدیک ایک عارض [illegible]
بخل ہو گیا ہی تو اجازت ضرور ہی جیسا کہ علامہ نسفی رح نے اشارہ کیا ہی ولیکن آسکا [illegible]
عام اجازت اس امر کی نہ ہوگی کہ بلا اجازت کھاوین لیکن اگر بلا اجازت کسی نے کھایا تو چاہیے [illegible]
وہ اسکو حلال ہو ولیکن چونکہ اس وقت مین بوجہ خوف فتنہ کے منع کر دیا گیا تھا اسنے مخالفت کا [illegible]
نہ کرنے کا اسپر کوئی گناہ ہو۔ اور یہی ظاہر مذہب ابو حنیفہ رح ہی اور امام ابو حنیفہ رح نے اس آیت سے [illegible]
کسی نے اپنے ذی رحم محرم کے یہان سے کوئی چیز چرائی تو وہ چور نہ ہوا اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اگرچہ اسپر [illegible]
ہو اسلیے کہ اللہ تعالے نے ذی رحم محرم کے گھرون سے بلا اجازت کھانا و جانا مباح کر دیا ہی تو جس جگہ [illegible] بلا اجازت جانا
ہی تو وہان چور کا جانا متحقق نہ ہوا اگرچہ وہان سے چیز اسنے چوری کے قصد سے اٹھائی ہو۔ اگر کہا جاوے کہ پھر دوست کے یہان
سے جس نے چرائی اسکا ہاتھ بھی نہ کاٹا جاوے جواب یہ کہ دوست کہان رہا جب چوری کی اور اللہ تعالی نے صدیق یعنی
سچا دوست فرمایا ہی اور خطیب نے ذکر کیا کہ یہ حکم تو اول مین تھا پھر منسوخ ہوا تو اس سے امام ابو حنیفہ کی دلیل نہین ہو سکتی
ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ گفتگو تو جدال ہی اسواسطے کہ محققین شافعیہ اس آیت کے منسوخ ہونے کے قائل نہین ہین پھر جواب نسخ سے
دینا جدال ناکارہ ہی اور حق یہ کہ آیت منسوخ نہین ہی اور نہ کوئی وجہ اسکے نسخ کی ہی اور علاوہ اسکے امام ابو حنیفہ رح کی دلیل
تو اسی قدر مین تمام ہی کہ ان گھرون مین جانا اللہ تعالے نے مباح کر دیا ہی کیونکہ اباحت کھانے کے معنی یہ ہین کہ [illegible]
کھانا مباح ہی تو اگر کھانے مین شرط اجازت ہو گئی تو اس سے جانے مین شرط اجازت لازم نہین ہی جیسا کہ [illegible]
پھر جب اللہ تعالی نے وہ ٹھکانے ذکر کر دیے جہان جہان کھانا جائز ہی تو پھر کھانے کی کیفیت [illegible]
بقولہ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا یعنی تم پر گناہ نہین [illegible]
کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ۔ ف ـــ شیخ ابن کثیر رح نے یہان علی بن ابی طلحہ کی روایت ابن عباس [illegible]
یہ ہی کہ جب نازل ہوا قولہ تعالے ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الآیہ۔ تو مسلمانون نے کہا کہ [illegible]
ہم اپنے اموال آپسمین بطور باطل کھاوین اور ہمارے اموال مین سے افضل مال یہ طعام ہی [illegible]
کسی کا طعام کھاوے یعنی کیونکہ یہ کھانا بطور باطل بلا استحقاق شرعی ہی پس سب لوگ [illegible]
رک گئے۔ پس اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری لیس علی الاعمی حرج سے او صدیقکم تک [illegible]
تھی کہ آدمی اسکو برا سمجھتا کہ خود ہی اکیلا اپنا کھانا کھالیوے جب تک کہ اسکے ساتھ [illegible]
ہو جاتی ہی اور کوئی نہ ملتا تو اللہ تعالی نے اجازت نازل کر دی کہ اکیلے کھاؤ جا [illegible]
ٹہو کھانا ہین سے یہ گروہ یعنی بنو لیث بن عمرو اکیلے کھانے کو روا نہین رکھتے تھے [illegible]

[illegible] سے آدمی کو جب گھر مین کوئی نہین ملا تو وہ دودھار اونٹنی لیکر روانہ ہوتا اور [illegible] جب کوئی ملجاتا تو اُسکے ساتھ بیٹھکر کھاتا پیتا تھا۔ پس اللہ تعالے نے اسلام مین اس امر کا [illegible] کردیا کہ چاہے جمع ہو کر کھاؤ چاہے اکیلے کھاؤ۔ بالجملہ یہ اللہ تعالے کی طرف سے تنہا کھانے مین [illegible] کھاوے اور چاہے اکٹھا کھاوے پھر جماعت کے ساتھ کھانا افضل ہے چنانچہ امام احمد نے [illegible] نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ کھاتے ہین اور آسودہ نہین [illegible] فرمایا کہ شاید تم تنہا ایک ایک کھاتے ہو اُسنے عرض کیا کہ ہان تو فرمایا کہ اپنے کھانے پر سب جمع ہو کر سب بسم اللہ [illegible] تمھارے لیے اسمین برکت دیجائیگی۔ اصل حدیث مسند احمد وسنن ابو داؤد مین ہے اور عمر رض کی حدیث مین [illegible] کھاؤ کہ برکت تو اکٹھے ہونے مین ہے۔ اُسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ف — خطیب وغیرہ نے لکھا کہ [illegible] روایت ہے کہ انصار رضی اللہ عنہم کے یہان جب کوئی مہمان اُترتا تو جب تک مہمان ساتھ نہ کھاوے تب تک [illegible] نہین کھاتے تھے پس اس آیت مین اُنکے واسطے تنہا کھانے کی اجازت بھی دیدی گئی۔ اور بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کا [illegible] صحیح مین باندھا ہے اور علماء نے بیان کیا کہ مقصود امام بخاری کا یہ ہے کہ مشترک کھانے مین یکجا بیٹھکر کھانا ہر ایک کو [illegible] ہے اگرچہ ان لوگون مین مختلف مقدار کے کھانے والے ہون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو جائز کر دیا تو اب [illegible] ہوگیا ان جماعتون مین جو ولیمہ ونہد وغیرہ مین مشترک طعام پر مجتمع ہو جاتے ہین پس اختیار ہے کہ چاہے قرابت دار کے ساتھ [illegible] دوست کے ساتھ کھاوے اور چاہے تنہا کھاوے۔ نہد اس طعام کو کہتے ہین جو رفیق لوگ آپس مین چندہ یکجا کر کے طعام [illegible] اور سب آپس مین متفق ہو کر جمع ہو کر کھاوین اور حسن رح کی حدیث مین ہے کہ تم لوگ اپنے نہد کو نکالو کیونکہ اسمین بہتری برکت [illegible] ہے۔ اور خطیب نے لکھا کہ عطاء نے ابن عباس رض سے روایت کی زمانہ جاہلیت مین لوگون مین دستور تھا کہ [illegible] آدمی اپنے قرابت دار مفلس کے یہان جاتا وہ اُسکو کھانے پر بلاتا تو تونگر کہتا کہ واللہ مجھے بڑا گناہ ہوگا کہ مین تونگر ہو کر تیرے [illegible] شریک ہوجاؤن پس اللہ تعالے نے اسلام مین اُسکو توڑ دیا۔ ف — پھر جب اللہ تعالے نے کھانے کے مقامات [illegible] بیان کردیا تو بعض طور سے ان مقامات مین جہان کھا دیگا جانا چاہیے وہ ادب بیان فرمایا اور یہ ادب ہان [illegible] داخل ہونے کا [illegible] عام ہے خواہ ان گھرون مین داخل ہونے کا وقت ہو یا اور کسی مقام پر داخل ہونے کا وقت [illegible] داخل ہونے کے وقت اس ادب کے ساتھ داخل ہو۔ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ [illegible] جو بیوت ہون خواہ اُسمین بیوت ہون جو اوپر مذکور ہوے ہین یا کوئی اور جگہ ہو تو سلام کرو اپنی جانون پر ف [illegible] اللہ کی جلالت اور جن لوگون پر داخل ہوتا ہے اُنکی جانون سب پر سلام کرے تو ان سب جانون کو اپنی جانین [illegible] ایک ہی جان کے مثل متحد ہین۔ ف — شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ سعید بن جبیر وحسن بصری وقتادہ [illegible] اپنی جانون پر یعنی باہم بعض کو بعض سلام کرو۔ ابن جریج نے کہا کہ مجھ سے ابو الزبیر نے بیان کیا کہ [illegible] سے سنا کہ فرماتے تھے جب تو اپنے گھر والون پاس جاوے تو اُنپر سلام کر۔ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً تحیت اللہ تعالے کی طرف سے درحالیکہ وہ مبارکہ طیبہ ہے ف — جابر رض نے

Marfat.com

کہا کہ میں تو اُسکو برکت ہی دیکھتا ہون - اور ابن طاؤس نے کہا کہ جب تم میں سے کوئی [illegible]
ابن جریج نے کہا کہ مین نے عطار سے پوچھا کہ کیا جب باہر اکر پھر مین گھر مین جاؤن تو مجھ [illegible]
نہین ہوا جب ہوتا تو مجھے کسی بزرگ سے نہین پہونچا و لیکن وہ میرے نزدیک مستحب [illegible]
اسلئے کہ کبھی بھول جاؤن تو البتہ ترک ہوجاتا ہی - مجاہد رح نے کہا کہ جب تو مسجد [illegible]
پر سلام بھیجدے - اور جب اپنے گھر والون پاس داخل ہو تو انپر سلام کر اور جب ایسے گھر [illegible]
تو یون کہہ کر السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین - یعنی ہم پر سلام اور اللہ تعالے کے نیک بندون [illegible]
عبد الکریم جزری سے روایت کی کہ مجاہد رح نے کہا کہ جب ایسے گھر مین داخل ہو جسمین کوئی نہو تو [illegible]
السلام علینا من ربنا السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین - اور قتادہ نے مثل قول اول کے بیان کیا [illegible]
ہو کہ ملائکہ وہان دار و ہوتے ہین - اور بزار رح نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مجھے حضرت صلی اللہ علیہ [illegible]
خصلتون کا حکم فرمایا اسطرح کہ ای انس تو پورا وضو کر تو اپنی عمر مین بڑھا دیگا اور جس کسی سے میری امت مین سے [illegible]
نیکیان بہت کر - اور جب تو داخل ہو یعنی اپنے گھر مین اپنے لوگون پر سلام کر تو تیرے گھر مین برکت بہت [illegible]
کہ وہ تجھ سے اگلے اوابین کی نماز ہی اور ای انس چھوٹون پر رحم کر اور بڑون کی تعظیم کر تو قیامت [illegible]
بہت رجوع کرنیوالے الکہ تم کہدیک

ف ـــ حاصل مقام یہ کہ بعض علمار نے بیوت سے سواے ان بیوت کے جو مذکور ہوے ہین مراد لیے اور بعض [illegible]
کوئی ہون مراد لیے پس حسن و نخعی نے فرمایا کہ مراد مساجد ہین اور جب وہان جاوے تو جو لوگ ہین انپر سلام کرے اور اگر
کوئی نہ ہو تو کہے السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - اور بعض نے کہا کہ ملائکہ کو ارادہ کرکے السلام علیکم کہے - [illegible]
جہان مسجد مین کوئی نہ ہو تو السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی عباد اللہ الصالحین پڑھے اور جہان [illegible]
کوئی نہ ہو وہان السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین پڑھے اور یہ اس بنا پر کہ بیوت سے مراد عام [illegible]
یا باپ و مان وغیرہ اقسام مذکورہ کے بیوت ہون خواہ دیگر بیوت ہون حتی کہ مساجد تک کہ وہ بیوت [illegible]
و تابعین رضی اللہ عنہم سے مروی ہی اور ابن العربی رح نے کہا کہ عام بیوت مراد ہونا ہی صحیح [illegible]
نہین ہی پس کوئی بیت ہو جب وہان داخل ہو تو اپنے انفس یعنی اپنی جنس کے لوگون پر سلام کر [illegible]
الٰہی ہی باین صفت کہ مبارکہ طیبہ ہی یعنی بہت برکت کا پاکیزہ یا حسنہ جمیلہ ہی - زجاج رح نے کہا [illegible]
مین برکت و پاکیزگی ہی کہ اسمین نیکی و اجر و ثواب عام ہی - ابن عباس رض نے کہا کہ یہ تحیہ سلام ہی [illegible]
اہل جنت کا تحیہ ہی - ف ـــ مترجم کہتا ہی کہ اہل جنت دنیا مین بھی اچھے افعال [illegible]
جنت کی چلتے ہین اور یہ امر ظاہری حواس کے ادراک سے باہر ہی بخلاف اہل جہنم کے کہ دنیا [illegible]
کے اندر دراہِ جہنم کی ہین اور یہ معرفت دقیقہ ہی فافہم - ف ـــ جابر بن عبد اللہ سے [illegible]
ہو تو انپر سلام کر یعنی السلام علیکم تحیۃ من عند اللہ مبارکۃ طیبۃ - رواہ البخاری [illegible]
مین داخل ہو جہان مشرک لوگ بھی ہین تو یون کہے کہ السلام علی من اتبع الھدی [illegible]

Marfat.com

[illegible] ابن کثیر رح نے اس مقام پر ذکر کیا کہ محمد بن اسحاق نے باسناد خود عکرمہ رح سے روایت کی کہ ابن عباس
[illegible] نماز کی التحیات کو قرآن ہی سے لیا ہے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیۃ من عند اللہ
[illegible] نماز کا تشہد یہ ہے کہ التحیات المبارکات الصلوات الطیبات للہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ
السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ پھر اسکے بعد اپنے واسطے دعا کرکے سلام پھیرے
ابن کثیر رح نے کہا کہ اور ابن ابی حاتم نے بھی اسیطرح محمد بن اسحاق کی حدیث سے ابن عباس کا تشہد روایت کیا ہے ولیکن صحیح مسلم
میں ابن عباس رض کا تشہد جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے بیان کیا ہے وہ اسکے سوائے اور طرح پر ہے
واللہ اعلم۔ مترجم کہتا ہے کہ جو صحیح مسلم میں ہے اسی پر اعتماد ہوگا اور ہمارے نزدیک تو مختار تشہد ابن مسعود رض کا ہے یعنی اولی یہ کہ
تشہد ابن مسعود پڑھے اور اگر کسی نے تشہد ابن عباس پڑھا تو بھی اچھا ہے۔ **كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ**
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ یوں ہی اللہ تعالے تمہارے واسطے اپنی آیات کو بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ ف۔ اس کلام
پاک میں اہل عقل کے واسطے اشارہ ہے کہ ان آیات میں تمہاری نظر میں افعال آداب ظاہری ہیں اور انکے انوار روشن سے
اکثر آدمی کم واقف ہوتے ہیں تو اللہ تعالے کی حکمت میں انکے درمیان فضائل وبرکات بہت ہیں تو اسکا کمال فضل ہے کہ اپنے
احکام کو بیان آیات سے سرفراز فرمایا۔ واضح ہو کہ یہود ونصاری وغیرہ اقوام میں آداب بہت کم ہیں اور نہیں معلوم کہ اصل شریعت
میں جو لوگ حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لائے تھے یا حضرت عیسی پر ایمان لائے تھے انکے آداب کیسے تھے کیونکہ موجودہ
گمراہ لوگ جو اپنے کو یہود ونصاری کہتے ہیں انہوں نے جب اصل دین ہی میں تحریف کی تو آداب کا شمار کہاں رہا بس جو لوگ یہود و
نصاری کے اسوقت میں اقرار کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے پیغمبر میں آداب بہت تھے تو مسلمانوں میں بھی بہت آداب ہیں اور نالائق غور
کرتے ہیں کہ ہمارے پیشوا میں نہ تھے اسوجہ سے کمی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر موسی وعیسی علیہما السلام پر طعن ہے اور یہ کفر صریح ہے اور ہم
ایسے کافروں کی بات ان پیغمبروں کے حق میں نہیں تسلیم کرتے ولیکن یہ خود انکا اقرار ہے کہ ہم میں آداب نہیں ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ تم نے
پیغمبروں کی راہ چھوڑ دی اور پیشوا اپنا اپنے نفوس کو بنایا اور ضرور تمہارے نفوس بے ادب گمراہ ہیں اور تحقیق واللہ اعلم یہ ہے کہ
اگلی امتوں میں جو لوگ تھے ادب سے بہت کم مہذب تھے کیونکہ اللہ تعالے نے انکو اس درجہ پر ہدایت نہیں دی کیونکہ وے
پیغمبروں کی سنت درکنار فرائض شرائع میں کم پابندی کرتے اور یہ حکم کلیہ نہیں ہے بلکہ قوم موسی علیہ السلام میں ایک امت
تھی کہ حق کی ہدایت پر عدل پر قائم تھے واللہ تعالے اعلم۔ بالجملہ اللہ تعالے نے تنبیہ فرمائی کہ ہم نے اس سورہ شریف میں
آیات مفصل بیان کردیں تاکہ تم ان احکام وآداب کو غور سے سمجھو۔ ف۔ فی اشارات العرائس قولہ تعالی لیس
علی الاعمی حرج الآیہ۔ شیخ جعفر رح نے فرمایا کہ یہ سب جہاد سے معذوری میں ہے۔ اور بعض نے کہا کہ جب کوئی شخص کسی اندھے
کو دعوت کرے تو جو شخص اس اندھے کا ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا ہے وہ بھی دعوت میں داخل ہوگا۔ قولہ او صدیقکم الخ اسمیں
[illegible] لوگوں میں باہم اللہ تعالے کے واسطے محبت وصداقت ہو اور دوستی صدہ ہو اور اللہ تعالے ہی کی شان میں ہو
[illegible] انکا یکسان ہونا چاہیے۔ شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ صدیق یعنی تیرا دوست دینی وہ ہے کہ جیسے تیرا ظاہر اسکے ظاہر
[illegible] ویسے ہی تیرا باطن اسکے باطن سے مخالف نہ ہو تو ایسی حالت میں محل انبساط متحقق ہوا اور دین ودنیا کی ہر چیز

Marfat.com

اُسکے ساتھ مباح ہے۔ قولہ فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم الآیہ۔ جب کوئی شخص اولیاء اللہ کے گھر [illegible] ہو تو وہ اہل کرامت سے ہے پس اس ساعت مین اللہ تعالے کی طرف سے تحیہ سلام اپنے اوپر ہوے گا [illegible] جعفر رح نے کہا کہ سلام اللہ تعالی کی طرف سے ہر محنت و فتنہ و بلا ردینی و دنیا وی سے سلامتی ہے اور ابن عطا رح [illegible] ہے۔ قال المترجم بیان ایک نکتہ لطیف ہے اس بارہ مین کہ حدیث مین سلام کی تاکید ہے ہر ایک کے واسطے کہ باہم [illegible] محبت ہو۔ پس سلام کا ظاہر تو باہم محبت ہے اور باطن مین مقصود رکے واسطے بہت مفید کیونکہ اللہ تعالی کی طرف [illegible] مقصود بندہ کا بہت بڑا قابل اہتمام یہ کہ وہ ہر قسم کے فتنہ و فساد نفس و اغوار شیطان سے سلامت رہے یعنی [illegible] و غضب سے سلامت رہے اور اُسکی رحمت مین غرق ہو یہی عین مقصود ہے لہذا احادیث مین ہے کہ سب سے اچھی جو دعا بندہ سے [illegible] وہ عافیت ہے۔ پھر سلامت و عافیت کا حصول مین مقصود ہوا جو کبھی بندہ کی خود دعا پر ہوتا ہے اور کبھی کسی اللہ تعالے کے بندہ نے اُسپر سلام کیا تو اُسکی زبان اللہ تعالے نے قبول فرمائی اور اُسکو سلامتی دیدی اور جب دن رات مین برابر سلام ہے [illegible] کسی کا سلام ضرور اُسکے حق مین قبول ہو گا اگر سب کا قبول نہ سہی حالانکہ اللہ تعالے اپنے ایمان والون کا سلام قبول فرماتا ہے اسی واسطے کافرون کے لیے سلام نہین ہے بلکہ سلام اُسی کے واسطے ہے جس نے ہدایت کے اتباع کی ہے۔ پھر مومنون کی صفت فرمائی

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ

ایمان والے وہ ہین جو یقین لائے ہین اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور جب ہوتے ہین اُسکے ساتھ کسی جمع ہونیکے کام مین

لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

تو چلے نہین جاتے جبتک اُس سے پروانگی نہ لین جو لوگ تجھسے پروانگی لیتے ہین وہی ہین جو مانتے ہین اللہ کو

وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ

اور اُسکے رسول کو پھر جب پروانگی مانگین تجھسے اپنے کسی کام کو تو دے پروانگی جسکو اُنمین تو چاہے اور معافی مانگ انکے واسطے اللہ سے

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اللہ بخشنے والا ہے مہربان

اِس آیت مین مومنون کا پورا نور اِس شان مین منحصر فرمایا کہ اعتقاد مین بغیر تردد کے اللہ تعالے و رسول پر صدق یقین جزم رکھتے ہین اور متابعت مین ایسے پورے کہ کبھی مخالفت بدون اجازت کے روا نہین رکھتے ہین پس اجازت لیکر البتہ امر مجمع علیہ سے خلاف کر سکتے ہین اور یہ بھی درحقیقت متابعت و موافقت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو اجازت دی اور اللہ تعالے سے اِسکے واسطے استغفار کیا اور اللہ تعالے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء استغفار کو رد نہین فرماتا ہے کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ لہذا فرمایا۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ حرف انما واسطے حصر کے ہے یعنی مومنین منحصر ہین انہین مین کہ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ جو یقین لائے اللہ تعالے و اُسکے رسول کا۔ ف۔ یہ دلیل ہے کہ مومن [illegible] منحصر ہے حتی کہ جس کسی کو یہ تصدیق نہ ہو وہ منافق یا کافر ہے پس ہوشیاری اس مقام پر یہ ضرور ہے کہ آدمی [illegible] کر شیاطین و کفار و دنیا کے لوگون کے اوضاع و اطوار سے اُسکے دل مین کوئی تردد نہین آتا [illegible]

Marfat.com

سے تردد ہوا اُسکی نسبت یقین کرلے کہ قطعی میرے نفس کی غلطی ہی پھر کسی عالم کے پاس جاکر
اُسکے حل کرلے اگر ایک عالم سے تسکین نہ ہو تو دوسرے عالم سے جاکر حل کرلے کیونکہ بایقین وہ وہم
شیطانی ہی اور مترجم کی مراد یہ ہی کہ اکثر لوگ اپنی رائے کے بندے نادان بچہ بنکر یہ سمجھ لیتے ہین کہ اچھا تو یون ہی
مخالفت ہوتی ہی جسکو زیادہ علم والا خوب جانتا ہی جیسے گنوار کی رائے مین جو بات جزم ہی جب شہر والا اُسکو سنتا ہی تو
غلط ہی ایسے ہی عالم اُسکی رائے کی غلطی جانتا ہی - اور واضح ہو کہ کبھی آدمی یہ گمان کرتا ہی کہ اُسکے دل مین جزم ہی اور یقین اللہ تعالیٰ
و رسول کا اُسکو حاصل ہی ولیکن گناہون مین مبتلا ہوتا ہی جیسے اکثر لوگ ہنود و نصاریٰ وغیرہ کے مقابلہ مین اُنسے جدال پر اپنے
نفس کو مین ملاتے ہین تو یہان ضرور یہ خیال کرے کہ کہین ایسا تو نہین ہی کہ خالی جدال اور غلبہ کے لیے میرا نفس یون کہتا ہی تو
یہ نفس کا فریب ہی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے صریح مخالفت کر رہا ہی پس اگر وہ ان گناہون
کے وقت خوف زدہ ہو جاتا ہی اور یہ دل مین سماتا ہی کہ مین برا کرتا ہون اور دل مین شرمندہ ہو جاتا ہی اگرچہ وہ نفس کے مزہ وغیرہ
کی وجہ سے مرتکب ہو جاتا ہو تو اس صورت مین امید ہی کہ وہ ایمان سے خارج نہین ہی اور اگر وہ بیباک جھگڑالو نڈر ہی تو اُسکے حق
مین خطر ہی واللہ تعالیٰ اعلم اور مومنین تو وہی پورے ہین کہ سچ مانتے اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کو - ف - تو قرآن و حدیث
صحیح کو ضرور سچ مانینگے - وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ اور جب وے ہوتے ہین ساتھ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے - عَلٰٓی
اَمْرٍ جَامِعٍ کسی ایسے کام پر جس نے اُنکو اکٹھا کیا ہی - ف - یعنی وہ کام مجتمع ہونے کا ہی جیسے نماز جمعہ یا جماعت یا نماز عیدین
یا جہاد یا کوئی خاص مشورہ جسمین اجتماع کی ضرورت ہی - پھر اُنکو کوئی عذر و ضرورت پیش آئے تو بھی لَمْ يَذْهَبُوْا خود چلے نہین
جاتے حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لیتے ہین - پھر جب اجازت پائی تو
جاتے ہین - پس یہ کمال ایمان ہی - ف - خطیب رح نے لکھا کہ کلبی رح نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ
مین اکثر منافقون کی مذمت کا اشارہ فرمایا کرتے تھے یعنی نفاق ایسے امور ہین اور یہ عیب جنمین ہی وہ مومن نہین منافق ہین تو منافق
لوگ دائین بائین تاک جھانک لگا کر جب موقع پاتے کہ اُنکو کوئی نہین دیکھتا ہی تو چپکے سے کھسک جاتے تھے اور نماز چھوڑ جاتے
اور جب کوئی دیکھتا ہوتا تو خوف و شرم سے بیٹھے رہتے اور نماز پڑھ لیتے اور جب یہ آیت اُتری تو اُسکے بعد مومنون نے یہ طریقہ
اختیار کر لیا کہ اگر اُنکو پاخانہ پیشاب وغیرہ کی کوئی ضرورت بھی پیش آتی تو منافقون کی مشابہت سے بچنے کے واسطے یون مسجد
سے باہر نہ نکلتے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لیتے اور منافق لوگ چپکے چپکے کھسک جاتے - مجاہد رح نے فرمایا کہ امام
سے جمعہ کے دن اجازت لینا اسطرح ہوتا ہی کہ وہ ہاتھ سے اشارہ کر دے - اقول یہ استخراج اس واقعہ سے کہ مومنین جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیتے تو اسی طرح اجازت لیتے تھے اور زبان سے گفتگو نہین کرتے تھے - خطیب رح نے لکھا کہ اہل العلم
نے فرمایا کہ یون ہی ہر امر جسمین امام کے ساتھ مومنین مجتمع ہون تو اُنکو چاہیے کہ امام سے مخالفت کر کے خود نہ چلے جاوین بلکہ ضرورت
پر امام سے اجازت لیکر جاوین اور لکھا کہ یہ اُسوقت ہی کہ جب کوئی ایسا سبب نہ ہو جسکے ہوتے ہوئے وہ اس مقام پر ٹھہر نہین
سکتا جیسے درد وغیرہ اور اگر ایسا سبب ہو کہ اُسکے پیدا ہونے سے وہان ٹھہرنا منع ہی مثلاً مسجد مین ہو اور کسی عورت کو حیض
آگیا یا کوئی شخص اونگھ گیا اور اُسکو انزال ہو گیا تو کوئی مرض عارض ہو گیا تو معذوری کی وجہ سے بغیر اجازت باہر ہو جاوے -

Marfat.com

پھر جب کہ اجازت لینا دلیل صدق و اخلاص ہے لہٰذا فرمایا ۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَـٔۡذِنُوۡنَکَ [illegible] اجازت لے لیتے ہیں ۔ ف ۔ یعنی ادب و تعظیم و موافقت کی راہ سے ۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ یہی لوگ ہیں جو اللہ تعالےٰ اور اُسکے رسول پر [illegible] نکالا کہ اجازت لینے والا ضرور مومن ہے ۔ اوّل یہ بیان تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اُسوقت [illegible] تھا اور اسوقت جو اجازت لیتا ضرور مومن تھا اور رہا اب تو اِس آیت کا بیان یہ ہے کہ قرآن اللہ تعالےٰ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت موجود ہیں پس جو کوئی اللہ تعالےٰ و اُسکے رسول پر ایمان لایا تو تمام طاعت و احکام [illegible] پھر اگر جمعہ و جماعت کا حکم اُسپر ہوا اور لوگ جمعہ میں جمع ہوے تو مومن پر لازم ہے کہ وہ اجازت لیکر [illegible] لیکر جمعہ میں حاضر نہ ہو اور اُسکی یہ صورت ہے کہ مریض ہوا تو اُسکو اجازت ہے کہ جمعہ میں نہ جاوے یا عین نماز [illegible] معلوم ہوا تو حدیث میں حکم ہے کہ پیخانہ داب کر نماز نہ پڑھے بلکہ پہلے قضاے حاجت کرلے تب نماز پڑھے پس اُسکو [illegible] کہ پہلے پیخانہ جاوے پھر اگر پیخانہ سے فارغ ہونے تک نماز ہوگئی تو وہ تنہا ظہر پڑھ لے ۔ اسیطرح جملہ اجازات عبادات [illegible] مذکور ہیں مثلاً امر جامع وضو ہے یعنی اجماع ہے کہ وضو کرے پھر وضو میں عذر ہو تو شریعت سے اجازت تیمم حاصل کرلے [illegible] مطیع مومن ہے اور اگر سواے اسکے معاملات میں واقع ہو مثلاً مسلمانوں کے سردار نے مشورت کے واسطے مسلمانوں کو [illegible] اور اسوقت کسی کو ضرورت لاحق ہوئی تو اِس صورت میں سردار امام سے اجازت لیوے ۔ فَاِذَا اسۡتَاۡذَنُوۡکَ لِبَعۡضِ شَاۡنِہِمۡ پھر جب مومنوں نے تجھ سے اجازت چاہی بوجہ اپنی بعض شان کے ۔ ف ۔ خطیب نے کہا یعنی بعض ضرورت کی وجہ سے اور یہ شدت احتیاج ہے ۔ فَاۡذَنۡ لِّمَنۡ شِئۡتَ مِنۡہُمۡ تو اجازت دیدی جسکے واسطے اُنمیں سے تو چاہے ۔ ف ۔ یعنی تجھے اختیار ہے کہ چاہے اجازت دے اور چاہے اجازت نہ دے پس یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں دیدیا ۔ اِس سے استدلال کیا گیا کہ بعضے احکام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راے پر مفوض تھے ۔ اور کہا گیا کہ معنی یہ ہیں کہ جنھیں تیرے نزدیک عذر متحقق ہو اُنکو اجازت دیدے ۔ خطیب نے اور خطیب کی تبعیت میں بعض نے لکھا کہ ضحاک و مقاتل نے بیان کیا کہ ایسا واقعہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حق میں اِسوقت ہوا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں چلے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی کہ میں بضرورت اپنے گھر واپس جاؤں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور واللہ تم ہرگز منافق نہیں ہو ۔ اِس کلام سے آپ کے مراد یہ تھی کہ منافق لوگ سنیں چنانچہ منافقوں نے [illegible] آپس میں کہا کہ واللہ محمد کا عجب حال ہے کہ جب اُنکے یاروں میں سے کوئی اجازت مانگتا ہے تو اُسکو اجازت دیدیتے ہیں اور جب ہم میں سے کوئی اجازت چاہتا ہے تو اُسکو اجازت نہیں دیتے ہیں ہمارے نزدیک تو یہ انصاف نہیں ہے ۔ مترجم کہتا ہے کہ [illegible] خطیب وغیرہ نے اِس روایت کو لکھا ہے اور میرے نزدیک شاید یوں ہوا ہو کہ اوّل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] ہو اور آپ نے اسی طرح اجازت دیدی ہو پھر قبل اِسکے کہ آپ روانہ ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی ضرورت [illegible] اور ساتھ ہوگئے ہوں ۔ یہ میں نے اس وجہ سے کہا کہ صحیح روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک میں [illegible] گیارھویں پارہ میں غزوۂ تبوک کے ذکر میں ہم نے مفصل روایات ذکر کی ہیں [illegible]

[illegible] اور دُک سیراب ہوئے ہین صریح دلالت کرتی ہی کہ دعا کرانے کا باعث بذریعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خود
[illegible] اللہ عنہ ہوئے ہین اور وہ روایات صحیحہ ہین - ان دوسری روایت جو خطیب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اجازت
[illegible] کی یہ صحیح ہی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
[illegible] مانگی کہ مین عمرہ اداکرون پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور فرمایا کہ ای ابوحفص اپنی نیک دعا مین
[illegible] بھول مترجم کہتا ہی کہ صحاح کی روایت مین مجھے یاد ہی کہ فرمایا کہ ای برادر اپنی نیک دعا مین ہم کو نہ بھولیو - یعنی
[illegible] لفظ کے ای برادر فرمایا ہی اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل جلیلہ مین شمار ہی - پھر یہ قصہ متعلق آیت کے
[illegible] طرح ہوگا کہ گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کے مدینہ مین تھے اور عمر رضی اللہ عنہ نے تنہا عمرہ کی اجازت چاہی
[illegible] ف ــــ بالجملہ اجازت دینے کا اختیار دیا اور چونکہ غالباً اجازت مانگنا کسی امر دنیاوی کے واسطے ہوتا ہی تو گویا
[illegible] کے کام پر دنیا کا کام ظاہری صورت مین اگرچہ بعذر ہو مقدم ہو گیا لہذا استغفار کا حکم دیا بقولہ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ
[illegible] کے واسطے اللہ تعالے سے استغفار کر - ف ــــ مترجم کے نزدیک اِس استغفار مین ایک حکمت خفیہ ہی کیونکہ کبھی
[illegible] صادق خالص الایمان کو بھی بوجہ ادنی ضرورت کے اجازت مانگنی پڑتی ہی اور شاید یہ عذر ایسا ہو کہ اللہ تعالی کے
[illegible] اس قابل نہ ہو جس سے اجازت مانگے جاتی تو اُسکو ترحم سے پاک کردیا کہ اپنے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکے
[illegible] استغفار کا حکم دے دیا تاکہ اگر وہ عذر اِس قابل نہ بھی ہو تو استغفار سے عفو ہو گیا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
[illegible] اللہ تعالے علیم خبیر اپنے خالص بندون کی تقصیرات کا بخشنے والا اور اُنپر بہت مہربان ہی - ف ــــ ہر طرح اُنکے واسطے
[illegible] کردی کہ ہمیشہ اسکی رحمت مین رہین اور کسی ملامت کا داغ بھی نہ رہے - علاوہ ازین بندہ تو بہر حال تقصیر وار ہی جب
[illegible] اللہ تعالے کے بے انتہا نعمتون کا شکر ہی اداکرنا اس سے محال ہی ولیکن الحمد للہ کہ ہمارا رب کریم غفور رحیم ہی - مسئلہ
[illegible] اجتماعی جلسہ مین بھی چاہیے کہ سلام کرین اور جب علحدہ ہون تب بھی سلام کرین چنانچہ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ
مسئلہ اِس مقام پر لکھا ہی چنانچہ ابوداؤد نے کہا کہ حدثنا احمد بن حنبل ومسدد قالا حدثنا بشر ہو ابن المفضل عن ابن عجلان
عن سعید المقبری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انتہی احدکم الی المجلس فلیسلم فاذا اراد
ان یقوم فلیسلم فلیست الاولی باحق من الآخرة - یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جب کوئی تم مین سے مجلس
[illegible] تو سلام کرے پھر جب اُٹھنا چاہیے تو سلام کرے کیونکہ پہلا سلام کچھ زیادہ حق نہین رکھتا بہ نسبت دوسرے کے - ف
مترجم کہتا ہی کہ بعضے لوگون کو شبہ ہوا کہ سلام صرف اول ملاقات مین ہی اور جدا ہونے مین سلام نہین ہی اور یہ غلط وہم ہی کیونکہ
[illegible] صریح ہی اور اسناد اِسکی قوی ہی - ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اُسکو ترمذی ونسائی نے بھی روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ
[illegible] حسن ہی اور حکمت یہ ہی کہ جب ملے تو اللہ تعالی کی طرف سے سلامتی کے ساتھ اور جب جدا ہوئے تو دونون اللہ تعالی کی سلامتی
[illegible] دوسرے کو چھوڑا فافہم - پھر اللہ تعالے نے رسول اللہ صلعم کی تعظیم اور آپ کی طاعت کی تاکید فرمائی
لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ
[illegible] رسول اللہ کا اپنے اندر برابر اُسکے جو بلاتا ہی تم مین ایک کو ایک ‏ ‏ اللہ جانتا ہی اُن لوگون کو تم مین جو سٹک جاتے ہین

Marfat.com

مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ [illegible]
آنکھ بچاکر سو ڈرتے رہیں جو لوگ خلاف کرتے ہیں اُسکے حکم کا کہ پڑے اُنپر کچھ خرابی

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝
دکھ کی مار

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ مت کرو پکارنا رسول کو باہم - كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا [illegible]
سے بعض کو بعض پکارتا ہے - ف ضحاک نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ لوگ یوں کہا کرتے کہ اے محمد [illegible] ابو القاسم تو اللہ تعالے عزوجل نے اس سے منع کر دیا واسطے تعظیم کرانے اپنے رسول کے صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] دیا کہ رسول کہو یعنی یا رسول اللہ ویا نبی اللہ - ایسا ہی مجاہد و سعید بن جبیر نے آسکی تفسیر میں بیان کیا - قتادہ رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے حکم دیدیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیبت کرو اور آنکھوں میں اُنکی بزرگی رکھو اور دل سے تعظیم کرو اور اُنکو سردار اعظم قرار دو - مقاتل رحمہ اللہ نے کہا یعنی جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارو تو جیسے آپس میں ایک دوسرے کا نام لیکر بدون تعظیم کے پکارتے ہو ویسے مت کہو اور یا محمد کہکر مت پکارو اور نہ ابن عبد اللہ کہو بلکہ بزرگی کرو اور کہو کہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ - اور مالک رحمہ اللہ نے زید بن اسلم سے روایت کی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرو - ف حاصل یہ کہ دعاء یہاں لغت کی رو سے بمعنی پکارنا اور لوگ عرب کی سادگی سے ایک دوسرے کو حتی کہ باپ وغیرہ کو صرف نام یا کنیت سے پکارتے ویسے ہی عوام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پکارا اور کفار یہود وغیرہ نے بھی عمداً شرارت سے نام لیکر پکارا تو اللہ تعالے نے مومنوں کو ادب سکھلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پکارنے کو اپنے آپس کا پکارنا مت سمجھو بلکہ بسر و چشم تعظیم و تکریم و ہیبت و وقار کے ساتھ ادب سے نام لیا کرو - اس سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بے تعظیم نام لینا حرام ہے بلکہ جب نام آوے تو تعظیم سے نام لے - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ دعاء بمعنی پکارنے کے معنی پر جو تفسیر مذکور ہوئی ہی ظاہر سیاق ہے جیسے دیگر آداب تعظیم فرمائے مانند قولہ تعالے لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا الآیہ اور جیسے سورۂ حجرات میں باہر سے آواز دینے والوں کو زجر فرمایا اور جیسے آپ کے روبرو آواز بلند کرنے سے زجر فرمایا اور مترجم کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ تو آپ کی مسجد میں آواز بلند کرنے پر زجر شدید فرماتے تھے - اور بعض سلف نے دعاء سے معروف دعاء کے معنی [illegible] ولیکن اولی یہ ہے کہ دعاء کے عام معنی مجازی لیے جاویں جو دونوں کو شامل ہوں پس پکارنا بھی آگیا جیسا کہ [illegible] دعاء کرنا بھی آگیا اور شیخ رح نے لکھا کہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس و حسن بصری و عطیہ عوفی سے نقل کیا [illegible] یعنی [illegible] اوروں کی دعاء کے مانند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کو مت سمجھو کیونکہ اوروں کی دعاء تو [illegible] اور رسول [illegible] علیہ وسلم کی دعاء بالضرور قبول ہے پس ڈرو کہ وہ کبھی تم پر بد دعاء کریں تو برباد ہلاک ہو جاؤگے - ف [illegible] و تکریم کو مضبوط کر دیا کہ جو لوگ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرکے اُسکو ناگوار [illegible] میں ڈرین [illegible] وہ اُنپر بد دعاء فرماوے کیونکہ اُسکی دعاء اوروں کی دعاء کی طرح نہیں ہے یعنی ہم اُسکی دعاء [illegible] ہوگی ہم اُسکو فوراً برباد و فنا کر دینگے - سبحان اللہ ادھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین [illegible]

Marfat.com

ظالم ہو اون کے واسطے بد دعا نہ کریگا تو خود فرما دیا کہ ڈرو اگر وہ بد دعا کرے تو ہم اُسکی دعا قبول کرینگے خطیب رح نے لکھا کہ مبرد رح و قفال رح نے کہا کہ دعا یعنی پکارنا اور دعاے رسول کو یعنی رسول کے بلانے کو ایسا مت کرو جیسے تم آپس مین ایک دوسرے کو بلاتے ہو تو کبھی تم مین سے کوئی آتا ہے اور کبھی ڈھیل کر جاتا ہے نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کو ایسا مت سمجھو بلکہ وہ جب طلب فرماوے تو تم پر واجب ہے کہ فوراً حاضر ہو خطیب رح نے کہا کہ یہی تاکید قطعی ہے تو دتعالے فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ سے ۔ اور ابن عادل رح نے کہا کہ یہ معنی اقرب ہین تیرجم کہ ادر عدم جواز کے معنی جو ان سب کو شامل ہین اولی ہین کیونکہ جماعت تابعین رحمہم اللہ سے اول معنی مروی ہین اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اجلال و ہیبت و تکریم یہ کچھ منظور ہے کہ آپکے پاک نام مین بے ادبی روا نہین ہے تو پھر اسکے حکم شریف کی کس قدر بزرگی مقصود ہوگی لہذا فرمایا ۔ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۔ بیشک اللہ تعالے نے جان لیا ہے اِن لوگون کو جو تم مین سے کھسک جاتے ہین چھپے چھپے ۔ ف ـــــ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ مقاتل رح نے بیان کیا کہ منافقون پر جمعہ کے دن خطبہ گران گذرتا تو وے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی آڑ ڈھونڈھتے اور چھپکے چھپکر مسجد سے نکل جاوین ۔ اور شان یہ تھی کہ جب جمعہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ شروع کر دیتے تو کوئی شخص مسجد مین سے نکل نہین سکتا تھا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لیوے اور جب کوئی اجازت لینا چاہتا تو وہ اپنی انگلی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اشارتاً عرض کرتا بدون زبان سے بولنے کے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو اجازت دیدیتے تھے کیونکہ اگر کوئی آدمی منہ سے بولا اِس حالت مین کہ آپ خطبہ پڑھتے ہین تو اسکا جمعہ باطل ہو جاتا تھا ۔ سدی رح نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جماعت مین ہوتے تو آپس مین بعض کی آڑ مین بعض ہو جاتے تاکہ چھپ جاوین پس چھپکے نکل بھاگتے تھے ۔ قتادہ رح نے کہا کہ لواذاً ۔ یعنی چھپکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و قران سے ۔ ف ـــــ مترجم کہتا ہے کہ ظاہر اشارہ کیا کہ اب اس لواذ کے یہ معنی ہین کہ آدمی کوئی حیلہ نکالکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یا اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حکم سے بچنا چاہے ۔ سفیان رح نے کہا کہ صف مین سے نکل جاتے تھے ۔ مجاہد رح نے کہا یعنی مخالفت کر جاتے تھے ف ـــــ یہی حاصل معنی ہین پس جو کوئی قران و حدیث سے مخالفت کرے اللہ تعالے اُسکو خوب جانتا ہے ۔ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ پس ڈرکے پرہیز کرین وہ لوگ جو اُسکے حکم سے مخالفت کرتے ہین ۔ ف ـــــ اُسکے حکم سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ شریعت و سنت ہے پس آپ کی شریعت و سنت پر لوگون کے اقوال و افعال تولے جاوینگے جو موافق ہونگے وہ قبول ہونگے اور جو مخالف ہونگے وہ رد کر دیے جاوینگے خواہ کسی فرد بشر کے اقوال و افعال ہون ۔ چنانچہ صحیحین وغیرہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جس نے ایسا عمل کیا کہ اُسپر ہمارا حکم نہین ہے تو وہ مردود ہے پس حاصل یہ کہ ڈرین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین امر رسول کی ۔ ف ـــــ رازی رح نے کہا کہ امرہ یعنی امر اللہ ہے اور جلال محلی رح نے کہا کہ اللہ و رسول دونون مین سے ہر ایک کی طرف ہے اور بات یہ ہے کہ امر رسول کی مخالفت وہی امر الٰہی کی مخالفت ہے پس جا ہو یون کہو کہ امر اللہ کی مخالفت کرین یا یون بیان کرو کہ ڈرین جو لوگ مخالفت کرتے ہین امر رسول اللہ سے ۔ خواہ مخالفت ظاہر ہو یا خفیہ ہو وے اس بات سے ڈرین کہ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ

Marfat.com

اُنکو کوئی فتنہ پہونچے یعنی کفر یا نفاق یا بدعت کے فتنہ مین گرفتار کر دیے جاوین ...
دنیا مین کوئی عذاب الیم پہونچے مثلاً قتل ہون یا قید ہون ۔ کذا فی تفسیر الامام ... خطیب ...
مین بلا و قتل وغیرہ کی مصیبت پہونچے اور ظالم بادشاہ اُنپر مسلط ہو یا عذاب الیم ...
کہتا ہو کہ اولیٰ وہی ہو جو تفسیر شیخ امام مین ہو کیونکہ ڈرانا ان لوگون کو بالفعل سے زیادہ ...
عذاب پہونچیگا ۔ ف ۔ خطیب نے کہا کہ آیت مین دلیل ہو کہ امر واسطے وجوب ...
مخالفت لازم آئی جس سے مستحق عذاب ہوا اور یہی معنی وجوب کے ہین ۔ مترجم کہتا ہو کہ امر رسول ...
واجب الاتباع ہو کیونکہ مخالفت پر عذاب الیم ہو تو حاصل یہ ہوا کہ آپ جس طور پر حکم فرماوین اسکو ...
کہا جا سکتا ہو کہ اگر آپ نے کسی کام کا حکم اس طور پر دیا ہو کہ وہ نفل ہو تو اسمین وجوب اسطرح ہو کہ ...
پر واجب ہو کہ اگر ہم اس نفل کو کرین تو ثواب ہو اور اگر نہ کرین تو عذاب نہین ہو پھر اگر آپ کے حکم کا اعتقاد ...
ہو کہ اسمین دلالت ہو کہ یہان جن منافقون کا ذکر ہو وہ ایسے منافقون کو شامل ہو جو آپ کے رسول ہونیکا ...
آپ کی طاعت سے انحراف کر جاتے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اتباع ظاہر و باطن واجب ہو ...
الیم ہو ۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ جیسے امام احمد نے ابوہریرہ رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری
مثل اور تمھاری مثل ایسی ہو کہ جیسے کسی نے آگ جلائی جب وہ روشن ہوئی تو ان پتنگون نے جو آگ مین گرا کرتے ہین اسمین گرنا
شروع کیا اور وہ ان پتنگون کو روکتا ہو اور پتنگے ہین کہ ہجوم کر کے اسپر غلبہ کرتے اور آگ مین گھسے جاتے ہین فرمایا کہ بس ایسے ہی
میری اور تمھاری مثال ہو مین تمھاری کمرین پکڑ کر آگ سے ہٹاتا ہون کہ ادھر آؤ اور تم غلبہ کر کے اسمین گرے ... رواہ البخاری
ومسلم ۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اپنی صمدیت و علم محیط و انجام بندون کا بیان کیا ۔

أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ

سنتے ہو اللہ کا ہی جو کچھ ہی آسمان و زمین مین اُسکو معلوم ہی جس حال پر تم ہو اور جس دن پھیرے جاوینگے اُسکی طرف

فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

تو بتا دیگا اُنکو جو اُنھون نے کیا اور اللہ سب چیز جانتا ہی

اللہ تعالےٰ آگاہ فرماتا ہی کہ وہی مالک ہو آسمانون و زمین یعنی سب جہانون کا اور وہی عالم الغیب ...
خوب جانتا ہو جو اُسکے مخلوقات و بندے عمل کرتے ہین خواہ پوشیدہ اعمال کرین یا ظاہر کرین ...
خبردار ہو کہ اللہ تعالےٰ ہی کا ہو ۔ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جو آسمانون مین اور زمین مین ...
و کمال جسقدر ہی پس یہ سب اُسی کی مخلوق و ملک و بندے ہین ۔ فائدہ و تنبیہ کا ایک تو ظاہر ہی کہ تم لوگ ...
کرتے ہو ۔ دوم معرفت یہ کہ اُسکی شان مستغنی ہی ہر ایک کی طاعت و معصیت سے اور کوئی درحقیقت ...
قدرت ثابت کرے پس اُسکی درگاہ مین گریہ و زاری کرو کہ تمھارے ساتھ نیکیان محبوب ...
مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ بالتحقیق وہ جانتا ہو جس حال پر تم ہو ۔ ف ۔ پس تمھارے حال ...

Marfat.com

ان کے تاکید کی کہ مخالفت کا اخفار کچھ مفید نہیں ہے جو کوئی دین حق سے مخالفت پر ہے اُسکے علم مین محقق ہے تو معنی کی نفس ہو خطیب نے لکھا کہ معنی یہ کہ تمام جو آسمانون وزمین مین ہے جب وہ خاص ملک وخلق اللہ تعالے کی ہے تو پھر منافقون کا حال کیسے پوشیدہ ہو سکتا ہے چاہے کسی قدر اخفا رکرین - بلکہ وہ تو جس حال پر جو کوئی ہے خواہ منافق کا نفاق ہو یا مومن کا ایمان وطاعت ہو سب جانتا ہے - وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ اور جس دن یہ لوگ اُسکی طرف پھیرے جاوینگے - یعنی حساب وجزا کے واسطے جس دن مقرری پر بعد موت کے قیامت مین پھیرے جاوینگے فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا پس وہ انکو آگاہ کر دیگا ہر عمل کے ساتھ جو انھون نے کیا خواہ نیک ہو یا بد ہو پس ہر ایک کو اُسکے موافق جزا وسزا دیگا - وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اور اللہ تعالے تو ہر چیز پر خوب آگاہ ہے - اِسکا قیاس مخلوق پر تو نہین کہ اُسکو اپنی بھی کم ہی خبر ہوتی ہے بلکہ یہ تو شان الٰہی عزوجل ہے کہ وہ علیم خبیر ہے - عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے یہ آیت خاتمہ سورہ نور کی پڑھی اور آپ اپنے دونون آنکھون کے تحت مین دو انگلیان رکھے یہ فرماتے تھے کہ بکل شیء بصیر یعنی بیشک اے رب تو ہر چیز کو دیکھتا ہے - رواہ الطبرانی وغیرہ - اور شیخ مفسر سیوطی رح نے لکھا کہ اُسکی اسناد اچھی ہے یعنی حدیث ثابت ہے اگر کہا جاوے کہ قد یعلم ما انتم علیہ - مین حرف قد داخل مضارع ہے جسکے معنی کبھی جانتا ہے - مفسرین نے جواب دیا کہ نہین بلکہ یہ قد واسطے تحقیق کے ہے تو معنی یہ ہین کہ بالتحقیق وہ جانتا ہے اور شیخ ابو حیان رح نے اسپر بہت سی آیات شاہد پیش فرمائین مانند قولہ قد یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لواذا - جو اوپر گذری ہے وقولہ قد یعلم اللہ المعوقین منکم الآیہ - وقولہ قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون الآیہ - وقولہ قد نری تقلب وجہک فی السماء جو پارہ سیقول کے شروع مین ہے پس ان سب آیات مین قد مضارع پر داخل اور فعل کی تحقیق کے لیے آیا ہے پھر شیخ رح نے اللہ تعالے کے احاطہ علم کی بہت سی آیات ذکر فرمائین اور کچھ شک نہین کہ اللہ تعالے ہر ذرہ ذرہ پر آگاہ ہے اور قرآن مجید مین بشمار آیات مین اُسکا ذکر ہے ازانجملہ مترجم صرف ایک آیت پر اکتفا کرتا ہے وہ قولہ تعالے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا ھو ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقة الا یعلمها ولا حبة فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین - یعنی اللہ تعالے کے پاس خزائن غیب مین کہ وہی جانتا ہے اِسکے سواے کوئی نہین جانتا ہے اور جو کچھ خشکی وتری مین ہے سب وہ جانتا ہے اور نہین گرتا کوئی پتی کسی درخت کی مگر وہ جانتا ہے اور کوئی نہین دانہ زمین کی اندھیریون مین اور نہ کوئی تر وخشک مگر وہ کتاب مبین مین ہے - ف - اس آیت مین خزانہ غیب کا اپنا علم مخصوص بیان کیا پھر سمندر وخشکی مین جو کچھ ہے سب کا علم بیان کیا پھر یہانتک کہ جو پتی کسی درخت سے کسی گرتی ہے وہ اُسکی قدرت وعلم کے ساتھ ہے پھر یہ بیان فرمایا کہ وہ ان چیزون کے وجود سے پہلے علم قدیم مین ان سب کو جانتا تھا چنانچہ کتاب مبین مین اُسکے بیان سب ذرہ ذرہ موجود ہیں جس پاک علیم خبیر کے علم کی یہ شان ہے وہ مخلوق مین ہر فرد بشر کو جو اُسنے کیا ہے خواہ حقیر ہو یا کبیر ہو خفیہ ہو یا ظاہر ہو سب پر آگاہ فرمادیگا اگرچہ مخلوق خود بھول گئی ہو اور ہر فرد بشر کے نامہ اعمال مین ہر فعل خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو سب لکھا ہے اور یہ ان لوگون پر حجت ہے ورنہ اللہ تعالے نے تو ہر چیز سے خوب علم رکھتا ہے - والحمد للہ رب العالمین تمام ہوئی سورہ نور کی اور ہم اسکے فضل سے پورا ہونے کے امیدوار ہین - خطیب نے لکھا کہ حدیث شریف کہ عورتون کو غرفہ مین

ست اتارو اور اُنکو لکھنا مت سکھلاؤ بلکہ اُنکو کاتنا اور سورہ نور سکھلاؤ۔ یہ حدیث تو صحیح بخاری میں
کے پیروی میں بیضاوی نے بھی لکھا کہ جس نے سورہ نور پڑھی تو اُسکو دس گونہ نیکیاں ہر مومن و مومنہ
حدیث بنائی ہوئی باطل ہے۔

سورۃ الفرقان مکیۃ

یہ سورہ شریف جمہور علمار کے قول میں مکیہ ہے قبل ہجرت کے نازل ہوئی ہے۔ شیخ جلال کی تبعیت کر کے خطیب رح نے
قولہ تعالے والذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر سے لیکر رحیما تک مدینہ ہے۔ قرطبی رح نے لکھا کہ یہ تین آیات مدینہ میں
و قتادہ رح کے مدینہ میں نازل ہوئی ہیں۔ اور آیات اس سورہ شریف کے ہفتاد و ہفت یعنی ستتر ہیں اور خطیب رح نے لکھا کہ
آٹھ سو بہتر کلمات ہیں اور تین ہزار سات سو اسی حروف ہیں۔ اور شیخ سیوطی رح نے لکھا کہ صحیحین بخاری و مسلم میں اور موطا
مالک وام الشافعی و صحیح ابن حبان و سنن بیہقی میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حیات میں ایک مرتبہ میں نے ہشام بن حکیم کو سورہ فرقان پڑھتے سنا پس میں نے اُسکی قرارت پر کان لگایا تو پایا کہ وہ بہت
ایسے حروف پر پڑھتا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حروف پر نہیں پڑھایا تھا پس قریب تھا کہ میں نماز ہی میں اسپر حملہ
کردوں لیکن میں نے جیسے ہو سکا صبر کیا یہانتک کہ اُسنے سلام پھیرا تو میں نے اُسکی چادر اُسکے گلے میں ڈالکر گرفتار کیا اور پوچھا کہ
تجھے یہ سورہ کس نے اسطرح پڑھائی جیسے میں نے تجھے پڑھتے سنی ہے ہشام نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی
ہے میں نے کہا کہ تو جھوٹ بولا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسی سورہ کو اس سے فرق پر پڑھایا ہے جیسے تو پڑھتا ہے
پس میں اُسکو کھینچتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے اس شخص کو سورہ
فرقان پڑھتے ایسے کلمات پر سنا کہ آپ نے مجھے ان کلمات پر نہیں پڑھایا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اُسکو چھوڑ دے اے ہشام تو سورہ فرقان پڑھ پس ہشام نے وہی قرارت پڑھی جو میں نے اس سے سنی تھی پس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں ہی نازل ہوئی ہے پھر فرمایا کہ اے عمر تو پڑھ تو میں نے وہ قرارت پڑھی جو مجھے آپ نے پڑھائی تھی پس
فرمایا کہ یوں ہی اتری ہے فرمایا کہ یہ قرآن سات حرف پر اترا ہے سو جو تم کو میسر آوے پڑھو۔ مترجم کہتا ہے کہ علما میں
میں کچھ اختلاف نہیں کہ قرآن پاک میں قرارات متعدد ہیں اور سب حق ہیں اور معانی ان سب میں
کہ سات امام قرارت کے مشہور متواتر ہیں تو انہیں کی قرارت سات مراد نہیں ہیں بلکہ سات قرارت
اماموں کو بھی انہیں قرارات سے قطعی حاصل ہے پس اسپر تو قطعی متواتر اجماع و تواتر ہے کہ ان اماموں کی قرارات
ہیں اور علاوہ اُنکے دیگر امام قرارات کے بھی ہیں مگر اُنسے تواتر اس حد ثبوت پر نہیں اگرچہ
یہ کہ قرارات سبعہ جو مشہور ہیں یہ تو قطعی اُسی شان پر ہیں جسپر قرآن سات قرارت یا سات
حرف پر نازل ہوا وہ ضرور نہیں کہ انہیں سات قرارات میں منحصر ہو۔ پھر ان قرارات
و لیکن علمار راسخین و اولیار الٰہی کے واسطے ہر ایک قرارت میں معرفت خاص ہے

Marfat.com

اور یہ بھی مفاد اسطرح نزول کا ہی اور ظاہری مفاد یہ ہی کہ اللہ تعالے نے بندون پر آسان کر دیا کہ جو قراءت جسکو
میسر آئے وہ اُسکے واسطے کافی ہی اور شیخ مفسر سیوطی رح نے اتقان مین اُسکی طویل بحث لکھی ہی اور کبھی ان قراءات
سے دو مسئلہ پیدا ہوتے ہین تو فائدہ جلیلہ علماء اصول کے نزدیک یہ ہی کہ اِس صورت مین دو آئتین حکم مین
ہوگئین واللہ تعالے اعلم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع ہی اللہ تعالے کے نام سے کہ الرحمن ہی یعنے عام خلق کو اُسکی رحمت شامل و
رحیم خاص ہی

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ لِیَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرَا ۙ الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ
بڑی برکت ہی اُسکی جسنے اُتارا فیصلہ اپنے بندے پر کہ رہے جہان والون کو ڈراوٗ وہ جسکی ہی سلطنت آسمان
وَالۡاَرۡضِ وَلَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ یَكُنۡ لَّہٗ شَرِیۡكٌ فِی الۡمُلۡكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیۡءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقۡدِیۡرًا ۝
زمین کی اور نہین پکڑا اُسنے بیٹا اور نہین کوئی اُسکا ساجھی راج مین اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اُسکو ناپ کر

اللہ تعالے اپنی شان پاک کی بے انتہا برکت صفت فرماتا ہی کہ اُسنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فرقان مجید نازل فرمادیا کہ جس سے
ہدایت و ضلالت مین فرق واضح ہوگیا چنانچہ فرمایا۔ تَبٰرَكَ الَّذِیۡ ف۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ
برکت کو کثرت بلیغ مین لاکر تبارک کرتے ہین تو یہان مراد وہ برکت ہی کہ برابر قائم اور ثابت دائم ہی۔ ف۔ اور خطیب وغیرہ
نے کہا برکت بمعنی بڑھتی اور خوبی ہی اور زجاج رح نے کہا کہ برکت کا تفاعل تبارک ہی اور مراد یہ کہ ہر قسم کی برکت وخوبی دی
یہی ابن عباس رض سے تفسیر مروی ہی اور فراء رح نے کہا کہ زبان عرب مین تبارک اور تقدس ایک ہین اور معنی عظمت کے
ہین اور کہا گیا کہ معنی تبارک عنکے زیادتی وکثرت ہر خوبی وبھلائی کی اور بعض نے کہا کہ یعنی دائم وثابت ہی اور نحاس رح نے کہا
یہی معنی باعتبار لغت کے اولی ہین۔ اور مترجم کہتا ہی کہ عمدہ تفسیر وہ ہی جو شیخ ابن کثیر رح نے اختیار فرمائی ہی اور علماء نے کہا کہ
تبارک ماضی ہی اور اسکا استعمال سوائے اللہ تعالے کے اور کے واسطے نہین ہوتا ہی اور صرف ماضی ہی مستعمل ہوتا ہی پس حاصل
یہ کہ تبارک الذی نہایت پاک بے انتہا برکت دائمی برقرار لایا وہ حق عزوجل کہ جس نے۔ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ تنزیل کے
معنی نازل فرمایا فرقان کو۔ ف۔ تنزیل بھی نازل کرنا لیکن زیادتی کے ساتھ بار بار تو قرآن مجید مین بار بار نزول ہر بار ایک
حصہ اور انزال کے معنی اُتارنا مگر اِسمین لحاظ بار بار کا نہین ہی جیسے اگلی کتابین ایکبار نازل کردین پس نازل کرنے کی
برکت ایکبار ختم ہوگئی اور جو چیز نازل کی وہ اپنی خوبی پر رہی بخلاف قرآن مجید کے کہ اِسمین جو چیز نازل کی وہ
اپنی طرح ہی لیکن نازل کرنے کی صفت مین بھی برکت بکثرت دیدی کہ اُسکو بار بار کرکے نازل فرمایا۔ اور واضح
ہو کہ انبیاء علیہم السلام بہت گذرے ہین تو ہر ایک پر وحی نازل ہوئی اور انہین بہتون پر صحیفہ وکتابین مانند توریت و
انجیل کے نازل ہوئین تو بہتون پر الگ الگ نازل کرنے مین البتہ تنزیل ہوگئی ولیکن وہ تنزیل ایک پیغمبر وایک امت پر

نہ ہوئی بخلاف قرآن کے کہ یہان صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ ہی کی امت مرحومہ پر
تنزیل دونون جمع فرما دیے - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اگلی کتابین ایک ہی بار نازل ہو جاتی تھین اور قرآن
بار بار یعنی عرصہ تئیس ۲۳ سال مین نازل ہوا کہ آیات کے بعد آیات اور احکام کے بعد احکام اور سورت کے بعد سورت
اسمین زیادہ اہتمام اور نہایت برکت کا مقام ہے - اول اس کلام کی توضیح کو شیخ مفسر سیوطی رح نے اتقان مین لطافت
ذکر کیا ہے جسکا حاصل یہ کہ جب تعلیم کمال مین اہتمام مقصود ہوتا ہے تو جسکی تکمیل ملحوظ ہے جب اسکو تھوڑا تھوڑا کرکے تعلیم کیا جاوے
تو وہ سبق سبق کرکے محفوظ کر لیتا اور اسپر مشق رفتہ رفتہ کرکے سب مین عالم مشاق ہو جاتا ہے خصوص جب کہ علم مشکل ہو [illegible]
طریقہ سے کمال خوب ہوتا ہے پس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر کمال ترحم و انتہا سے برکت فرمائی کہ تمام
کتاب ایکبارگی نازل کرکے انپر سب معارف و احکام کا جاننا و سب پر عمل کرنا ایکبارگی نہین ڈالا بلکہ معارف آہستہ آہستہ سکھلائے
اور فرائض و واجبات تھوڑے تھوڑے کرکے اتارے کہ ہر مقام کو اچھی طرح سمجھے اور ایک فرض پر عمل کرکے مرتاض مشاق
ہو گئے تب دوسرا فرض کیا پھر جب اسمین بھی عارف مشاق ہو گئے تو تیسرا فرض اتارا پس سب مین اسی طرح کامل مرتاض ہو گئے
اسی واسطے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ گرانی نہین ہوئی اور نہ وے کچھ گھبرائے بلکہ اچھے کمال کو پہونچ گئے برخلاف اگلی
امتون کے چنانچہ بنو اسرائیل پر جب توریت نازل ہوئی تو انھون نے بہت سے احکام فرائض و واجبات دیکھکر انکار کیا کہ ہم سے
یہ سب ادا نہین ہو سکتے ہین حتی کہ جب پہاڑ کے نیچے دبائے گئے تو جان کی خطر سے فرائض عمل پر آمادہ ہوئے اور عنقریب
اسکا بیان آیندہ بھی آویگا جہان اس سورہ مین کافرون کا اعتراض ایکبارگی نازل نہ ہونے کا آویگا اور قرآن کو یہان فرقان
فرمایا کیونکہ اسنے راہ و گمراہی مین فرق کر دیا اور حرام و حلال مین فرق کر دیا اور حق و باطل کو متمیز کر دیا - اور خطیب رح نے لکھا کہ اسوجہ
سے بھی کہ قرآن کا نزول آیات مین ایکبارگی نہین بلکہ فرق سے ہے بقولہ تعالے وقرانا فرقناہ لتقراہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا
اور اولی یہ ہے کہ فرقان مجید سے اصل مقصود فرق کرنا درمیان ہدایت و ضلالت کے اور درمیان معرفت و جہالت کے ہے کیونکہ اصلی
مقصود معرفت الٰہی ہے اور تمام مخلوقات کے نفوس ایک تاریکی مین ہین وہان سے نور کی طرف آنے مین بھٹک جاتے ہین اور تمام
راہین ایسی مشتبہ ہوتی ہین کہ فرق نہین کر سکتے ہین اور اگر کسی نے اللہ تعالے کو اکیلا خالق جل جلالہ جان بھی لیا تو اپنے [illegible]
عبادت نہین جانتے ہین لہذا فرقان مجید نے اندھیرے کو نور سے جدا کر دیا اور راہ مستقیم کو گمراہی سے فرق کر دیا پس فرقان
ہے اب اس نعمت کی کہانتک قدر ہو سکتی ہے جان فدا کرنا اسپر بہت حقیر ہے تو معلوم ہوا کہ نہایت ہی عظیم عظمت والا [illegible]
بے انتہا برکت کے ساتھ بار بار نازل فرمایا کتاب فرقان کو عَلٰی عَبْدِہٖ اپنے بندہ پر - ف [illegible] بہت ہی [illegible]
ہے اپنے پیارے محبوب بندے پر - کیونکہ معبود کے ساتھ وہی زیادہ مناسبت والا ہے جو محض [illegible] بندہ ہو حتی کہ
شیطان سے مناسب ہے پس عبودیت نہایت اعلی مقام کمال کا ہے اور یہی بہت سے علماے محققین [illegible]
مستند انکا یہی کلام پاک ہے - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ عبد بڑی صفت مدح ہے حتی کہ مقام عروج کمال [illegible]
ارشاد فرمایا بقولہ تعالے سبحان الذی اسری بعبدہ الآیہ - اور دوسری آیت مقام دعوت مین [illegible]
کادوا الخ اس سے واضح ہوا کہ کمال اعلی یہ ہے کہ مخلوق مین صفت عبد ہونے کی [illegible]

Marfat.com

شیطان کے ساتھ سے نکل جاتا ہے اسی واسطے اللہ تعالے نے فرمایا ان عبادی لیس لک علیہم سلطان الآیۃ
میرے بندون پر تجھے قابو نہین۔ یعنی شیطان نے بارگاہ عزت جل جلالہ مین اپنی غرض پیش کی تھی تو اسکو قابو دیا
اپنے بندون کو مستثنی فرمادیا حالانکہ مخلوق ہونے مین تو سب ہی اللہ تعالے کے مخلوق ہین حتی کہ شیطان بھی اللہ تعالے
کی مخلوق ہے اور اسکو خود کچھ قدرت نہین ہے اور نہ اسکا کوئی قابو تاثیر کا ہے پس اللہ تعالے جل جلالہ نے اس خطاب کرامت
سے جنکو کہا کہ میرے بندون پر تجھے قابو نہین ہے تو سب مین سے انکو اپنا بندہ قرار دیا پھر ادنی درجہ بندہ ہونے کا یہ ہے
کہ اللہ تعالے جل شانہ پر صدق دل سے ایمان لاوے اور توحید کرے پس وہ اللہ تعالے کا بندہ ہے اور غضب سے باہر
ہوگیا اور وہ بندہ الہی اپنے معبود کا عبد ہے پھر انمین مراتب ہین مومنین اور انسے اوپر شہدار اور انسے اوپر صدیق اور سب سے
اعلی انبیاء علیہم السلام ہین اور راسخین انبیار علیہم السلام کے ماتحت یہ سب بندے اللہ تعالے کے ہین تو جیسے بے ایمان
و کافران سب کے سب شیطان و اسکے شیطانون کے تابع ہین اور شیطان انمین سب سے اونچا بدکار و سخت غضب و
لعنت مین گرفتار ہے تو اسکے برخلاف ایماندار و فرمانبردار سب کے سب انبیار علیہم السلام کے تابع ہین اور انبیار علیہم السلام
سب کے سردار ہین اور یہی کمال رحمت و کرامت سے سرفراز ہے پھر انبیار علیہم السلام مین سے ہمارے سردار محبوب
رب العالمین خاتم الانبیار والمرسلین حضرت محمد مصطفے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین سب انبیار کے سردار ہین
تو معلوم ہوا کہ عبادی مین سے سب سے افضل عبد محمد مصطفے احمد مجتبی رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین ہین
اور کمال عبد ہونے کا آپ کو حاصل ہے والحمد للہ رب العالمین۔ لہذا اس مقام پر کمال تکریم و اعزاز و تشریف کے ساتھ
ارشاد ہوا کہ تنزیل فرمایا فرقان کو اپنے عبد محبوب پر۔ لِيَكُونَ لِلْعٰلَمِينَ نَذِيرًا تاکہ وہ ہو سب عالمون کے واسطے
نذیر یعنی ڈرسنانے والا۔ ف۔ رازی وخطیب وغیرہ نے یہان لکھا کہ اسقدر بے انتہا برکت سے فرقان نازل
فرمایا کہ اسکو ڈرسنانے والا فرمایا اور خوشی سنانے والا نہین فرمایا حالانکہ بہت سی خیر و برکت نازل ہونے سے خوشی ہوتی ہے
اسکا جواب یہ دیا کہ یہ ڈرسنانا بطریق ادب و تنبیہ کے ہے کیونکہ جسقدر شفقت سے زیادہ ادب دیا جاوے اسی قدر خلق کا رجوع
اپنے رب عزوجل کی طرف زیادہ ہوگا اور بہت خیر و برکت یہی ہے کہ آخرت کی سعادت بہت حاصل ہو اور اسمین تنبیہ ہے کہ فی الحال دنیاوی منافع پر
التفات نکرنا چاہیے کیونکہ یہ کچھ نہین فانی ہین۔ اور قتادہ رح سے روایت ہے کہ اللہ تعالی نے محمد صلعم کو نذیر یعنی ڈرسنانیوالا بھیجا تاکہ لوگون
کو عذاب الہی سے اور اگلی امتون کے وقائع سے ڈرسناوین اور مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ توضیح یہ ہے کہ حق عزوجل نے فرقان کی نعمت و بے انتہا
خیر و برکت اتاری ہے وہ تو حاصل ہے اب اگر اہتمام چاہیے تو اس بات کا چاہیے کہ یہ نعمت ہاتھ سے جاتی نہ رہے پس لوگون کو ڈرسنادیا کہ دنیاوی
نقصان و دھوکے کی باتون مین بچون کی طرح گرفتار ہو کر ایسا نہ کرین کہ یہ نعمت ہاتھ سے جاتی رہے جیسے اگلی بہت سی امتون نے اس نعمت کی قدر نہ کی اور
ناپائدار بے فائدہ جھوٹی چیزون کے پیچھے اس سے محروم ہوے اور آخر دنیا سے ہاتھ خالی اٹھ گئے اور دائمی عذاب مین پھنس گئے
بعض مفسرون نے یہان بمقام دیگر لکھے اول یہ کہ قولہ لیکون کے معنی تاکہ وہ ہو۔ پھر وہ سے کون مراد ہے یعنی وہ فرقان
یا عبد یا اتارنا۔ تین قول لکھے انمین سے تیسرا اول یہ ہوا کہ تاکہ یہ اتارنا لوگون کے واسطے ڈرسنانے والا ہو اور
بعض نے پہلا قول یہ کہ وہ فرقان لوگون کے لیے نذیر ہو یعنی قرآن کے مواعظ سے لوگ ڈرکر گمراہی سے باز آوین

Marfat.com

تو یہ بطور مجاز کے ڈر سنانے والا ہے۔ ابن عادل رح نے کہا کہ یہ بعید تاویل ہے کیونکہ مجاز [illegible]
ایسے اقوال سے کیا فائدہ ہے اور یہ تو دو طرح سے ٹھیک نہین اول تو یہی کہ فرقان کا نام نذیر [illegible]
یہ کہ قاعدہ تو یہ قرار پایا ہے کہ ضمیر کا مرجع قریب ہونا چاہیے اور قریب یہان عبدہ ہے اسی کے بعد [illegible]
للعالمین نذیرا۔ تاکہ یہ بندہ محبوب ہووے ڈر سنانے والا واسطے عالمین کے۔ یعنی جسپر ہم نے فرقان نازل [illegible]
ظاہر کر دیا وہ عالمین کو ڈر سناوے۔ مقام دوم یہ کہ عالمین سے کون مراد ہین۔ شیخ ابن کثیر رح نے [illegible]
اس بندہ محبوب کو اسواسطے اس کتاب مجید سے سرفراز کیا تاکہ ہم اسکو خاص کرین رسالت کے واسطے [illegible]
واسطے جو اس آسمان سبز کے سایہ مین اس خاک پر ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ بعثت الی الاحمر والاسود [illegible]
سب کی طرف رسول کر کے بھیجا گیا ہون اور حدیث صحیح مین ہے کہ مین پانچ باتین ایسی دیا گیا ہون کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہین
دی گئین انھین پانچ مین یہ بھی ذکر فرمایا کہ اگلا نبی صرف مخصوص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مین تمام لوگون سب کی طرف
بھیجا گیا ہون چنانچہ خود اللہ تعالے نے فرمایا قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الآیہ۔ یعنی کہدے کہ اے لوگو مین رسول
الٰہی ہون تم سب کے سب کی جانب یعنی رسالت آپ کی عام تمام لوگون کی طرف ہے کچھ آپ کی قوم یا عرب کی خصوصیت نہین ہے
ف — اس کلام مین شیخ نے گویا تصریح کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت آدمیون و جنون و تمام ان چیزون کی طرف ہے جو زمین
پر آسمان کے نیچے ہین حتی کہ حیوانات بھی ولیکن آسمان کے نیچے زمین پر بہت سے ملائکہ بھی ہین تو لازم ہوگا کہ ملائکہ کی طرف بھی
آپ رسول تھے۔ بقاعی رح نے کہا عالمین سے یہی مراد ہے کہ تمام مکلفین کی طرف رسول ہین خواہ جن ہون یا انسان ہون
یا ملائکہ ہون یعنی ملائکہ و انسان و جن سب عالمون کی طرف آپ رسول ہین۔ خطیب رح نے کہا کہ ملائکہ کی طرف رسول ہونے
مین اختلاف ہے کیونکہ شیخ جلال محلی رح نے شرح جمع الجوامع مین لکھا کہ اجماع ہے کہ آپ ملائکہ کی طرف رسول نہین تھے ولیکن دیگر
علماء نے تصریح کی کہ آپ ملائکہ کی طرف بھی رسول تھے اور کہا کہ یہ قاعدہ قرار پایا کہ جسکو یاد نہین رہا اسپر یاد رکھنے والے کا قول حجت
ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس قاعدہ کا ذکر تو یہان بیفائدہ ہے اسلیے کہ قاعدہ تو حدیث کی روایت مین ہے کہ اگر ایک ثقہ راوی کو حدیث
مین سے کوئی بات یاد نہ رہی مگر دوسرے ثقہ راوی نے یاد رکھا اور اسکو روایت کیا تو یاد رکھنے والے کا قول دوسرے پر حجت ہو اور
یہان جو لوگ کہ ملائکہ کے واسطے بھی آپ کا رسول ہونا بیان کرتے ہین کسی حدیث سے نہین بلکہ استنباط ہے اور دلیل [illegible] ہے
کہ العالمین جمع عالم ہے اور کمتر جمع تین ہین اور وہ جن و انس و ملائکہ ہین اور اگر عالمین مفید تمام عالم ہو تو انھین [illegible] داخل ہین
مگر شک نہین کہ یہ حجت ضعیف ہے اور شیخ جلال رحمہ اللہ نے تو اجماع نقل کیا پس اسکے مقابلہ مین یہ دلیل [illegible] کچھ مفید نہین [illegible]
ممکن ہے کہ کلام خطیب بھی اسی طرف راجع کیا جاوے کہ جن لوگون نے ملائکہ کی طرف رسول ہونا بیان کیا انکو [illegible]
علماء کا اجماع ہے کہ آپ ملائکہ کی طرف مرسل نہ تھے اور شیخ جلال رحمہ اللہ نے اسکو یاد رکھا تو شیخ جلال کا کلام [illegible]
اور تو نے اول معلوم کیا کہ ظاہر کلام شیخ ابن کثیر رح سے یہی لازم آتا ہے کہ ملائکہ کی طرف بھی [illegible]
رسالت ہونے کے کیا معنی ہین کیونکہ وے تو موحد مطیع ہین اور انکی معرفت معلوم ہے تو جواب یہ [illegible]
رسالت نہین ہے بلکہ جس طرح انکو رسول کی اتباع ہونا چاہیے اور یہ بھی ممکن ہے کہ نفس معرفت [illegible]

قول مین بھی موافق شریعت کے شریک ہون اور واضح ہو کہ دونون قول مین موافقت ہوسکتی ہو باین طور
کہ انسان یعنی یعنی جس معنی مین آدمیون کی طرف ہو کہ یخرجہم من الظلمات الی النور۔ اس معنی مین نہین ہو اور
ملائکہ کو بھی شامل ہو یعنی بمعنی خاص تحقیق معارف جب کہ معرفت انسانی سب سے اشرف ثابت ہوئی ہو و اللہ تعالی
اعلم۔ بالجملہ اللہ تعالے نے نہایت برکت فرقان مجید کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اسواسطے نازل فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
رسول ہون طرف عالمین کے پس پاک ہو وہ رب عزوجل جس نے ایسا کیا۔ ۞ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ یعنی وہ خالق ومالک آسمانون وزمین کا ہو۔ پس اللہ تعالے نے اپنی معرفت کے واسطے چار صفات ذکر
فرمائے۔ ایک یہی کہ مالک آسمانون وزمین کا وہی ہو۔ ف یعنی کمال قدرت وتصرف واستحقاق ان مین اُسی کا
ہو۔ پس اس کلام سے ثبوت ہوا کہ تمام ان مخلوقات کو اپنے حدوث (پیدایش) مین اُسی کی طرف محتاجی ہو اور اللہ تعالے ہی اُنکا
خالق اور اُنمین جس طرح چاہے تصرف کرنے والا ہو۔ اور اللہ تعالے ہی کے واسطے کمال کل اور دوام ملک ہو پس یہ
معرفت حقہ وہ ہو کہ سواے طریقہ وحی ورسالت کے کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ بالجملہ ان چارون صفات سے تمام مذاہب
باطلہ کو اللہ تعالے نے رد کر دیا۔ چنانچہ اس اول صفت سے فلاسفہ کا مذہب باطل کیا جو کہ مخلوقات کی انتہا ایک بسیط
کی طرف کہتے ہین اور اسکو خود بے سبب اور قدیم مانتے ولیکن اس سے صرف ایک چیز پیدا ہونے کا اقرار کرتے اور اس
چیز سے دو چیزین اور اُنسے علی ہذا القیاس کثرت مانتے ہین تو یہ لوگ فلاسفہ جانتے ہین کہ وہ ذرہ کا پیدا کرنے والا مثلاً ج
اور ج کا پیدا کرنے والا ب اور ب کا ا آخر انتہا پر خالق ہو اور یہ کفر ہو کیونکہ یہ کمال نہین بلکہ نقص ہو اور جس مین نقص ہو
وہ قدیم نہین ہوسکتا کیونکہ محتاجی دلیل امکان ہو تو وجوب نہ ہوگا پس فلاسفہ کے مذہب کو باطل تبلا دیا اور بالکل واضح محقق
ہوگیا کہ باوجود اسکے کہ فلاسفہ نے اپنے انتہاے وسعت کو صرف کیا ولیکن ایسے بدیہی کے مانند گمراہی مین مبتلا رہے اور
اُنہی کے مانند بعضے حکماے فارس وغیرہ کا مذہب باطل ہوگیا۔ صفت دوم۔ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا اور نہین بنایا اُس نے
کوئی فرزند۔ ف کیونکہ فرزند مجانس اور برابری کا ہوتا ہو اور اول صفت تو قطعی دلیل سے ثابت ہوئی کہ اعلی کمال کی
صفت الوہیت صرف ایک مین منحصر ہو ورنہ نقص لازم آوے تو دوسرا فرزند وغیرہ ممکن نہین اور جب اُسی نے سب کو پیدا
کیا ہو اگر فرزند ہو تو اُسکے مخلوق ہوا اور یہ سب اُسکے بندے ومملوک ومخلوق ہین تو فرزند ایسا نہین ہوتا کہ وہ غلام
مملوک مخلوق ہو۔ اس سے یہود ونصاری کا مذہب باطل کر دیا۔ صفت سوم۔ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ
اور بادشاہت مین اُسکا کوئی شریک نہین ہو۔ ف اسمین بت پرستون وآتش پرستون وثنویہ وخیالی بت اور تمام
مذاہب باطلہ سواے اسلام کے اس سے رد ہوے اسواسطے کہ جب وہ خالق حی القیوم ہو تو کوئی چیز خود قائم نہین بلکہ
اُسکے قیوم ہونے سے قائم ہو تو سواے اسکے کسی مین قدرت خلق کرنے کی نہین تو بت پرست وغیرہ جس طرح شرک کے قائل
ہین باطل ہو بلکہ ہر طرح سے ملک اللہ تعالے ہی کا ہو اور کسی بات مین کسی چیز کو اُسکے قائم مقام کر سکو یہ باطل ہو۔ صفت چہارم
وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا اور اُسنے پیدا کی ہر چیز پس اُسکو مقدر کیا تقدیر کر کے۔ ف یہ
... منفعہ تو ایک ہو لیکن یہان اول تو خلق کل شئی۔ سے مجوس گمراہون کو رد کر دیا جو دو خالق مانتے ہین ایک یزدان

فاعل خوبی اور دوم اہرمن فاعل بدی - اور یہ بھی گمراہی شدید ہے کیونکہ رد ہو [illegible] نے آگاہ فرمادیا کہ اُسی نے سب چیز پیدا کردی ہے حتیٰ کہ تمہارے کام و افعال بھی [illegible] پیدا ہوتا ہے پس اگر وہ فعل نیک ہے تو تم میں صفت نیک حاصل ہوگی اور اگر بد ہے تو [illegible] عزوجل ہے تو یہاں سے معتزلہ وغیرہ فرقہ قدریہ کا بھی رد ہوگیا جو گمراہی و نادانی سے خالق و فاعل [illegible] ہین بلکہ حق یہ ہے کہ خالق تو ہر چیز کا کوئی چیز ہو اللہ تعالےٰ ہی ہے اور ہر چیز مخلوق ہے اور بندہ میں [illegible] افعال کا اکتساب ہے - پھر قولہ - فقدرہ تقدیرا - سے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ خلق تو اُسکی قدرت و صنعت ہے [illegible] کے واسطے ایک تقدیر رکھی ہے - قتادہ رح نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر مخلوق کے واسطے جو اس مخلوق کے لائق ہے ظاہر فرمایا [illegible] اُسکے واسطے تقدیر معلوم قرار دیا - واحدی رح نے اپنی تفسیر میں لکھا کہ علماے مفسرین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کے لیے ایک تقدیر [illegible] اجل مقدر اور رزق مقدر اور اعمال مقدر ہین پس جسطرح خلق کیا اُسی تقدیر کے موافق جاری ہوگا - کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ہر مخلوق کا [illegible] واُسکے افعال و اعمال اُسکے پیدا کرنے سے پہلے معلوم تھے کیونکہ وہ ہرگز جاہل نہ تھا اور جب اللہ تعالےٰ کو معلوم تھا کہ اُسکے افعال و اعمال یہ ہین جیسے اُسنے پیدا کیا ہے تو اُسی کے موافق واقع ہونا ضرور ہے پس یہی معنی تقدیر کے ہین - اور اس کلام پاک سے ایسے گمراہون کا رد ہوگیا جو تقدیر کے قائل نہین اور تدبیر سے کوئی نتیجہ نکل آتا جو کچھ نکل آوے وہی تدبیر ہے اور یہ خلاف عقل ونقل ہے اور تدبیر کا قول برخلاف تقدیر کے ایک گروہ کا قول ہے جو احمق قسم کے لوگون مین سے اعلیٰ درجہ کے احمق ہین - واضح ہو کہ تقدیر کا ہونا تو برحق ہے اور بندے جس امر کا نام تدبیر رکھتے ہین وہ بھی منجملہ تقدیر کے ہے ولیکن عرف مین نتیجہ کا نام تقدیر کے ساتھ مخصوص ہوگیا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ عرف کے بول چال پر جسکو تدبیر کہتے ہین وہ بھی مشروع اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے ماموری ہے اور وہ منافی تقدیر کی نہین ہے جیسا کہ بعضے نادانون نے گمان کیا ہے اور ایسے ہی تدبیر وغیرہ کوئی توکل کی منافی نہین ہے - الحاصل اللہ تعالےٰ نے بہت خیر و برکت کے ساتھ قرآن فرق کرنے والا حق و باطل مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا اور [illegible] سے اول تو معرفت الٰہی کے متعلق حق و باطل اعتقاد مین فرق کردیا چنانچہ حق یہ کہ اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک مالک ہے سب چیز اُسی کی طرف محتاج ہے نہ اُسکا کوئی فرزند ہے نہ شریک ہے اور سب چیز کا وہی خالق ہے اور ہر چیز اُسنے مقدر کردی ہے پس قل ہو اللہ احد کی گویا تفسیر بیان مذکور ہے - اس سے گمراہی کے فرقے فلسفی و یہود و نصاریٰ و بت پرست و مجوس آتش پرست و دہریہ وغیرہ سب باطل ہوگئے اور اہل ایمان کے واسطے راہ حق منور ہوگئی اور یہی معنی فرقان کے ہین - ف - [illegible]

قولہ تعالےٰ تبارک الذی نزل الفرقان الآیہ - حضرت حق عزوجل نے اپنی تقدیس و عظمت بیان فرمائی جل جلالہ [illegible] مخلوقات کا برکت مین ہے اور اُسکے واسطے اپنے مصدر سے زیادتی بوجہ قیومیت حق عزوجل ہے اور [illegible] حق عزوجل [illegible] ہے تو ہر ایک کر بقار اُسکی دوام کے ساتھ ہے اول پس تمام اشیار باقی دائم ہین حتیٰ کہ انسان مین سے کافر [illegible] ولیکن بقار مومنین کی سایہ رحمت مین اور بقار کافرین کی سایہ غضب مین ہے اور تمام ہر ایک کے مناسب [illegible] لہذا جس نے زعم کیا کہ حیات یہی دنیاوی ہے اور بعد اسکے فنا ہے یہ خیال خام ہے اور [illegible] حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر فرقان مجید کو نازل فرمایا جس سے حق و باطل مین فرق کردیا حتیٰ کہ [illegible]

[illegible] لیا جاوے اور جو مخالف ہو رد کیا جاوے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ اصل تمام برکتوں کی اس [illegible] کی قدرت کاملہ میں سے یہ ہے کہ اُسنے اپنے اشرف الخلق بندے پر یہ فرقان مجید نازل فرمایا جس سے حق وباطل [illegible] حسن رحمہ اللہ نے کہا کہ فرقان ہی سے ہر شبہہ سے خلاص ہے۔ بعض نے کہا کہ تبارک الذی۔ اشارت ہے [illegible] جو ادراک وہم وخیال سے برتر ہے۔ قولہ فقدرہ تقدیرا۔ ہر شے کو قبل اسکے وجود کے اپنے علم ومشیت کے [illegible] ایجاد کیا حتی کہ اُنمین معرفت وجہالت بھی ایک مقدار مقدر پر ہے پس ان تقدیرات مین کبھی فرق نہین ہوگا [illegible] رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ چھ چیزین چھ وجوہ مین ہین اول نور مین مشیت پھر نفس پھر روح پھر صورت پھر [illegible] پھر وجود پھر مزہ پھر بو پھر دہر پھر مقدار پھر عمار پھر نور پھر حرکت پھر سکون پھر وجود پھر عدم پھر ایک مخلوق [illegible] دوسری مخلوق کو ان چھ مین سے ہر درجہ مین اپنے علم وحکمت کے اندر پیدا کیا اور ہر ایک کو مقدر اور اپنے علم مین [illegible] کر لیا فافہم۔ مترجم کہتا ہے کہ اسرار خلقت اور اُسکی حکمت سوائے اللہ تعالے عزوجل کے کوئی نہین جانتا [illegible] اُسکے جاننے کی کوئی راہ ہے اور نصوص مین اُسکا ذکر نہین بلکہ ناممکن الفہم ہے فافہم۔ پھر اللہ تعالے نے کافرون کے جہالات ذکر فرمائے

[illegible] وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا

اور لوگون نے پکڑے ہین اُس سے ورے کتنے حاکم جو نہین بناتے کچھ چیز اور آپ بنتے ہین اور نہین مالک اپنے حق مین برے کے

وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

اور نہ بھلے کے اور نہین مالک مرنیکے نہ جینے کے اور نہ جی اُٹھنے کے

[illegible] اللہ تعالے نے بیان فرمایا کہ حق عزوجل نے فرقان مجید کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما کر حق وباطل مین بالکل فرق [illegible] اور توحید الٰہی جل شانہ کو ثابت اور سوائے اسکے جملہ ادیان ومذاہب کو باطل بتلا دیا جیسا کہ مترجم نے اوپر تقریر کردی اور [illegible] ہین اول وحدانیت الٰہی جل جلالہ دوم قرآن مجید کہ جس سے وحدانیت کی راہ ومعارف حقہ معلوم ہوتے ہین سوم [illegible] رسالت سرور عالم حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پس جس نے ان تین باتون کو پایا اُسنے کمال پایا اور جس نے اِنین [illegible] غلطی کی وہ گمراہ ہے۔ پھر جس قدر مذاہب باطلہ کفار ومشرکین کے ہین وہ ان سب مین یا بعض مین کفر وانکار کرنے [illegible] ٹھہرتے ہین اور کافرون کی اصل فساد اور کفر کی بنیاد اسپر ہے کہ وے حقیقت حقہ مین تردد کرتے ہین اور قیاسی [illegible] برجم جاتے ہین پس ان کافرون نے ان سب باتون مین سے ہر ایک مین تردد کیا اور اپنی رائے لگائی ہے چنانچہ [illegible] مین اپنی رائے لگا کر توحید کو چھوڑا اور شرک کر لیا چنانچہ فرمایا۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اور مشرکون [illegible] تعالی سے [illegible] کے دوسرے آلہہ بنا لیے۔ ف۔ بنا لینے سے کسی مین صفت الوہیت پیدا نہ ہوئی ولیکن جس نے [illegible] مشرک [illegible] کا بندہ بن گیا ولیکن درحقیقت وہ مخلوق تو اللہ تعالے ہی کا ہے اور اُسی کی طرف سے رزق وغیرہ [illegible] سے منکر ہو کر وہ ہر نعمت کو غیر کی طرف سے مانتا ہے اور چونکہ تصرف وملک وپیدا کرنا سب اللہ تعالے ہی [illegible] مشرک نے غیرون کی طرف سے ان امور مین سے کچھ مانا تو اُسنے اِنھین غیرون کو آلہہ بنایا۔ قتادہ رح نے کہا کہ

یہ بت پرستون کے بند مین اوّل یہ بیان عرب کے مشرکون کے واسطے ہو اور علاوہ بت پرستون [illegible]
جنہون نے سواے اللہ تعالے کے ایسے آلہہ بنالیے - لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا جو کوئی چیز [illegible]
آنہین پیدا کرنے کی قدرت ہی نہین ہو حتی کہ یہود جنہون نے عزیر علیہ السلام کو اور نصاری جنہون [illegible]
اور مجوس جنہون نے آگ کو یا اہرمن کو خالق بنایا اور فلاسفہ جنہون نے عقول کو اور اسباب کو خالق ٹھہرایا [illegible]
ین گرفتار ہین کہ اُنہون نے ایسے آلہہ بنالیے جو کچھ پیدا نہین کرتے - وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اور حالانکہ وہ [illegible]
خود پیدا کیے جاتے ہین - ف - پھر بت پرستون کے آلہہ یعنی بتون کی تو یہ کیفیت ہو کہ اللہ تعالے ان بتون [illegible]
کی عبادت کرنے والون کے ہاتھون کے لگا دینے سے پیدا کرتا ہو اور عزیر و مسیح علیہما السلام کو آدمیون کی طرح پیدا کیا [illegible]
وغیرہ کی جہالت خود ظاہر ہو - پس حاصل یہ کہ ان منکرون کو اللہ تعالے جل جلالہ کی توحید مین یہ تردد ہو حالانکہ اسکا خالق ہونا
بالضرور بدیہی معلوم اور سواے اسکے کسی چیز کا خالق ہونا دلیل صریح سے باطل ہو اور یہ دلیل [illegible]
ایسی ہو کہ اُسمین خود کسی قسم کی احتیاج کسی چیز کی طرف ہو وہ ناقص ہو تو کمال نہین اور جب وہ اپنی ہی ذات مین ناقص
ہو تو پیدا کرنے غیر مین نہایت درجہ محتاج و مجبور ہو جیسا کہ دلیل مذکور بارہا بیان ہو چکی یہان بخوف تطویل اُسکا اعادہ
کرنا ترک کیا جاتا ہو اور کچھ شک نہین کہ جنکو آلہہ اور اپنے حق مین نفع و ضرر پہونچانے والا ان [illegible]
محتاج ہین - وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اور وے مالک نہین ہین اپنی جانون کے [illegible]
کسی ضرر کے اور نہ کسی نفع کے - ف - یعنی نہ اپنی ذات سے ضرر دور کرسکین اور نہ جو چاہین نفع اُٹھاوین - اور
مترجم کہتا ہو کہ بلکہ وے یہ بھی اختیار نہین رکھتے کہ اپنی ذات کے واسطے جو ضرر چاہین پہونچاوین یعنی ضرر بھی اپنے آپ کو
خود مختاری سے نہین پہونچا سکتے تو نفع کیا ذکر ہو اور جس نے اندھے پن سے جہالت نہ کی وہ اسمین کچھ شک نہ کریگا کہ -
وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا اور وے نہین مالک ہین موت کے - حتی کہ خود مرجانے کے بھی مالک نہین وَّلَا حَيٰوةً
اور نہ زندگی کے - حتی کہ جب خالق عزوجل نے اُنکی موت چاہی تو کسی طرح وہ اپنی موت نہین روک سکتے ہین وَّلَا نُشُوْرًا
اور نہ بعد موت کے قبر سے اُٹھانے کے مالک ہین - ف - حتی کہ نیند سے بیدار ہونے مین بھی خود مختار نہین ہین کیونکہ
خواب مین اُنکے حواس تک قائم نہین ہین - ف - واضح ہو کہ اِس زمانہ مین ایک گروہ اِس قسم کا ہو کہ [illegible]
مین دعوی کرتے ہین کہ اگر اسطرح غذا وغیرہ پہونچتی رہے تو آدمی نہ مرے اور اِس دعوی سے گویا اللہ تعالے [illegible]
انکار کرتے ہین اور مترجم کہتا ہو کہ افسوس ہو کہ اُسنے اوّل یہ خیال چھوڑا کہ پیدا ہوتے ہین اُسکو اختیار نہ تھا کیونکر
یہ تو صحیح ہو کہ وہ بے چارہ خود نہ دار تھا یہ دعوی کہان سے کرتا - پھر دوم جب پیدا ہوا [illegible]
کے قبضہ مین تھا - سوم ہم پوچھتے ہین کہ کیا ایسی غذا وغیرہ آجتک اور دن مخلوقات مین سے کسی کو پہونچی [illegible]
اور ایک مثال بھی موجود ہو نہ ہوئی تو نہ پہونچ سکنا اِسی کے معنی مجبوری ہین - چہارم اگر پہونچی تو یہ شخص [illegible]
وغیرہ کا محتاج ہو پس جس شخص کی نسبت محتاجی لاحق حال ہو اِسمین کمال کا دعوی [illegible]
نے اس آیت کی تفسیر مین لکھا کہ حق عزوجل نے آگاہ فرمایا کہ شرک کرنیوالے [illegible]

Marfat.com

[illegible] ہین یعنی اپنے کو معنی امور کا بناتے ہین اور خالق عزوجل کی ظاہر کھُلی قدرتون سے انکار کرتے
[illegible] مین تمام امور ہین جو اُسنے چاہا وہ ہوا اور جو نہین چاہا ممکن نہین ہی اور دوسرون کو یہ نام یا یہ
[illegible] کسی چیز کے پیدا کرنے کی قدرت ہی اگر یہ قدرت ہوتی تو مچھر کا ایک پر پیدا کرسکتے یا درخت کی ایک پتی
[illegible] اُسکو جُدا کیے ہوئے دیتے یا پھر درخت مین لگا دیتے ۔ یا اپنے ہی واسطے کوئی نفع وضرر پیدا کرسکتے بلکہ خود مخلوق ہین جیسے
[illegible] ہین کچھ نفع وضرر کی قدرت نہین رکھتے ہین ۔ اوّل اِس سے یہ مراد نہین کہ اُنکو نفع وضرر نہین پہونچتا ہی بلکہ مراد
[illegible] نے عالم مین جمادات ونباتات وحیوانات مین جو طریقہ اُنکے واسطے نفع وضرر پہونچنے کا رکھا ہی اسی طریقہ
[illegible] پہونچ جاتی ہی اور اِس جاری طریقہ پر نظر کرنے والے دو فرق ہوے ایک نے تو گمان کیا کہ یہ نفع وضرر ہم کو ہماری قدرت
[illegible] خود پہونچتا ہی یعنی ہم خود ہی اِس نفع وضرر کے مالک ہین اور یہ لوگ طفل سے زیادہ ناسمجھ ہین کیونکہ خود ہی تو اورون کی
[illegible] ظاہر کرتے ہین اور خود وہی خودمختار بنتے ہین اور اپنی پیدایش مین ومرجانے مین وخواب مین وبیماری مین مانند
اسکے امور مین بلاشبہہ بے اختیار ہین یا یہ گمان کرتے ہین کہ ہم ہی مین سے بعض مخلوقات کو بعض کے واسطے نفع وضرر کا اختیار ہی
اور یہ بھی ویسے ہی احمق ہین اور دوسرا فرق یہ کہ اُنھون نے عقل سے معلوم کیا کہ محتاج کو محتاج کے ساتھ قدرت نہین ہی
اور خالق عزوجل ہم سب مخلوقات کا جامع صفات کمال ہی اور اسمین کچھ بھی محتاجی نہین ہی تو خالق ہونا اُسی کی شان ہی
پس مخلوق مین سے کسی مین خالق ہونے کی صفت نہین ہی ۔ تو مخلوق کا نفع وضرر وموت وحیات وغیرہ سب بقدرت خالق
عزوجل ہی ۔ آگاہ ہونا چاہیے کہ بعضے اوہام اسوقت مین ایسے ہین کہ وے کہتے ہین کہ جب انجام کو ہم پر لازم آتا ہی کہ ہم ایک خالق
کی قدرت کے تحت مین یہ اطوار مان لین تو ہم اپنے ہی شروع مین مانے لیتے ہین اور جواب ایسے وہم کا یہ ہی کہ تم جو شروع سے
مانتے ہو یہ غلط وجھوٹ مانتے ہو کیونکہ صریح جو بات نہین ہی اُسکو مانے لیتے ہو اور ہم جو تم کو آخر مین ماننے کو کہتے ہین یعنی ہر چیز کو
مجبور بتلا کر آخر مین ایک ذات پاک منواتے ہین جو کسی طرح مجبور نہین تو آخر کا سلسلہ اسواسطے قائم کر دیا کہ تمھاری نظر جہانتک
دوڑتی پاتی ہی سب مجبور ومحتاج چیزون کا سلسلہ ہی ورنہ تم سمجھو تو اپنے آپ کو دیکھو اور جان لو کہ ہمارا پیدا کرنے والا خالق
[illegible] ہمارا نفع وضرر اِسی پر ہی اور ہمارے سواے جو مخلوقات ہین اِنمین سے ہر ایک کا بھی وہی خالق ہی کیونکہ
اِنمین کوئی نقص ومحتاجی نہین ہی اور اِس سے تم سمجھ لو کہ ظاہر مین جو افعال ہوتے ہین کہ مینہ ایک سبب ہی کھیتی پیدا ہونے کا
[illegible] کرتا ہی اور در اصل خالق مینہ کا اور کھیتی کا اور دانہ وزمین کا اور اُگنے کا ہر ایک کا وہی خالق عزوجل ہی اور یہ تو
[illegible] عبودیت کا ہی اور خالق عزوجل کے نزدیک کوئی چیز کسی چیز پر موقوف نہین ہی ۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا کہ
[illegible] وہی قدرت الٰہی ہی ہر ایک کو وہی پیدا کرنا اور مارتا ہی وہی قیامت مین اٹھا دیگا کیونکہ جس نے اول
[illegible] پیدا کرسکتا ہی حتی کہ عیسی علیہ السلام کا معجزہ متواتر ہی کہ اللہ تعالے نے ظاہری سلسلہ مین عیسی علیہ السلام
کی [illegible] باذن اللہ زندہ ہو مردہ زندہ ہو جاتا تھا ۔ اور واضح ہو کہ یہان دلیل تو اسی قدر کافی تھی کہ کافرون
[illegible] زندگی وموت اور نفع وضرر کسی پر قدرت نہین رکھتے ہین ۔ تاکہ کفار جان لیوین کہ وے جنکو الٰہ بناتے ہین
[illegible] نفع وضرر [illegible] وحیات کی کچھ قدرت نہین ہی اور اِسکے ساتھ اللہ تعالے نے یہ بھی فرمایا کہ اُنکو نشور کی بھی

Marfat.com

قدرت نہین ہو یعنی بعد موت کے زندہ کرنے کی کچھ قدرت نہین ہو حالانکہ کفار حشر ونشر کے قائل [illegible]
کہ کافرون کا انکار رد ہوا اور نشور برحق ہو جسپر اللہ تعالے جل شانہ قادر ہو جس نے ابتدا مین پیدا کیا [illegible]
اور کافرون کو ابتدائی پیدائش کی طرف خیال ہو کہ سواے اللہ تعالے کے کسی کو پیدا کرنے کی قدرت نہین [illegible]
ہو وہی دوبارہ پیدا کرنے والا ہو اور وہی خالق عزوجل وحدہ لاشریک ہو اسی کے واسطے عبادت ہو اور اسی [illegible]
ہو اور سواے اسکے کسی مین الوہیت ثابت کرنا جہل قبیح ہو نہ اسکا کوئی مثل ہو نہ شبیہ ہو نہ مانند ہو نہ اسکا [illegible]
کسی کا محتاج ہو لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ جو وہ چاہتا ہو ہوتا ہو جو چاہا ہوا اور جو چاہیگا وہی ہوگا [illegible]

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ
اور کہنے لگے جو منکر ہین اور کچھ نہین یہ مگر جھوٹھ باندھ لایا ہو اور ساتھ دیا ہو اسکا [illegible]

اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَاۗءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا
اور لوگون نے سو آئے بے انصافی اور جھوٹھ پر اور کہنے لگے یہ نقلین ہین اگلون کی جو لکھ لایا ہو [illegible]

فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
سو وہی لکھوائی جاتی ہین اس پاس صبح اور شام تو کہہ اسکو اتارا ہو اس شخص نے جو جانتا ہو چھپے بھید آسمانون مین اور زمین مین

اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝
مقرر وہ بخشنے والا مہربان ہو

یہ امر دوم یعنی فرقان وحی مین منکرون کے اوہام باطلہ کا بیان ہو اور عرب کے بت پرستون نے توحید چھوڑی اور وہم سنے اور [illegible]
کیسی واضح دلیل الٰہی عزوجل بیان کردی کہ سواے وحدانیت الٰہی سبحانہ تعالے کے کوئی شرک ممکن نہین ہو اور شرک کا قبح [illegible]
بعد اسکے خود ظاہر ہو اور مشرک جب کہ اسکا منہ خالق عزوجل سے مڑکر مخلوق کی طرف ہو تو اللہ تعالے جل شانہ کی معرفت سے
تو وہ بالکل جاہل ہو تو اسکو خوبی وکمال جو اس حیات دنیا مین مقصود ہو اس سے وہ محروم رہا علاوہ اسکے وہ اسقدر ذلیل [illegible]
مین گرا کہ آدمی اشرف المخلوقات تھا وہ اس شرف سے کہ عارف بشان الٰہی عزوجل ہو اور انسانی معرفت تمام مخلوقات کی معرفت سے
اعلی ہو کیونکہ انسان جامع صفات ہو پس مشرک نے اشرف ہوتا جو عقل کی راہ سے تھا چھوڑ دیا اور جسم کی راہ سے جانور [illegible]
مین سب کی برابری کی اور چونکہ ایک درخت ہزارون برس رہتا ہو تو اس سے بھی کم درجہ ہوا بلکہ پتھرون کو اپنا معبود [illegible]
بدتر ہوا اور خالق عزوجل کی نعمتون کو پتھرون سے یا مخلوقات سے یا اپنے حقیر فعل یعنی تدبیر سے خیال کرکے [illegible]
وخوار ہوگیا اور جو کتاب اللہ تعالی نے اسکی معرفت کے واسطے آتاری اسمین یہ شبہہ پیدا کیا ۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اور کافرون نے جو منکر ہوے ہین کہا کہ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ یہ کچھ نہین مگر بہتان ہو [illegible]
علیہ وسلم نے بنالیا ہو ۔ ف ـــــ نہایت عجیب ہو کہ اگر فرض کرو کہ بنالیا سہی تو بھی مقتضاے عقل یہ تھا کہ [illegible]
قبول کرتے جس مین اسقدر معارف وحقائق وعلوم ودقائق بھرے ہین کہ عقلین اس سے حیران و [illegible]
اور اسپر ہزار جان سے عاشق ہین کہ اسکا مثل تمام جہان مین ناپید ہو ولیکن افسوس کہ چمگادڑ [illegible]

[illegible] گھر کے کیڑے کی کوئی ناپاک پلید بات چاہیے تو اسکو مرغوب ہو لہذا بت پرستون
[illegible] اسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالے پر بہتان بنا لیا ہی۔ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ
[illegible] دوسری قوم نے مدد دی ہی۔ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ان لوگون نے
[illegible] کیونکہ انھون نے خود ایک بہتان باندھا ظلم وفریب کے ساتھ جسکے باطل وبہتان ہونے پر خود واقف
[illegible] خود یہ بہتان کیا۔ ف مفسرین نے لکھا کہ جو یطب بن عبد العزی کا غلام عداس نامے اور
[illegible] نامے اور ابو فکیہہ رومی یہ لوگ اہل کتاب یہودی ونصرانی تھے اور مکہ مین تھے۔ توجب قرآن مجید نازل ہوا
[illegible] عجب ودلائل توحید سے مشرکین متحیر ہوے چونکہ پتھرون بتون کی محبت اُنکے دلون مین رچ گئی تھی اور
[illegible] گمراہی اُنمین جم گئی تھی باوجود تحیر کے قرآن سے انکار کیا اور دیکھا کہ اس آفتاب کو کیسے چھپاوین تو اسکی
[illegible] لوگون مین مشہور کیا کہ یہ لوگ یہودی ونصرانی جو یہان ہین یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد دیتے ہین۔ عجب کہ
[illegible] یہودی ونصرانی جو صریح دشمن وعداوت کرنے تھے انھین کی مددگاری بیان کی۔ یہ اہل عقل کے واسطے
[illegible] ضعیف کر دیا گیا کہ ان کافرون نے جو فریب بنایا وہ اس درجہ بیہودہ کہ کوئی عاقل اُسکو کبھی دلیل
[illegible] اول تو اسوجہ سے کہ یہ لوگ عجمی تھے اور قرآن پاک عربی فصیح جسکی بلاغت وفصاحت سے فصحاے
[illegible] اسوجہ سے کہ تمام یہود ونصاری آپ کے دشمن ہوے اور ہرگز ایک روایت بھی نہین ہی کہ کسی یہودی یا نصرانی
[illegible] نے بتلایا ہی اور یہ جو حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی کی نسبت اس زمانہ کے بعضے ملحد گمان
[illegible] دروغ بالکل واضح ہی اسواسطے کہ تمام قوم قریش جنکے گھرون کی یہ بات ہی ذرہ ذرہ اپنے بھائی بندون سے
[illegible] ہرگز ایک روایت بھی انمین سے نہین آئی ہی تو اس ملحد کے دعوی کا جسپر کچھ بھی دلیل نہ ہو کیا اعتبار رہا اور
[illegible] بنیاد کسی تمہارے ہین نہین اور جسکو ذرہ برابر بھی عقل ہی وہ ایسے بیہودہ دروغ سے نفرت کریگا اور حق تعالی
[illegible] لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وہذا لسان عربی مبین یعنی جس شخص کی نسبت الحاد سے سکھلانے کا بہتان باندھے
[illegible] زبان عجمی ہی اور یہ قرآن زبان عربی فصیح ہی اسیطرح بت پرستون نے دوہرا بہتان یون لگایا۔ وَقَالُوْٓا
اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اور انھون نے کہا کہ یہ قرآن تو اگلون کی کہانیان جھوٹی ہین۔ اكْتَتَبَهَا انکو لکھوا لیا یا خود لکھ لیا
[illegible] رحمہ اللہ نے کہا یعنی اگلے قصون سے نقل لی ہی۔ فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا بس یہی قصہ اسیر املا کیے
[illegible] ابن کثیر وخطیب وغیرہ نے لکھا یعنی بعد لکھوانے کے اسکو یاد کرائے جاتے ہین پڑھ پڑھکر خطیب رحمہ اللہ
[illegible] کافرون کی غرض یہ تھی کہ یہ فرقان از جانب الہی نہین بلکہ اگلون کے لکھے قصص ہین جیسے قریش کے بعضے
[illegible] جاتے وہان سے رستم واسفندیار کے قصص خرید لاتے تھے ایسے ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
[illegible] لکھوایا ہی۔ اور لکھا کہ پھر یہ قصص اسواسطے پڑھکر سنائے جاتے ہین تا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] لکھنا پڑھنا نہین جانتے ہین اور لکھا کہ کافرون کا یہ قول عجب ہی جسکو ذرہ بھی عقل ہو گی
[illegible] نہین کہہ سکتا اور کیونکر کہیگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اُنسے چھوٹی سی سورت کے مثل بنا لانے کو مانگتے تھے

اور عرب اپنی فصاحت و بلاغت کا دعوی بلیغ کرتے تھے اور بڑے بڑے [illegible] اُسکی سورت کے مثل لاؤ پھر ہرگز قادر نہ ہوئے - شیخ امام ابن کثیر نے لکھا کہ [illegible] ہونے اور بہتان صریح ہونے کو ہر شخص کس و ناکس جانتا تھا کیونکہ وہی متواتر ہے [illegible] نے اول عمر سے آخر تک کبھی کتابت و تحریر خط کی مشقت نہیں اٹھائی [illegible] انہیں لوگوں میں رہے وے آپ کے سونے و جاگنے و آنے و جانے [illegible] باوجود اسکے آپ کے صدق و امانت و پاکیزگی کو خوب جانتے اور دروغ و فریب و فسق و فجور [illegible] نالائق سے آپ کا پاک ہونا خوب پہچانتے تھے حتی کہ آپ کی طفولیت سے تا وقت بعثت رسالت [illegible] پکارتے کیونکہ آپ کی سچائی و نکوئی سے ہر شخص اس قوم کا واقف تھا پھر جب اللہ تعالے نے [illegible] سرفراز کیا صلی اللہ علیہ وسلم تو ان جاہلوں نے آپ کے ساتھ عداوت باندھی اور ایسے ایسے اقوال [illegible] نے اپنے کلام قدیم میں ذکر فرمائے ہیں حالانکہ ہر عاقل اُنسے آپ کا بری ہونا جانتا ہے بلکہ [illegible] ہر سو کبھی تو آپ کو یوں کہتے اور کبھی کہتے کہ جادوگر ہے اور کبھی کہتے کہ شاعر ہے اور کبھی اڑاتے کہ وہ مجنون ہے [illegible] یہ غریب مکر و بہتان اسواسطے تھا کہ عرب والے سنکر نفرت کریں اور کوئی آپکی بات نہ سنے حتی کہ بعض عرب [illegible] سنا کہ سردار قریش بنو ہاشم میں سے ایک لڑکا مسحور یعنی جادو میں پھنسا ہے تو وہ آیا اور کہا کہ اگر تم چاہو تو میں [illegible] سے آگاہ فرمایا جب اُسنے یہ سنا تو کہا کہ واللہ یہ تو بہت عقیل آدمی ہے اور بعد کو وہ آپ پر ایمان لایا اور اُسنے قریش کے بہتان کو پہچان لیا [illegible] اللہ تعالے نے اُنکے رد میں فرمایا۔ انظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا الآیہ اور یہاں اُنکے بہتان کے جواب میں [illegible] قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ تو کہدے کہ اُتارا اِس قرآن کو اُسنے [illegible] و زمینوں میں جانتا ہے - یعنی یہ قرآن جو اگلوں و پچھلوں کے صحیح اخبار کو متضمن ہے اور مطابق واقع کے [illegible] اُتارا ہے اللہ عزوجل نے جو عالم الغیب ہے اور چھپا اُسکے نزدیک مثل ظاہر کے ہے - بالجملہ حاصل یہ کہ جب [illegible] اُتارا ہے تو تم کیونکر اُسکو اساطیر الاولین قرار دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ جو تم کہتے ہو باطل و بہتان ہے [illegible] یہ وعید و تہدید ہے - یعنی اللہ تعالے تمہارے بہتان کو جانتا ہے پس وہ سزا دیگا - اگر کہا جاوے کہ جب [illegible] کی تہدید ہے تو پھر کیونکر مطابق ہوا قولہ تعالے - إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا کیونکہ اُسکے معنی مغفرت و رحمت [illegible] ہیں - جواب دیا گیا کہ جب پہلے عذاب کی وعید فرمائی تو اُسکے پیچھے دو باتیں بیان فرمائیں اول یہ کہ اللہ تعالے خوب [illegible] کہ تم کو عذاب کرے اسلیے کہ غفور رحیم وہی ہوگا جو بدلا لیلینے اور عذاب کرنے پر قادر ہو مگر وہ مغفرت کرے [illegible] ان کافروں نے اس جدال و بہتان سے اپنے آپ کو لائق عذاب بنا لیا کہ فوراً یہ عذاب انکو گھیر لے [illegible] ہے اُسنے ایک حد تک اُنکو مہلت دی تاکہ توبہ کا وقت باقی رہے - شیخ امام ابن کثیر نے لکھا کہ [illegible] ارشاد ہے اور اُنکو امید دلائی کہ اللہ تعالی کی رحمت وسیع ہے اور جو کوئی اُسکی جانب توبہ کرتا ہے اللہ تعالے [illegible] تو دیکھنا چاہیے کہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر و عناد کیا اور بہتان [illegible]

...سے انکو دین اسلام کی دعوت کی جیسے نصرانی مین خدا کے کہنے والون کو عذاب کی
...کیا بقولہ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ تا قولہ تعالی افلا یتوبون الی اللہ الآیہ ۔ جیسے اصحاب الاخدود
...وراکہ لوگو اس کرم و رحم کو دیکھو کہ کافرون نے اللہ تعالی کے اولیار کو قتل کیا پھر اللہ تعالی
...کی طرف بلاتا ہے ۔ اول اولیار کو مقتول ہونے سے دار کرامت و درجہ قبولیت دیدیا پھر ظالمون کمبختون کو
بھی قبولیت کی طرف بلایا ۔

وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ

اور بولے کیا ہوا اس رسول کو کہاتا ہے کہانا اور پھرتا ہے بازارون مین کیون نہ اترا اسکی طرف کوئی فرشتہ

فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ۝ أَوْ يُلْقَى إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ

کہ رہتا اسکے ساتھ ڈرانے کو یا اتر تا اسکے پاس خزانہ یا ہوجاتا اسکو ایک باغ کہ کہایا کرتا اسمین سے اور کہنے لگے

الظّٰلِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ

بے انصاف تم ساتھ پکڑتے ہو ایک مرد جادو مارے ہوئے کا دیکھ کیسی بٹھائین ہین تجھ کہاوتین

فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا

ع ۹ سو بہکے اب پا نہین سکتے راہ بڑی برکت ہے اسکی جو اگر چاہے کردے تجھکو اس سے بہتر

مِنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُورًا ۝ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ

باغ نیچے بہتی نہرین اور کردے تجھکو محل کوئی نہین وہ جھٹلاتے ہین قیامت کو

وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۝ إِذَا رَأَتْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا

اور ہم نے تیار کی ہے جو کوئی جھٹلاوے قیامت کو اسکے واسطے آگ جب دیکھے گی انکو دور جگہ سے سنین گے اسکا

تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ۝ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝ لَا تَدْعُوا

جھنجھلانا اور چلانا اور جب ڈالے جاوینگے اسمین ایک جگہ تنگ ایک زنجیر مین کئی بندھے پکارینگے اس جگہ موت کو مت پکارو

الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝

آج ایک مرنیکو اور پکارو بہت سے مرنے کو

...کافرون کا تیسرا وہم متعلق رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے پہلے توحید مین پھر قرآن مین جو وہم کیا تھا اسکا جواب
...کا حال گذر چکا اب رسالت مین جو وہم غباوی لگایا اس سے اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہے منکرین نے بغیر حجت و دلیل کے
...وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ اور کہا کہ اس رسول کی کیا حالت ہے کہ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي
الْأَسْوَاقِ وہ طعام کہاتا ہے اور بازارون مین چلتا پھرتا ہے ف یعنی یہ رسول آدمی کیونکر ہے کہ مثل آدمیون کے
...طعام کا محتاج ہے معاش کے واسطے عزت و تجارت کرتا ہے اور حدیث مین ہے کہ زکریا علیہ السلام بڑھئی کا پیشہ کرتے
...داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی محنت سے کما کر کہاتے یعنی باوجود بادشاہت کے ۔ اور حدیث مین ثابت ہے

Marfat.com

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل بعثت و نبوت کے اہل مکہ کی بکریاں چرائی ہیں [illegible]
چرائی ہیں - واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد بعثت کے اللہ تعالیٰ کی رسالت پہونچاتے [illegible]
رہے اسوجہ سے حرفت و تجارت نہیں کی اور حدیث سے ثابت ہے کہ حرفت سب سے بہتر [illegible]
کیا اور انہیں کے جنس سے انہیں رسول مبعوث فرمائے اگرچہ خاک کی جنس سے جواہر و کنکر [illegible]
و آسمان کا تفاوت ہے با وجود اسکے سب جنس زمین سے ہیں اسیطرح پیغمبر بھی آدمیوں کے جنس سے گذرے ہیں [illegible]
نے استدلال کیا کہ ہماری طرح کھاتے پیتے چلتے پھرتے ہیں تو ہماری جنس سے ہیں - [illegible]
غافل تھے کہ اس دلیل سے انھوں نے رسول کا جنس بشر سے ہونا ثابت کر لیا برخلاف نصرانیوں کے کہ تمام [illegible]
بشری حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں موجود پھر انہیں الوہیت کا دعوی کیا اور یہ سخت جہالت [illegible]
جیسے تمام پیغمبر آدمی تھے چنانچہ کافروں نے استبعاد کیا کہ رسول آدمی کیسا - لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ کیوں نہیں آتا یا [illegible]
اس رسول کی طرف - مَلَكٌ کوئی فرشتہ یعنی اسکا تصدیق کرنے والا گواہ لائے - فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا [illegible]
فرشتہ اس رسول کے ساتھ ہو کر نذیر ہوتا - یعنی اسکی تصدیق رسالت پر گواہ ہوتا - خلاصہ یہ کہ اول تو رسول آدمی کی جنس سے
بعید ہے اور اگر آدمی ہی ہوا تو اسکی تصدیق کے واسطے کوئی فرشتہ ہوتا - گویا ان لوگوں نے اپنے میں اور رسول میں کوئی فرق
نہ دیکھا تو دعوی کیا کہ اسمیں کوئی خصوصیت خاصہ ہوتی کہ اسکے ساتھ ہی میں کوئی فرشتہ ہوتا اگر خود رسول فرشتہ نہیں ہوا -
اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ یا اسکی طرف آسمان سے ڈال دیا جاتا کوئی خزانہ - ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا یعنی اسکو القا کر دیا جاتا
علم خزانہ و دفینہ کا - یعنی جسکی وجہ سے وہ خوب خرچ کرتا اور سب سے مستغنی ہوتا اور لوگ اسکی طرف رجوع لاتے اور اسکو خصوصیت
حاصل ہوتی تو سب لوگ اسکو رسول مان لیتے - اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا یا اسکے واسطے کوئی جنت ہوتی جس [illegible]
وہ کھاتا - ایک قرارت میں ناکل بنون ہے یعنی ہم لوگ اسکے جنت کے پھل کھاتے اور اسکو رسول مانتے - جنت یعنی [illegible]
ہے یعنی جنت جو سرسبز و میوہ دار ہے کیوں نہ اسکو دی گئی کہ وہ سب باتوں سے مستغنی ہوتا اور ہم بھی اسکی جنت [illegible]
تاکہ اسکو رسول مانتے - شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تفسیر میں لکھا یعنی ایسی جنت ہوتی کہ جہاں وہ جاتا وہاں [illegible]
لکھا کہ کافروں کے یہ جہالات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اس سے بہت بزرگ ہے کہ یہ کچھ دشوار ہو وہ چاہتا تو بہت [illegible]
تھا ولیکن اسنے ایسا نہیں کیا اور اسمیں اسکی حکمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی حجت حد کمال کو ہے - مترجم کہتا ہے کہ ذرا غور کرو کہ رسول [illegible]
اسواسطے آیا کہ ان لوگوں کو دنیاوی حیات پر بھروسا کرنے اور اسی میں منہمک رہنے سے [illegible]
یہ لوگ چاہتے تھے کہ رسول کو جب مانیں کہ عین دنیاوی حیات کی زینت و راحت انکو یہاں حاصل ہو [illegible]
وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا اور کافروں نے مومنوں کو [illegible]
مگر ایک ایسے مرد کی جو سحر میں پھنسا ہوا ہے - شاید یہ معنی ہوں کہ اگر تم پیروی کرو اے لوگو تو ایسے ہی [illegible]
پھنسا ہوا ہے - یہ ان لوگوں کا بہتان عجیب تھا کہ کبھی مسحور کہتے اور کبھی خود ساحر یعنی جادوگر [illegible]
عاجز ہوتے اور قرآن سے عاجز ہوتے تو کہتے کہ جادوگر ہے اور کبھی شاعر اور کبھی کاہن کہتے غرضکہ اسطرح [illegible]

... الامثال تو دیکھ کیسی ان کافرون نے تیرے حق مین شلین لگائی ہین ... پس یہ کفار بھٹکے پھرے - فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا سو راہ کی استطاعت ... یعنی جو کچھ پریشان باتین بکتے ہین کسی بات پر قائم نہین ہین انہین حق بات کی کسی طرح راہ نہین ... صادق نذیر رسول اللہ ہی گمراہ لوگون کو اسکی راہ نہین ملتی بلکہ بھٹکے پھرتے اور پریشان باتین ... تیرے حق مین کیسی امثال باطلہ بیان کرتے ہین کہ جسکو ذرہ بھی عقل ہو وہ ان لوگون کے ... ہین یہ لوگ حق سے بھٹک کر گمراہ ہوے اور انکو راہ حق نہین ملتی ہو کیونکہ حق تو ایک راہ ہو اور جو ... بھٹک کر جس کیا وہ جدھر متوجہ ہوگا گمراہی پر ہوگا اسی طرح یہ لوگ بھٹک کر جو بات کہتے ہین باطل وگمراہی کی ہو

ابن عباس رضی سے روایت ہو کہ عتبہ بن ربیعہ وابو سفیان صخر بن حرب اور نضر بن حارث وابو البختری واسود بن عبد یغوث ... بن الاسود وولید بن المغیرہ وابوجہل بن ہشام وامیہ بن خلف وابن ابی امیہ وعاص بن وائل وحجاج کے بیٹے یہ سب مجتمع ... اور سبھون نے آپس مین یہ مشورہ ٹھہرایا کہ محمد کو بھیجکر بلاکر جو کچھ کہنا سننا ہو اس سے فیصلہ کرلو تاکہ تمہاری طرف سے کوئی ... عذر رہجاوے پھر جو کچھ کرنا ہوگا وہ پورا کردیا جائیگا تو ایک شخص کو بھیجا کہ آپ کی قوم کے سردار لوگ جمع ہوے ہین کہ آپ سے مباحثہ ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مجمع مین تشریف لائے تو ان لوگون نے کہا کہ اے محمد ہم نے تمہارے پاس اسواسطے آدمی بھیجا کہ ہم سب ملکر تم سے اپنی طرف سے عذر پورا کردین سو ہم کہتے ہین کہ اگر تم نے یہ بات اسواسطے نکالی کہ اموال چاہتے ہو تو ہم لوگ اپنے مالون مین سے حصہ رسد چندہ جمع کیے دیتے ہین سو تمہارے پاس اسقدر مال ہوجائیگا کہ مکہ مین کوئی بھی اسقدر مال والا نہین ہو اور اگر اسواسطے نکالی ہو کہ ہم پر سرداری چاہتے ہو تو ہم اتفاق کرکے تم کو سردار بنالین اور اگر تم چاہتے ہو کہ ہم پر بادشاہ ... ہو تو یہ بات معلوم ہو - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب مین فرمایا کہ مجھے تو ان باتون کا کچھ بھی خیال نہین ہو جو تم لوگ کہتے ہو - ... مین دیا ہون اسواسطے نہین لایا کہ تمہارے اموال چاہتا ہون اور نہ مجھے تم مین اپنی سرداری مقصود ہو اور بادشاہت کیسی جو ... پر چاہتا ولیکن حق تو یہ ہو کہ اللہ تعالے نے مجھے تم پر رسول کرکے بھیجا ہو اور مجھپر اپنی کتاب نازل فرمائی ہو اور مجھے حکم دیا کہ تمہارے واسطے بشارت دون وڈر سناؤن پس مین نے تم کو اپنے رب کی رسالت پہونچائی اور تمہاری بہتری کو نصیحت کردی پس جو مین لایا اگر تم نے اسکو قبول کیا تو یہ دنیا وآخرت سے تمہارا حصہ ہو اور اگر تم نے اسکو نہ مانا اور رد کردیا تو مجھے کیا اور مین صبر کیے رہونگا یہانتک کہ اللہ تعالے میرے وتمہارے درمیان جو چاہے حکم کرے - یہ لوگ کہنے لگے کہ اے محمد ... جو امور تمہارے سامنے پیش کیے اگر تم انمین سے کوئی امر قبول نہین کرنا چاہتے تو اچھا اپنے رب سے مانگو کہ وہ تمہارے ساتھ کوئی فرشتہ اتار دے کہ جو تم کہتے ہو اسکی تصدیق کرے اور ہمارے اعتراضات کا جواب دیدے یا اس سے مانگو کہ وہ تمہارے واسطے جنات وقصور سونے چاندی کے ... جس سے تم ... محتاجی ... ہم دیکھا کرتے ہین کیونکہ تم بازارون مین اپنی معاش ڈھونڈھتے ہو جیسے ہم لوگ اپنی معیشت تلاش ... ان خزانون وغیرہ سے ہم یقین کرین کہ تم کو ایک شرف حاصل ہو اور تم اپنے رب کے نزدیک مرتبہ رسالت کے لائق ہو - رسول ... اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین یہ تو کچھ نہین کرونگا اور نہ مین انمین سے کوئی بات اپنے رب عزوجل سے مانگون - مین تو ... واسطے ... پاس بھیجا ہی نہین گیا بلکہ اسنے مجھے بشیر ونذیر کیا ہو اسی بارہ مین اللہ تعالے نے علم غیب مین مقولہ کفار کی

Marfat.com

خبر دی ہو جیسے اس آیت وغیرہ مین مذکور ہو۔ رواہ ابن اسحق [illegible]
مومنین عاقلین کو آگاہ کیا کہ کفار جن چیزون کو کہتے یہ تو اُسکی قدرت مین [illegible]
اعظم خیر وبرکت والا ہو وہ پاک کہ اِنۡ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيۡرًا مِّنۡ ذٰ[illegible]
لیے اس سے بہتر۔ ف۔ یعنی جو کفار نے طعن کیا اُس سے بہت بہتر دیدے۔ [illegible]
جَنّٰتٍ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ باغات جنات کہ جنکے نیچے نہرین جاری [illegible]
اور تیرے واسطے قصور مسکن کر دے۔ مجاہد رح نے فرمایا کہ عرب والے پتھر کے مکان کو [illegible]
حبیب بن ابی ثابت سے اُسنے خیثمہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اگر [illegible]
خزائن ومفاتیح سے اسقدر دیدین کہ نہ تجھ سے پہلے کسی نبی کو ہم نے دیا اور نہ تیرے بعد ہم کسی کو دین اور اس [illegible]
اللہ تعالے کے نزدیک کچھ کم نہ ہوگی آپ نے فرمایا کہ یہ سب بھی میرے لیے آخرت مین جمع کر دیں اللہ تعالے نے [illegible]
نازل فرمایا ہو تبارک الذی ان شاء جعل لک الآیہ۔ اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور ابن جریر و فریابی وغیرہم [illegible]
روایت کیا ہو اور خطیب نے سراج مین نقل کیا کہ حدیث مین ہو کہ اللہ تعالے نے مجھے اختیار دیا کہ میرے واسطے بطحاء مکہ
سونا کر دے تو مین نے عرض کیا کہ اے رب نہین بلکہ مین ایک روز بھوکا رہون اور ایک روز آسودہ ہون سو جب بھوکا [illegible]
تو تیری جناب مین تضرع کرون اور جب آسودہ ہو جاؤن تو تیرا شکر کرون اور تیری حمد وثنا بیان کرون حضرت ام المؤمنین
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مین چاہون تو مکہ کے پہاڑ سونے کے ہو کر
میرے ساتھ چلین اور میرے پاس میرے رب عز وجل سے ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ آپ کا پروردگار عز وجل آپ پر سلام
کے بعد فرماتا ہو کہ اگر تو چاہے تو نبی بندہ ہو اور چاہے تو نبی بادشاہ ہو پس مین نے یہ سُنکر جبرئیل کی طرف نگاہ کی تو اُسنے
مجھے مشورہ دیا کہ اپنے نفس کو متواضع کیجیے تو مین نے عرض کیا کہ اے رب نبی بندہ ہونا چاہتا ہون۔ ام المؤمنین نے بیان
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بعد کبھی تکیہ دیئے نہین کھاتے اور فرماتے کہ ویسے کھاؤنگا جیسے بندہ کھاتا ہو
اور ویسے بیٹھونگا جیسے بندہ بیٹھتا ہو۔ اقول مشکوۃ وغیرہ مین یہ روایات موجود ہین۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ
اس وقت مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اور جبرئیل آپ کے ساتھ تھے پس جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ
ایک فرشتہ آتا ہو جس نے آپ کی زیارت کے واسطے رب عز وجل سے اجازت حاصل کی ہو پھر دیر نہین گذری کہ وہ فرشتہ
اور اُسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور کہا کہ اللہ تعالے آپ کو مختار فرماتا ہو اس بات مین کہ [illegible]
دیدے جو آپ سے پہلے کسی کو نہین دی اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیگا اور اس سے آپ کی منزلت مین کچھ [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سب تم میرے لیے آخرت ہی مین جمع کرو۔ مترجم کہتا ہو کہ منظور نظر [illegible]
اولی یہ ہو کہ آپ نے اپنی امت پر ترحم کیا کہ وے اس ثروت دنیاوی کے فتنہ مین نہ پڑین اور [illegible] آخرت
کہ اس فانی کی کچھ بھی ہستی نہین ہو حتی کہ یہ دنیا اگر نعمت ہو تو بھی بدتر ہو کیونکہ اس سے [illegible]
پیدا نہین ہو سکتا ہو۔ اور اعلی اشارات اولو الالباب کے واسطے اُنکی فہم پر ہین فافہم [illegible]

[illegible] ن - اور شاید کہ آیت مین ضرب مین قصر ہو یا مراد جنات [illegible]

[illegible] اللہ تعالے تبارک عزوجل چاہے تو تیرے لیے جنات کردے اور تیرے واسطے

[illegible] جو کچھ ہو فوراً موجود ہو ولیکن اُسنے حکمت کاملہ وحجت بالغہ سے یہ نہین چاہا - بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ

[illegible] عناد اور جھٹلانے کے طور پر کہتے ہین اور ان لوگون کی یہ غرض اصلی نہین ہے کہ ہدایت وراہ پاکر

[illegible] صدق رسالت کو دریافت کرین حتی کہ اگر یہ جنات وقصور تیرے واسطے ہوجاوین تو یہ لوگ ایمان

[illegible] رسالت کو پہچان جاوین - چنانچہ اگر یہ ہوتا تو اُنکے کہنے کے موافق اللہ تعالیٰ علیم خبیر تیرے واسطے یہ چیزین دیدیتا لیکن

[illegible] رسالت اور نبوت کو تو محال سمجھے ہوے ہین بلکہ اُنھون نے قیامت کو جھٹلایا ہے - الشیخ ابن کثیر رح - مت گمان کیجیو

[illegible] نے تجھے جھوٹا جانا ہے تو نہین مانا کیونکہ وے تو تجھے درحقیقت امین صادق جانتے ہین تیرے حق مین جھوٹا ہونے کا

[illegible] نہین رکھتے بلکہ ان لوگون نے قیامت کا ہونا جھوٹ جانا تو اُنکی نگاہین صرف اُسی حطام دنیاوی پر مقصور ہو رہی ہین

اور [illegible] صرف یہی گمان ہے کہ جو کچھ کرامت وعیش وعزت ہے وہ اسی دنیا مین مال ودولت سے ہے کیونکہ اُنکو ثواب وعذاب کی تو امید ہی

[illegible] وفکر کرنے مین توجہ ہی نہین کرتے ہین جب کہ قیامت کو جھٹلا چکے - الخطیب - وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ

بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا اور ہم نے مہیا کردیا اُسکے لیے جو قیامت کو جھٹلاوے سعیر کو - یعنی عذاب الیم کو جو نہایت جلن

[illegible] سے آتش جہنم کے اندر برداشت نہین ہوسکتا - سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ وہ جہنم مین پیلھو کا ایک وادی ہے - الشیخ الامام

[illegible] رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جہنم کے نامون مین سے ایک نام اسکا سعیر ہے - اور ابو مسلم اصفہانی نے کہا کہ اعتدنا - اُنکے واسطے تیار

کردیا - اہل السنۃ والجماعۃ انہین آیات سے کہتے ہین کہ جنت ودوزخ اسوقت مخلوق موجود ہین اور علاوہ متواتر تکاثر احادیث کے

[illegible] معنی ہم نے مہیا کردیا اور قولہ اعدت للکافرین - جہنم مہیا کردی گئی کافرون کے لیے - اور قولہ تلک الدار الآخرۃ - اور مانند اسکے

دلائل واضحہ ہین کہ جنت ودوزخ وغیرہ بالفعل مخلوق وموجود ہین - إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا

تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا یعنی جہنم سعیر جب میدان حشر مین کافرون کو دور سے دیکھیگی تو اسکا تغیظ وزفیر کافرون کو سنائی

[illegible] سدی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ سو برس کی راہ سے کافرون کو دیکھکر غیظ کریگی - الشیخ الامام - اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ سو برس کی راہ سے دیکھکر غیظ کریگی جسکو کفار سنینگے اور بات یہ ہے کہ جہنم کو ستر ہزار باگون کے ساتھ لاوینگے اسکی ہر باگ کو ستر ہزار

[illegible] لیے ہونگے پھر جب وہ کافرون بدکارون کو دیکھیگی تو ایک بھڑک جوش سے ماریگی [illegible] کی آنکھ مین کوئی آنسو کا قطرہ

[illegible] ہوگا وہ ظاہر ہوجائیگا پھر دوبارہ بھڑکیگی تو دل اپنے ٹھکانون سے منقطع ہوکر حلقوم تک پہونچ جاوینگے رح - اور تغیظ شدت غیظ

[illegible] غضب کا جوش ہے اور زفیر بمعنی آواز سخت - اگر کہا جاوے کہ یہ تغیظ تو دیکھنے کی چیز ہے پھر سننا کیون ذکر فرمایا - شیخ جلال محلی رح

[illegible] سننا یہی کہ اُسکو دیکھین وجان لینگے - اول بات یہ ہے کہ یہ بیان جہنم کی شدت غیظ کا ہے تو جیسے وہ شخص کہ شدت سے

[illegible] اسکے جوش سے اُسکی سینہ سے آواز غیظ وغضب آتی ہے تو فرمایا کہ جہنم سے آواز زفیر وشہیق کی بہت دور سے

[illegible] کثیر رحمہ اللہ نے لکھا کہ جیسے اللہ تعالے نے فرمایا اذا القوا فیہا سمعوا لہا شہیقا وہی تفور تکاد تمیز من الغیظ

[illegible] تو اُسکی آواز شہیق سنینگے اور وہ جوش مارتی ہوگی گویا قریب ہے کہ بوجہ شدت غیظ کے خود بکھر جاوے

Marfat.com

یعنی جس نے اللہ تعالے کے ساتھ کفر کیا اسپر جہنم کو اسقدر شدت
کہ اسکے کیا معنی ہین کہ راتهم من مکان بعید - یعنی جہنم اُنکو دور سے دیکھیگی - کیا یہ معنی ہین
دیکھے - جواب یہ کہ معتزلہ کے نزدیک یہی معنی ہین کہ جہنم جب ایسے ٹھکانے لاکر پہونچائی جائیگی کہ اگر
اِن کافرون کو دیکھتی - یہی کشاف مین زمخشری نے ذکر کیا ہی اور اِسی کی پیروی کر کے بیضاوی رحمہ اللہ نے
لکھدیا - خطیب رحمہ اللہ نے کہا کہ زمخشری کا یہ قول اِس بنا پر ہی کہ معتزلہ کے نزدیک دیکھنے کے واسطے جان
اشاعرہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ شرط نہین ہی اِسی واسطے بیضاوی رح نے اِسکے بعد یہ بھی لکھا کہ ممکن ہی کہ اللہ تعالے اسمین ایسی جان
کردے جس سے وہ کافرون کو دیکھے وغیظ کرے وبھڑکے - مترجم کہتا ہی کہ صحیح تحقیق یہ ہی کہ دار آخرت مانند اِس جہان فانی کے
نہین بلکہ وہ جہان تو بالکل جان ہی بدلیل قولہ تعالے الدار الآخرۃ لهی الحیوان - یعنی دار آخرت تو جان ہی جان ہی - اور جہنم
کے واسطے آنکھین ہونا کیون بعید ہی بلکہ صحیح یہ کہ ظاہر نصوص متظافر ہین کہ جہنم جاندار اور اُسکی آنکھین ہین بقولہ تعالے نار اللہ
الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ - یعنی اللہ تعالے کی جلائی آگ جو دلون کو جھانک لیتی ہی - اور جہنم کا باتین کرنا کہ مین ہر کافر سرکش
نافرمان پر مسلط کی گئی ہون اور یہ کہ وہ ہر جہنمی کو پہچان لیگی اور مومن سے کہیگی کہ تم جلدی گذر جاؤ کہ تمہارے نور سے میری آگ
سرد ہوئی جاتی ہی اور مانند اسکے متواتر طور پر ثابت ہی اور صاحب کشاف سے عجب ہی کہ موضوع احادیث سے استدلال کرتا
اور صحاح متواتر چھوڑتا ہی اور شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اِس مقام پر ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی اسناد سے حدیث ذکر کی کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھپر ایسی بات باندھے جو مین نے نہ کہی یا وہ شخص ہو کہ اپنے والدین کے سوائے غیر کی طرف
اپنا نسب لگادے یا وہ شخص ہو کہ اپنے موالی کے سوائے غیرون کی طرف لگادے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم کی دونون آنکھون کے
سامنے بناوے - عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ کیا جہنم کی آنکھین ہین فرمایا کہ کیا تم نے اللہ تعالے کا قول نہین سُنا کہ اذا راتهم من مکان
بعید الآیہ - اقول معنی یہ ہین کہ یہ تین قسم کے آدمی ہونگے کہ اُنکا ٹھکانا جہنم کی آنکھون کے روبرو ہوگا اور عذاب کیئے جانے کو وہان
بٹھائے جاوینگے ایک وہ کہ جس نے جھوٹ حدیث بنائی یعنی عمداً کسی بات کو بلا اسناد اور دلیل کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
بیان کیا اور دوم وہ کہ مثلاً پٹھان ہی اُسنے آپ کو شیخ یا سید بیان کیا تو اپنے باپ دادے سے بیزار ہو کر غیر کی طرف ناتا جوڑا اور
یہ جھوٹ ہی - سوم وہ کہ اِسکو کسی نے آزاد کیا پھر اُسنے اپنے آزاد کرنے والون کو چھوڑ کر دوسرون سے لگاؤ کر لیا تو یہ سب عذاب
کیے جاوینگے - اِس حدیث کو شیخ ابن جریر رح نے بھی روایت کیا اور شیخ مفسر سیوطی رح نے کہا کہ عبد بن حمید نے بھی اِسکو روایت کیا
اور اِسی کے مانند کتاب رزین رح مین بھی مروی ہی اور ابن العربی نے اِس حدیث کی تصحیح کی - اور ترمذی رح نے ابوہریرہ سے
روایت کی کہ قیامت کے روز جہنم کی عنق یعنی ایک گردن یا ایک جزو اُسکے جسم کا نکلیگا اُسکے دو آنکھین ہونگی دیکھتی ہوئی اور دو کان
ہونگے سنتے ہوے اور زبان ہوگی بولتی ہوئی وہ کہیگی کہ مین مسلط کی گئی ہون تین گروہ پر ایک ہر سرکش جبار پر اور دوسرے
شخص پر جس نے اللہ تعالے کے ساتھ غیر کی عبادت کی اور تیسرے تصویر بنانے والون پر - اِس باب مین ابوسعید سے
روایت ہی اور ترمذی رح نے فرمایا کہ یہ حدیث ابوہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہی - اور خطیب رحمہ اللہ نے کہا کہ
کہا کہ جہنم قیامت کے روز بھڑک سے ایک سخت آواز کریگی کہ کوئی فرشتہ مقرب و کوئی نبی مرسل ایسا نہ رہیگا

Marfat.com

یہ ہر کہ ہم کو غضب الٰہی ہر پس اللہ تعالے کے غضب کے خوف سے یہ مقرب بندے بھی سجدہ مین
... سے اللہ تعالے کی عظمت وجلال کا اقرار ہر کیونکہ اللہ تعالے پاک بے پروا ہر پس ان
... اسکی عظمت وجلال کے آگے اپنے آپ کو خطاوار گنہگار تصور کر لیا اور خوف کے مارے سجدے مین گر پڑے۔
... بعضے گروہ کفار کے زعم کرتے ہین کہ قرآن کی آیات خوف ان لوگون پر اثر کرتی ہین جو نامردے بزدل ہین
... بلکہ ان بندون پر اثر کرتی ہین جنکے دلون مین سواے ہیبت حق عزوجل کے کسی مخلوق کی کچھ ہستی نہین ہر اسیواسطے
... صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے لاکھون کی جماعت کافرون کی کچھ ہستی خیال نہ کی اور جہادین روم وشام
... وغیرہ کی سلطنتین اور ان مغرور بادشاہون کے تخت لوٹ دیے اور ان مردان خدا اور شیرون کے سامنے کوئی کافر
... نہ ٹھہر سکا۔ ہان یہ مردان خدا اپنے اللہ تعالے جل جلالہ سے ڈرنے والے اور اسی کی طرف التجاء لانے والے لوگ تھے۔
... جریر نے ابووائل رحمہ اللہ سے روایت کی کہ ہم لوگ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے اور ہم لوگون مین
... خثیم بھی تھے ہمارا گذر ایک لوہار کی بھٹی پر ہوا تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر بھٹی کے اندر لوہے جلتے ہوے
... دیکھا اور ربیع بن خثیم لڑکھڑاے کہ گر پڑین اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرات کے کنارے ایک بھٹی پر گذرے
... بھڑک رہی تھی تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اذا راتهم من مكان بعيد سمعوا لها تغيظا وزفيرا۔ پس ربیع
... خوف الٰہی سے غش کھا کر گرے اور لوگ انکو اٹھا کر انکے گھر لیگئے اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وقت ظہر تک ربیع کی
... خدمت مین رہے مگر انکو ہوش نہین آیا۔ ابن ابی حاتم نے ایک اسناد کے ساتھ مجاہد سے اور دوسری اسناد کے ساتھ
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آدمی کھینچکر جہنم کو لایا جائیگا تو وہ اسکو دیکھکر آواز کریگی جیسے جو کو دیکھکر خچر آواز کرتا ہر
ایسی سخت زفیر ماریگی کہ کوئی نہین بچیگا جو خوف مین نہ تھرا وے۔ اور ابن جریر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو طول کے ساتھ
اسناد سے ابن عباس سے روایت کیا کہ آدمی کھینچا جائیگا جانب جہنم کے پس جہنم کے اجزاء بعض کی طرف بعض سمٹ
جاوینگے تو حضرت الرحمن عزوجل فرمادیگا کہ کیون تیرا کیا حال ہر وہ عرض کریگی کہ اے رب تو علیم ہر یہ تو مجھ سے پناہ مانگتا ہر پس
اللہ عزوجل فرمادیگا کہ اچھا میرے اس بندے کو چھوڑ دو اور کہا کہ اور آدمی جہنم کی طرف کھینچا جائیگا تو وہ عرض کریگا کہ اے
رب میرا گمان تو تیرے اوپر یہ نہین تھا تو اللہ تعالے فرمادیگا کہ پھر تیرا کیا گمان تھا وہ عرض کریگا کہ اے رب علیم خبیر تو جانتا ہر
کہ میرا ایسی گمان تھا کہ تیری رحمت مین میری سمائی ہو گی پس فرمان ہو گا کہ میرے اس بندے کو چھوڑ دو اور کہا کہ اور آدمی
کی طرف کھینچا جائیگا تو جہنم آواز کریگی جیسے خچر اپنے جو کو دیکھکر شہیق کرتا ہر پھر ایک زفرہ کے ساتھ زفیر کریگی کہ کوئی نہ بچیگا
جو ڈر نہ جاوے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہر۔ عبد الرزاق رحمہ اللہ نے باسناد صحیح بواسطہ مجاہد رحمہ اللہ
... سے روایت کی کہ اس آیت مین کہا کہ جہنم زفرہ کے ساتھ ایسی زفیر کریگی کہ کوئی فرشتہ مقرب وکوئی نبی مرسل
... نہ بچیگا جو ... کے خوف سے منہ کے بل نہ گرے انکے مونڈھے وگردن کا گوشت تھرتھراویگا حتی کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے
... گھٹنون کے بل بیٹھکر عرض کرینگے کہ الٰہی میرے رب مین تجھ سے آج صرف اپنی جان کی نجات مانگتا ہون۔ مترجم کہتا ہر کہ نعوذ باللہ
... منا امن النار۔ یہ آگ جہنم کی ہر جو کافرون کے واسطے مہیا ہر کہ کفار اسی مین ڈالے جاوینگے۔ وَإِذَا

اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ [illegible]
تنگ جگہ مین ٹھونس دیے جاوینگے تو وہان ہاے مرے پکارینگے ۔ ف۔ واضح ہو کہ جہنم
گہری ہی اور اسکی تھاہ بہت ہی دور ہی جیساکہ احادیث مین مذکور اور جا بجا بیان ہوا ہی [illegible]
کے واسطے اسمین سے تنگ جگہ مین بھرا جائیگا اور وے آپس مین جکڑے جاوینگے یا زنجیرون [illegible]
جاوینگے چنانچہ سابق مین توضیح کے ساتھ تفسیر گذر چکی ہی ۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے قتادہ وغیرہ کی روایت [illegible]
نے کہا کہ ایسی تنگی سے ٹھونسے جاوینگے ۔ جیسے نیزے مین آسکی بوری جڑی و تنگ کیسی ٹھونکی جاتی [illegible]
سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا کہ قسم اسکی [illegible]
میری جان ہی کہ کفار لوگ آگ مین ایسے ٹھونک کر ٹھونسے جاوینگے جیسے دیوار مین میخ ٹھونکی جاتی ہی ۔ خطیب
مقرنین کے معنی مین لکھا کہ وے لوگ باوجود اس ضیق و تنگی کے آتشی زنجیرون مین جکڑے ہونگے اُنکے ہاتھ [illegible]
طوق سے بندھے ہونگے اور باوجود اسکے ہر کافر کے ساتھ اسکا شیطان بھی آتشی زنجیرون سے اُنکے پاؤن [illegible]
لکھا کہ اہل جہنم کے واسطے کرب و ضیق ہی جیسے اہل جنت کے واسطے راحت و فراخی ہی چنانچہ جنت کی چوڑائی آسمان [illegible]
سے بیان فرمائی اور احادیث مین وارد ہوا ہی کہ ہر مومن کے واسطے ایسے باغات و حور و قصور ہین یعنی ایک [illegible]
ایک مین برخلاف مومنون کے اللہ تعالےٰ نے کافرون کے واسطے طرح طرح کی ضیق و تنگی و سختی ذکر فرمائی ہی چنانچہ تنگ [illegible]
کی طرح ٹھونکے جاوینگے تو وہان ثبور کو پکارینگے ۔ اور ثبور دراصل ہلاکت و بربادی ہی گویا چلاوینگے کہ ای موت کہان [illegible]
وقت ہی ۔ حاصل یہ کہ اُسوقت اپنی بربادی و حسرت پر چلاوینگے ۔ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا [illegible]
کہا جائیگا کہ آج تم ایک ہی ثبور و ہلاکت کو مت پکارو بلکہ ۔ وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا پکارو بہت ثبور کو ۔ خطیب
لکھا یعنی ایک ہی موت پکارنے پر تمہارا خاتمہ نہین ہی کیونکہ موت تو وہان نہین آویگی بلکہ ہزارون بار [illegible]
نے کہا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]
کہ آگ کا حلہ پہنایا جائیگا ابلیس ہی پس اُسکو اپنی بھودن پر رکھیگا اور اُسکو اپنے پیچھے سے کھینچیگا اور اسکے [illegible]
جاوینگے اور وہ چلاتا ہوگا کہ یا ثبوراہ اور اسکے ذریات چلاوینگے یا ثبورہم یہانتک کہ آگ پر کھڑے کیے جاوینگے [illegible]
اور ذریات کہینگے کہ یا ثبورہم ۔ پس ان سب سے کہا جائیگا کہ آج ایک ثبور کو مت پکارو اور ثبور کثیر کو پکارو ۔ شیخ [illegible]
کہا کہ اسکو ابن جریر و ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا ولیکن صحاح ستہ والون مین سے کسی نے نہین روایت کیا [illegible]
سیوطی رح نے کہا کہ اسکو بزاز و بیہقی نے بھی روایت کیا اور اسکی اسناد صحیح ہی ۔ مترجم کہتا ہی کہ مین اسکی اسناد [illegible]
تا کہ ایک حدیث صحیح جو صحاح ستہ مین نہین ہی واسطے تفسیر کے مجاوے قال الامام احمد حدثنا عفان حدثنا حماد [illegible]
عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اول من یکسی حلۃ من النار ابلیس فیضعها علی حاجبیه [illegible]
من بعده و هو ینادی یا ثبوراه و ینادون یا ثبورهم حتی یقفوا علی النار فیقول یا ثبوراه و یقولون یا ثبورهم [illegible]
واحدا وادعوا ثبورا کثیرا قال السیوطی اسناده صحیح و نیز کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر [illegible]

[illegible] پکارنے ف — بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ جس حال مین تم پڑے یہ ایسی حالت و ایسی جگہ ہر کہ [illegible] ثبور نہین ہو بلکہ بہت ثبور ہین کیونکہ عذاب کے اقسام جو جہنم مین ہین وہ ایک قسم نہین بلکہ بہت اقسام ہین [illegible] اور نیز یہ بات ہو کہ عذاب ہر بار نیا ہوتا ہو لقولہ تعالے کلما نضجت جلودہم بدلناہم جلودا [illegible] کہال گل کر گر جاویگی تو اللہ تعالے بجاے اس کہال کے دوسری کہال بدل دیگا - اور اس کلام مین اشارہ [illegible] ہو ف — فی اشارات العرائس قولہ تعالے قالوا ما لہذا الرسول یاکل الطعام الآیہ - کافرون نے [illegible] تصور کر لیا اور اسکے واسطے کچھ شرف نہ دیکھا اسوجہ سے انکار کیا کہ یہ کیون رسول ہو اور ان کافرون [illegible] نہ آیا جو کشف ازل و ابد کا نور اٹھانے والا ہو یعنی رسول علیہ السلام کی روح پاکیزہ مقدس جو تمام اشیاء [illegible] سے پہلے حق عزوجل نے اسکو معاینہ فرمایا پس اسکی صورت ہوگئی جیسے موتی کی قندیل مین مصباح نور منور ہو پس [illegible] ازل سے روشن ہو اور روح اسکے نور صفت منور ہو پھر اسکی روح و صورت ایک قندیل ہوگئی واسطے انوار ذات [illegible] سے تمام عالم کے واسطے نورانی تجلی ہو پس جس بندہ کو اللہ تعالے نے لیاقت جنتی ہونے کی دی وہ رسول علیہ السلام [illegible] دیکھتا اور نور حق تعالی کو رسول علیہ السلام سے دیکھتا تھا تو اسکی نگاہ تو نور علی نور پر پڑتی تھی - شیخ جعفر رحمہ اللہ نے [illegible] کافرون نے رسول علیہ السلام مین تواضع و انبساط کو ایک عیب لگایا حالانکہ یہ نور علی نور تھا اور مخلوقات کے واسطے ہیبت کی [illegible] کا ایک فضل تھا - اور اللہ تعالے نے اظہار فرمادیا کہ کھانا و پینا و چلنا و حاجات کے واسطے سعی کرنا یہ کچھ نبوت و ولایت کے [illegible] ہو اسکو کوئی پیغمبر بھی صفت بشریت سے خالی نہین بھیجا گیا اسواسطے کہ بشریت تو صورت کی سواری ہو اور صورت سواری [illegible] کی اور قلب سواری عقل کی اور عقل سواری روح کی اور روح سواری معرفت کی ہو اور معرفت ایک قوت قدسیہ ہو [illegible] حق عزوجل سے ہو انتہی - خطیب نے لکھا کہ کلبی رح نے کہا کہ یہ سب عذاب جو مذکور ہوا ابوجہل وغیرہ ان کافرون کے [illegible] جنہون نے رسول علیہ السلام وغیرہ مین اعتراضات کیے تھے پھر اللہ تعالے نے کافرون کی حسرت اور مومنون کی منزلت بیان فرمائی

[illegible] ذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ۝ لَهُمْ
[illegible] بہتر یا باغ ہمیشہ رہنے کا جسکا وعدہ ملا پرہیز گارون کو وہ ہوگا انکا بدلا اور پھر جانیکی جگہہ انکو
فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ۝
[illegible] وہان ہی جو چاہین رہا کرین ہمیشہ ہوچکا تیرے رب کے ذمے وعدہ مانگا پہونچنا

[illegible] نے لکھا کہ کافرون کے واسطے جو صورت کی قباحت و بدشکلی و تنگی و زنجیرون مین جکڑا ہونا عذاب کے [illegible] کیا اور ثبور ہر طرح کی سختی و بربادی و خواری و ندامت کو شامل ہو تو اب مومنون کے واسطے ان سب [illegible] شرافت ذکر فرمائی - قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ کہ یہ جو کافرون کے [illegible] بہتر ہو یا جنت الخلد - خطیب وغیرہ نے ذکر کیا کہ قل خطاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو اور معنی یہ کہ [illegible] بہتر ہو یا جنت خلد [illegible] کے بیان سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ [illegible]

کی تفریح کے واسطے ہو چنانچہ تفسیر مین لکھا کہ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ جو ہم نے کافرون کی حالت [illegible]
یہ بہتر ہو یا جنت خلد - مترجم کہتا ہو کہ یہ معنی بھی اچھے ہین لیکن ہر حال مین مقصود یہی کہ کافرون کو ملامت [illegible]
کبیر وغیرہ سے نقل کیا کہ اگر پوچھا جاوے کہ یہ بات تو ظاہر ہو کہ جنت خلد بہتر ہو پھر استفہام سے کیا [illegible]
اس سے کافرون کو ملامت ہو اور ملامت کے موقع پر اسطرح استفہام اچھا موقع ہو جیسے آقا نے غلام [illegible]
راحت وآرام مین چین کرتا ہو پھر اُسنے سرکشی اختیار کی تو آقا نے اسکو مارا اور کہتا ہو کہ کیون سب اُسب [illegible]
اصفہانی رح نے کہا کہ جنت الخلد وہ کہ جسکی نعمتین کبھی منقطع نہ ہون - اگر سوال ہو کہ جنت تو اسی دار خلد کا [illegible]
مین کیا نکتہ ہو - جواب یہ کہ اس امر کا بیان ہو گیا کہ یہ جنت دار خلد ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہو کہ جنت لغت مین [illegible]
باغ کے معنی خیال نہ کیے جاوین بلکہ جنت دار خلود سمجھو - الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ یعنی وہ جنت خلد جسکا وعدہ دیا [illegible]
نے اپنے متقین بندون کو - كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً جو کہ ان متقیون کے واسطے جزاے ثواب ہو یعنی انکی نیکو کاری [illegible]
کا نیک ثواب ہو وَمَصِيرًا اور دنیا سے پھر کر انکے لیے مرجع ہو - اگر کہا جاوے کہ جنت تو عنقریب متقیون کے واسطے [illegible]
ہو جائیگی لیکن جب وے وہان پہونچ جاوین تب ہو گی - تو سیکون لہم جزاء ومصیرا - کے بجاے کانت لہم [illegible]
دیا گیا دو طرح اول یہ کہ جو اللہ تعالے نے وعدہ دیا ہو وہ ایسا یقینی واقع ہونے والا ہو گویا ہو گیا - دوم یہ کہ اللہ [illegible]
مین اُنکے واسطے بہت پہلے لکھدیا کہ جنت انکی جزاء ومصیر ہو گئی - مترجم کہتا ہو کہ تیسرا جواب عمدہ یہ ہو سکتا ہو کہ کانت [illegible]
بلکہ استمراری ہو یعنی جملہ فعلیہ نہین رہا بلکہ دائمی اسمیہ ہو یعنی جنت الخلد اُنکے واسطے جزاء ومصیر ہو پھر [illegible]
ہو گا جیسے کہتے ہین کہ جنت مومن کے واسطے ہو یعنی مستحق جنت کا مومن ہو یا جنت کو خصوصیت مومن کے ساتھ ہو - [illegible]
وہ کہ جس نے تقوی کیا اور اعلی درجہ یہ کہ شرک وگناہون دونون سے تقوی کیا اور ادنی درجہ یہ کہ صرف شرک سے تقوی [illegible]
انکہ قطعی اعتقاد کیا کہ الوہیت صرف اللہ تعالی ہی کے واسطے ہو یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اعتقاد رکھا تو ایسے شخص [illegible]
جنت ہو لَهُمْ فِيهَا ان متقیون کے واسطے جنت الخلد مین - مَا يَشَاءُونَ ہر وہ چیز ہو جو چاہین - یعنی جو کچھ [illegible]
جی چاہے اور اُنکو بھلا معلوم ہو - کھانا پینا ولباس وسواری ودیکھنے کی چیزین اور سواے اسکے وہ چیزین جو نہ کبھی [illegible]
نہ کسی کان نے سنین اور نہ کسی بشر کے دل پر انکا خطور ہوا ہو جیسا کہ حدیث صحیح مین وارد ہوا اور وے [illegible]
خٰلِدِيْنَ جب سے داخل ہون ہمیشہ رہنے والے ہین کبھی نہ موت ہو نہ تغیر ہو گا اور نہ کبھی نعمت [illegible]
اکتا وینگے چنانچہ فرمایا لا یبغون عنہا حولا - کبھی وہان سے دوسری جگہ تغیر نہین چاہینگے یعنی دنیاوی چیزون [illegible]
کہ کیسے ہی نعمت ہو سو دو سو برس ایک حال پر رہنے سے آدمی اُکتا جاتا ہو اور جنت الخلد کی کیفیت ایسی ہو [illegible]
اکتا ہی نہین اور ہمیشہ لذت جدید ہو - اگر کہا جاوے کہ پھر درجات کا تفاوت کیونکر ہو گا کیونکہ جب [illegible]
درجہ چاہین تو اُنکو ملیگا اور وے کیون نہ چاہین - جواب دیا گیا کہ اللہ تعالے نے یہ خطرہ اہل جنت [illegible]
جسم وخیالات پر اسکا قیاس ٹھیک نہین ہو پس اہل جنت ہر ایک اپنے درجہ مین نہایت مسرور ہو [illegible]
[illegible] ہر ایک کی استعداد ہو پس ہر ایک کو اسکی [illegible] حاصل ہو گی [illegible]

Marfat.com

[illegible] اہل جنت کے دلون مین یہ خطرہ نہین ڈالیگا کہ اپنے سے بڑھکر منزلت والے کا رتبہ حاصل کرین - اصل
[illegible] نے جنت مین کہا ہی کہ اللہ تعالےٰ اُنسے یہ خطرات دور فرما دیگا اور ہر ایک اپنی نعمت مین مسرور ہوگا - اور
[illegible] حدیث مین اسکا اشارہ ہی کیونکہ فرمایا ہی کہ ہر جنت والا یہ جانیگا کہ جو اُسکو حاصل ہی وہ کسی کو حاصل نہین ہی
[illegible] وہی جیسا مترجم نے اوپر اشارہ کیا - اور آیت مین تنبیہ ہی کہ تمام مرادات اور عیش راحت کا حصول سوائے
[illegible] ممکن نہین ہی - اگر وہم ہو کہ بہت سے بادشاہ وثروت والے اس دنیا مین راحت کامل تبلاتے ہین جواب یہ کہ
[illegible] نے راحت کے معنی ہنوز نہین خیال کیے ورنہ کبھی ایسا نہ کہتا کیونکہ ادنیٰ تکلیف اسکو کھانے و پیخانہ جانے کی
[illegible] فعل مشقت سے خالی نہین ہی اور توضیح یہ ہی کہ اس دنیا مین راحت ولذت کا حاصل ہونا فعل سے ہی کیونکہ عیش
[illegible] راحت اٹھائی اور یہ کیا اور وہ کیا غرضکہ بدون فعل کے یہان کوئی عیش و راحت خود نہین ہی اور یہ ادنیٰ درجہ ہی
[illegible] فعل بدون تکلیف نہین ہی تو یہان کسی طرح عیش صافی بدون تکلیف ممکن نہین ہی اور جس نے یہ نہین سمجھا اُسنے غلطی
[illegible] اور وجہ اسکی غلطی کی یہ ہوئی کہ لوگون کے فعلون مین فرق ہی بعض کے فعل مین مشقت زیادہ ہی اور بعض مین کم تو
[illegible] فعل مین سب سے کم ہی اُسکو گویا بدون تکلیف کے تصور کرلیا ہی جیسے مزدور کو کھانا ملنا اور بادشاہ کو ملنا حالانکہ بادشاہ
کو کھانا کھانے اور ہضم و پاخانہ وغیرہ کی بہت سی تکالیف جمع ہین اور سب سے بڑا عیب یہان یہ کہ کسی نعمت کو یہان خلود یعنی
ہمیشہ ہونا ثبوت نہین تو کوئی نعمت پوری نہین ہی اسی واسطے اہل جنت کے واسطے خالدین سے دوام نعمت کا سرور کامل دیدیا
كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا یعنی یہ جنت الخلد دوام ملنا ایک وعدہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور یہ وعدہ
اللہ تعالےٰ پر مسئول ہی - یعنی ضرور واقع ہوگا - چنانچہ ابن جریر رحمہ اللہ نے بعض علمائے عربیت سے نقل کیا کہ وعدا مسئولا کے
یہ معنی کہ واجبی وعدہ ہی - اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وعدا مسئولا یعنی مانگ لو جو مین نے تم کو وعدہ دیا ہی فوراً پورا
[illegible] - محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ نے کہا کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو ملائکہ اپنے رب عزوجل سے درخواست کرینگے کہ ربنا وادخلهم
جنات عدن التي وعدتهم - یعنی اے رب ہمارے اب اُنکو داخل کردے جنات عدن مین جو تو نے اُنکو وعدہ دیا ہی - ابو حازم رحمہ اللہ
نے فرمایا کہ قیامت کے روز مومنین عرض کرینگے کہ الٰہی ہم نے تیرے حکم پر عمل کیا اپنے فضل سے جو ہم کو وعدہ دیا ہی اُسکو پورا
کردے - خطیب رحمہ اللہ نے سراج مین لکھا کہ وعدا مسئول کے معنی مانگا ہوا وعدہ - اور علماء نے اختلاف کیا کہ مانگنے والے کون
لوگ ہونگے تو اکثر علماء کے قول پر معنی یہ ہین کہ مومنین نے دنیا مین اپنے رب عزوجل سے مانگا جب کہ کہا ربنا وآتنا ما وعدتنا على
رسلك الآیہ - اول یعنی اللہ تعالےٰ اس آیت مین فرماتا ہی کہ یہ جنت الخلد اُنکے واسطے ہی جو متقی ہین اور اسمین ہمیشہ رہینگے یہ وعدہ
[illegible] یعنی یہ وہ چیز ہی جو مومنون نے دنیا مین مانگی تھی اللہ تعالےٰ کے وعدہ کے موافق - پس حاصل یہ ہوا کہ یہ جنت الخلد وعدہ
[illegible] جو مومنین نے سوال کیا اور مانگا تھا یعنی رب عزوجل سے دعا مانگی تھی - حدیث مین ہی کہ جو کوئی تم مین سے کوئی دعا
مانگتا ہی جسمین [illegible] اسمین گناہ کی بات نہ ہو اور نہ قطع رحم ہو تو اللہ تعالےٰ ضرور اسکو تین باتون مین سے ایک بات عطا فرماتا ہی
یا اُسکی دعا کو تعجیل کرکے دنیا مین دیدیتا ہی یا اُسکے واسطے آخرت مین ذخیرہ کردیتا ہی یا اُسکے مثل اس بندہ پر سے کوئی بدی
[illegible] دیتا ہی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ پھر ہم تو بہت زیادتی کرینگے تو آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ تو سب سے زیادہ ہی یعنی اُسکی

عطار ونعمت بے انتہا ہی-حدیث مین ہی کہ قیامت کے روز مومن کو بلایا جائیگا پس اللہ تعالے فرماویگا کہ میرے بندے وہ عرض کریگا کہ ہان میرے رب پس فرماویگا کہ مین نے تجھے حکم دیا تھا [illegible] وعدہ دیا تھا کہ مین تیری دعار قبول کرونگا تو بھلا تو مجھ سے دعا کیا کرتا تھا خبردار ہو کہ تو نے کوئی [illegible] تیری دعار قبول کرلی بھلا یہ نہین ہوا تھا کہ تو نے فلان فلان روز بوجہ ایک غم کے جو تجھے لاحق ہوا تھا [illegible] کی تھی کہ تجھ سے وہ غم دور کردون سو مین نے تجھ سے وہ غم دور کردیا تھا تو بندہ عرض کریگا کہ ہان اے رب میرے [illegible] پھر فرماویگا کہ مین نے یہ دعار تیرے لیے دنیا مین تعجیل کردی یعنی جلدی پیشگی تجھے دیدی - اور تو نے مجھ سے فلان روز بوجہ ایک غم نازل ہونے کے دعا کی تھی کہ مین یہ غم تجھ پر سے دور کردون مگر تو نے اس غم سے خلاصی نہین [illegible] بندہ عرض کریگا کہ ہان اے رب میرے یون ہی ہوا تھا پس اللہ تعالی فرماویگا کہ مین نے اُسکے عوض تیرے واسطے جنت [illegible] ایسا اور ایسا انعام ذخیرہ کردیا ہی اور تو نے فلان فلان روز مجھ سے اپنی ایک حاجت پوری ہونے کی دعار کی تھی سو مین نے وہ تیری ضرورت پوری کردی بندہ عرض کریگا کہ ہان اے رب یون ہی واقع ہوا تو اللہ تعالے فرماویگا کہ مین نے وہ دعا تیرے لیے دنیا مین پیشگی کردی - اور تو نے مجھ سے دعا مانگی تھی فلان فلان روز اپنی ضرورت مین کہ مین وہ تیری حاجت روائی کردون مگر تو نے وہ اپنی حاجت روائی نہین پائی - بندہ عرض کریگا کہ ہان اے رب میرے یون ہی واقع ہوا تھا تو فرماویگا کہ مین نے اُسکے عوض تیرے لیے جنت مین ایسی اور ایسی نعمت ذخیرہ کردی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کوئی دعا جو بندہ مومن نے مانگی ہو اللہ تعالے اُسکو خالی نہین چھوڑیگا مگر آنکہ اُسکے واسطے بیان کردیگا یا یہ کہ اُسکے واسطے دنیا مین تعجیل کردی اور یا یہ کہ آخرت مین اُسکے لیے ذخیرہ کردیا ہی پس اس مقام پر مومن کہیگا کاش اُسکی کوئی دعار بھی اُسکو دنیا مین تعجیل کرکے نہ دی گئی ہوتی - مترجم کہتا ہی کہ اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہی - حدیث مین روایت ہی کہ تم لوگ دعار مین تعجیل مت کرو یعنی یہ مت مانگو کہ اسی دنیا مین جلدی ملجاوے کیونکہ دعار کے ساتھ کوئی برباد نہین ہوتا یعنی کسی کی دعار برباد نہین جاتی ہی - حدیث مین ہی کہ دعا کرو اللہ تعالے سے اس حالت کے ساتھ کہ تم کو قبول ہونے کا یقین ہو - روایت ہی کہ تم مین سے ہر ایک آدمی کی دعار قبول ہوتی ہی بشرطیکہ تعجیل نہ کرے کہے کہ مین نے دعار کی تھی وہ قبول نہ ہوئی - روایت ہی کہ برابر بندہ کی دعار قبول ہوتی ہی تا وقتیکہ دعا نہ کرے گناہ کی یا قطع رحم کی بشرطیکہ تعجیل نہ کرے - عرض کیا گیا یا رسول اللہ تعجیل کیونکر ہی فرمایا کہ یون کہنے لگے کہ مین نے دعار کی تھی مگر میری دعار قبول نہ ہوئی پس الگ ہو جاوے یعنی یہ خیال کرکے اُکتا کر دعار چھوڑ دے - سوچا ہیے کہ آدمی جب دعا کرے تو اُسکو قبولیت کا یقین کامل ہو - اقول حاصل یہ کہ مومنون نے جو قطعی یقین کے ساتھ جنت کی دعا کی تھی وہ مانگا ہوا وعدہ اللہ تعالے جنات الخلد دیکر پورا فرمادیگا پس بندہ مومن کے یقین کے ساتھ اسکا ملنا واجب ہی لہذا بعض علمار نے کہا کہ وعدہ مسئول یعنی [illegible] اور خطیب رحمہ اللہ نے بعد اسکے لکھا کہ بعض کے نزدیک یہ سوال بندون کی طرف سے بزبان حال ہوتا ہی یعنی گویا ان بندون نے اللہ تعالے کی طاعت مین محنت مشقت اٹھائی تو یہی اس سوال کے قائم مقام ہی - پھر اللہ تعالیٰ مشرکون کے معبودون کا عجز بیان فرماتا ہی-

يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَقُولُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ

پوجتے ہین اللہ کے سواے پھر اُنسے کہیگا کیا تمنے بہکایا میرے

هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ

راہ سے بولین گے تو پاک ہی ہمکو بن نہ آتا تھا کہ پکڑین

مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا

کوئی رفیق لیکن تو نے انکو برتنے دیا اور انکے باپ دادونکو یہانتک کہ بھول گئے یاد اور یہ تھے

قَوْمًا بُوْرًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا وَمَنْ يَّظْلِمْ

لوگ کھپنے والے سو تو وہ جھوٹھلا چکے تمکو تمھاری بات مین اب تم نہ پھیر دے سکتے ہو نہ مدد کر سکتے ہو اور جو کوئی تم مین گنہگار ہی

مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ۝

اُسکو ہم چکھا دین بڑی مار

اس آیت مین قیامت کے روز مشرکون کی ملامت کا بیان ہی کہ۔ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی قیامت کے روز جس دن کہ اللہ تعالے مشرکون کو اور اُنکے معبودون کو جنکو سواے اللہ تعالے کے پوجتے تھے حشر فرما دیگا۔ فَيَقُوْلُ تو اللہ تعالے اُنکے معبودون کو خطاب فرما دیگا کہ۔ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ کیا تم نے گمراہ کیا میرے ان بندون کو۔ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ یا انھون نے خود ہی راہ بھلا دی۔ ف یعنی مشرکون گمراہون کے مواجہ مین اللہ تعالے اُنکے معبودون سے بازپرس فرما دیگا کہ کیا تم نے میرے سواے اپنی عبادت کی طرف ان جاہلون کو بلایا تھا یا یہ خود بغیر تمھارے دعوت کے تمھاری عبادت کرکے راہ بھولے اور مقصود اس سے یہ کہ مشرکون کے معبود انکار کرین اور مشرک لوگ ندامت و حسرت سے مرین۔ جیسے نصرانیون کی ملامت کے واسطے حضرت عیسی علیہ السلام سے سوال ہوگا۔ کما قال تعالے اذ قال اللہ یا عیسی انت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ۔ یعنی اے عیسی کیا تو نے لوگون سے یہ کہا تھا کہ تم لوگ سواے اللہ تعالے کے مجھے اور میری مان کو دو الٰہ بنا لو۔ واضح ہو کہ مشرکون کے اقسام ہین بعضون نے بتون کو معبود بنایا اور بعضون نے ستارون کو اور بعض نے عیسی علیہ السلام کو اور بعض نے عزیر علیہ السلام کو معبود بنایا اور بہت سے یہود و نصاری نے احبار و رہبان کو اپنا رب بنا لیا اسطرح کہ جو دے کہین اُسی کی شریعت مانتے تھے پس سوال یہ کہ یہان کون معبود مراد ہین تو اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ مراد عاقل ہین شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا کہ مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ عیسی و عزیر و ملائکہ ہین۔ اس قول کے موافق ان لوگون سے یہ بازپرس ہوگی ولیکن اعتراض ہوا کہ ما یعبدون کے بجاے من یعبدون ہوتا کیونکہ اہل عقل کے واسطے تو صیغہ من ہی اور جواب دیا گیا کہ آنکی ذات مراد نہین بلکہ وصف معبود بنائے جانے کا مراد ہی جیسے کہتے ہین کہ ما زید یعنی کس صفت کا آدمی زید ہی۔ ولیکن اس قول پر لازم آتا ہی کہ یہ ملامت فقط انھین مشرکون پر رہے جنھون نے عیسی یا عزیر یا ملائکہ کو معبود بنایا تھا اور باقی مشرکون پر نہ ہو۔ قول دوم یہ کہ مراد مطلق معبودین ہین ولیکن سوال و جواب دینے والے انبیاء علیہم السلام کے ہونگے اور جب یہ لوگ انکار کرینگے اور مشرکون سے بیزار رہینگے تو بتون کے

Marfat.com

پوجنے والے تو نادم و شرمندہ ہونگے اور مایعبدون لفظی رعایت عیسیٰ و عزیر و ملائکہ کی طرف ... [illegible]
گئے ہین - قول سوم یہ کہ مراد عاقل و غیر عاقل سب ہین اور سب سے یہ سوال ہوگا اسلئے کہ مایعبدون ... [illegible]
یعنی عاقل کو بھی کہتے ہین اور غیر عاقل کو بھی کہتے ہین اور اسیطرح کلمہ ما کے معنی بھی عام ہین تو ... [illegible]
عبادت مشرکون نے کی خواہ وہ عاقل ہون یا غیر عاقل ہون اللہ تعالیٰ سب کو حشر فرماویگا اور ... [illegible]
سوال یہ ہوتا ہی کہ بتون وغیرہ جمادات سے یہ سوال و جواب کیونکر صحیح ہوگا تو جواب دو طرح ہے ... [illegible]
سے جو عاقل ہین وے تو بزبان مقال جواب دینگے اور جو بتون کی طرح ہین وے بزبان حال جواب دینگے ... [illegible]
بولنے کی طاقت نہین تو بھلا ہم کیونکر انکو اپنی عبادت کرنے کو کہتے - دوسرا جواب تحقیقی یہ کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ... [illegible]
مسخر ہی تو جیسے آدمی کے ہاتھ و پاؤن وغیرہ اسپر بدکاریون کی گواہی دینگے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ... [illegible]
جواب دینگے جس سے انکی پرستش کرنے والے ندامت و حسرت سے مرین - قَالُوْا سُبْحٰنَكَ کہینگے کہ ای رب ہمارے
تو پاک ہی تیرے ہی واسطے ہی یعنی تیرے ساتھ کوئی شریک نہین ہو سکتا - مَاكَانَ يَنْبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ
ہم کو کہان سے صحیح ہوتا کہ ہم بناوین سوائے تیرے ارادت سے اولیاء - ف یعنی بغیر تیرے ارادہ و قدرت کے ہم کو
کہان سے اختیار تھا کہ ہم اپنے اولیاء پرستش کرنے والے بناوین جو تجھے چھوڑ کر ہماری پرستش کرین پس انبیاء و ملائکہ تو معصوم
ہین اور اصنام مجبور معذور ہین - خلاصہ غرض یہ کہ ای رب تو شرک سے پاک ہے الوہیت و قدرت تو تیرے ہی واسطے ہی
پس ہم کو کہان سے الوہیت ملی جو ہم ایسا کرتے - شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا کہ جمہور کی قرارت یہان نتخذ بفتح نون
ہے بمعنی ہم بناوین اور حاصل یہ کہ یہ سب معبودین جواب دینگے کہ ای رب تو پاک ہی اور ہم ہون یا یہ مشرکین ہون
تمام خلائق مین سے کسی کو یہ اختیار نہین ہو سکتا کہ سوائے تیرے کوئی بھی کسی کو اولیاء بناوے جن کی عبادت کرے
کیونکہ یہ باطل ہی تو ہم نے ہرگز اُن کو اپنی عبادت کی طرف نہین بلایا اور نہ ہم اس پر راضی ہوے اور ہم تو ان سے اور
ان کی عبادت سے بیزار ہین اور تو پاک پروردگار خوب علیم و خبیر ہی تو نادانی وغیرہ سب سے پاک ہی تو خوب جانتا ہی
کہ ہم لوگ سچے ہین اور ان مشرکون نے اپنی خوشی سے شرک کیا ہی جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قولہ ہم کما قال تعالیٰ
ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی - یعنی اگر مین نے کہا ہو تو خوب جانتا ہی تو جو میرے دل مین ہی وہ جانتا ہی - لیکن
بعضون کی قرارت نتخذ بضم نون ہی بمعنی ہم بنائے جاوین یعنی ای رب تو پاک ہی ہم کہان سے اس لائق ہین کہ سوائے
تیرے ہم معبود بنائے جاوین کیونکہ ہم تو تیرے بندے محتاج ہین - اس قرارت کے معنی بھی قریب اول کے ہین - اول
یہ قرارت نتخذ بضم نون کے مشہور نہین ہی اور ابو عبیدہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ قرارت جائز نہین ہی اور یہی قول ... [illegible]
علمائے معانی مین سے ہین ۱۲
معانی مانند ابو عمرو بن العلاء اور عیسیٰ بن عمر کا ہی اس لیے کہ آیت مین من دو جگہ ہی من دونک من اولیاء
بضم نون کے قرارت صحیح ہوتی تو فقط نتخذ من دونک اولیاء - ہوتا بدون من کے - اور بعض نے جواب ... [illegible]
من ضرور نہ تھا و لیکن زائدہ ہی اور فائدہ اسکا یہ کہ تنکیر ہو یعنی ہم لائق نہ تھے کہ ہم بنائے جاوین ... [illegible]
کسی قسم کے ولی - تو فائدہ یہ ہوا کہ انھون نے ہر طرح کی ولایت اپنی ذات سے ... [illegible]

[illegible] ہر - اگر کہا جاوے کہ پھر کیا شریعت مین کسی قسم کی ولایت بندون کے درمیان آپس مین ایک [illegible] ہی ہو جیسا کہ شرع مین نکاح کا ولی اور دیگر عقود مین ولی ہوتے ہین جواب دیتا ہون کہ یہ تو اللہ تعالی کی ولایت [illegible] شرع مین مقرر کیا ہر اور تحقیق یہ ہوئی کہ درحقیقت ولایت سواے اللہ تعالے کے کسی کی نہین ہی ولیکن اللہ تعالے [illegible] باپ کو اسکے بیٹے کے واسطے ولی کر دیا ہر تو یہ اللہ تعالے کے حکم کی پابندی ہر نہ آنکہ باپ درحقیقت کچھ ہو گیا بلکہ شرع مین [illegible] اسکی فرمانبرداری کرنے کو باپ و اسکے بیٹے دونون کو حکم دیا پس یہ دونون درحقیقت حکم الٰہی کے فرمانبردار ہوے [illegible] اور ولی درحقیقت اللہ تعالی ہر لہذا آیت مین یہ معنی ہوے کہ ہم لوگ کچھ ولی نہین ہین تو خلائق مین سے کسی کو یہ لیاقت ہی نہین کہ سواے تیرے دوسرے کو ولی بنا دے تو ان مشرکون نے بیجا طور پر ہم کو خود بنا لیا ہر بس ہم نے انسے کچھ نہین کہا۔ وَلٰكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ ولیکن اے رب تونے ان لوگون کو اور آنکے باپ دادون کو متمتع کیا یعنی درازعمرین انپر تیرے احسان و نعمت مین گذرین۔ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ یہانتک کہ انھون نے ذکر بھلا دیا۔ ف ذکر یا تو عہد ازل و توحید الٰہی ہر کہ آسکو بھلا دیا اور دنیاوی عمر دراز و نفس و شہوات مین پڑ گئے یا جیسے شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ جو ذکر تونے اپنے رسولون پر بھیجا جسمین عبادت توحید الٰہی کا ارشاد ہر وہ انھون نے بھلا دیا۔ وَكَانُوْا اور تھے یہ لوگ تیرے علم قدیم مین قَوْمًا بُوْرًا قوم ہلاک کیے ہوے حسن بصری و زہری نے کہا کہ بور یعنی انمین کچھ بھلائی نہ تھی۔ حاصل یہ کہ اے رب تو اپنے علم قدیم سے جانتا ہر کہ یہ قوم ایسی تھی کہ انمین سواے بدی کے بھلائی نہ تھی۔ ف ابن عباس رض نے بور کو معنی ہلاک لیا اور معنی یہ کہ یہ قوم ایسی تھی جو شرک و کفر مین ہلاک ہوئی اور اسمین واحد و جمع یکسان آتا ہر اور بعض نے کہا کہ واحد اسکا بائر ہر جیسے کہتے ہین کہ رجل بائر ہر اور قوم بور ہر۔ بعض نے کہا کہ بوار یعنی فساد ہر یعنی یہ قوم بگڑی ہوئی خراب تھی اور بعض نے کہا کہ بوار الارض یعنی زمین جسمین کچھ پیدا نہ ہو تو معنی یہ کہ اس قوم مین کچھ بھلائی نہ تھی۔ بالجملہ اس سے تمام مشرکون کا رد ہو گیا جو سواے اللہ تعالے کے دوسرون کی پوجا کرتے ہین اور آنکو اپنا اولیاء بناتے ہین کہ آنکے دین و دنیا کے کامون کے سرپرست و سنوارنے والے یہی ہین لہذا مشرکون سے بعد اسکے کہا جائیگا۔ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ سو تمھارے معبودون نے تمکو جھٹلا دیا اس بات مین جو تم کہتے ہو۔ یعنی تم جو آنکی عبادت کرتے اور کہتے ہو کہ ہمارے اولیاء دین و دنیا مین ہمارے مددگار و سرپرست و ہمارے کام بنانے والے ہین اسمین انھون نے صاف بیزاری کی اور تم کو گمراہ بتلایا اور عبادت و قدرت والوہیت سواے اللہ تعالے کے کسی مین نہین رکھی۔ وقد قال تعالے ومن اضل ممن یدعو من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وہم عن دعائہم غافلون واذا حشر الناس کانوا لہم اعداء وکانوا بعبادتہم کافرین۔ یعنی کون بڑھکر گمراہ بھٹکا ہوا ہوگا اس سے جو ایسے لوگون کو پکارتا ہے سواے اللہ تعالے کے جو آسکو قیامت تک جواب نہ دینگے اور وے آنکی پکار سے غافل ہین اور جب لوگون کا حشر کیا جائیگا تو یہ ان پکارنے والون کے دشمن ہونگے اور آنکی پرستش کرنے سے منکر ہونگے۔ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا پس نہ تم استطاعت رکھتے ہو پھیرنے کی یعنی عذاب الٰہی جو مشرکون پر ہوگا آسکے پھیرنے کی اور نہ اپنی مدد [illegible] ابن کثیر رح نے کہا اور نہ اپنی جانون کی مددگاری کی۔ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ اور جس نے تم مین سے یعنی شرک [illegible] نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا تو ہم آسکو بہت بڑا عذاب چکھا دینگے۔ ف کوئی شخص اس عذاب کو

Marfat.com

مشرکون پر سے پھیر نہین سکتا ہی۔ یعنی اول تو کوئی مشرکون کا دوست ہی نہ ہو [illegible]
اُنکو معلوم ہوگا کہ یہ لوگ مشرک ہین اور اگر کوئی دوست ہوتا تو کسی بن الوہیت نہین [illegible]
پھیر سکے۔ اور ایک قرارت مین فما یستطیعون بیائے مثناۃ ہو تو معنی یہ کہ تمہارے معبود نہین [illegible]
پھیرین اور نہ تمہاری مدد کرین۔ اور جو شرک کرے تم مین سے ہم اُسکو سخت عذاب دینگے [illegible]
مرکر قیامت مین مشرک آیا اُسکو عذاب ہوگا جہان کوئی اُسکو دفع نہین کرسکتا ہی پس ظاہر ہوا کہ [illegible]
تھے محض باطل و انجام کو عذاب ہی اور مشرکین اُسی کے پیچھے توحید الٰہی سے منکر اور رسول علیہ السلام [illegible]
حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عین ہدایت پر ہین

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ

اور جتنے بھیجے ہمنے تجھسے پہلے رسول سب کھاتے تھے کھانا اور پھرتے تھے بازارون مین

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ؏ ١١

اور ہمنے رکھا ہی تم مین ایک دوسرے کے جانچنے کو دیکھین ثابت رہتے ہو اور تیرا رب سب دیکھتا ہی

پھر یہ جو کافرون نے رسول علیہ السلام پر اعتراض کیا تھا کہ وہ تو کھاتا و بازارون مین پھرتا ہی تو اُسکو باطل کیا اس نقلی دلیل سے
کہ رسول کا آنا متواتر ہی بقولہ تعالے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ یعنی کوئی امت ایسی نہین گذری جسمین رسول [illegible]
نہ بھیجا گیا ہو پس ہرامت اس امر کی شاہد ہی کہ ہم مین ایک مرد مدعی رسالت و نبوت آیا تو ان لاکھون امتون کی شہادت متواتر قطعی ہوئی
کہ رسالت ہمیشہ سے چلی آتی ہی۔ اور جو رسول آیا وہ بشر کی جنس سے تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول بشر ہین لہذا فرمایا وَمَآ
اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور کوئی نہین بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے مرسلین مین سے اِلَّآ اِنَّهُمْ مگر [illegible]
ساتھ کہ وہ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ضرور کھانا کھاتے اور بازارون مین [illegible]
ف جب ہر قوم مین جو رسول ہوا وہ بھی بشر ہوا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلا اعتراض کے رسول ہین۔ اور [illegible]
مین تجارت وغیرہ کے لیے چلنا پھرنا اور دیگر ضروریات کا انصرام کچھ اُنکے علوے شان کے منافی نہین [illegible]
نبوت و رسالت مین فرق نہین آتا بلکہ یہی اُنکا کمال ہی کہ باوجود ان امتحانات کے شرائع الٰہیہ پر مستقیم [illegible]
انہین صفات جمیلہ و اخلاق حسنہ و معجزات باہرہ و دلائل ظاہرہ ایسے رکھدیے تھے کہ ہر شخص جسکو کچھ [illegible]
کہ یہ معالی و مکارم سوائے سچے رسول الٰہی کے کسی جھوٹے شخص مین جمع نہین ہوسکتے ہین وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً
اور ہم نے تمہارے بعض کو بعض کے واسطے فتنہ کر دیا۔ یعنی بعض کو امتحان مین ڈالا دوسرے بعض سے [illegible]
کی طاعت کرنے والا اور کفر و معصیت کرنے والا ظاہر ہو جاوے۔ اَتَصْبِرُوْنَ کیا تم صبر کرتے [illegible]
وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا اور تیرا رب بصیر ہی۔ وہ خوب جانتا ہی کہ کون شخص مستحق [illegible]
اس لائق کہ اُسکو رسول سے ہدایت ہو اور کون اس لائق کہ وہ کفر و انکار مین ہلاک ہو [illegible]
بعضکم لبعض الخ۔ کی تفسیر مین کہا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ اگر مین چاہتا۔ اموال و دولت [illegible]

[illegible] چاہتا تو مین ایسا کرتا یعنی چاہتا تو ایسا کرتا ولیکن مین نے چاہا کہ رسولون کے [illegible] وہ ہر ایک کے انجام سے خود علیم بصیر ہی۔ صحیح مسلم مین عیاض بن حمار رض سے مرفوع روایت [illegible] یعنی ای محمد مین تجھے امتحان مین ڈالنے والا اور دوسرون کو تیری وجہ سے امتحان [illegible] امام احمد مین آنحضرت صلعم سے روایت ہی کہ اگر مین چاہون تو اللہ تعالے میرے ساتھ سونے وچاندی [illegible] صحیح مین حضرت صلعم سے روایت ہی کہ جسمین بیان ہی کہ حضرت صلعم کو اختیار دیا گیا کہ نبی بادشاہ ہون یا نبی [illegible] رسول ہونا اختیار کیا۔ کذافی تفسیر الشیخ رح ف ــــ یہ خطاب بعضکم لبعض کا عام ہی تمام لوگون کو [illegible] اور اسمین آنحضرت صلعم کو تسلی وتسکین ہی کیونکہ باوجودیکہ آپ تمام مخلوقات سے اشرف ہین پھر بھی نہایت [illegible] ابوجہل وغیرہ کے مقابلہ مین آزمایش مین ڈالے گئے حتی کہ بہت صورتون مین ابوجہل کی بات بڑھی رہی تو اس [illegible] حضرت صلعم کو تسکین دیدی کہ یہ معاملہ صرف امتحان ہی اور انجام ہر ایک کا اور ہر ایک کی منزلت تیرے رب علیم [illegible] ہی پھر لوگون مین سے بعض کے واسطے بعض فتنہ ہین چنانچہ تندرست کو مریض کا فتنہ کیا اور تونگر کو فقیر کا [illegible] یعنی مریض شکایت رکھتا ہی کہ مین تندرست کی طرح کیون نہ ہوا اور تندرست کو حکم ہی کہ مریض کی خدمت کرے اور اسکی [illegible] نہ کرے اور اپنی تندرستی کا شکریہ کرے پھر اگر مریض بھی اپنے رب عزوجل کا شکر گذار ہو شکوہ نہ کرے تو وہ تندرست [illegible] افضل ہی اور اسیطرح فقیر شاکی ہوتا ہی کہ مثل تونگر کے کیون نہ ہوا اور حسد کرتا ہی ودیگر مذموم اخلاق کا برتاو ہوتا ہی اور تونگر اسکے ساتھ حقارت کا برتاو اور تکبر وغیرہ کرتا ہی پس اگر فقیر خود شکر گذار رہا اور کسی تونگر پر اسکو حسد وغیرہ نہ ہو تو وہ افضل ہی اور جو تونگر کہ فقیرون کے ساتھ تکبر نہ کرے اور حقارت نہ کرے اور فقیرون کے ساتھ مواسات ودستگیری کرے [illegible] اور اسی قسم سے جب قریش کے فقیر لوگ ایمان لائے تو تونگرون نے تکبر سے انکی برابری منظور نہ کی غرضکہ [illegible] مین اقسام وانواع کے باہم امتحان وابتلاء کا بیان ہی اور ثعلبی رح نے ابوالدردار رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ویل للعالم من الجاہل الحدیث یعنی عالم کی بربادی جاہل سے ہی اور جاہل کی بربادی عالم سے ہی اور مالک کی بربادی مملوک سے ہی اور مملوک کی بربادی مالک سے ہی اور قوی کی بربادی ضعیف سے ہی اور ضعیف کی بربادی قوی [illegible] اور سلطان کی بربادی رعیت سے ہی اور رعیت کی آفت سلطان سے ہی بعض تمہارے بعض کے واسطے فتنہ ہین۔ [illegible] ہی کہ مراد یہی امتحان ہی تو عالم کو مثلاً جاہل کے ساتھ اللہ تعالے کے حکم کے موافق برتاو کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالے کے [illegible] ہوا اور جاہل کے حقوق ادا ہون ولیکن ان حقوق مین بہت کچھ قصور ہوتا ہی ایسے ہی جاہل پر جو حقوق عالم [illegible] ہین اسمین بھی ایسا ہی برتاو اسکے ذمہ ہی اور اسی پر باقیون کو قیاس کرو اور مراد بربادی سے دنیاوی انتظام کی [illegible] تو ان لوگون کی جسطرح گذرین گذریگی ولیکن آخرت مین اس امتحان مین جیسے برتاو ہوا ہی اسمین مبتلا ہونا [illegible] رسولون کو تو ان لوگون سے امتحان کیا جنکی طرف بھیجے گئے کہ کیسے رسالت پہونچاتے [illegible] ادا کرتے [illegible] ایذا پر صبر کرتے ہین۔ اور رسولون سے ان لوگون کو امتحان کیا پس جو لوگ رسول کے [illegible] کے بارہ مین ساحر وشاعر وغیرہ محض بیہودہ الفاظ استعمال

مشرکون پر سے پھیر نہین سکتا ہی یعنی اول تو کوئی مشرکون کا دوست ہی نہ ہوگا ... انکو معلوم ہوگا کہ یہ لوگ مشرک ہین اور اگر کوئی دوست ہوتا تو کسی بین الوہیت نہین ہی جسکی ... پھیر سکے - اور ایک قرارت مین فما تستطیعون بیاء تحتیہ ہی تو معنی یہ کہ تمہارے معبود نہین استطاعت ... پھیرین اور نہ تمہاری مدد کرین - اور جو شرک کرے تم مین سے ہم اسکو سخت عذاب دینگے ... مرکر قیامت مین مشرک آیا اسکو عذاب ہوگا جہان کوئی اسکو دفع نہین کرسکتا ہی پس ظاہر ہوا کہ یہ شرک ... نرے محض باطل و انجام کو عذاب ہی اور مشرکین اُسی کے پیچھے توحید الٰہی سے منکر اور رسول علیہ السلام ...

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عین ہدایت پر ہین

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ

اور جتنے بھیجے ہمنے تجھسے پہلے رسول سب کھاتے تھے کھانا اور پھرتے تھے بازارون مین

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝ ع ۱۱

اور ہمنے رکھا ہی تم مین ایک دوسرے کے جانچنے کو دیکھین ثابت رہتے ہو اور تیرا رب سب دیکھتا ہی

پھر یہ جو کافرون نے رسول علیہ السلام پر اعتراض کیا تھا کہ وہ تو کھاتا و بازارون مین پھرتا ہی تو اسکو باطل کیا اس قطعی دلیل سے کہ رسول کا آنا متواتر ہی بقولہ تعالے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر - یعنی کوئی امت ایسی نہین گذری جسمین رسول ڈرسنانیوالا نہ بھیجا گیا ہو پس ہر امت اس امر کی شاہد ہی کہ ہم مین ایک مرد مدعی رسالت و نبوت آیا تو لاکھون امتون کی شہادت متواتر قطعی ہی کہ رسالت ہمیشہ سے چلی آئی ہی - اور جو رسول آیا وہ بشر کی جنس سے تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول بشر ہین بتلا دیا - وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور کوئی نہین بھیجا ہم نے تجھسے پہلے مرسلین مین سے - اِلَّآ اِنَّهُمْ مگر یہی شان ساتھ کردے - لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ضرور کھانا کھاتے اور بازارون مین پھرتے چلتے تھے

ف — جب ہر قوم مین جو رسول ہوا وہ بھی بشر ہوا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلا اعتراض کے رسول ہین - اور پہلے کا کھانا بازارون مین تجارت وغیرہ کے لیے چلنا پھرنا اور دیگر ضروریات کا انصرام کچھ اُنکے علو شان کے منافی نہین ہی اور ... نبوت و رسالت مین فرق نہین آتا بلکہ یہی اُنکا کمال ہی کہ باوجود ان امتحانات کے شرائع الٰہیہ پر مستقیم اور قائم رہے پھر اللہ تعالے نے انمین صفات جمیلہ و اخلاق حسنہ و معجزات باہرہ و دلائل ظاہرہ ایسے رکھدیے تھے کہ ہر شخص جسکو کچھ بھی ... کہ یہ معالی و مکارم سوائے سچے رسول الٰہی کے کسی جھوٹے شخص مین جمع نہین ہوسکتے ہین - وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اور ہم نے تمہارے بعض کو بعض کے واسطے فتنہ کردیا - یعنی بعض کو امتحان مین ڈالا دوسرے بعض سے تاکہ ... کی طاعت کرنے والا اور کفر و معصیت کرنے والا ظاہر ہوجاوے - اَتَصْبِرُوْنَ کیا تم صبر کرتے ہو ... وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا اور تیرا رب بصیر ہی - وہ خوب جانتا ہی کہ کون شخص مستحق ... اس لائق کہ اسکو رسول سے ہدایت ہو اور کون اس لائق کہ وہ کفر و انکار مین ہلاک ہو ... بعضکم لبعض الخ - کی تفسیر مین کہا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ اگر مین چاہتا - اموال و دولت ...

Marfat.com

[illegible] ساتھ چلین تو مین ایسا کرتا یعنی چاہتا تو ایسا کرتا ولیکن مین نے چاہا کہ رسولون کے
[illegible] لاؤن وہ ہر ایک کے انجام سے خود علیم بصیر ہی صحیح مسلم مین عیاض بن حمار رض سے مرفوع روایت
[illegible] یعنی ای محمد مین تجھے امتحان مین ڈالنے والا اور دوسرون کو تیری وجہ سے امتحان
[illegible] مین آنحضرت صلعم سے روایت ہی کہ اگر مین چاہون تو اللہ تعالے میرے ساتھ سونے وچاندی
[illegible] صحیح مین حضرت صلعم سے روایت ہی کہ جسمین بیان ہی کہ حضرت صلعم کو اختیار دیا گیا کہ نبی بادشاہ ہون یا نبی
[illegible] رسول ہونا اختیار کیا۔ کذافی تفسیر الشیخ رح ف ـــ یہ خطاب بعضکم لبعض کا عام ہی تمام لوگون کو
[illegible] ہی اور اسمین آنحضرت صلعم کو تسلی وتسکین ہی کیونکہ باوجودیکہ آپ تمام مخلوقات سے اشرف ہین پھر بھی نہایت
[illegible] ابوجہل وغیرہ کے مقابلہ مین آزمایش مین ڈالے گئے حتی کہ بہت صورتون مین ابوجہل کی بات بڑھی رہی تو اس
[illegible] حضرت صلعم کو تسکین دیدی کہ یہ معاملہ صرف امتحان ہی اور انجام ہر ایک کا اور ہر ایک کی منزلت تیرے رب علیم
[illegible] ہی پھر لوگون مین سے بعض کے واسطے بعض فتنہ ہین چنانچہ تندرست کو مریض کا فتنہ کیا اور تونگر کو فقیر کا
[illegible] مریض شکایت رکھتا ہی کہ مین تندرست کی طرح کیون نہ ہوا اور تندرست کو حکم ہی کہ مریض کی خدمت کرے اور اسکی
[illegible] نہ کرے اور اپنی تندرستی کا شکریہ کرے پھر اگر مریض بھی اپنے رب عزوجل کا شکر گذار ہو شکوہ نہ کرے تو وہ تندرست
[illegible] بہت افضل ہی اور اسیطرح فقیر شاکی ہوتا ہی کہ مثل تونگر کے کیون نہ ہوا اور حسد کرتا ہی ودیگر مذموم اخلاق کا برتاو ہوتا ہی
اور تونگر اسکے ساتھ حقارت کا برتاو اور تکبر وغیرہ کرتا ہی پس اگر فقیر خود شکر گذار رہا اور کسی تونگر پر اسکو حسد وغیرہ نہ ہو تو وہ
[illegible] ہی اور جو تونگر کہ فقیرون کے ساتھ تکبر نہ کرے اور حقارت نہ کرے اور فقیرون کے ساتھ مواسات ودستگیری کرے
[illegible] اور اسی قسم سے جب قریش کے فقیر لوگ ایمان لائے تو تونگرون نے تکبر سے انکی برابری منظور نہ کی غرضکہ
[illegible] اجمال مین اقسام وانواع کے باہم امتحان وابتلاء کا بیان ہی اور ثعلبی رح نے ابوالدرداء رض سے روایت کی کہ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا ویل للعالم من الجاہل الحدیث یعنی عالم کی بربادی جاہل سے ہی اور جاہل کی بربادی عالم سے ہی اور مالک
[illegible] مملوک سے ہی اور مملوک کی بربادی مالک سے ہی اور قوی کی بربادی ضعیف سے ہی اور ضعیف کی بربادی قوی
[illegible] سلطان کی بربادی رعیت سے ہی اور رعیت کی آفت سلطان سے ہی بعض تمہارے بعض کے واسطے فتنہ ہین۔
[illegible] مراد یہی امتحان ہی تو عالم کو مثلاً جاہل کے ساتھ اللہ تعالے کے حکم کے موافق برتاو کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالے کے
[illegible] جاہل کے حقوق ادا ہون ولیکن ان حقوق مین بہت کچھ قصور ہوتا ہی ایسے ہی جاہل پر جو حقوق عالم
[illegible] مین بھی ایسا ہی برتاو اسکے ذمہ ہی اور اسی پر باقیون کو قیاس کر اور مراد بربادی سے دنیاوی انتظام کی
[illegible] ان لوگون کی جسطرح کرین گذریگی ولیکن آخرت مین اس امتحان مین جیسے برتاو ہوا ہی اسمین مبتلا ہونا
[illegible] رسولون کو تو ان لوگون سے امتحان کیا جنکی طرف بھیجے گئے کہ کیسے رسالت پہونچاتے
[illegible] ادا کرتے اور انکی باتون پر صبر کرتے ہین۔ اور رسولون سے ان لوگون کو امتحان کیا پس جو لوگ رسول کے
[illegible] مین مبتلا ہی سے نکلے اور باتون نے رسولون کے بارہ مین ساحر وشاعر وغیرہ محض بیہودہ الفاظ استعمال

کیے۔ مقاتل رح نے کہا کہ نزول آیت کا دربارہ ابوجہل اور ولید بن عقبہ و عاص و نضر
دیکھا کہ ابوذر و ابن مسعود و عمار و بلال و صہیب و عامر بن فہیرہ جنکو اپنے سے بہت حقیر جانا
کیا اگر یہ اسلام اچھا ہوتا تو یہ لوگ ہم سے پیشقدمی کرتے۔ کیونکہ اب اگر ہم اسلام لاتے ہین تو پیچھے
بیہودہ آواز نکالی اور فتنہ مین ہلاک ہوے۔ بعض علماء نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ ہم نے رسول کو فتنہ کر
اگر ہم رسول کو صاحب مال و خزانہ و باغات و املاک کرتے تو اس دنیاوی لالچ کے واسطے سب ہی کافر
اسی چیز کے واسطے جیسے مسلمان ہوے ہین کچھ خلوص اللہ تعالی کے واسطے نہ ہوتا لہذا ہم نے رسول کو فقیر محتاج کیا تاکہ جنھے اتباع
کی وہ خالص اللہ تعالے ہی کے واسطے اتباع کی تھی اسمین کچھ دنیاوی طمع کا حصہ و کچھ لگاؤ نہین تھا۔ بالجملہ اس امتحان مین چاہیے
کہ صبر کرین۔ مترجم کہتا ہے کہ یہی تفسیر بہت نفیس اور معنی بہت بلیغ ہین اور شان نبوت و ایمان کی نورانیت ایک خاص معنی تھے کہ
جیسے یہ مخلصین صحابہ رضہ ایمان لائے کیونکہ دنیا اور مال کا تو یہان نام بھی نہین تھا بلکہ اپنے اموال و گھربار چھوڑکر کافرون کی بیہودہ
باتون و ایذاؤن پر صبر کرتے تھے۔ روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تم مین سے کسی کی نگاہ ایسے شخص پر پڑے جسکو اسپر مال
وجسم مین فضیلت دی گئی ہے تو چاہیے کہ وہ ایسے شخص پر نگاہ کرے جو مال وجسم مین اُس سے کمتر ہو اور صحیح بخاری مین حدیث ہے کہ
تم اپنے سے نیچون کو دیکھو اور اپنے سے اونچون کو مت دیکھو یہی قریب تر ہے کہ تم اپنے اوپر اللہ تعالے کی نعمتون کی حقارت نہ کرو
یعنی جب اپنے سے نیچے کو دیکھا تو اللہ تعالے کا شکر کریگا کہ تو نے مجھے اس سے بڑھکر نعمتین دی ہین۔ ف۔ فی اشارات
العرائس قولہ تعالے وما ارسلنا قبلک من المرسلین الآیہ۔ یہ اللہ تعالے کی عادت اپنی مخلوقات مین جاری ہے اور انبیاء و اولیاء
بھی مخلوقات کے ساتھ بشر ہونے مین شریک ہین ولیکن معرفت و محبت یعنی کمال مین فرق ہے۔ شیخ جعفر رح نے کہا کہ رسول کا ظاہر
تو مخلوق کے ساتھ رکھا گیا اور باطن مین وہ مشاہدہ حق عزوجل مین رہے۔ قولہ وجعلنا بعضکم لبعض فتنہ۔ تونگر فتنہ فقیر مین اور
معرفت والے علماء سے جہالت والے جہلاء منکر ہوتے اور بدگوئی کرتے ہین یہ باہم فتنہ مین مبتلا ہین اور بکر از ل کے دن مین پہلے
ہوے ہین اور انہین سے ہدایت پروہ ہے جسکو اللہ تعالے نے ہدایت دیدی۔ قولہ اتصبرون وکان ربک بصیرا۔ شیخ قاسم رح نے
کہا کہ یعنی آپس مین ایک دوسرے پر نظر کرنے سے صبر کرو۔ گویا جس نظر مین فتنہ ہو اُس سے نظر اٹھانے کا حکم دیا ہے۔ شیخ حسین رح
نے کہا کہ ہر شخص کو ایک لباس فانی پہنا دیا گیا ہے یہ لباس اس سے کبھی دور نہین ہو سکتا اور اس سے کوئی بچ نہین سکتا سوائے
ایسکے جسکو اللہ تعالے نے اپنے حفظ مین معصوم کر دیا ہو اور یہ اختیاری احوال نہین ہے بلکہ اضطراری حالت ہے کہ اولاد وغیرہ
مین منہمک ہوتا ہے۔ شیخ واسطی رح نے کہا کہ جو چیز موجود کی وہ امتحان فتنہ کے واسطے اور جو چیز گم کر دی وہ بھی امتحان فتنہ ہے
اور حق تعالی علیم حکیم ہے

وَلہ الحمد فی الاول والآخر تم الجزء الثامن عشر ویتلوہ التاسع عشر

من قولہ تعو وقال الذین الحمد للہ رب العٰلمین